

## عقیدہ ختم نبوت اور فکر اقبال

پروفیسر محمد الیاس اعظمی

مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال (متوفی ۱۹۳۸ء) برصغیر کی وہ عبقری اور نادروں کا شخصیت تھے کہ جن کو عین حیات اور بعد از مرگ بھی فکر اسلامی کی تشکیل اور تعین میں ایک اہم مقام حاصل رہا ہے۔ بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں امت مسلمہ کے ملی تشخص اور فکری نظریہ حیات کے احیاء میں جو کردار تھا حضرت اقبال نے ادا کیا ہے وہ دیگر طبقات حیات میں سے ایک فرد یا ایک جماعت بل کر بھی عشرِ شیریں نہیں کر سکے۔

اقبال کو حضور ایزدی سے فکری قیادت کا وہ اعلیٰ و ارفع مقام عطا کیا گیا تھا کہ ہمارے برصغیر کی تاریخ میں کوئی بڑے سے بڑا عالم، مفکر اور دانشور اس مقام کو چھو بھی نہیں سکتا۔ دیگر بہری وجوہات کے علاوہ اسکی ایک بڑی وجہ اقبال کا بیک وقت اسلامی اور غیر اسلامی فلسفہ حیات کا گہرا اور ناقہ اندہ مطالعہ تھا۔ اقبال نے فلسفہ جدید (مغربی فلسفہ) کو قریب سے ہو کر دیکھا اور پڑھا تھا۔ اسکی خوبیاں، خامیاں سب پر عیاں تھیں۔ ایک مسلم مفکر ہونے کی حیثیت سے فلسفہ اسلام کا ایک ایک پہلو ان کی نگاہ میں تھا۔ فلسفہ قدیم و جدید کے گہرے مطالعے کیساتھ ساتھ انہوں نے مسلم و غیر مسلم تاریخ کا انتہائی گہرا مطالعہ بھی کر رکھا تھا۔ چنانچہ تاریخ کے اس مطالعہ نے بھی اسکی فکر رسا کی راہیں متعین کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔

بیسویں صدی کے ربح اول کی پہلی دو دہائیوں پر مشتمل برصغیر کی مسلم اعتقادی، سیاسی و تہذیبی اور فکری زندگی پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے ایک عام شخص بھی ان پر فکر اقبال کے اثرات نمایاں دیکھنے لگتا ہے۔ اقبال کی فکر راست کا یہی پہلو تھا جس نے اسے بالخصوص مسلمانوں اور بالعموم ہندوستان سے تعلق رکھنے والی تمام اقوام و افراد کی نگاہ میں معتبر بنادیا اور زندگی کے ہر پہلو سے متعلق اسکی رائے کو عزت اور قبولیت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

علامہ اقبال نے فکر اسلامی کے ارتقاء کے حوالے سے مسلم معاشرے میں مختلف ادوار اور مراحل کے موقع پر پیدا ہونے والے مسلم فرقوں اور گروپوں اسکی تاریخ اسکی فکر و فلسفہ اور ان کے وجود میں آنے کے تاریخی، سیاسی، تہذیبی، تمدنی، علمی، فکری اور نظریاتی وجوہ و اسباب کا کھوج لگایا اور گہرے تجزیے اور مشاہدے کے بعد اسنے مسلم معاشرے پر مرتب ہونے والے اثرات کا جائزہ بھی لیا تھا جس کے باعث وحدت ملی پارہ پارہ ہو چکی تھی۔ اقبال جو دراصل ملت اسلامیہ کی چشم بینا کی حیثیت رکھتے تھے اس لیے وہ مسلمانوں کے اندر اٹھنے والی ہر نئی تحریک اور پیدا ہونے والی نئی جماعت کے عقائد و نظریات، فکر و فلسفہ، قیادت اور اسکی طریقہ کار پر نہ صرف نگاہ رکھتے تھے بلکہ اسکا

ناقدا نہ جائزہ لیکر اپنا ماہرانہ تبصرہ بھی کیا کرتے تھے۔

قادیانیت جس نے انیسویں صدی کے آخری سالوں میں برطانوی کورنمنٹ کی کود میں جنم لیا تھا اور اپنی پیدائش کے بعد تھوڑی مدت میں ہی یہ برصغیر پاک و ہند کا سب سے بڑا نظری فتنہ بن گیا تھا۔ اس فتنہ نے ابتداء میں جب بڑے بڑے اہل علم کو متاثر کیا اور عوام کا تو کیا کہنا جو اس طرف مائل ہوتے جا رہے تھے۔ اس فتنہ کے بانی نے اپنی دعوت کو قرآن کی دعوت بنا کر پیش کیا تھا اور کہا کرتا تھا۔

جمال و حسن قرآن نور جاں ہر مسلمان ہے

قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے

(براہین احمدیہ حصہ اول ص ۱۹۸)

چنانچہ حضرت اقبال نے اس تحریک کے بالکل ابتدائی دنوں میں اس کو ٹھیکہ اسلام کا نمونہ قرار دیا تھا (یاد رہے کہ یہ اس زمانے کی بات ہے جب مرزا کے کفر اور گمراہی پر مبنی دعاوی منظر عام پر نہیں آئے تھے۔ الیاس) مگر جب مرزا کا کفر طشت از بام ہو گیا تو دیگر مسلم رہنماؤں کی طرح حضرت اقبال نے بھی قادیانیت کو اسلام دشمن اور نبوت محمدیہ سے بغاوت اور قوم و ملت کا دغا دار اور اس کے خلاف ایک سازش قرار دیا۔ یوں اقبال نے ملت اسلامیہ کے وجود میں پیدا ہو جانے والے اس ناسور اور اس کی مضرت رسانیوں کا بروقت اظہار کر کے اعتقادات کے باب میں ایک تاریخی کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ اقبال کی اس فکری رہنمائی سے بالخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے ذہنوں میں قادیانیوں کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کا نہ صرف ازالہ ہو گیا بلکہ انکا دین و ایمان بھی ختم نبوت پر پختہ اعتقاد کے حصار میں آکر محفوظ ہو گیا۔

**اقبال کے نزدیک عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت :**

حضرت اقبال اپنے مشہور خطبات میں دین اسلام میں ختم نبوت کی حقیقت اسکی ضرورت و اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

]] اسلام کا ظہور استقرانی فکر (INDUCTIVE INTELLECT) کا ظہور

ہے۔ اس میں نبوت اپنی تکمیل کو پہنچ گئی اور اس تکمیل سے اس نے خود اپنی خاتمیت کی ضرورت کو بے غتاب دیکھ لیا۔ اس میں یہ لطیف نکتہ پنہاں ہے کہ زندگی کو ہمیشہ کیلئے عہد طفولیت کی حالت میں نہیں رکھا جاسکتا۔ اسلام نے مذہبی پیشوائیت اور وراثتی بادشاہت کا

خاتمہ کر دیا۔ قرآن مجید غور و فکر اور تجربات و مشاہدات پر بار بار زور دیتا ہے اور تاریخ فطرت دونوں کو علم انسانی کے ذرائع ٹھہراتا ہے۔ یہ سب اسی مقصد کے مختلف گوشے ہیں جو ختم نبوت کی تہ میں پوشیدہ ہیں۔ پھر عقیدہ ختم نبوت کی ایک بڑی اہمیت یہ بھی ہے کہ اب نوع انسانی کی تاریخ میں کوئی شخص اس امر کا مدعی نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی مافوق الفطرت

اختیار (Super Natural Authority) کی بنا پر دوسروں کو اپنی اطاعت پر مجبور کر سکتا ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ ایک ایسی نفسیاتی قوت ہے جو اس قسم کے دعویٰ اقتدار کا خاتمہ کر دیتی ہے [[۔ (تشکیل جدید الہیات ص ۱۹۳، بزم اقبال ۱۹۵۰ء)

پنڈت جوہر لال نہرو نے کلکتہ سے نکلنے والے ”ماڈرن ریویو“ میں قادیانیت کے دفاع میں سلسلہ وار تین مقالات لکھے تو قادیانی کے بند وکیل کی طرف سے پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کرنے اور شکوک و شبہات کا ازالہ کرنے کیلئے حضرت اقبال نے ”سونا رکی ایک لوہا رکی“ ضرب المثل کے مطابق ”اسلام اور احمدیت“ کے عنوان سے ایسا معرکہ الآراء مقالہ لکھا کہ وکیل اور موکل دونوں منہ تکتے رہ گئے۔ حضرت علامہ کے اس مقالہ کا جواب جوہر لال نہرو تو کیا دیتے خود قادیانی فضلاء بھی اقبال کے اٹھائے ہوئے علمی نکات اور فکری و نظریاتی واضح سوالات کے جواب دینے سے قاصر رہے۔

**اقبال بنام نہرو :**

حضرت علامہ نے ۲۱ جون ۱۹۳۶ء میں جوہر لال نہرو کے نام ایک نجی خط میں قادیانیت سے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا!



[[میرے ذہن میں اس سے متعلق کوئی ابہام نہیں کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں]]۔ (تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیری ص ۹۰)

### اقبال کی خواہش :

اس دور کے اقبال کے اخباری بیانات اور خطابات و پیغامات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال احوالے سے کس اضطراب کا شکار تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک بیان میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ!

[[قادیانیوں اور جمہور مسلمانوں کی نزاع نے جو مسئلہ پیدا کیا ہے وہ نہایت اہم ہے اور ہندوستان نے اس کی اہمیت کو حال ہی میں محسوس کرنا شروع کیا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ ایک کھلی چٹھی کے ذریعہ انگریز قوم کو اس مسئلہ کی معاشرتی اور سیاسی الجھنوں سے آگاہ کروں لیکن افسوس کہ میری صحت نے ساتھ نہ دیا]]۔ (تحریک ختم نبوت ص ۹۸)

### احمدیت اسلام کیلئے کیوں خطرہ ہے؟ :

علامہ اقبال بنیادی طور پر ایک فلسفی تھے اس لیے وہ معاملہ کی تہہ تک جا کر اس کے علل و اسباب کا کھوج لگاتے تھے اور پھر اس سے ایسا منطقی نتیجہ نکالتے تھے کہ جس کا انکار کرنا یا اس کو جھٹلانا آسان نہیں ہوتا تھا چنانچہ دین اسلام میں نبوت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں کسی نئی نبوت سے پیدا ہونے والے نتائج اور ان کے عواقب کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

WWW.NAFSEISLAM.COM



[[ اسلام دینی حیثیت سے ان تمام مذاہب سے زیادہ گہرا ہے جو جزوی طور پر مذہب اور جزوی طور پر نسل سے تشکیل پاتے ہیں۔ اسلام نسلی تحیل و تصور کی کاملاً نفی کرتا اور اپنی اساس قطعاً دینی اعتقاد پر رکھتا ہے چونکہ اسکی اساس ہی دینی ہے جو سرتا پا روحانیت ہے۔ اس لیے خونی رشتوں سے کہیں زیادہ لطیف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ایسی تمام تحریکوں کے بارے میں بہت زیادہ حساس ہیں جنہیں وہ اپنی اساسی وحدت کے لیے خطرناک سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہے لیکن اپنی بنیاد کسی نئی نبوت پر رکھتی ہے اور ان تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے جو اس کے مبینہ الہامات پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ مسلمان اس جماعت کو اسلام کی وحدت کیلئے ایک خطرہ تصور کرتے ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ وحدت اسلامی کا تحفظ ختم نبوت کے عقیدہ ہی سے ممکن ہے]]۔ (تحریک ختم نبوت ص ۹۸)

چنانچہ وحدت اسلامی کے اسی تصور کو اپنے اشعار کی صورت میں یوں پیش کرتے ہوئے اپنی مشہور نظم ”بندی اسلام“ میں لکھتے ہیں!

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت

وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

وحدت کی حفاظت نہیں بے محویت بازو

آتی نہیں کچھ کام یہاں عقل خدا داد

ملا کو جو ہے بند میں سجدے کی اجازت

ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

**اخبار اسٹیٹمین کے نام خط :**

۱۰ جون ۱۹۳۵ء کو اخبار اسٹیٹمین کے ایڈیٹر کے نام ایک خط میں دین اسلام کی اعتقادی حدود کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

[[اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں یعنی وحدت والوہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسول کریم ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کیلئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں؟ مثلاً یہ بموجبہ یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کی ختم نبوت کو نہیں مانتے]]۔ (حرف اقبال ص ۱۱ امرتبہ لطیف احمد شیرانی)

عقیدہ ختم نبوت کی یہی وہ دینی و مذہبی، سیاسی و سماجی اور روحانی و اعتقادی اہمیت ہے جس کے باعث اقبال جیسا دانشور جہاں بھی یہ خطرہ محسوس کرتا ہے کہ مسلمانوں کے اس تشخص اور اسلام کے امتیازی عقیدہ پر حرف آنا ہے تو وہاں وہ بے لاگ اور بے جھجک ختم نبوت سے متعلق اپنے عقیدہ و فکر کو پیش کر دیتے ہیں اور اسی سلسلہ میں کسی قسم کی مداخلت کا شکار نہیں ہوتے۔

اقبال ایک مفکر و مصلح ہونے کے علاوہ اس دور میں مسلمانوں کے نامور سیاسی اور سماجی رہنما بھی تھے۔ انہیں بالعموم سیاسی اور سماجی سٹیج پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع بھی ملتا رہتا تھا چنانچہ وہ حسب موقع ہر مقام اور ہر سٹیج پر اپنی فکر اور نظریے کا اظہار کر دیتے تھے۔ اس سلسلہ میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے صدر اور کشمیر کمیٹی کے ایک متحرک اور موثر ممبر ہونے کی بنا پر اپنے بیانات و خطابات کے ذریعہ احمدیت کا اصلی چہرہ عامۃ الناس کے سامنے رکھنے میں انہوں نے اہم ترین کردار ادا کیا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

آل انڈیا کشمیر کمیٹی:

۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو مرزا بشیر الدین محمود (ابن مرزا غلام احمد قادیانی) نے بعض نامور مسلمانوں کا ایک اجلاس بلا کر ”آل انڈیا کشمیر کمیٹی“ کا قیام عمل میں لایا۔ اس کشمیر کمیٹی میں حضرت اقبال اور انکے بعض معتمد ساتھی بھی شامل تھے لیکن ان پر چند ہی دنوں میں یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ مرزا بشیر الدین محمود اس کشمیر کمیٹی کے ذریعہ اپنی جماعت کی معرفت کیا گل کھلانا چاہتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کمیٹی کے دیگر ممبران سے ختم ٹھوک کر مطالبہ کیا کہ آل انڈیا کشمیر

کمٹی کا آئندہ سربراہ غیر قادیانی ہونا چاہیے۔ اقبال کے اس بیان اور مطالبہ سے مسلمان رہنماؤں میں ایک نئی سوچ پیدا ہونے لگی تو دوسری طرف احمدیت قادیانیت کے پیروکاروں میں صنف ماتم بچھ گئی کہ اقبال جیسی ہستی نے یہ مطالبہ کیوں کیا ہے؟

### آل انڈیا مسلم کانفرنس اور گلائسی کمیشن :

جن دنوں علامہ اقبال نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اراکین سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ کمیٹی کا آئندہ سربراہ غیر قادیانی ہونا چاہیے انہیں دنوں علامہ نے اپنے خاص دوست نواب حمید اللہ خان والی بھوپال کے ذریعہ مہاراجہ کشمیر کو اس امر پر آمادہ کیا تھا کہ وہ مسلمانان کشمیر کے جائز مطالبات کی تحقیق کیلئے ایک کمیشن (کمیٹی) مقرر کریں۔ تو اس پر حکومت کشمیر نے اقبال کی حسب خواہش ”گلائسی کمیشن“ مقرر کر دیا مگر اس کمیشن میں جو مسلم مطالبات کا جائزہ لینے کیلئے مقرر کیا گیا تھا اس میں مسلم اراکین کی جگہ قادیانیوں کو رکن نامزد کر دیا گیا۔ ان دنوں علامہ اقبال آل انڈیا مسلم کانفرنس کے صدر تھے چنانچہ انہوں نے گلائسی کمیشن کی تشکیل پر اعتراض کیا اور ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء کو منعقد ہونے والے آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس میں حسب ذیل قرار دو منظور کروائی!

[[ گلائسی کمیشن میں جو مسلمان اراکین لیے گئے ہیں انہیں مسلم جماعت سے مشورہ کیے بغیر نامزد کیا گیا ہے اس لیے گلائسی کمیشن کی موجودہ حیثیت اس کانفرنس کیلئے ناقابل قبول ہے۔ یہ کانفرنس حکومت کشمیر سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ مسلم جماعت سے مشورہ کر کے مسلمان اراکین کو مقرر کرے ]]- (ملخصاً شاہد حنیف مفکر پاکستان ص ۳۱۳، ۳۱۶)

### مرزا بشیر الدین کا استعفیٰ :

کشمیر کی صورتحال کے حوالے سے علامہ اقبال اور ان کے رفقاء کا احتجاج اس قدر شدید تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود اس کے سامنے ٹھہر نہ سکا۔ چنانچہ اس پر مرزا بشیر الدین محمود نے ۱۷ مئی ۱۹۳۳ء کو کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔

### اقبال کی صدارت اور استعفیٰ :

مرزا بشیر الدین کے کمیٹی کی سربراہی سے استعفیٰ کے بعد علامہ اقبال کو متفقہ طور پر کمیٹی کا صدر منتخب کیا گیا۔ مگر ان کے انتخاب پر قادیانی حلقے سخت پاور بے تھے۔ چنانچہ وہ اپنے امیر جماعت کی صدارت و قیادت کے علاوہ کسی



دوسرے مسلمان جو غیر تادیبانی بھی ہوں کی سربراہی میں کام کرنے پر تیار نہ تھے۔ بایں وجہ وہ ہمیشہ کمیٹی کے اندر تفرقہ و انتشار پھیلانے میں کوشاں رہے۔ قیادت کی کوئی بات ان کیلئے قابل قبول نہ ہوتی تھی۔ یوں جب یہ کشمیر کمیٹی اپنی افادیت کھو بیٹھی۔ جس کو صدر کمیٹی نے بھی ذاتی طور پر محسوس کیا تو علامہ اقبال صرف ایک ماہ بعد ہی کمیٹی کی صدارت سے دست کش ہو گئے اور پریس بیان میں اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے کہا!

[[بد قسمتی سے کمیٹی میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے مذہبی فرقے کے امیر کے سوا کسی دوسرے کا اتباع کرنا سرے سے گناہ سمجھتے ہیں۔ مجھے ایسے شخص سے ہمدردی ہے جو کسی روحانی سہارے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے کسی مقبرے کا مجاور یا کسی زندہ نام نہاد پیر کا مرید بن جائے]]۔

اپنے اس بیان پہلے انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ!

[[مجھے پتہ چلا ہے کہ یہ لوگ (تادیبانی) دراصل کمیٹی کو دو ایسے حصوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں جن میں اتحاد صرف برائے نام ہو گا چنانچہ میں نے اپنا استعفیٰ پیش کرنے سے پہلے ممبران کو اپنی رائے سے اچھی طرح آگاہ کر دیا تھا]]۔

اقبال نے استعفیٰ کی مزید وجوہات بیان کرتے ہوئے کہا!

[[ایک صاحب نے مجھے صاف طور پر کہا کہ وہ کسی کشمیر کمیٹی کو نہیں مانتے اور جو کچھ انہوں نے یا ان کے ساتھیوں نے اس ضمن میں کیا وہ ان کے امیر کے حکم کی تعمیل تھی۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں نے ان کے اس بیان سے اندازہ لگایا ہے کہ تمام احمدی حضرات کا یہی خیال ہو گا اور اس طرح میرے نزدیک کشمیر کمیٹی کا مستقبل مشکوک ہو گیا ہے]]۔

**کمیٹی ختم کرنے کا مشورہ :**

کشمیر کمیٹی میں تادیبانیوں کی ریشہ دیوانیوں اور ان کی سازشوں کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت اقبال نے اسی بیان میں کمیٹی کو ختم کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے کہا!

[[جہاں تک مجھے علم ہے کشمیر کمیٹی کی عام پالیسی کے متعلق ممبران میں کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ پالیسی سے اختلاف کی بنا پر کسی نئی پارٹی کی تشکیل پر اعتراض کرنے کا کسی کو حق نہیں پہنچتا لیکن جہاں تک میں نے حالات کا جائزہ لیا ہے کشمیر کمیٹی کے چند ارکان کو جو اختلافات ہیں وہ بالکل بے تکیہ ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر مجھے اس امر کا یقین ہے کہ کمیٹی میں اب ہم آہنگی کے ساتھ کام نہیں ہو سکتا اور ہم سب کا مفاد اسی میں ہے کہ موجودہ کمیٹی کو ختم کر دیا جائے]]۔ (مخلصاً مفکر پاکستان ص ۳۱۵، ۳۱۸)

### قادیانیت کا دوسرا حربہ ”تحریک کشمیر“ :

جب علامہ اقبال نے قادیانیوں کی ستم ظریفیوں سے تنگ آ کر کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ اور کمیٹی کو عملاً ختم کر دیا تو اس کے بعد قادیانیوں نے ”تحریک کشمیر“ کے نام سے ایک اور تنظیم قائم کی اور حسب معمول عیاری سے کام لیتے ہوئے علامہ اقبال کو ہی انہوں نے نوزائیدہ تحریک کشمیر کی صدارت کی پیشکش کی لیکن چونکہ وہ مومن تھے جس سے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ! [[مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا]]۔ اقبال جو کشمیر کمیٹی کی صورت میں پہلے ہی ایک تجربہ کر چکے تھے وہ دوبارہ اس چال میں نہ پھنسے بلکہ اس کے بعد انہوں نے کمال سنجیدگی اور مزید گہرائی کیساتھ قادیانیت اور اسکے عزائم کا مطالعہ شروع کر دیا چنانچہ وہ فکر و نظر کے نتیجے میں جان گئے کہ قادیانی اپنے عقائد و نظریات کے فروغ کیلئے تحریک کشمیر کا نام استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ اصل مقصود انکا اپنے مخصوص مفادات کا حصول ہے چنانچہ انہوں نے تحریک کشمیر کی صدارت کی قادیانی پیشکش کو پورے جذبہ ایمانی سے ٹھکرادیا۔ چنانچہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو انہوں نے قادیانیت کے حوالے سے اپنے دوسرے باطل شکن، قادیانیت سوز بیان میں قصر قادیانیت پر وہ کاری ضربیں لگائیں کہ جس سے اسکے درود یواری ایک ایک اینٹ ٹل کر رہ گئی۔

### صدارت کی پیشکش ایک فریب ہے :

علامہ مرحوم نے نہ صرف یہ کہ صدارت کی پیشکش کو قبول نہ کیا بلکہ اس سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا!

[[میں تو ایسی پیشکش کے متعلق سوچنا ہی غلط سمجھتا ہوں۔ یہ پیشکش جو مجھے کی گئی ہے

یقیناً ایک فریب ہے]]۔ (شاہد حنیف مفکر پاکستان ص ۲۰)

قادیانیوں کے متعلق علامہ اقبال کے بیانات سے قادیان میں صف ماتم کا بچھنا تو عقل میں آتا ہے مگر اس پر ایک بندو کا مضطرب ہونا فہم سے بالاتر ہے۔ جب پنڈت جواہر لال نہرو نے قادیانیت کی وکالت کرنا شروع کی اور قادیانیوں سے متعلق مسلمانوں میں عام پائی جانے والی روش پر پریشانی کا اظہار کیا تو اس پر علامہ نے جواہر لال کے اضطراب کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا!

[[میرا میلان فکریہ ہے کہ قادیانیت کے بارے میں میرے بیان نے جو اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ایک مذہبی اصول کی تشریح جدید انداز میں کی گئی تھی۔ (پنڈت جی اور قادیانی) مسلمانوں کے سیاسی مذہبی اتحاد و یکجہتی کے ممکنات کو خصوصیات سے ہندوستان کے اندر ناپسند کرتے ہیں۔ اگرچہ دونوں کے وجوہ مختلف ہیں]]۔ (شورش کاشمیری تحریک ختم نبوت ص ۱۰۴)

#### قادیانی اضطراب کا اصل سبب :

علامہ اپنے بیانات پر قادیانی اضطراب کا اصل سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

[[قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری پر مضطرب ہیں کیوں کہ محسوس کرتے ہیں کہ مسلمانان ہند کا سیاسی اقتدار بڑھ جائے گا تو قادیانیوں نے رسول عربی ﷺ کی اُمت سے اپنے ہندوستانی نبی کی نئی اُمت نکالنے کے لیے جو منصوبے تیار کر رکھے ہیں۔ وہ یقیناً درہم برہم ہو جائیں گے۔ میں نے مسلمانان ہند کو یہ جتانے کی کوشش کی تھی کہ ہندوستان کے اندرا کی تاریخ کے موجودہ مازک دور میں داخلی اتحاد و ہم آہنگی حد درجہ ضروری ہے اور میں نے ان انتشار انگیز قوتوں کیخلاف انہیں تنبیہ کی تھی جو اصلاحی تحریکات کا لباس پہن کر بروئے کار آئی ہیں۔ میرے لیے یہ امر کم حیرت افزا نہیں کہ میری ان کوششوں نے پنڈت جی کیلئے اس قسم کی قوتوں سے اظہار ہمدردی کا موقع بہم پہنچا دیا ہے]]۔ (تحریک ختم نبوت ص ۱۰۴، ۱۰۵)

#### رد قادیانیت میں اقبال کا تاریخی کارنامہ :

یہ ایک حقیقت ہے کہ قادیانیت کے مقابلہ میں علماء کرام تحریر و تقریر، مناظرہ و مبالغہ اور تصنیف و تالیف کے



میدان میں برسرِ پیکار رہے۔ انہیں کامیابیاں بھی ملی ہیں لیکن ہر طرح کی کوشش کے باوجود طبقہ علماء کو اس میدان میں مکمل کامیابی بوجہ حاصل نہیں ہو سکی جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ نژاد نو اور جدید تعلیم یا نئے طبقہ قادیانیوں کے ظاہری اعمال اور ان کی معاشرتی زندگی سے دھوکہ کھاتے ہوئے ہمیشہ انہیں مسلمانوں کا ہی ایک طبقہ اور فرقہ سمجھتا رہا ہے جبکہ ہمارے علماء کا استدلال وی پرانا تھا۔ چنانچہ قادیانیوں کے کفر سے متعلق علماء کی رائے کو بالعموم اسی نقطہ نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ نتیجہ قادیانی پھیلنے چلے گئے۔ حضرت اقبال اگرچہ جدید تعلیم رکھنے کے باوجود فکر قدیم رکھنے والے ایک مخلص اور سچے مسلمان تھے۔ وہ عصرِ جدید کی زبان سے بھی آگاہ تھے اور اسکے طرزِ استدلال سے بھی بہرہ ور تھے چنانچہ انہوں نے قادیانی مسئلہ کے حوالے سے ملتِ اسلامیہ کے جذبات کو بھانپتے ہوئے ہر موقع پر اس کی نبض پر ہاتھ رکھا اور ملی اضطراب کے مرض کی اصلی اور حقیقی وجہ تلاش کی۔ پنڈت نہرو کیساتھ اپنی خط و کتابت میں قادیانی مسئلہ کی نزاکت، اسکے مقاصد، اسکے عواقب اور ہندوستانی بالخصوص پنجاب کی مسلم معاشرت پر اس کے ممکنہ مضراثرات کا دلائل کی روشنی میں جائزہ لیکر آخر میں سچے تلے الفاظ میں قادیانی قضیہ کا جو حل پیش کیا بالآخر ۷۰ سال بعد علماء اسی پر متفق ہوئے اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے بھی اجتماعی طور پر وہی فیصلہ دیا جو بعد میں آئین کا مستقل حصہ قرار پایا اور قادیانی ہمیشہ کیلئے غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

**قادیانیوں کو ایک الگ جماعت قرار دیا جائے :**

قادیانی مسئلہ کا حل پیش کرتے ہوئے اقبال لکھتے ہیں!

[[میرے نزدیک حکومت کیلئے بہترین راستہ یہ ہے کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ

جماعت قرار دیدے اور ان کی اپنی پالیسی کے بھی عین مطابق ہوگا۔ ادھر مسلمان بھی

انکے ساتھ وہی رواداری برتیں گے جو وہ باقی مذاہب کے بارے میں اختیار کرتے

ہیں]]۔ (حرف اقبال ص ۱۰۹)

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ جس طرح مرزا نے مذہبی رہنما کے روپ میں ایک بہروپیہ کا کردار ادا کیا ہے ہماری تاریخ میں اور بھی بہت سے کردار ایسے پائے جاتے ہیں جنہوں نے منبر و محراب اور جہ دستار کی آڑ میں دین اسلام اور ایمان کی

بنیاد و اساس پر سخت حملے کیے۔ دل کھول کر اہانت رسول کی۔ اپنی مذمومہ شیطانی توحید کے تصور کو عام کرنے کیلئے مقام رسالت کو مشکوک بنانے کی سعی بد کی۔ جس کے نتیجے میں بالآخر امت مختلف گروہوں میں بٹ گئی۔ ایسی ہی جدید گروہ

بندیوں میں سے ایک طبقہ ہندوستان کے ضلع سہارنپور کے ایک گاؤں ”دیوبند“ میں پیدا ہونے والا بھی ہے۔ اس کے اپنے مخصوص عقائد و نظریات میں بالخصوص شان رسالت میں تنقیص کرنا ان کی ایک خاص علامت ہے۔ علامہ محمد اقبال نے اس مخصوص گروہ اور قادیانیت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا!

[ قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے اور دونوں اس تحریک کی بیدوار ہیں جسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے ]۔ مذہب نیازی سید: اقبال کے حضور حصہ اول ص ۶۱ طبع اول ۱۹۷۱ء اقبال اکادمی کراچی

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆



WWW.NAFSEISLAM.COM

## اسلام اور قادیانیت

حکیم الامت شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبال قادری رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: لطیف احمد شیروانی

مترجم: محمد روزخان

مترجم کی طرف سے تعارف:

زیر نظر علمی مواد حکیم الامت علامہ محمد اقبال کی تحریروں، تقریروں اور بیانات پر مبنی جناب لطیف احمد شیروانی کی تالیف کے صفحہ نمبر ۱ تا ۲۰۰ حصہ سوم کے طور پر درج ذیل عنوانات کے نام سے پھیلا ہوا ہے۔

۱۔ قادیانیت اور صحیح عقیدہ مسلمان

۲۔ مجلہ نور وغیرہ کی بحث کا جواب

۳۔ روزنامہ سٹینٹس مین کو ایک خط

۴۔ رومن حکمرانی میں یہود کی سالمیت

۵۔ اسلام اور احمدیت

۶۔ احمدیوں کے بارے میں پنڈت جواہر لال نہرو کو لکھا گیا خط مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۶ء

یہ مواد وقتاً فوقتاً مختلف سمتوں سے اٹھائے گئے اعتراضات کے جوابات کے طور پر وجود میں آیا اس کا مطالعہ اس امر پر سیر حاصل روشنی ڈالتا ہے کہ حضرت اقبال کی دور رس نگاہ میں مسئلہ ختم نبوت کتنا اہم ہے اس کتاب کے ایڈیشن ۱۹۳۳ء، ۱۹۳۸ء، ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئے۔ کتاب کا پہلا ایڈیشن مولف نے ”شاملو“ کے قلمی نام سے شائع کر لیا۔ وقت گزرنے کیساتھ ساتھ کتاب کے حجم میں اضافہ ہوتا رہا۔ کتاب کا ۱۹۷۷ء والا ایڈیشن اقبال اکادمی لاہور کا شائع کردہ ہے یہی ایڈیشن راقم کے سامنے ہے۔

مترجم نے مرتب کے حواشی کیساتھ ساتھ مزید حواشی دیے ہیں۔ ترجمہ سے استفادہ میں آسانی کے لیے مشکل الفاظ کے معانی بھی قوسین میں دیئے ہیں۔ (محمد روزخان)

۱۔ قادیانیت اور صحیح عقیدہ مسلمان: (۱)

قادیانیوں اور صحیح عقیدہ مسلمانوں میں مباحثہ کی وجہ سے پیدا شدہ مسئلہ انتہائی اہم ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں نے ابھی سے اسکی اہمیت کو محسوس کرنا شروع کیا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ مسئلہ کے سماجی اور سیاسی



مضمرات (پوشیدہ باتیں یا معاملات) کی وضاحت کرتے ہوئے انگریز قوم کو ایک کھلا خط لکھوں لیکن بد قسمتی سے میری صحت نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا۔ پھر بھی ایک ایسے معاملہ پر جو میرے خیال میں ہندوستانی مسلمانوں کی تمام اجتماعی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ چند الفاظ پیش کرنے پر خوش ہوں۔ ہاں اس بات کی کھل کر نشاندہی کی جاتی ہے کہ میرا کسی دینی بحث میں پڑنے کا کوئی ارادہ نہیں اور نہ میرا مطلب کا دیانی تحریک کے بانی کے ذہن کا نفسیاتی تجزیہ کرنے کا ہے۔ اول الذکر ان لوگوں کے لیے دلچسپی کا باعث نہیں ہوگا جن کے لیے یہ بیان کرنا مقصود ہے اور موخر الذکر کے لیے ہندوستان میں ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ میرا نکتہ نگاہ عمومی تاریخ اور مقابل دین کے ایک طالب علم کا ہے۔

ہندوستان بہت سے مذہبی گروہوں کی سرزمین ہے۔ اور اسلام ان مذہبی گروہوں کے مقابلے میں جن کا کچھ ڈھانچہ مذہبی اور کچھ نسلی نظریہ سے متعین ہوتا ہے زیادہ گہرے مفہوم میں دینی قوم ہے۔ اسلام نسلی نظریہ کو مجموعی طور پر مسترد کرتا ہے اور اسکی بنیاد محض دینی نظریہ پر استوار کرتا ہے۔ اسلام اپنے آپ کو صرف اور صرف دینی نظریہ پر استوار کرتا ہے۔ جو نظریہ مکمل طور پر روحانی اور نتیجہ خونی رشتہ سے بہت زیادہ لطیف اور آسانی ہے۔ مسلم معاشرہ قدرتی طور پر ان قوتوں کے بارے میں زیادہ حساس ہے۔ جنہیں وہ اپنے استحکام کے لیے مضر خیال کرتا ہے۔ کوئی مذہبی معاشرہ جو تاریخی طور پر اسلام کے اندر سے ابھرتا ہے اور جو اپنی بنیادوں کے لیے نئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ وہ تمام مسلمان کافر ہیں جو مبینہ وحیوں کی سچائی تسلیم نہیں کرتے اس مذہبی معاشرہ کو ہر مسلمان لازماً اسلام کی سالمیت کیلئے سنجیدہ خطرہ تصور کرے گا۔ یہ ضرور بالضرور ہونا چاہیے کیونکہ مسلم معاشرہ کی سالمیت کا حصول فقط ختم نبوت کے نظریہ سے ہے۔

یہ نظریہ خاتمیت شاید بنی نوع انسان کی ثقافتی تاریخ میں نہایت قدیمی نظریہ ہے۔ اس کی اہمیت صحیح طور پر وہ لوگ جان سکتے ہیں جو قبل از اسلام مغربی اور وسطی ایشیاء کی مجوسی ثقافت کی تاریخ کا محتاط مطالعہ کرتے ہیں۔ جدید تحقیق کے مطابق مجوسی ثقافت کے تصور میں زرتشت، یہودی، عیسائیت، چار یانی اور صابی مذہبوں سے وابستہ ثقافتیں شامل ہیں۔ اس عقیدہ کی حامل قوموں کے ہاں نبوت کے تسلسل کا نظریہ ضروری تھا۔ نتیجہ وہ مسلسل اُمید کی حالت میں رہتے تھے۔ غالباً مجوسی انسان نفسیاتی طور پر اُمید کی اس حالت سے استفادہ کرتے دور جدید کا انسان روحانی طور پر مجوسی انسان سے بہت زیادہ آزاد ہے۔ مجوسی رویہ کا نتیجہ قدیم اقوام کا عدم استحکام اور تمام قسموں کے مذہبی مہم جوؤں کی تشکیل جدید تھا۔ جدید دنیائے اسلام میں حریص اور جاہل ملائیت نے جدید پرپس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۲۰ ویں صدی کے چہرے پر قبل از اسلام کے پرانے مجوسی نکتہ نظر کو زور سے پھینکنے کی بے شرمی کی حد تک کوشش کی۔ ظاہری بات ہے

کہ اسلام جو دنیا کی تمام مختلف اقوام کو ایک قوم کے طور پر جوڑنے کا مدعی ہے۔ وہ خود کسی ایسی تحریک سے سمجھوتہ نہیں کر سکتا جو اس کے استحکام کے لیے خطرہ ہو اور جو انسانی معاشرہ میں مزید دراڑیں ڈالنے پر کاربند ہو ان دو شکلوں میں سے جو قبل از اسلام کی مجوسیت کے جدید احیاء نے اختیار کی ہو مجھے قادیانیت سے بہایت بہت زیادہ دیا نندار نظر آتی ہے کیونکہ بہایت اسلام سے کھلم کھلا انحراف (منہ موڑنا) کرتی ہے جبکہ قادیانیت باطن میں مکمل طور پر اسلام کے ولولہ اور تمنائے عروج سے معاندت کیساتھ بظاہر اسلام کے کچھ زیادہ اہم ظواہر کو اپنائے رکھتی ہے۔ اس کا ایک حاسد خدا کا تصور جو اپنے مخالفوں کیلئے زلزلوں اور طاعون کا وافر ذخیرہ رکھتا ہے۔ اس کا نبی کو کاہن سمجھنے کا تصور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا تصور اتنے مکمل طور پر یہودانہ ہے کہ اس کی تحریک کو بڑی آسانی سے شروع کی یہودیت کی طرف رجوع گردانا جاسکتا ہے۔ روح مسیح کے تسلسل ٹھوس یہودیت کے مقابلے میں زیادہ تر یہودی تصوف سے تعلق رکھتا ہے۔ پروفیسر بور جس نے پوش مسیح بالٹیم کی شروع کردہ تحریک کا جائزہ لیا ہے ہمیں بتاتا ہے کہ یہ خیال کیا گیا تھا کہ روح مسیح علیہ السلام انبیاء کے توسل سے زمین پر اترتی ہے۔ اور اگرچہ نفوس قدسیہ (صادقین) کی ایک طویل قطار موجودہ وقت میں پھیلی ہوئی ہے قبل از اسلام کے مجوسی نظریات کے دباؤ کے تحت مسلم فارس میں بدعتی تحریکوں نے بار بار کی تجسیم نو کے نظریہ پر پردہ ڈالنے کے لیے دوبارہ بروز، طول اور ظل کے الفاظ ایجاد کر لیے۔ مسلم شعور کے لیے کم صدمہ رساں بنانے کے لیے ایک مجوسی نظریہ کے لیے نئے اظہارات ایجاد کرنا ضروری تھا۔ حتیٰ کہ مسیح موعود کی ترکیب الفاظ مسلمانوں کے مذہبی شعور کی پیدوار نہیں ہے۔ یہ ایک ناجائز اظہار ہے اور اس کا آغاز قبل از اسلام کے مجوسی نکتہ نظر میں ہے۔

ہم اس نظریہ کو پہلے وقتوں کے اسلامی، دینی اور تاریخی ادب میں نہیں پاتے۔ اس نمایاں حقیقت کا انکشاف پروفیسر وینس نک کی کتاب ”پینغمبر پاک کی احادیث میں ہم آہنگی“ نے کیا یہ کتاب کم از کم احادیث کے گیارہ مجموعوں اور اسلام کی اولین تاریخ کی تین دستاویزات پر مشتمل ہے۔ اگلے وقتوں کے مسلمانوں کے اس بیان کی طرف کبھی توجہ نہ کرنے کی وجہ ایک انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ اس بیان (مسیح موعود سے متعلق) نے انھیں غالباً اس وجہ سے متاثر نہیں کیا کہ ان کے خیال میں یہ بیان تاریخی عمل کے ایک غلط تصور کی دلالت کرتا تھا۔ مجوسی ذہن وقت کو ایک پابند دائرہ حرکت خیال نہیں کرتا تھا۔ ایک مسلسل تخلیقی تحریک کے طور پر تاریخی عمل کی صحیح نوعیت کی وضاحت کی ناموری عظیم مسلمان مفکر اور مورخ ابن خلدون کے لیے مختص تھی۔ لہذا ہندوستانی مسلمانوں نے قادیانی تحریک کی مخالفت میں جس شدت جذبات کا اظہار کیا ہے وہ جدید عمرانیات (انسانی معاشرت، رہنما سہنا کا علم) کے طالب علم کے لیے بالکل



قابل فہم ہے اوسط درجے کا مسلمان جسے اگلے دن سول اینڈ ملٹری گزٹ کے لکھاری نے نظریہ ختم نبوت کو پوری طرح سمجھنے کی بجائے قادیانی تحریک کی مخالفت پر زیادہ تر تحفظ ذات کے لیے متاثر ہوا ہے نام نہاد روشن خیال مسلمان نے شاذ و نادر ہی اسلام میں عقیدہ ختم نبوت کی حقیقی ثقافتی اہمیت سمجھنے کی کوشش کی ہے اور آہستہ اور غیر محسوس انداز میں تحریک مغربیت نے اُسے مزید تحفظ ذات کے جلی وصف (پیدائش سے ساتھ ساتھ رہنے والے اوصاف) سے بھی محروم کر دیا ہے۔ ان نام نہاد روشن خیال مسلمانوں میں سے کچھ اپنے برادرانِ ایمانی کو برداشت کی تبلیغ کرنے کی حد تک جا چکے ہیں۔ میں سر ہربرٹ ایمرسن (۲) جنہوں نے مسلمانوں کو رواداری کا مشورہ دیا ہے سے بڑی آسانی سے صرف نظر کر سکتا ہوں کیونکہ ایک یورپی باشندہ جو ایک مختلف ثقافت میں پیدا ہوا اور پابڑِ حاکمیت میں ایسا اضافہ نہیں کرنا یا شاید نہیں کر سکتا جو بصیرت کسی فرد کیلئے ایسا مسئلہ سمجھنا ممکن بنادے جو مسئلہ ایک انتہائی مختلف ثقافتی نکتہ نظر رکھنے والی قوم کے ڈھانچے کیلئے بہت مہلک ہو۔

ہندوستان میں حالات بہت زیادہ مخصوص نوعیت کے ہیں۔ مذہبی قوموں کا یہ ملک جہاں ہر قوم کا مستقبل اس کی سالمیت میں ہے اور اس پر اہل مغرب حکمرانی کرتے ہیں جو مذہب میں عدم مداخلت کی پالیسی کے سوا اختیار نہیں کر سکتے۔ یہ فریاد لانا اور ناگزیر پالیسی ہندوستان ایسے ملک میں بے جانتانہ پر منتج ہوئی ہے جہاں تک اسلام کا تعلق ہے یہ کہنا مبالغہ آرائی نہیں ہے کہ انگریزوں کے ماتحت ہندوستان میں مسلمانوں کی سالمیت رومیوں کے ماتحت مسیح علیہ السلام کے دور میں یہودی قوم کی سالمیت کے مقابلے میں بہت ہی کم محفوظ ہے۔ ہندوستان میں کوئی مذہبی مہم جو اپنا ناجائز فائدہ اٹھانے کے لیے کوئی دعویٰ کر سکتا ہے۔ یورپی قوم تراش سکتا ہے ہماری یہ رو اور ریاست کسی اصل قوم کی ایک انجیر کے برابر بھی پروا نہیں کرتی بشرطیکہ مہم جو (حکومت کو) اپنی وفاداری کا یقین دلائے اور اس کے پیروکار باقاعدگی سے ریاست کو ٹیکس دیتے رہیں۔ اسلام کے لیے اس پالیسی کا مفہوم ہمارے عظیم شاعر اکبر نے بالکل درست طور پر لیا ہے۔ جو حسب معمول اپنے ظریفانہ اسلوب میں کہتا ہے۔

کورنمنٹ کی خیر مناد یا رو      لانا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

(دوستو اہل برطانیہ کی ناموری کے لیے دعا کرو ہو خدائی کا دعویٰ کرو اور زنجیروں، پھانسی اور سوائی سے بھی بچے رہو) میں عقیدہ کے پختہ بندوؤں کی بہت زیادہ تعریف کرنا ہوں جو نئے دستور میں مذہبی تشکیل نو کے حاملین کے خلاف تحفظ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ واقعتاً یہ مطالبہ مسلمانوں کو پہلے کرنا چاہیے تھا جو بندوؤں کے برعکس سماجی ڈھانچے سے نسلی نظریہ کو یکسر خارج کرتے ہیں حکومت کو موجودہ صورتِ احوال پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے اور اگر ہو سکے تو



کوشش کرے کہ وہ عام مسلمان کی ذہنی کیفیت کو سمجھے جو اپنی قوم کے استحکام کے لیے اس کو مطلقاً مہلک خیال کرتا ہے۔ بہر حال اگر کسی طبقہ کے استحکام کو خطرہ ہو تو اس طبقے کیلئے ایک ہی راستہ کھلا ہے اور وہ ہے اس کا انتشار کی قوتوں کے خلاف اپنا دفاع کرنا۔ تو پھر اپنے دفاع کے طریقے کیا ہیں۔

بحث و مباحثہ پر مشتمل تحریریں اور اس شخص کے دعوؤں کو غلط ثابت کرنا جس کو اس کی آبائی قوم ایک مہم جو خیال کرتی ہو۔ کیا یہ انصاف پر مبنی ہے کہ آبائی قوم کو رواداری کا درس دیا جائے جس کے استحکام کو خطرہ ہو اور اگر سرکش گروہ کو سزا سے بے خوفی کیساتھ تشہیری مہم جاری رکھنے کی اجازت دی جائے جبکہ تشہیری مہم بہت زیادہ مہذبانہ نہ بھی ہو؟ اگر اپنے آبائی نکتہ نظر سے باغی ایک گروہ حکومت کے لیے کچھ خصوصی خدمات کرنے والا واقع ہو تو حکومت کو آزادی ہے کہ وہ جس طرح بھی ان کی خدمات کا صلہ دے سکتی ہے دے۔ دوسرے طبقات اس سے بغض رکھیں گے لیکن اس بات کی توقع رکھنا بہت زیادہ غیر مناسب ہوگی کہ کوئی قوم اُن قوتوں کو خاموشی سے نظر انداز کر دے جو اس کی اجتماعی زندگی پر تشویشناک حد تک اثر انداز ہونے کی طرف میلان رکھتی ہو۔ اجتماعی زندگی اپنی تحلیل کے حوالے سے اتنی ہی حساس ہے جتنی انفرادی زندگی۔ اس سلسلے میں مزید کچھ کہنا شاید ہی ضروری ہو کہ مسلم فرقوں کا دین سے متعلق معمولی باتوں پر الجھنا ان کے باہمی کفر و بدعت کے اثرات کے باوجود زندگی کے قوی اصولوں پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ ایک مزید نکتہ ہے جو حکومت کی خصوصی توجہ کا طالب ہے۔ ہندوستان میں مذہبی مہم جو کی جدید روشن خیالی کی بنیاد پر حوصلہ افزائی لوگوں کو مذہب کے بارے میں زیادہ سے زیادہ لا تعلق رکھنے کی طرف میلان رکھتی ہے اور آخر کار ہندوستانی اقوام کی زندگی سے اہم مذہبی عنصر کو خارج کر دے گی۔ پھر ہندوستانی ذہن مذہب کا کوئی اور بدل تلاش کرے گا جس کا امکان ہے کہ وہ دہریانہ مادہ پرستی کی شکل جو روس میں ظاہر ہو چکی ہے سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔

لیکن مذہبی مسئلہ ہی صرف وہ مسئلہ نہیں جو پنجابی مسلمانوں میں اضطراب پیدا کر رہا ہے۔ میرے مطالعہ کے مطابق سیاسی نوعیت کے دوسرے جھگڑے (بھی) ہیں جن کی طرف سر ہر برٹ ایمرسن نے انجمن (۳) کی سالگرہ پر اپنے خطاب میں اشارہ کیا ہے۔ بلاشبہ سیاسی نوعیت کے بھی ہیں لیکن وہ پنجابی مسلمانوں کی وحدت پر اس خطرناک حد تک اثر انداز ہو رہے ہیں جتنا مذہبی مسئلہ۔ حکومت کی پنجابی مسلمانوں کو متحد دیکھنے کیلئے فکر مندی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے میں تجویز کرنے کی جسارت کروں گا کہ حکومت تھوڑا سا اپنی پالیسیوں کا جائزہ لے۔ میں مسلمانوں میں شہری اور دیہاتی کی تفریق کے بارے میں پوچھتا ہوں جس تفریق نے مسلمان قوم کو کاٹ کر دو گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے اور دیہاتی گروہ بہت سے ذیلی گروہوں میں بٹ کر مسلسل ایک دوسرے کیساتھ حالت جنگ میں ہے۔

سر ہر مٹ ایمرن کو افسوس ہے کہ پنجابی مسلمانوں میں باقاعدہ قیادت کا فقدان ہے لیکن میں سر ہر مٹ کو احساس دلانا چاہوں گا کہ دیہاتی اور شہری کی تقسیم حکومت نے پیدا کی ہے۔ پھر اسے حریص سیاسی مہم جوؤں کے ذریعے برقرار رکھا ہے۔ جن کی نگاہیں اپنے ذاتی مفادات پر جمی ہیں۔ حالانکہ پنجاب میں اتحاد اسلام پر اس امر نے مسلمانوں کو پہلے ایک حقیقی رہنما پیدا کرنے کا اہل نہیں چھوڑا۔ مجھے نظر آ رہا ہے کہ یہ سکیم اس لیے بھی وجود میں لائی گئی ہے کہ حقیقی قیادت کا پنپنا ہی ناممکن بنا دیا جائے سر ہر مٹ ایمرن کو مسلمانوں میں قیادت کے فقدان پر افسوس ہے۔ مجھے تو حکومت کی طرف سے ایسے نظام کے تسلسل پر افسوس ہے جس نے صوبے میں حقیقی قائد کے ظہور کی تمام امیدوں کو پھل کر رکھ دیا ہے۔

پس تحریر:

میں سمجھتا ہوں کہ اس بیان نے بعض لوگوں میں کچھ غلط فہمی پیدا کی ہے۔ یہ سوچا گیا ہے کہ میں نے حکومت کو طاقت کے بل بوتے پر قادیانی تحریک دبا دینے کی نہایت گہری تجویز دی ہے اس طرح کی کوئی چیز نہیں۔ میں نے واضح کر دیا ہے کہ مذہب میں عدم مداخلت کی پالیسی ہی ایسی پالیسی ہے جسے ہندوستان کے حکمران اپنا سکتے ہیں کسی اور پالیسی کا امکان نہیں ہے۔ مجھے تسلیم ہے کہ میری سوچ کے مطابق ہر پالیسی مذہبی اقوام کے مفادات کے لیے نقصان دہ ہے لیکن اس سے بچاؤ کا کوئی ذریعہ نہیں اور جو بھگت رہے ہیں ان کو مناسب طریقوں سے اپنے مفادات کا تحفظ کرنا ہوگا۔ میرے تکتہ نظر سے ہندوستان کے حکمرانوں کے لیے مناسب راستہ یہی ہے کہ وہ اعلان کر دیں کہ قادیانی ایک علیحدہ قوم ہیں ایسا کرنا قادیانیوں کی اپنی پالیسی کے عین مطابق ہوگا۔ اور ہندوستان کے مسلمان بالکل دوسرے مذہب کی طرح ان کو کوارا کر لیں گے۔

۲۔ مجلہ نور وغیرہ کی بحث کا جواب:

[گذشتہ بیان پر تکتہ چینی کرتے ہوئے مجلہ نور (قادیانی ہفت روزہ) نے رائے زنی کی۔ دوسرے عظیم مفکروں کی طرح وہ (ڈاکٹر اقبال) الفاظ کی وحی کے ذریعہ اللہ اور بندے میں راز و نیاز پر یقین نہیں رکھتے۔ اس الحرام کے بارے میں پریس کے ایک نمائندے نے انٹرویو کیا ڈاکٹر اقبال نے فرمایا!]

مجلہ نور نے اس الحرام کی بنیاد میرے ایک اردو شعر پر رکھی ہے!

ہم کلامی ہے غیرت کی دلیل خامشی پر مٹا ہوا ہوں میں

یہ سادہ سی اردو ہے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ انسان کی روحانی زندگی میں الفاظ پر مبنی راز و نیاز سے بلند ایک سطح ہے



لیکن شعر کا الفاظ پر مبنی نظریہ سے بطور دینیائی نظریہ کے کوئی تعلق نہیں اس کے لیے میں مجلہ نور کو اپنی کتاب ”تشکیل جدید“ (۴) کا ضرور حوالہ دوں گا۔ اس کتاب میں میں نے صفحہ نمبر ۲۱ پر لکھا!

”احساس اور خیال کا عضویاتی تعلق (جیسے اعضاء کا باہم تعلق ہوتا ہے) الفاظ پر مبنی وحی کے بارے میں قدیم دینیاتی مباحثہ جس نے ایک دفعہ مسلمان دینی مفکرین کو اذیت میں مبتلا کر دیا تھا پر روشنی ڈالتا ہے۔ واضح طور پر بیان نہ کیا جاسکے والا احساس فکر میں اپنا نصیبہ پورا کرنا چاہتا ہے۔ جو اپنی باری پر نظر آسکے والے لباس کی صورت میں نشوونما دے سکتا ہے۔ یہ کہنا محض کوئی استعارہ نہیں کہ سوچ اور لفظ دونوں ایک ساتھ احساس کی کوکھ سے نکلتے ہیں۔ اگرچہ منطقی فہم انھیں زمانی ترتیب دے سکتا ہے۔ اور انھیں باہم جدا جدا اگمان کر کے اپنے لیے مشکل پیدا کر سکتا ہے ایک منہبوم میں لفظ کی بھی وحی کی جاتی ہے۔“

[مجلہ نور کی پیش کی گئی روایت کہ ہر صدی کے آغاز پر مجدد دین ظہور پذیر ہوتے ہیں کے بارے میں سوال پر ڈاکٹر اقبال نے فرمایا!]

مدیر نور روایت نقل کرتا ہے جو بالکل ریاضی کے انداز میں تاریخی عمل کی تصویر پیش کرتی ہے۔ میرا جبکہ انسان کی روحانی صلاحیت اور روحانی انسان کی پیدائش کے امکان پر یقین ہے۔ مجھے یہ یقین نہیں کہ تاریخی عمل اس طرح ریاضیاتی ہوتا ہے جس طرح مجلہ نور کا خیال ہے۔ ہم باآسانی تسلیم کر سکتے ہیں کہ تاریخی عمل کی نوعیت کو سمجھ لینا ہماری ذہنی صلاحیت سے ورا ہے۔ میں اس کے خلاف جو کہہ سکتا ہوں وہ سارا یہ ہے کہ مجھے یہ نظر آتا ہے کہ یہ اسی طرح طے شدہ اور بالکل ریاضی کے انداز میں نہیں تھے جیسا کہ مجلہ نور کا خیال ہے۔ میرا قدرے ابن خلدون کی طرف میلان ہے جو تاریخی عمل کو ایک آئینہ نگاری کی طرح خیال نہیں کرتا جو پہلے ہی ایک حتمی نشانہ ہی کیسا تھا عمل میں لایا جا چکا ہے۔ یہ نقطہ نظر نئے وقتوں میں ابن خلدون سے زیادہ وضاحت اور سائنسی صحت کیساتھ برگسان نے پیش کیا ہے۔ مجلہ نور کی نقل کی روایت کو غالباً جلال الدین سیوطی نے اپنے مفاد کیلئے مقبول عام بنایا ہے۔ اور اسے زیادہ اہمیت نہیں دی جاسکتی۔ یہ روایت بخاری اور مسلم جن دو کتابوں کو زیادہ قابل بحروسہ مانا جاتا ہے نے نقل نہیں کی۔ یہ کچھ روحانی حضرات کی تاریخی عمل کی نوعیت کی بصیرت ہو سکتی ہے لیکن یہ افراد کی ذاتی بصیرت منطقی استدلال کے لیے کوئی بنیاد نہیں بن سکتی۔ یہ وہ اصول ہے جسے ماہر رواۃ نے ہمیشہ مد نظر رکھا ہے۔



[سوال کیا گیا کہ کیا انہوں نے طلوع آفتاب (جو ایک قادیانی ہفت روزہ ہے) میں شائع شدہ ایک لیکچر دیکھا ہے جس میں مصنف نے ڈاکٹر اقبال کے ایک لیکچر کا حوالہ دیا ہے اور ان پر تضاد کا الزام لگایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جواباً فرمایا!]

جی مجھے افسوس ہے میرے پاس مطلوبہ لیکچر کی کوئی نقل نہیں نہ اصل انگریزی میں نہ اردو ترجمہ میں جو مولانا ظفر علی خان نے کیا تھا۔ جہاں تک مجھے یاد آ رہا ہے وہ لیکچر ۱۹۱۱ء یا اس سے قبل دیا تھا۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی جھجک نہیں کہ ربع صدی قبل مجھے اس تحریک سے اچھے نتائج برآمد ہونے کی توقع تھی۔ پہلے پہل حتیٰ کہ ممتاز مسلمان مولوی چراغ علی مرحوم نے جو اسلام پر بہت سی انگریزی کتب کے مصنف ہیں تحریک کے بانی کے ساتھ تعاون کیا تھا اور میں سمجھتا ہوں انہوں نے براہین احمدیہ نامی کتاب میں قابل قدر حصہ لیا تھا۔ لیکن ایک مذہبی تحریک کی اصل مافیہ اور اس کی روح اپنا آپ ایک دن میں ظاہر نہیں کرتی۔ یہ اپنے آپ کے کھلنے میں عشرے لیتی ہے۔

تحریک کے دونوں فریقوں کے اندرونی جھگڑے اس حقیقت کا ثبوت ہیں کہ جو لوگ بانی کیساتھ ذاتی طور پر رابطے میں تھے وہ بھی کلی طور پر باخبر نہ تھے کہ تحریک کی نشوونما کیسے ہوگی؟۔ ذاتی طور پر میں تحریک کے بارے میں اس وقت شکوک و شبہات میں مبتلا ہوا جب غیر مبہم انداز میں بانی اسلام کی نبوت سے برتر ایک نئی نبوت کا دعویٰ سامنے لایا گیا اور دنیائے اسلام کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد ازاں میرا شک بڑھ کر قطعی بغاوت ہو گیا۔ جب میں نے تحریک سے وابستہ ایک کو تقدس مآب پیغمبر اسلام کا ذکر حقارت آمیز زبان میں کرتے اپنے کانوں سے سنا۔ آپ ان کی جڑوں کی بجائے ان کے ثمرات سے انھیں جانیں گے۔ اگر میرا موجودہ انداز آپ سے تضاد کا شکار ہو رہا ہے تو خوب صرف ایک زندہ اور سوچتے انسان کو اپنی سوچ سے اختلاف کرنے کا حق ہے۔ صرف پتھر ہی اپنے برعکس نہیں کرتے۔ جیسے ایمرن کہتا ہے! ”ان سے اللہ کی جانب سے وحی کے امکان اور پیغمبر پاک کے بعد وحی حاکمین مصلحین کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا۔“

بہتر یہ ہے کہ میں اس سوال کا جواب آپ کو اپنی ”اسلام میں الہیات کی تشکیل جدید“ کا حوالہ دیکر دوں جس کے صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲ پر میں نے لکھا! ”نظر یہ ختم نبوت یوں نہ لینا چاہیے کہ زندگی کا حتمی مقدر آخر کار عقل کا جذبہ کی مکمل جگہ لینا ہے۔ اس طرح کی کوئی چیز نہ ممکن ہے نہ مطلوب ہے۔ نظریہ کی فراست پر مبنی قدر یہ ہے کہ اس کا رجحان اس طرف ہے کہ صوفیانہ تحریر کی جانب ایک آزادانہ رو یہ یہ عقیدہ اپنا رکھا جائے کہ تاریخ انسانی میں یہ عقیدہ کہ تمام شخصی اتھارٹی جو اپنے مافوق انصاف ظہور کا دعویٰ کرتی ہو ختم ہو چکی ہے۔ عقیدہ کی یہ قسم ایک نفسیاتی قوت ہے جو اپنے اختیار کی نشوونما

کرتی ہے اس عقیدہ کا مقصد انسان کے باطنی تجربہ کے میدان میں علم کے تازہ مناظر (کاباب) کھولا جائے جو بالکل اس طرح جیسے اسلام کے پہلے نصف کلیہ نے انسان کے خارجی تجربہ کے ناقدانہ مشاہدہ کی روح پیدا کی ہے اور اسکی نشوونما کی ہے کہ فطرت کی قوتوں کو اس خدائی کردار سے محروم کر دیا جائے جس کے ساتھ اگلی ثقافتوں نے انہیں لباس پہنایا تھا تو صوفیانہ تجربہ کتنا ہی غیر معمولی ہو اب مسلمان اُسے مکمل فطرتی تجربہ خیال کریں جو انسانی تجربات کے دوسرے پہلوؤں کی طرح ناقدانہ چھان بین کے لیے کھلا ہو یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابن صیاد کے نفسیاتی تجربہ کی جانب رویہ سے واضح ہے۔ اسلام میں تصوف کا مقصد صوفیانہ تجربہ کو کسی ضابطہ کے تحت لانا رہا ہے۔ گرچہ یہ ضرور تسلیم کیا جائے کہ ابن خلدون ہی وہ واحد مسلمان تھا جو ایک مکمل سائنسی جذبہ کے تحت اس تک پہنچا۔

شروع کا جملہ صاف بتاتا ہے کہ نقطہ کے نفسیاتی مفہوم میں اولیاء یا اولیائی کردار کے لوگ ہمیشہ ظاہر ہوتے رہیں گے۔ آیا مرزا صاحب اس قسم سے تعلق رکھتے تھے یا نہیں یہ ایک علیحدہ سوال ہے۔ واقعی جب تک بنی نوع انسان کا روحانی ظرف برداشت کرنا رہے گا وہ انسان کو زندگی کے بہتر مثالی تصورات (نہایت اعلیٰ خیالات یا اوصاف) دکھانے کیلئے تمام ملکوں اور قوموں سے اُبھرتے رہیں گے کوئی دوسری رائے رکھنا انسانی تجربات کے معنی پر کھینچوں کا اڑنا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جدید انسان کو اپنے صوفیانہ تجربات کا ناقدانہ جائزہ لینے کا حق ہے۔ ختم نبوت کا مطلب دوسرے نکات سمیت یہ ہے کہ دینی زندگی میں ہر طرح کی شخصی اتھارٹی جس کا انکار دائمی عذاب میں مبتلا کرنا ہے ختم ہو چکا ہے۔

[”سٹیٹس مین“ میں ایک پارسی نوجوان مسٹر ڈن شا کی طرف سے ایک شائع شدہ مکتوب کے بارے میں سوال کیا گیا۔ ڈاکٹر اقبال نے فرمایا!]

میرے پاس اس کے بارے میں کہنے کو اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں اس کے بڑے دعویٰ کہ اسلام کی خارجی اور داخلی تاریخ میں ایرانی عنصر کے بہت زیادہ کردار سے پوری طرح متفق ہوں۔ ایرانی اثر و رسوخ اتنا پھیلا ہوا ہے کہ سپننگر کو اسلام کی مجوسیہ طبع کاری کا دھوکہ ہوا ہے۔ اور اس نے عملاً اسلام کو مجوسی مذہب سمجھ لیا ہے۔ میں نے اپنی ”تشکیل جدید“ میں کوشش کی ہے کہ اسلام کو اس پر چڑھے خول سے آزاد کردوں اور مجھے اُمید ہے کہ میں اس بارے میں اپنی کتاب ”مطالعہ قرآن کا تعارف“ میں مزید کام کروں گا۔ مجوسی فکر اور مذہبی تجربہ نے مسلم دینیات، فلسفہ اور تصوف میں بہت زیادہ سرایت کی ہے واقعی یہ ثابت کرنے کے لیے شہادت موجود ہے کہ تصوف کے بہت سے مدارس جنہیں اب اسلامی کہا جاتا ہے نے صرف مجوسی نوعیت کا مذہبی تجربہ دہرایا ہے۔ میں مجوسی ثقافت کو انسانی ثقافت کی



دوسری شکلوں میں سے ایک خیال کرنا ہوں۔ اور میں نے یہ اصطلاح بدنام کرنے کے لیے استعمال نہیں کی۔ اسکے فیصلہ کن نظریات تھے۔ اسکے فلسفیانہ مباحث اس کی سچائیاں اور خطائیں تھیں لیکن جب ایک ثقافت اپنے زوال کے آثار دکھانا شروع کر دیتی ہے تو اس کے فلسفیانہ مباحث اس کے نظریات اور مذہبی تجربہ کی شکلیں جامد اور غیر متحرک ہو جاتی ہیں۔ محوی ثقافت کی تاریخ میں اُس وقت ایسے ہی تھا جب اسلام ظاہر ہوا اور میرے ثقافتی تاریخ کے مطالعہ کے مطابق اُس ثقافت کے خلاف ایک شدید احتجاج میں شامل ہو گیا۔ یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ اسلام نے فکر بلکہ مذہبی تجربہ کی بھی نئی راہیں کھلوانے کا عزم کیا قرآن میں بذات خود قطعی ثبوت موجود ہے۔ تاہم ہمارے محوی ورثہ نے حیاتِ اسلام کا گلا گھونٹ دیا اور اسکی اصل روح اور عروج کی تمناؤں کو کبھی بڑھنے نہ دیا۔

۳۔ سٹینس مین کو ایک خط: ۸

[سٹینس مین نے ڈاکٹر اقبال کا ”قادیانی اور صحیح العقیدہ مسلمان“ پر اپنا بیان پہلے ادارتی مقالہ میں تبصرہ کیا تھا شائع کیا۔ جواباً مندرجہ ذیل مضمون سٹینس مین کو لکھا گیا اور وہ ۱۰ جون ۱۹۳۵ء کو شائع کیا گیا]

میں اپنے بیان پر آپ کے ناقدانہ ادارتی مقالہ جو ۱۴ مئی کے شمارہ میں شائع ہوا پر آپ کا بہت مشکور ہوں۔ جو سوال آپ نے ادارتی مقالہ میں اٹھایا ہے بہت اہم ہے اور میں واقعی بہت خوش ہوں کہ آپ نے یہ سوال اٹھایا ہے۔ میں نے یہ سوال اپنے بیان میں نہیں اٹھایا تھا کیونکہ میں نے محسوس کیا تھا کہ قادیانیوں کی علیحدگی پسند پالیسی جس پر وہ مذہبی اور سماجی معاملات میں پختہ مزاجی کیساتھ اس وقت سے چل رہے ہیں جب سے اُن کے ہاں نبوت کی مخالف بنیادوں پر ایک نئی قوم استوار کرنے کا نظریہ پیدا ہوا اور اس تحریک کے خلاف مسلمانوں کے احساسات میں شدت پیدا ہوئی۔ یہ یقیناً حکومت کا فرض تھا کہ وہ ہندوستان کی مسلمان قوم کی طرف سے رسمی نمائندگی کا انتظار کیے بغیر مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین بنیادی اختلاف کے بارے میں انتظامی آگاہی حاصل کرے۔ سکھوں کے معاملہ کے بارے میں حکومتی رویہ سے جس نے ۱۹۱۹ء سے لاہور ہائی کورٹ جس کے عدالتی فیصلہ کے باوجود کہ سکھ ہندو (سی) ہیں انتظامی طور پر علیحدہ سیاسی اکائی تصور نہیں کیا لیکن بعد ازاں سکھوں کی طرف سے کسی رسمی نمائندگی کے بغیر ہی انھیں علیحدہ سیاسی اکائی سمجھ لیا گیا مجھے ایسا محسوس کرنے کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

تاہم اب آپ نے یہ سوال اٹھایا ہے جس میں اب ایک ایسے معاملہ پر جسے میں انگریزوں اور مسلمانوں دونوں کے نکتہ نظر سے بہت اہمیت والا خیال کرتا ہوں چند خیالات کا اظہار کروں گا۔ آپ مجھ سے چاہتے ہیں کہ میں مکمل طور پر واضح کر دوں کہ میں کب اور کہاں کسی طبقے کے مذہبی اختلاف کے سرکاری طور پر ادراک کو نظر انداز کر سکتا



ہوں میں نشاندہی کرنا ہوں!

اول: یہ کہ اسلام لازماً ایک دینی قوم ہے جسکی حدود مکمل طور پر متعین ہوں۔ اللہ کی توحید پر ایمان تمام انبیاء پر ایمان اور (حضرت) محمد (ﷺ) کی ختم نبوت پر ایمان۔ آخر میں بیان کردہ عقیدہ درحقیقت ایسا عنصر ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلموں میں حد بندی کرتا ہے اور یہ فیصلہ کرنے کا اہل کرتا ہے کہ کوئی فرد یا گروہ کسی قوم کا حصہ ہے یا نہیں مثلاً یہ ہمو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ حضرت محمد (ﷺ) کو بھی اللہ کے انبیاء میں سے ایک مانتے ہیں پھر بھی اُن کو (اہل) اسلام کا لازمی جزو قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ وہ قادیانیوں کی طرح انبیاء کے ذریعے وحی کے تسلسل کے نظریہ پر ایمان رکھتے ہیں اور حضرت محمد (ﷺ) کی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔ جہاں تک مجھے علم ہے کسی اسلامی فرقہ نے حد بندی کی یہ لیکر کبھی عبور کرنے کی جرأت نہیں کی۔ ایران میں بہائیوں نے کھلم کھلا ختم نبوت کے اصولوں کو مسترد کر دیا ہے۔ اور ساتھ ہی صاف طور پر انہوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ وہ اب ایک نئی قوم ہیں۔ اور لفظ کے فنی مفہوم میں مسلمان نہیں ہیں۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق اسلام اللہ کا نازل کردہ دین ہے لیکن اسلام کا ایک معاشرہ یا ایک قوم کے طور پر وجود پیغمبر پاک کی شخصیت پر منحصر ہے۔ میرے نکتہ نظر سے قادیانیوں کے لیے صرف دو راستے کھلے ہیں۔ بہائیوں کی پیروی کریں یا اس نظریہ کو اپنی تمام مضمرات کیساتھ قبول کرنے کے لیے بہائیوں کے اسلام کے عقیدہ ختم نبوت سے اس کی تمام تعبیرات (معنی دینا) کیساتھ پرہیز کریں ان کی زمانہ ساز تعبیرات محض اس خواہش کی پابند ہیں کہ وہ صرف واضح سیاسی مفاد کیلئے اسلام کے دائرہ میں رہنے کے خواہش مند ہیں۔

دوم: ہمیں دنیائے اسلام کے بارے میں قادیانیوں کے رویے اور ان کی اپنی پالیسی کو قطعاً نہیں بھولنا چاہیے۔ بانی تحریک نے قادیانیوں کو تنبیہ کرتے ہوئے کہ وہ مسلمانوں سے میل جول نہ رکھیں آبائی قوم (مسلمانوں) کو خراب دودھ اور اپنے پیروکاروں کو نازہ دودھ کہا تھا۔ مزید برآں اُن کا مبادیات (ایسی اہم باتیں جن کا شروع میں ہی جان لینا ضروری ہو) سے انکار اور اُن کا اپنے آپ کو ایک قوم کے طور پر نیا نام (احمدی) دینا اسلام کی باجماعت نمازوں میں عدم شمولیت اور شادی بیاہ وغیرہ کے معاملات میں اُن کی مسلمانوں سے لائقیتی اور سب سے بڑھ کر اُن کا یہ اعلان کہ تمام دنیائے اسلام کافر ہے یہ سب کچھ قادیانیوں کا اپنی طرف سے واضح اعلانِ علیحدگی ہے۔ واقعی اُوپر بیان کردہ حقائق صاف طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ قادیانی سکھوں کے ہندومت سے دوری کے مقابلے میں اسلام سے زیادہ دور ہیں کیونکہ سکھ ہندوؤں کو رشتے دیتے لیتے ہیں اگرچہ سکھ ہندو مندروں میں پوجا نہیں کرتے۔

سوم: یہ جاننے کیلئے کسی خاص ذہانت کی ضرورت نہیں کہ قادیانی دینی اور سماجی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی پر چلتے

ہوئے سیاسی طور پر اسلام کے دائرہ میں رہنے کیلئے فکر مند ہیں سرکاری ملازمت کے میدان میں سیاسی فوائد سے بٹ کر جو انہیں اسلام کے دائرہ میں رہ کر حاصل ہوتے ہیں۔ یہ واضح ہے کہ ان کی موجودہ آبادی کی رو سے جو آخری مردم شماری کے پیش نظر ۵۶ ہزار ہے وہ ملک کی کسی قانون ساز اسمبلی میں واحد نشست کے بھی اہل نہیں ہیں۔ لہذا انہیں اس مفہوم میں سیاسی اقلیت نہیں کہا جاسکتا جس مفہوم میں آپ اظہار کرتے رہتے ہیں۔ یہ حقیقت کہ قادیانیوں نے تاحال ایک الگ سیاسی اکائی کے طور پر علیحدگی کا مطالبہ نہیں کیا ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنی موجودہ حالت میں اپنے آپ کو قانون ساز اسمبلیوں میں کسی نمائندگی کے اہل نہیں پاتے۔ ایسی اقلیتوں کے تحفظ کے لیے نیا دستور اہتمام کے بغیر نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ واضح ہے کہ علیحدگی کے لیے حکومت تک رسائی کے معاملہ میں قادیانی کبھی اقدام نہیں کریں گے۔ مسلمان قوم قادیانیوں کی ان کی آبائی قوم سے علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہے اگر حکومت فوری طور پر اس مطالبہ سے متفق نہیں ہوتی تو بددستانی مسلمان مجبوراً یہ شک کرنا شروع کر دیں گے کہ برطانوی حکومت نئے دین کو اسی حالت میں رکھنا چاہتی ہے اور علیحدگی میں تاخیر کر رہی ہے کیونکہ وابستگان کی تلیل تعداد کے پیش نظر یہ سردست صوبے میں ایک چوتھی قوم کے طور پر رو بہ عمل رہنے کے اہل نہیں جبکہ مقامی دستور میں پنجابی مسلمانوں کو جو پہلے ہی معمولی اکثریت میں ہیں موثر انداز میں نقصان پہنچائیں گے۔ ۱۹۱۹ء میں حکومت نے سکھوں کی علیحدگی کیلئے رسمی نمائندگی کا بھی انتظار نہیں کیا۔ اب انہیں (حکومت کو) قادیانیوں کی طرف سے رسمی نمائندگی کا کیوں انتظار کرنا چاہیے؟

۴۔ رومن دور حکمرانی میں یہودی کی سالمیت: ۹

[پندرہ روزہ ”اسلام“ کے نمائندہ خصوصی نے ڈاکٹر سر محمد اقبال سے پوچھا کہ کیا قادیان کے مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے حالیہ خطاب جمعہ میں جو قادیانی مجلہ ”طلوع آفتاب“ میں رپورٹ کیا گیا اُن کا نقطہ نظر درج ذیل پیرا میں صحیح طریقے سے پیش کیا گیا ہے!

انہیں حکومت سے ایک شکایت ہے جب وہ کہتے ہیں کہ انگریز اتنے بھی عقلمند واقع نہیں ہوئے جتنے رومن دور مسیح میں تھے کیونکہ رومنوں نے آخر کار مسیح علیہ السلام کو مصلوب کر دیا۔ یہ رومنوں کی اُس کاروائی کو منظور کرنے کے سوا کچھ نہیں جب انہوں نے اپنی اتھارٹی کے تحت کاروائی کرنے کے بجائے یہودیوں کے مشتبہ پر شور مطالبہ کا اثر قبول کرتے ہوئے مشروط طور پر اُن کے حوالے کر دیا۔

ہمارے نمائندہ خصوصی نے کہا کہ! اوپر کے پیرا میں الفاظ ”رومنوں کی کاروائی کو منظور کرنا“ کی طرف آپ



کی خصوصی توجہ یہ دریافت کرنے کیلئے مبذول کرانا ہوں کہ کیا ایسا جملہ پیغمبر اسلام کی ختم نبوت پر آپ کے اس بیان میں موجود ہے جو کچھ عرصہ پیچھے ہندوستانی اور اینگلو ہندوستانی پریس میں شائع ہوا تھا۔ سر محمد اقبال نے فرمایا: [

یہ غلط انداز میں پیش کرنے کے قادیانی فن کی خاص مثال ہے۔ مرزا احمد میرے بیان میں ایک جملہ پڑھتے ہیں جسے وہ نقل نہیں کرتے اور جسے میں اپنے اس بیان میں نہیں پاسکا۔ معاملہ کی اصل یہ نظر آتی ہے کہ وہ اپنے مخصوص خیالات کے بارے میں تصور کرتے ہیں کہ وہ ایک خاص جملہ ہے۔ یہ واضح ہے کہ چونکہ اُن کے پاس میرے بیان کے مرکزی نکتہ کے خلاف کہنے کے لیے کچھ نہیں اُن کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے بے چارے پیروکاروں اور شاید حکومت کو بھی اس عقیدہ کے بارے میں دھوکہ دے سکیں کہ چونکہ میرا خیال ہے کہ رومنوں کے ماتحت یہودیوں کا تحفظ ہندوستان میں انگریزوں کے ماتحت مسلمانوں کے مقابلے میں بہتر طور پر کیا گیا۔ اس کے بعد یہ آتا ہے کہ میں یہودی مجلس کیسا کے فیصلے کو رومن گورنر کا منظور کرنا ایک نیک عمل سمجھتا ہوں اسے بڑے غلط انداز میں پیش کرنے کی مثال تصور میں نہیں آسکتی۔ میرا ارادہ رومنوں کے بارے میں کوئی اخلاقی فیصلہ کرنے کا نہ ہوتا۔ میرے بیان نے صورت حال کا خالصتاً سیاسی جائزہ لیا تھا تا کہ اخلاقی نکتہ نظر سے۔ نکتہ ساریہ ہے کہ رومن خود کو دستوری طور پر یہودی مجلس کیسا کے فیصلوں کو ان معاملات میں منظور کرنے کا پابند خیال کرتے تھے۔ یہودی جسے درست یا غلط طور پر اپنی سوسائٹی کے لیے خطرناک تصور کرتے تھے۔ خاص کر عیسیٰ (علیہ السلام) کے خلاف عدالتی کارروائی کے موقع پر یہ بد قسمتی تھی کہ رومنوں کو بطور ریاست یہودی مجلس کیسا کا مطالبہ اس شخص کے بارے میں جو ہمارے عقیدہ کے مطابق ایک برحق نبی تھے ماننا پڑا۔ اگر یہ معاملہ کسی مذہبی مہم جو کا ہوتا تو کسی نے رومنوں کو کہ انہوں نے یہودی مجلس کیسا کے فیصلہ کو منظور کر لیا یہودیوں کو مقدمہ چلانے کے مطالبہ پر اخلاقاً الزام نہ دیا ہوتا ذلتی طور پر میں اس دستوری تحفظ کی اہمیت سے انکار نہیں کرتا جو رومنوں نے یہودیوں کو دیا تھا۔ اگرچہ میں اس تحفظ کی اخلاقی قدر و قیمت کے بارے میں مختلف نکتہ نظر رکھتا ہوں۔ غالباً ایک دن قادیانی بذات خود اپنے باغی پیغمبروں کے خلاف تحفظ مانگیں گے جن کی پیدائش اور نشوونما کو قادیانیوں کے اسلامی دینی تصورات کو بازاری بنانے نے ممکن بنایا۔ کسی وقت بھی ان میں سے کوئی ایک کافی قوت جمع کر کے اپنے گروہ کی موجودہ تنظیم کے لیے خطرہ بن سکتا ہے۔ میرے نزدیک یہ حیران کن معاملہ ہے کہ ایک گروہ جس نے اپنی پیدائش اور نشوونما کے لیے جدید ریاست کی آزادی پر مکمل انحصار کر لیا ہے مذہبی مہم جوؤں کی خلاف اسلام کے تحفظ کے لیے میرے مطالبہ پر ناراض ہو۔

قادیانی منطق دوبارہ میرے بیان میں تجویز دیکھتی ہے کہ انگریز قوت کو چاہیے تھا کہ قادیانی تحریک کو قوت



سے دبا دے میں اپنے بیان میں مکمل طور پر واضح کر دیا ہے کہ دین میں عدم مداخلت کی پالیسی ہندوستان کے لیے ناگزیر ہے جو نمایاں طور پر دینی اقوام کا ملک ہے۔ میں آزاد خیالی کا مداح نہیں ہوں اور میں اسے خیالات کا ایسا مجموعہ گردانتا ہوں جو آدمی کو وہ بنانے کی طرف میلان رکھتا ہے جو اسے نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن پھر بھی میں اُس (آزاد خیالی) کو جدید دنیا میں طاقتور قوت ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ نظر آتا ہے کہ مرزا محمود دیا تو لفظ ناگزیر کا مطلب نہیں جانتا یا بڑی آسانی سے اُسے یکسر نظر انداز کر دیتا ہے۔

رومنوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے پیروکاروں کو ایک نئے دین والی قوم تسلیم کر لیا ہوگا لیکن یہودی معاشرے کو تحفظ دینے کا یہ طریقہ عیسائیوں کیلئے کھانا تھا۔ کیونکہ جب یسوع علیہ السلام کو پیلاطس کے سامنے لایا گیا تو اس وقت ان کے پیروکار ساتھ نہ تھے۔ تاہم ہندوستان میں انگریزوں کیلئے راستہ کھلا ہے کہ وہ انتظامی طور پر قادیانیوں کو ایک جدا قوم تسلیم کر لیں میں دیانتداری کی ساتھ مانتا ہوں کہ یہ امن کیلئے واحد راستہ ہے۔ قادیانیوں کو اس قوم کا لازمی جز بننے کیلئے فکر مند نہیں ہونا چاہیے جس کو وہ کافر قوم خیال کرتے ہیں۔

۵۔ اسلام اور احمدیت: ۱۰

پنڈت جواہر لال نہرو کے ماڈرن ریویو ملکیت میں تین مضامین چھپنے پر مجھے مختلف مذہبی اور سیاسی نکتہ نظر کے مسلمانوں کے بہت سے خطوط موصول ہوئے۔ ان خطوط کے بعض نکھاری مجھ سے چاہتے ہیں کہ میں مزید وضاحت کروں اور ہندوستانی مسلمانوں کے احمدیوں کے بارے میں رویہ کا جواز پیش کروں دوسرے مجھے کہتے ہیں کہ مختصراً بتا دوں کہ مسئلہ احمدیت کے بارے میں میرا کیا خیال ہے؟۔ اس بیان میں میری پہلی تجویز یہ ہے کہ اُن کے مطالبات تسلیم کر لیے جائیں جنہیں میں بالکل جائز خیال کرتا ہوں بعد ازاں پنڈت جواہر لال نہرو کے اٹھائے گئے سوالات کا جواب دوں گا۔ تاہم مجھے ڈر ہے کہ اس بیان کے اجز اپنڈت جی کی دلچسپی کے نہیں ہوں گے۔ اور اُن کا وقت بچانے کے لیے اُنھیں مشورہ دیتا ہوں کہ ایسے اجز اسے آگے گزر جائیں۔

میرے لیے یہ کہنا بہت کم ضروری ہے کہ میں مشرق اور شاید دنیا بھر کے سب سے بڑے مسئلہ پر پنڈت جی کی دلچسپی کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہندوستان کے پہلے قوم پرست رہا ہیں جنہوں نے عالم اسلام کی موجودہ روحانی بے چینی کو جاننے کے لیے خواہش کا اظہار کیا ہے۔ اس کے ممکنہ رد عمل اور بہت سے پہلوؤں کے پیش نظر ہندوستان کے اہل فکری سیاسی رہنما اس مسئلہ کے حقیقی فہم کے لیے جس نے دنیائے اسلام کو مبتلائے اضطراب کر دیا ہے ذہن کھلا رکھیں۔

تاہم میں اس بیان کے کسی قاری یا پنڈت جی سے یہ حقیقت نہیں چھپانا چاہتا کہ پنڈت جی کے مضامین نے لمحہ بھر کے لیے احساسات کو قدرے تکلیف دہ الجھاؤ دیا ہے اُن کو وسیع ثقافتی ہمدردیوں کا حامل انسان جانتے ہوئے میرا ذہن اس نکتہ نظر کی طرف میلان رکھے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اُن کی خواہش کہ وہ اٹھائے گئے سوالات کو سمجھیں بالکل جائز ہے۔ پھر بھی جس انداز سے انہوں نے اپنا نکتہ نظر بیان کیا ایک نفسیاتی کیفیت کو افشا کر رہا ہے جسے ان سے منسوب کرنے میں مشکل محسوس کرنا ہوں میرا میلان اس سوچ کی طرف ہے کہ قادیانیت الپہ میرے بیان نے جو جدید خطوط پر دینی عقیدہ کی تشریح سے زیادہ ہیں پنڈت جی اور قادیانیوں دونوں کو مشکل سے دوچار کر دیا ہے دونوں اندر سے غصہ میں ہیں کیونکہ میرا بیان خصوصاً ہندوستان میں مختلف وجوہات کی بنا پر مسلمانوں کے دینی اور سیاسی استحکام کے امکانات رکھتا ہے یہ بالکل واضح ہے کہ ہندوستانی قوم پرست جس کی سیاسی مثالیت (نہایت اعلیٰ قسم کے اوصاف و خیالات جو بطور مثال پیش کیے جاسکیں) نے شمال، مغربی ہندوستانی اسلام (مسلمانوں) کے دل میں اپنے فیصلے خود کرنے کی خواہش کی پیدائش کا احساس درحقیقت عدم رواداری کی بنا پر عملاً ختم کر دیا ہے۔ میرے نکتہ نظر سے اسکی سوچ غلط ہے کہ ہندوستانی قومیت کے لیے ملک کے ثقافتی وجودوں کو باہمی تعامل (مل جل کر کام کرنا) کے ذریعے اسیر اور برداشت کا مادہ رکھنے والی ثقافت کے طور پر ترقی دے کر مکمل طور پر دبا دینے میں ہے۔ ان جھٹکنڈوں کے ذریعے حاصل کی گئی قومیت کا مطلب باہمی تلخیوں نیز تشدد کے سوا کچھ نہ ہوگا اسی طرح یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ قادیانی بھی ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی بیداری و قاری بلندی سے یقیناً عربی پیغمبر کی اُمت میں سے ہندوستانی پیغمبر کیلئے ایک نئی اُمت تراشنے کے اُن کے عزائم کو شکست ہوگی۔ میرے لیے یہ تھوڑے اچھنبے کی بات نہیں کہ ہندوستانی مسلمانوں کو متاثر کرنے کی میری کوششیں جو ہندوستان میں اُن کی تاریخ کے تشویشناک موقع پر اندرونی ربط کے لیے انتہائی اہم ہیں اور میرا اُن انتشار کی قوتوں اور اصلاحی تحریک کا روپ دھارنے والوں کو تنبیہ کرنے پر پنڈت جی ایسی قوتوں سے ہمدردی کریں۔

تاہم میں نہیں چاہتا کہ میں پنڈت جی کے محرکات کا تجزیہ کرنے کے کما خوشگوار کام کے پیچھے پڑا رہوں۔ اُن لوگوں کے فائدہ کے لیے جو عام مسلمانوں کے قادیانیوں کے خلاف رویہ کی تشریح چاہیں۔ میں ڈورنٹ کی کتاب ”داستانِ فلسفہ“ کا ایک پیرا نقل کروں گا مجھے اُمید ہے کہ قاری کو مسئلہ قادیانیت پر واضح سوچ دے گا۔ ڈورنٹ نے چند جملوں میں عظیم فلسفی سچو زاسے یہودیوں کی معاشرتی لا تعلقی کا خلاصہ پیش کر دیا ہے۔ قاری ہرگز نہ سوچے کہ یہ پیرا نقل کر کے میرا مقصد بانی تحریک احمدیت اور سچو زاسے میں کسی قسم کا تقابل کر کے طعنے کرنا ہے۔ دونوں میں ذہانت اور



کردار کے لحاظ سے انتہائی حیران کن دوری ہے۔ سرشار الہی سچو زانے کبھی بھی دعویٰ نہیں کیا کہ وہ کسی نئی تنظیم کا مرکز ہے اور یہ کہ وہ تمام یہودی جو اُس پر ایمان نہیں لاتے وہ یہودیت سے باہر ہیں۔ لہذا ڈورنٹ کا پیرا یہودیوں کے سچو زانے لائق کے رویہ کے مقابلے میں مسلمانوں کے قادیانیوں کیساتھ رویہ پر زور دار طریقہ سے منطبق ہوتا ہے۔ وہ پیرایوں ہے۔

”مزید برآں پادریوں کو ایسٹرن ڈیم میں چھوٹے یہودی گروپوں کو عدم استحکام سے بچانے کیلئے مذہبی اتفاق رائے ہی واحد ذریعہ نظر آتا ہے جو ان کے اتحاد کو محفوظ رکھے اور یوں دنیا میں بکھرے ہوئے یہودیوں کی بقاء یقینی بنانے کا آخری ذریعہ تھا۔ اگر اندرونی ربط اور بیرونی وقار قوت حاصل کرنے کے لیے غیر مذہبی اقتدار اور وسائل کی حامل ان کی اپنی ریاست ہوتی اپنا مدنی قانون (شہروں سے متعلق) ہوتا اور اپنے اوارے ہوتے تو وہ زیادہ روادار ہوتے مگر ان کے نزدیک حب الوطنی اور اعتماد ان کا مذہب تھا معبد کی دینی مجلس اُنکی سماجی اور سیاسی زندگی اور مذہبی رسومات اور عبادت کا بھی مرکز تھی اور بائبل جسکی صداقت پر سچو زانے کو اعتراض تھا اپنی عوام کا سفری دلیس تھی ان حالات میں انہوں نے نئی راہ اپنانے کو غدار اور رواداری کو خودکشی تصور کیا“

یہودی ایسٹرن ڈیم میں ایک اقلیتی قوم کے طور پر رہ رہے تھے وہ سچو زانے کو جس سے ان کی قوم کے تحلیل ہو جانے کا ڈر تھا ایک عدم استحکام لانے والا عنصر خیال کرنے میں بالکل حق بجانب تھے۔ اُسی طرح ہندوستانی مسلمان قادیانی تحریک کو جو تمام دنیائے اسلام کو کافر قرار دیتے ہیں اور ان سے معاشرتی مقاطعہ کرتے ہیں سچو زانے کی مابعد الطبیعات (فلسفہ وغیرہ) سے یہودی کی اجتماعی زندگی کو لاحق خطرہ سے زیادہ خطرناک قرار دینے میں حق بجانب ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ ہندوستانی مسلمان جبلی طور پر حالات کی اس مخصوص نوعیت کا احساس رکھتا ہے۔ ہندوستان میں جن حالات میں اُسے رکھا گیا ہے اور قدرتی طور پر کسی اور ملک کے مسلمانوں کے مقابلے میں عدم استحکام کی قوتوں کے بارے میں زیادہ حساس ہیں۔ میرے نکتہ نظر سے ایک اوسط درجے کے مسلمان کی یہ جبلی بصیرت بالکل درست ہے اور مجھے کوئی شک نہیں کہ ہندوستانی مسلمان کے شعور میں یہ بصیرت بہت گہری اساس رکھتی ہے۔ اس طرح کے معاملے میں رواداری کی باتیں کرنے والے لفظ رواداری کے استعمال کرنے میں جس کا مجھے ڈر ہے کہ اُسے قطعاً نہیں



سمجھتے انتہائی بے پرواہ ہیں۔ رواداری کا جذبہ انسان کے مختلف رجحانات سے اُبھر سکتا ہے جیسا کہ گبن کہتا ہے!

”ایک رواداری اس فلسفی کی ہوتی ہے جس کے نزدیک سارے مذاہب مساوی طور پر سچے ہیں۔ ایک رواداری اس مورخ کی ہوتی ہے جس کے نزدیک تمام مساوی طور پر غلط ہوتے ہیں۔ ایک رواداری اس سیاستدان کی ہوتی ہے جس کے نزدیک سب مساوی طور پر کام کرتے ہیں۔ ایک رواداری اس انسان کی ہوتی ہے جو فکر و عمل کے تمام طریقوں سے صرف نظر کرتا ہے کیونکہ وہ خود ان طور طریقوں سے بے نیاز ہوتا ہے ایک رواداری اس کمزور کی ہوتی ہے جو خودداری کی شدید کمزوری کی بنا پر پسند دیدہ چیزوں اور اشخاص سے وابستہ ڈھیروں ذلت جیب میں ڈال لیتا ہے۔“

یہ بالکل واضح ہے کہ اس طرح کی تمام رواداریوں کی کوئی اخلاقی حیثیت نہیں اس کے برعکس یہ رواداریاں یقیناً اس انسان کے روحانی افلاس کا انکشاف کرتی ہیں جو یہ رواداریاں برتتا ہے۔ صحیح رواداری ذہنی اور روحانی وسعت کے ذریعے پیدا کی جاتی ہے۔ رواداری روحانی طور پر مضبوط انسان کی ہوتی ہے جو اپنے ایمان کی سرحدوں کے بارے میں غیر مت مند ہوتے ہوئے اپنے علاوہ دوسرے مذاہب والوں کے بھی تمام قسم کے عقائد کو برداشت کر سکتا ہے بلکہ ان کو سراہا بھی جاسکتا ہے اس طرح کی رواداری کا صرف سچا پکا مسلمان ہی اہل ہے۔ اس کا اپنا عقیدہ فکر کے مختلف زوئیوں سے تشکیل پاتا ہے اس وجہ سے وہ آسانی دوسروں کے عقائد سے ہمدردی اور ان کی ستائش کی بنیاد پالیتا ہے۔ ہمارا عظیم ہندوستانی شاعر امیر خسرو ایک بت پرست کے قصے میں خوبصورتی سے اس طرح کی رواداری کا جوہر واضح کرتا ہے۔ بت پرستوں کی بتوں کیساتھ شدید وابستگی کا جائزہ پیش کرنے کے بعد اپنے مسلمان قاریوں کو یوں خطاب کرتا ہے۔

اے کہ زبنت طعنہ بہ بند ویری ہم زوئے آموز پرستش گری ۱۲

صرف ایک سچا محبت الہی جانثاری کی قدر و قیمت سراہا سکتا ہے اگرچہ اس کو ان دیوتاؤں کی طرف لے جایا جاتا ہے جنہیں وہ خود نہیں مانتا۔ ہمارے مبلغین رواداری کی حماقت اس آدمی کے رویے کی وضاحت پر مشتمل ہے جو اپنے غلط ایمان کی سرحدوں کے بارے میں ایک طرح کی عدم رواداری کے طور پر حمیت (غیرت) رکھتا ہے۔ وہ غلطی سے اس رویہ کو اخلاقی کمتری کی علامات خیال کرتے ہیں وہ نہیں سمجھتے کہ اس کے نکتہ نگاہ کی قدر و قیمت لازماً حیاتیاتی (حیات سے تعلق رکھنے والی) ہے جہاں کسی گروپ کے افراد جبلی طور پر یا منطقی دلیل کی بنیاد پر محسوس کرتے

ہیں کہ ان کی اجتماعی سماجی تنظیم جس سے ان کا تعلق ہے خطرے میں ہے ان کے مدافعانہ رویہ کی قدر و قیمت کا اندازہ زیادہ تر ان کے حیاتیاتی معیار کے حوالے سے لگانا چاہیے۔ اس سلسلہ میں ہر فکر و عمل کی قدر و قیمت کا اندازہ زندگی سے متعلق اس معیار سے لگانا چاہیے جو معیار یہ فکر و عمل رکھتے ہیں۔ اس صورتِ احوال میں سوال یہ نہیں کہ کیا جس انسان کو کافر قرار دیا جائے اس کے خلاف کسی فرد جماعت کا (ایسا) رویہ اخلاقاً اچھا ہے یا برا۔ سوال یہ ہے کہ یہ (رویہ) حیات بخش ہے یا حیات تلف کرنے والا۔ پنڈت جو ہر لال نہرو یہ سوچتے نظر آتے ہیں کہ ایک معاشرہ جس کی بنیاد دینی اصولوں پر اٹھائی گئی ہو وہ سرکاری تحقیقاتی ادارہ ضروری قرار دیتا ہے تاریخ عیسائیت کی حد تک یہ واقعی درست ہے۔ لیکن پنڈت جی کے نکتہ نظر کے برعکس تاریخ اسلام ظاہر کرتی ہے کہ اسلامی زندگی کے پچھلے تیرہ سو سالوں میں مسلمان ممالک میں تحقیقاتی ادارے کا قیام بالکل انجاما رہا ہے۔ قرآن صریحاً ایسے تحقیقاتی ادارے کے قیام کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ ”دوسروں کی کمزوریوں کی ٹوہ نہ لگاتے پھر و اور نہ ہی اپنے بھائیوں کی غیبت کرتے رہو“ ۳۱ واقعی پنڈت جی تاریخ اسلام سے معلوم کر لیں گے کہ یہود و نصاریٰ کو اپنے وطنوں میں مذہبی اذیت کے ہاتھوں بھاگنے پر ہمیشہ اسلامی ممالک میں پناہ ملی۔ دو مسئلے جن پر اسلام کا نظریاتی ڈھانچہ استوار ہے اس حد تک سیدھے سادہ ہیں کہ اس مفہوم کی بدعت جو بدعتی کو دائرہ اسلام سے خارج کر دے تقریباً ناممکن ہے۔ یہ درست ہے کہ جب کوئی شخص بدعتی نظریات رکھنے والا قرار دیا جائے تو موجود سماجی نظر کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے۔ ایک آزاد مسلم ریاست ضرور کارروائی کرے گی۔

لیکن اس صورت میں ریاست کی کارروائی مذہبی کے بجائے خالصتاً سیاسی تاملات کے تحت ہوگی۔ مجھے بخوبی آگاہی ہے کہ پنڈت جی کی طرح کوئی شخص جو ایسے معاشرہ میں پلا بڑھا ہو جس (معاشرہ) کی اچھی طرح طے شدہ حدود ہیں اور شیخہ داخلی پیوستگی بھی نہ ہو یہ سوچنے میں دقت محسوس کرتا ہے کہ ایک مذہبی معاشرہ لوگوں کے عقائد کے بارے میں ریاست کی طرف سے تحقیقاتی کمیشن قائم کیے بغیر رہ سکتا ہے یہ کارڈینل نیومین سے ان کے نقل کیے گئے پیرا سے بالکل واضح ہے اور متعجب ہیں کہ میں کہاں تک کارڈینل کا مقولہ اسلام پر منطبق کروں گا۔ مجھے اجازت دیں کہ میں انھیں بتا دوں کہ اسلام کے ڈھانچے اور کیتھولک مذہب کے مابین بہت بڑا فرق ہے۔ کیتھولک مذہب میں پیچیدگی ماورائے منطق کردار اور بہت سے عقائد جو عیسائیت کی تاریخ بتاتی ہے نے نئی کافرانہ تعبیرات کے امکان کو سینے سے لگائے رکھا ہے محمدیت کے سیدھے سادے عقیدہ کی بنیاد دو مسئلوں پر قائم ہے کہ اللہ ایک ہے اور حضرت محمد (ﷺ) نفوس قدسیہ کی قطار کے آخری فرد ہیں جو وقتاً فوقتاً انسانیت کو زندگی گزارنے کے درست طریقوں کی رہنمائی کرنے کیلئے تمام ادوار اور تمام ممالک میں ظہور پذیر ہوتے رہے ہیں۔ اگرچہ جیسے کہ کچھ عیسائی لکھاری خیال



کرتے ہیں کہ کسی عقیدہ کی تعریف ماورائے منطق (جہاں دلیل یا گفتگو کام نہ دے سکے) مسئلہ کے طور پر کی جائے جسے مذہبی استحکام کے حصول کیلئے اسکا مابعد الطبیعیاتی منہوم جانے بغیر مان لیا جائے پھر تو اسلام کے ان دو سادہ سے مسائل کی بھی بطور عقیدہ وضاحت نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ دونوں کو انسانی تجربہ کی حمایت حاصل ہے اور بخوبی منطقی استدلال ماننے کے قابل ہیں۔ کفر کا سوال جسے فتویٰ درکار ہوتا ہے کہ کیا اس کا بانی دائرہ اسلام میں ہے یا دائرہ اسلام سے خارج ہے اس وقت پیدا ہوتا ہے اگر کوئی دینی معاشرہ جس کی بنیاد ان دو مسئلوں پر رکھی گئی ہو (اور) فقط جب بدعتی ان دونوں مسئلوں یا دونوں میں سے کسی ایک کو مسترد کر دے۔ اس طرح کا کفر و بدعت تاریخ اسلام میں شاذ و نادر ہی ہوا ہے۔ جبکہ اس کی سرحدوں سے بدگمان اس کی سرحدوں میں آزادی تعبیر کی اجازت دیتا ہے اور چونکہ اس طرح کفر و بدعت جو اسلام کی سرحدوں کو متاثر کرتی ہے کا مظہر تاریخ اسلام میں کم کم رہا ہے۔ اسی لیے جب اس طرح کی بغاوت اُبھرتی ہے تو اوسط سطح کے مسلمان کا احساس قدرتی طور پر شدید ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسلم فارس کا بہانیوں کے خلاف احساس اتنا شدید تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کا تادیانیوں کے خلاف احساس اس قدر شدید ہے۔

یہ درست ہے کہ مسلمان مذہبی فرقوں میں معمولی نوعیت کے دینیاتی اور فقہی اختلافات پر کفر و بدعت کا الزام لگانا قدرے عام ہے۔ چھوٹے چھوٹے دینیاتی نکات اور انتہائی کفریہ صورتوں میں لفظ کفر کے اس بلا امتیاز استعمال میں جن میں کافر سے معاشرتی مقاطعہ شامل ہو جاتا ہے کچھ ان دونوں کے تعلیم یافتہ مسلمان جن کو مسلم دینیاتی تنازعات کا کوئی عملی علم نہیں ہوتا مسلم قوم میں سماجی اور سیاسی انتشار کی علامات دیکھتے ہیں تاہم یہ ایک انتہائی غلط خیال ہے۔ مسلم دینیات کی تاریخ ظاہر کرتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے اختلافی نکات پر کفر و بدعت کے باہمی الزامات نے ایک انتشار پر ور قوت کے طور پر کام کرنے سے دور رہ کر درحقیقت امتزاجی (ہر اچھی بات کو اہمیت دینا) دینیاتی فکر کو تخریک دی ہے۔ پروفیسر برگر انجے کہتا ہے! جب محمدی قانون کے ارتقاء کی تاریخ پڑھتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف ہر دور کے فقہاء خفیف ترین محرک پر ایک دوسرے کو کفر و بدعت کے باہمی الزامات کی حد تک برا بھلا کہتے ہیں اور دوسری طرف بالکل وہی لوگ اتحاد مقصد کے بڑے بڑے اتفاق کیساتھ اپنے پیش روؤں کے اسی نوعیت کے جھگڑوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مسلم دینیات کا طالب علم جانتا ہے کہ مسلم ماہرین قانون کے ہاں اس نوعیت کی بدعت کو فنی طور پر بدعت سے نچلے درجے کی بدعت جانا جاتا ہے یعنی اس نوعیت کی بدعت جس میں مجرم کا (دین سے) اخراج شامل نہیں۔ تاہم یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ملاؤں کے ہاتھوں جن کی ذہنی ست روی تمام طرح کے اختلافات کو حرف آخر سمجھتی ہے اور نتیجہ



اختلاف میں اتحاد سے نابلد ہے یہ چھوٹی سی بدعت بڑے فساد کا منبع بن سکتی ہے۔ اس فساد کا تذکرہ اپنے دینیاتی مکاتیب فکر کے طلباء اسلام کی امتزاجی روح کی نسبتاً بہتر بصیرت اور ان کو نئے سرے سے منطقی تضاد کی کارگزاری کو دینیاتی جدلیات میں اصول تحریک کے طور پر شروع کر کے کیا جاسکتا ہے۔ بڑی بدعت (کفر) کہنے کا سوال صرف اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب کسی مفکر یا مصلح کی تعلیم اسلام کی اعتقادی سرحدوں کو متاثر کر دے۔ بد قسمتی سے تادیبیت کی تعلیمات کے سلسلہ میں یہ سوال ابھرتا ہے۔ یہاں یہ نشاندہی ضرور کر دی جائے کہ احمدی تحریک دو حصوں میں منقسم ہے جنہیں تادیبانی اور لاہوری کے طور پر جانا جاتا ہے اول الذکر کھلم کھلا بانی تحریک کو مکمل نبی مانتے ہیں موخر الذکر نے ایمان یا پالیسی کے طور پر قدرے نرم سی تادیبیت کی تبلیغ کرنا قرین مصلحت پایا ہے۔ تاہم یہ سوال کہ کیا تادیبیت کا بانی نبی تھا جس کے مشن کے انکار کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے جسے میں بڑی بدعت کا نام دیتا ہوں، فریقین کے مابین متنازعہ معاملہ ہے احمدیوں کے اس اندرونی مباحثہ کے استحقاق کا فیصلہ کرنا میرے مقاصد کیلئے غیر ضروری ہے میں ان وجوہات کی بنا پر جو ابھی واضح کی جائیں گی اعتقاد رکھتا ہوں کہ کسی مکمل نبی کا تصور جس کے انکار کا لازمی نتیجہ اسلام سے نکل جانا ہوتا ہے احمدیت کا جزو لازم ہے اور تادیبانیوں کا موجودہ سربراہ لاہوریوں کے نام کی نسبت روح تحریک سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔

میں نے اسلام میں عقیدہ ختم نبوت کی ثقافتی قدر و قیمت کسی اور جگہ پوری طرح واضح کی ہے اس کا مفہوم عام فہم ہے محمد ﷺ جنہوں نے ایک قانون دیکر جو انسانی شعور کی انتہائی گہرائی سے لے لینے کے قابل ہے اپنے پیروکاروں کی گلو خلاصی کرائی ہے کے بعد کسی انسان کے سامنے روحانی دست برداری نہیں۔ دینیاتی طور پر نظریہ یہ ہے کہ وہ سماجی تنظیم جو اسلام کہلاتی ہے مکمل اور دائمی ہے حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی ایسی وحی ممکن نہیں جس کا انکار کفر ہو جو ایسی وحی کا دعویٰ کرتا ہے غدار اسلام ہے چونکہ تادیبانیوں کا ایمان ہے کہ بانی تحریک احمدیہ ایسی وحی کا حامل ہے وہ اعلان کرتے ہیں کہ تمام دنیائے اسلام کافر ہے۔ بانی کا اپنا استدلال جو قرون مظلمہ کے ماہر دینیات کے شایانِ شان ہے کہ اگر اسلام کے پیغمبر اقدس کی نئی پیداکرنے والی روحانیت کا ثبوت ہے لیکن اگر آپ اس سے پوچھیں کہ کیا محمد (ﷺ) کی روحانیت ایک سے زیادہ انبیاء تخلیق کر سکتی ہے؟ اس کا جواب نہیں میں ہے۔ دراصل اس کا یہ معنی ہے کہ محمد ﷺ آخری نبی نہیں ہیں۔ تاریخ انسانیت میں بالعموم اور ایشیاء میں اس مفہوم میں کہ محمد ﷺ کا کوئی پیروکار کبھی بھی منصب نبوت تک نہیں پہنچ سکا محمد ﷺ کی نبوت ناقص ہونے کی علامت ہے۔ جیسے کہ میں اسکی ذہنی نفسیات پڑھتا ہوں وہ اپنی نبوت کے دعویٰ کی دلچسپی میں اُس سے فائدہ اٹھاتا ہے جسے وہ اسلام کے پیغمبر اقدس کی تخلیقی صلاحیت

بیان کرنا ہے اور عین اُسی وقت پیغمبر پاک کی روحانیت کی تخلیقی صلاحیت کو صرف ایک نبی یعنی احمد یہ تحریک کے بانی تک محدود کر کے ان کو ختم نبوت سے محروم کرنا ہے۔ اس طرح نیا نبی خاموشی سے اُن کی ختم نبوت چہ الیتا ہے جن کو اپنا روحانی جد امجد ہونے کا دعویٰ دار ہے۔

وہ اسلام کے پیغمبر پاک کا بروز ہونے کا مدعی ہے۔ بروز ہوتے ہوئے آہستہ آہستہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ درحقیقت اسکی ختم نبوت محمد ﷺ کی ختم نبوت ہے لہذا معاملہ کا یہ نکتہ نظر پیغمبر پاک کی ختم نبوت کی خلاف ورزی نہیں کرنا۔ دو ختم نبوتوں اپنی اور پیغمبر پاک کی کو متعارف کراتے ہوئے وہ نظر یہ ختم نبوت کے زمانی مفہوم سے نا آشنا ہو جاتا ہے تاہم یہ واضح ہے کہ لفظ بروز مکمل مشابہت کے مفہوم میں بھی قطعاً اسکی مدد نہیں کر سکتا کیونکہ بروز ہمیشہ اصل کی دوسری سمت رہتا ہے صرف تجسیم نو (کسی نئے جسم میں آنا) کے مفہوم میں ہی ایک بروز اصل کا سا ہوتا ہے یوں اگر ہم لفظ بروز سے مراد روحانی صفات میں ملتا جلتا لیں تو دلیل بے اثر رہتی ہے۔ اسکے برعکس اگر ہم اس سے مراد لفظ کے آریائی مفہوم میں اصل کی تجسیم نور مراد لیں تو استدلال بظاہر معقول ہوتا ہے لیکن اسکا مصنف مجوسی بھیس میں ظاہر ہوتا ہے۔

سپین کے عظیم مسلمان صوفی محی الدین ابن عربی کی سند پر یہ مزید دعویٰ کیا گیا ہے کہ ایک مسلمان ولی کیلئے اسکے روحانی ارتقاء میں ممکن ہو جاتا ہے کہ پیغمبرانہ شعور کے وصف کی قسم کا تجربہ کرے۔ میں ذاتی طور پر شیخ محی الدین ابن عربی کا نکتہ نظر نفسیات کی رو سے مبالغہ آمیز سمجھتا ہوں لیکن اُسے درست فرض کرتے ہوئے میرا خیال ہے کہ قادیانی استدلال اُن کے اصل موقف کی مکمل غلط فہمی پر مبنی ہے۔ شیخ اسکو خالصتاً ذاتی کامیابی خیال کرتے ہیں جو معاملات کی نوعیت کے تحت ایسے کسی ولی کو نہ حق دیتا ہے نہ دے سکتا ہے کہ وہ اعلان کرے کہ جو اس پر ایمان نہیں لانا دائرہ اسلام سے خارج ہے دراصل شیخ کے نکتہ نظر کے مطابق ہو سکتا ہے کہ ایک ہی دور یا ایک ہی املاک میں ایک سے زیادہ ولی ہوں جو پیغمبرانہ شعور حاصل کر لیں۔ مضبوطی سے پکڑنے کا نکتہ یہ ہے کہ جبکہ کسی ولی کیلئے نفسیاتی طور پر پیغمبرانہ تجربہ حاصل کرنا ممکن ہے اسکے تجربہ کی کوئی سیاسی و سماجی حیثیت نہیں ہوگی جو اُسے کسی نئی تنظیم کا مرکز بنادے اور اُسے حق دے کہ وہ اس تنظیم کو محمد ﷺ کے پیروکاروں کیلئے ایمان و کفر کا معیار بنادے اس صوفیانہ نفسیات کو ایک طرف رکھتے ہوئے میں فتوحات کے متعلقہ صفحات کا مطالعہ کرنے کے بعد قائل ہو گیا ہوں کہ عظیم سپینی صوفی محمد ﷺ کی ختم نبوت پر اتنا محکم ایمان رکھتے ہیں جتنا کوئی صحیح العقیدہ مسلمان اور اگر وہ اپنے صوفیانہ مکاشفے میں دیکھ لیتے کہ ایک دن مشرق میں تصوف میں کوئی ہندوستانی اتاری اپنی صوفیانہ نفسیات کے تحت پیغمبر ﷺ کی ختم نبوت کو تلف کرنے کا متلاشی ہوگا



تو وہ یقیناً ایسے غدارانِ اسلام کے خلاف دنیائے اسلام کو تنبیہ کر کے ہندوستانی علماء کی پیش بندی کر لیتے۔

### حصہ دوم

اب احمدیت کی اصل کی طرف آتے ہیں۔ اسکے ماخذات اور جس انداز سے قبل از اسلام کے مجوسی نظریات نے اسلامی تصوف کی وساطت سے اسکے مصنف کے ذہن پر کام کیا ہے مقابل مذہب کے نکتہ نظر سے انتہائی دلچسپ ہوگا۔ تاہم میرے لیے ناممکن ہے کہ میں یہاں زیر بحث لاؤں۔ یہ کہنا کافی ہے کہ احمدیت کی اصل نوعیت قرون مظلمہ کے تصوف اور دینیات کی دھند کے پیچھے مستور ہے۔ اسی لیے ہندوستانی علماء نے اسے خالصتاً دینی تحریک کے طور پر لیا اور اس سے بننے کے لیے دینی ہتھیار لیکر نکلے۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ تحریک سے بننے کیلئے یہ صحیح طریقہ نہیں تھا۔ اسی لیے علماء کی کامیابی صرف جزوی تھی۔ بانی تحریک کی مبینہ (بیان کی گئی) وحیوں کا محتاط نفسیاتی تجزیہ اسکی شخصیت کی باطنی زندگی کی تشریح کیلئے شاید موثر طریقہ ہوگا۔ اس سلسلہ میں میں مولوی منظور الہی کے بانی تحریک کی وحیوں کا ذکر کروں گا جو نفسیاتی تحقیق کیلئے بھرپور اور قسم قسم کا مواد پیش کرتی ہیں۔ میری رائے میں کتاب بانی تحریک کے کردار اور شخصیت کیلئے کنجی ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ ایک دن جدید نفسیات کا کوئی نوجوان طالب علم اس کا سنجیدہ مطالعہ شروع کر دے گا۔ اگر وہ قرآن کو اپنے معیار کے طور پر لے گا جیسا کہ اسکو ضرور اُن اسباب کی بنا پر کرنا چاہیے جن کی وضاحت یہاں نہیں کی جاسکتی اور وہ بانی تحریک احمدیہ کے تجربات اور ہم عصر غیر مسلم تصوف مثلاً بنگال کے راما کرشنا کے مقابلے جازہ تک اپنے مطالعہ کو وسعت دے گا تو اُسے یقیناً اُس تجربہ کی لازمی صفت کے طور پر جس کی بنیاد پر احمدیت کے بانی کے لیے نبوت کا دعویٰ کیا گیا ہے ایک سے زیادہ اچھنبوں سے واسطہ پڑے گا۔

ایک سادہ سے آدمی کے نکتہ نظر سے اُسی طرح کا موثر اور مفید طریقہ کم از کم ۱۹۷۹ء ہندوستان مسلم دینیات کی تاریخ کی روشنی میں احمدیت کے حقیقی مافیہ کو سمجھنا ہے۔ دنیائے اسلام کی تاریخ میں ۱۹۷۹ء انتہائی اہم ہے۔ اس سال نیپوشہید ہوئے اور اُن کی شہادت کا مطلب ہندوستان میں سیاسی و قاری کی مسلم اُمیدوں کا خاتمہ تھا۔ اُسی سال جنگ نواریولڑی گئی جس نے ترکی بیڑہ کی تباہی دیکھی۔ نیپو کی تاریخ شہادت کے کتبہ جسے مزار نیپو کے زائرین دیواروں پر کندہ پاتے ہیں کے الفاظ روشن کوئی پر مٹی تھے۔ جانے والا عظمت ہندوستان و روم ہے۔ یوں ۱۹۷۹ء میں ایشیاء میں اسلام کا سیاسی زوال اپنے عروج تک پہنچ گیا لیکن بالکل اُسی طرح جیسے یوم جینا پر جرمنی کی تذلیل میں سے نئی جرمن قوم اُبھری اُسی طرح کی سچائی کیساتھ کہا جاسکتا ہے کہ سال ۱۹۷۹ء میں اسلام کی سیاسی تذلیل کے بعد جدید اسلام اور اُس کے مسائل اُبھرے میں اس نکتہ کی وضاحت مضمون کے تکرار میں کروں گا۔ اس وقت میں قاری کی توجہ کچھ سوالات



کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں جو ۱۹۷۹ء میں نیپو کی شہادت اور ایشیاء میں پوری سامراجیت کی نشوونما کے وقت سے مسلم انڈیا میں سامنے آئے کیا اسلام میں خلافت کا قیام قطعی طور پر مذہباً شامل ہے۔ کس طرح ہندوستانی مسلمان اور جہاں تک اس نظریہ خلافت کا معاملہ ہے ترکی ریاست سے باہر کے تمام مسلمان خلافت ترکیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیا ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالسلام ہے۔ اسلام میں نظریہ جہاد کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔ قرآنی آیت ”اللہ کی اطاعت، رسول کی اطاعت کرو اور اہل امر کی (یعنی حکمرانوں کی) جو تم میں سے ہوں“۔ ۱۲۱ میں تم میں سے کلمات کا مفہوم کیا ہے؟۔ نبی پاک کی ان احادیث کا جو ظہور امام مہدی کی پٹشن کوئی کرتی ہیں (اصول روایت کی روشنی میں) مرتبہ کیا ہے؟۔ یہ سوالات اور بعض دوسرے جو نتیجہ پیدا ہوئے جن کے اسباب صاف ظاہر ہیں صرف ہندوستانی مسلمانوں کیلئے سوالات تھے۔ یورپی سامراجیت جو تیزی سے دنیائے اسلام میں سرایت کر رہی تھی۔ بڑے قریب سے ان سوالات میں دلچسپی لے رہی تھی۔ ان سوالات کے پیدا کیے ہوئے مباحث ہندوستان میں تاریخ اسلام کا ایک بہت دلچسپ باب بناتے ہیں۔ داستان طویل ہے اور ہنوز کسی طاقتور قلم کی منتظر ہے۔ مسلمان سیاستدان جن کی نگاہیں بڑی حد تک صورت حال کے ان حقائق پر مرکوز تھیں علماء کے ایک گروہ کو ہمנו ابنا نے میں کامیاب ہوئے کہ مذہبی استدلال کی ایسی راہ اختیار کریں جیسے مسلمان سیاستدانوں نے سوچا کہ صورت حال کے مناسب تھی لیکن جس عقیدہ نے صدیوں سے ہندوستان میں عوام کے شعور پر حکمرانی کی تھی اس کو محض منطق کے زور پر سرنگوں کرنا آسان نہ تھا۔ ایسی صورت حال میں منطق سیاسی مصلحت کی بنا پر یا متون اور احادیث کو نئے رخ پر ڈال کر آگے بڑھتی دونوں حالتوں میں استدلال عوام الناس کو متاثر کرنے میں ناکام ہو جاتا۔ اسلام کے مضبوط مذہبی عوام الناس کو صرف ایک چیز فیصلہ کن حد تک متاثر کرتی اور وہ ہے خدائی اختیار۔ پختہ عقائد کے موثر استعمال کے لیے ضروری پایا گیا کہ وحی پر مبنی بنیادیں تلاش کر لی جائیں۔ سیاسی طور پر دینی عقائد میں پائے جانے والے سوالات جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے کو مناسب طریقے سے نئے رخ پر ڈالیں یہ وحی پر مبنی بنیاد احمدیت کے ذریعے مہیا کی گئی ہے اور احمدی بذات خود دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے برطانوی سامراجیت کی سب سے بڑی خدمت کی ہے سیاسی اہمیت کے حامل دینی خیالات کیلئے وحی پر مبنی پیغمبرانہ دعویٰ اس اعلان کے مترادف ہے کہ جو لوگ مدعی کے خیالات قبول نہیں کرتے پکے کافر ہیں اور اُن کا مقدر جہنم کے شعلے ہیں۔ جہاں تک میں تحریک کی اہمیت سمجھتا ہوں احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح ایک عام فانی انسان کی موت مرے اور اُن کے دوسرے ظہور کا مطلب صرف یہ ہے کہ ایک ایسے آدمی کا ظہور جو روحانی طور پر اُنکی طرح ہے۔ تحریک کو کسی قدر ایک منطقی شکل و شباہت بخشتا ہے لیکن حقیقتاً وہ روح تحریک کیلئے لازمی نہیں ہے۔ میرے خیال

میں ایک مکمل نبوت کیلئے وہ صرف ابتدائی اقدامات ہیں جو اکیلے اُن مقاصد تحریک کے کام آسکتے ہیں جس تحریک کو بالآخر نئی سیاسی قوتیں وجود میں لائیں گی۔ فرسودہ خیالات کے ممالک کیلئے یہ کوئی استدلال نہیں بلکہ دلکش سند ہے۔ کافی زیادہ جہالت اور خوش اعتقادی کا عادی جو حیران کن طور پر بعض دفعہ اچھی ذہانت کیساتھ ساتھ ہوتا ہے اور ایک آدمی جو کافی دلیر بھی ہو یہ اعلان کرنے میں کہ وہ خدائی وحی کا وصول کنندہ ہے جس کے انکار کا قدرتی نتیجہ دائمی عذاب ہو ایک غلام مسلمان ملک میں نئی سیاسی دینیات ایجاد کرنے کے لیے اور ایک ایسا طبقہ کھڑا کرنے کے لیے جس کا عقیدہ غلامانہ کمینگی ہو آسان سی بات ہے اور پنجاب میں مبہم دینی بیانات کا کمزور بنا ہوا جال بھی آسانی سے معصوم دہقانوں کو تباہ کر سکتا ہے جو صدیوں سے ہر قسم کے ناجائز انتفاع (فائدہ اٹھانا) کی مصیبت میں ڈالے جاتے رہے ہیں۔ پنڈت جو ہر لال نہر و تمام مذہبوں کے صحیح العقیدہ پیروکاروں کو متحد ہونے اور یوں جسے وہ ہندوستانی قومیت خیال کرتے ہیں کے آنے میں دیر کر سکیں۔ یہ طنزیہ مشورہ احمدیت کو ایک اصلاحی تحریک کے طور پر ظاہر کرنا ہے۔ پنڈت جی نہیں جانتے کہ جہاں تک ہندوستان میں اسلام کا تعلق ہے احمدیت مذہبی اور سیاسی دونوں طرح کے نہایت بلند اہمیت کے مسائل میں دخل اندازی کرتی ہے جیسے کہ میں نے اوپر واضح کیا ہے کہ مسلم دینی لوکار کی تاریخ میں احمدیت کی کارگزاری ہندوستان کی موجودہ سیاسی غلامی کیلئے وحی پر مبنی بنیادیں پیش کرنا ہے۔ خالص دینی معاملات کو ایک طرف رکھتے ہوئے صرف سیاسی مسائل کی بنیاد پر میرا خیال ہے کہ پنڈت جو ہر لال نہر کی طرح کے آدمی کے منہ سے زیب نہیں دیتا کہ وہ ہندوستانی مسلمانوں کو رجعت پسندانہ قدامت پسندی کا الزام دیں مجھے کوئی شک نہیں کہ وہ اگر احمدیت کی اصل نوعیت کو سمجھ لیتے ہیں تو وہ ہندوستانی مسلمانوں کے رویہ کو ایک مذہبی تحریک کیساتھ جو ہندوستان کے دکھوں کے لیے خدائی اختیار کا دعویٰ کرتی ہے بہت زیادہ سہاگتے۔

اس طرح قاری دیکھ لے گا کہ احمدیت کے بے رونق جیسے ہم آج ہندوستانی اسلام کے چہرے پر دیکھتے ہیں ہندوستان کے لیے دینی افکار کی تاریخ میں اچانک ظاہر ہونے والا عجیب و غریب واقعہ نہیں جن نظریات نے بالآخر اس تحریک کی شکل اختیار کی وہ تحریک احمدیہ کے بانی کی پیدائش سے بھی بہت پہلے دینی مباحث میں نمایاں مقام حاصل کر چکے تھے۔ میرا مقصد نہ طنز کرنا ہے کہ بانی احمدیت اور اس کے رفقاء نے جان بوجھ کر اس پروگرام کی منصوبہ بندی کی۔ میں یہ کہنے کی جسارت کرنا ہوں کہ تحریک احمدیہ کے بانی نے ایک صد اسنی لیکن کیا یہ صداقت و حیات کے خالق سے آئی تھی یا لوگوں کے روحانی افلاس سے ابھری تھی لازماً تحریک اور ان افکار و جذبات کی نوعیت پر منحصر ہے جو اس نے اپنے سامعین کو دیئے ہیں قاری کو قطعاً یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ میں استعاراتی (علامات والا یعنی علامتوں میں بات کرنا) زبان



استعمال کر رہا ہوں۔ اقوام کی داستان حیات ظاہر کرتی ہے کہ جب کسی قوم میں زندگی کا جوار بھانا اترنا شروع کرنا ہے تو زوال بذات خود تحریک کا ذریعہ بن جاتا ہے جو اس کے شعراء، فلاسفہ، اولیاء و سیاستدانوں کو تحریک دیتا ہے اور انھیں داعیوں کی ایک ایسی جماعت میں تبدیل کر کے جس کا واحد منصب اس کے دلکش فن منطق کے ذریعے اُس سب کو جو اُن لوگوں کے نزدیک عمر بھر گھٹیا اور قابلِ نفرت ہوتا ہے ناموری عطا کرنا ہے وہ داعی غیر شعوری طور پر روایتی اقدار کی جڑیں کھوکھلی کر کے درخشاں امیدوں کو مایوسیاں پہنا دیتے ہیں اور یوں اپنے شکار بننے والوں کے روحانی جوش کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اُن لوگوں کی خستہ حالت کا تصور کیا جاسکتا ہے جن کو خدائی سند کی بنیادوں پر اپنے سیاسی ماحول کو حرفِ آخر کے طور پر قبول کرنے کیلئے مجبور کر دیا جاتا ہے میرا خیال ہے کہ یوں وہ تمام اداکار جنہوں نے احمدیت کے ڈرامے میں حصہ لیا زوال کے ہاتھوں میں معصوم آکر رہ گئے۔ اسی طرح کے ڈرامے کی اداکاری پہلے ہی ایران میں کی گئی تھی۔ لیکن اُس ڈرامے نے تمام دینی اور سیاسی معاملات میں قیادت نہیں کی اور نہ وہ کر سکتا تھا جو احمدیت نے ہندوستان میں اسلام کیلئے پیدا کیے۔ روس نے باہیت کو برداشت کیا اور بایوں عشق آباد میں پہلا تبلیغی مرکز کھولنے کی اجازت دی انگلستان نے ووکنگ میں انھیں اپنا پہلا تبلیغی مرکز کھولنے کی اجازت دیتے ہوئے احمدیوں کیساتھ ویسی ہی برداشت کا مظاہرہ کیا۔ آیا روس اور انگلستان نے سامراجی مصلحت کی بنا پر خالصتاً فریادہ دہی سے رولواری کا مظاہرہ کیا۔ ہمارے لیے فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ بالکل واضح ہے کہ اس رواداری نے ایشیا میں اسلام کیلئے مشکل مسائل کھڑے کیے۔ اسلام کے ڈھانچے کے پیش نظر میرے ذہن میں زرہ برآمد بھی شک نہیں کہ اسلام اپنے لیے پیدا کی گئی مشکلات میں سے مزید کندن بن کر نکلے گا حالات بدل رہے ہیں ہندوستان میں معاملات نے پہلے ہی ایک نیا رخ اختیار کیا ہے۔ ہندوستان میں جمہوریت کیلئے آنے والا نیا جذبہ یقیناً احمدیوں کا طلسم توڑ دے گا اور انھیں اپنی دینی اختراعات کی یقینی فضولیت کے بارے میں قائل کر لے گا۔

نہی اسلام قرونِ مظلّمہ کے تصوف کے احیاء کو نظر انداز کرے گا جس نے پہلے ہی اپنے پیروکاروں کی صحت مند جبلت کو لوٹ لیا ہے اور اس کے بدلے میں صرف دھندلی سی سوچ دے دی ہے۔ گزشتہ صدیوں کے دوران میں اس تصوف نے اسلام کے بہترین دماغوں کو ملکی معاملات معمولی درجے کے لوگوں کیلئے چھوڑتے ہوئے جذب کر لیا ہے۔ جدید اسلام برداشت نہیں کر سکتا کہ اس تجربہ کو دہرایا جائے اور نہ یہ برداشت کر سکتا ہے کہ ڈیڑھ سو سال تک پنجاب کو اُن دینیاتی مسائل میں الجھائے رکھنے کے تجربہ کو دہرایا جائے جن مسائل کا زندگی سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اسلام سے پہلے ہی تازہ فکر و عمل کے روز روشن میں سے گزر چکا ہے اور کوئی ولی کوئی پیغمبر اُسے قرونِ مظلّمہ کے



تصوف کی دھند میں واپس نہیں لاسکتا۔ ۱۵

### حصہ سوم

اب مجھے پنڈت جوہر لال نہرو کے سوالات کی طرف آنے دیجئے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ پنڈت جی کے مضامین عملاً اسلام یا انیسویں صدی میں اس کی دینی تاریخ سے شناسائی کا انکشاف نہیں کرتے نہ ہی ظاہر ہوتا ہے کہ میں اُن کے سوالات کے موضوع پر جو پہلے ہی لکھ چکا ہوں انہوں نے پڑھ رکھا ہے۔ میرے لیے ممکن نہیں کہ وہ تمام جو پہلے لکھ چکا ہوں دوبارہ یہاں پیش کروں اور نہ ہی ممکن ہے کہ انیسویں صدی کے اسلام کی تاریخ یہاں لکھوں جس کے بغیر عالم اسلام کی موجودہ صورت احوال کا پورا فہم ناممکن ہے۔ ترکی اور جدید اسلام کے عنوان پر سینکڑوں کتابیں اور مضامین لکھے جا چکے ہیں اس مواد کا زیادہ تر میں مطالعہ کیا ہے اور غالباً پنڈت جی نے بھی اسکا مطالعہ کیا ہے تاہم میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اُن لکھاریوں میں سے کوئی ایک بھی اُن اثرات کی نوعیت یا سبب جس نے یہ اثر پیدا کیا ہے نہیں سمجھتا لہذا ضروری ہے کہ میں انیسویں صدی کے دوران میں ایشیاء میں مسلم فکر کے بڑے دھاروں کا اختصار سے ذکر کروں۔

میں نے اوپر کہا ہے کہ سال ۱۷۹۹ء میں مسلمانوں کا سیاسی زوال اپنے عروج کو پہنچ گیا تھا اس حقیقت کہ اسلام نے عملاً دنیا میں اپنا مقام فوراً حاصل کر لیا سے بڑا اسلام کی اندرونی قوت حیات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ انیسویں صدی کے دوران میں سید احمد خان ہندوستان میں، سید جمال الدین افغانی افغانستان میں اور مفتی محمد عالم جان روس میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ حضرات غالباً محمد بن عبد الوہاب سے متاثر ہوئے تھے جو ۱۷۰۰ء میں پیدا ہوئے تھے جو نام نہاد وہابی تحریک کے بانی ہیں جن کو صحیح طور پر جدید اسلام میں زندگی کی پہلی دھڑکن کہا جاسکتا ہے۔ ۱۶ سید احمد خان کا سارا رسوخ ہندوستان تک محدود رہا تاہم غالباً وہ پہلے جدید مسلمان ہیں جنہوں نے آنے والے دور کے مثبت کردار کی جھلک دیکھ لی تھی۔ اہل اسلام کے مصائب کا علاج روس میں مفتی عالم جان نے جدید تعلیم تجویز کیا تھا لیکن سید احمد خان کی حقیقی عظمت اس حقیقت پر مشتمل ہے کہ وہ پہلے ہندوستانی مسلمان تھے جنہوں نے اسلامی تعلیمات کو نئے رخ پر ڈالنے کی ضرورت محسوس کی اور اس کے لیے کام کیا ہمیں انکے دینی خیالات سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن کوئی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ ان کی بیقرار روح ہی تھی جس نے پہلے پہل جدید دور کا اثر لیا۔

ہندوستانی مسلمانوں کی انتہائی قدامت پسندی جو زندگی کے حقائق پر اپنی گرفت کھو چکی تھی سید احمد خان کے دینی رویہ کا اصل مفہوم دیکھنے میں ناکام رہی۔ ہندوستان کے شمال مغرب میں ایک ملک جو باقی ہندوستان کی نسبت

بہت قدیم اور پیشواؤں کا استحصال زدہ ہے۔ سید کی تحریک کا تعاقب فوراً احمدیت نے کیا جو سامی اور آریائی تصوف کا عجیب و غریب ملغوبہ ہے۔ جس کے ہاں اسلامی تصوف کے مطابق روحانی بقاء فرد کی باطنی زندگی کی تطہیر پر مشتمل نہیں ہے بلکہ مسیح موعود کا اہتمام کر کے عوام الناس کے متوقع رویہ کو مطمئن کرنے میں ہے۔ اس مسیح موعود کا کام فرد کو اضمحلال بخش حال سے نکالنا نہیں بلکہ غلامانہ انداز میں اس کی ہدایات کے سامنے اپنی انا سے دست برداری کیلئے تیار کرنا ہے یہ رد عمل اپنے اندر بہت لطیف تضاد رکھتا ہے یہ اسلام کے شعبہ کٹو پر قرار رکھتا ہے مگر اس اروہ کو تباہ کر دیتا ہے جس سے وہ شعبہ مضبوط کرنا مقصود ہے۔

مولانا سید جمال الدین افغانی ایک مختلف چھاپ کے انسان تھے۔ فضل ربانی کے بھی انداز نزلے ہیں۔ دینی فکر و عمل میں دونوں میں ہمارے دور کے بہت زیادہ ترقی یافتہ مسلمانوں میں سے ایک افغانستان میں پیدا ہوئے جو دنیا کی تقریباً تمام اسلامی زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ اور جسے نہایت دلکش فصاحت عطا کی گئی۔ ان کی بے قرار روح ایران، مصر اور ترکی کے کچھ ممتاز ترین افراد پر اثر انداز ہوئی ایک مسلمان ملک سے دوسرے مسلمان ملک کی طرف ہجرت کرتی رہی۔ ہمارے دور کے کچھ عظیم ترین ماہرین دینیات مثلاً محمد عبدہ اور کچھ نوجوان نسل کے افراد جو بعد ازاں سیاسی رہنما ہوئے مثلاً مصر کے زانلول پاشا ان کے شاگرد تھے۔ حضرت افغانی نے تحریر کم کیا اور تقریر زیادہ کی اور اس طرح ان سب کو جن کا ان سے رابطہ قائم ہوا اچھوٹے چھوٹے جمال الدینوں میں بدل دیا۔ انہوں نے ہر گز نبی یا مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا پھر بھی ہمارے دور کے کسی آدمی نے بھی ان سے زیادہ روح اسلام کو متحرک نہیں کیا ان کی روح تازہ و عالم اسلام میں کارفرما ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کہاں رکے گی۔ پھر بھی یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ ان عظیم مسلمانوں کے حقیقی مقاصد کیا تھے جواب یہ ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ دنیائے اسلام پر تین بڑی قوتیں حکمران ہیں اور انہوں نے اپنی ساری توانائی ان قوتوں کے خلاف بغاوت برپا کرنے میں لگا دی۔

(املائییت:

علماء ہمیشہ سے اسلام کیلئے بڑی قوت کا ذریعہ رہے ہیں لیکن صدیاں گزرنے کے دوران خصوصاً بغداد کی تباہی سے وہ انتہائی قدامت پسند ہو گئے اور اجتہاد جس کا مطلب فقہی معاملات میں آزوانہ رائے قائم کرنا ہے کی کوئی آزادی نہیں دیتے۔ وہابی تحریک جو انیسویں صدی کے مسلمان مصلحین کیلئے بیداری جذبہ کا ذریعہ تھی حقیقتاً علماء کے غیر چلکدار رویوں کے خلاف بغاوت تھی یوں انیسویں صدی کے مسلم مصلحین کا مقصد بول بڑھتے ہوئے تجربات کی روشنی میں فقہی تعبیر نو کیلئے حریت اور اعتماد کوئی سمت دکھانا تھی۔



(۲) تصوف:

خاص و عام مسلمان ایسے تصوف سے متاثر ہو گئے تھے جس تصوف نے حقائق پر غور نہ کیا۔ لوگوں کو کمزور کر دیا اور ہر طرح کے توہم میں ڈوبائے رکھا اور تصوف روحانی تعلیم کی ایک قوت کی ارفع حالت سے گر کر محض لوگوں کی جہالت اور خوش اعتقادی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا ایک ذریعہ بن گیا تھا۔ اس نے بتدریج اور نظر نہ آتے ہوئے منشاء اسلام کے اوسان خطا کر دیئے تھے اور فقہ اسلام کے سخت گیر نظم و ضبط سے تلاش سکون کی حد تک اُسے نرم کر دیا تھا انیسویں صدی کے مصلحین اس تصوف کے خلاف بغاوت میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کو جدید دنیا کے روز روشن کی طرف بلایا۔ یہ سن کہ وہ مادیت پسند تھے اُن کا مشن مسلمانوں کی آنکھوں کو روح اسلام کی طرف کھولنا تھا جو مادیت کو فتح کرنے کی طرف لگی ہوئی تھیں اور اس سے پیچھے ہٹنے کیلئے نہیں۔

(۳) مسلمان بادشاہ:

جن کی پوری توجہ ان کے اپنے حکمرانہ مفادات پر جمی ہوئی تھی اور جب تک انکے مفادات محفوظ ہوتے تھے وہ اپنا ملک سب سے اونچی بولی دینے والے کو بیچنے سے جھجکتے نہ تھے۔ دنیا اسلام میں ایسے حالات کے خلاف مسلمان عوام کو بغاوت کیلئے تیار کرنا سید جمال الدین افغانی کا خصوصی مشن تھا۔ عالم اسلام کے فکر و احساس میں اُس وقت ماہیت کی تفصیل یہاں بیان کرنا ممکن نہیں ہے جس کا باعث یہ مصلحین بنے۔ تاہم ایک چیز واضح ہے کہ انہوں نے بڑی حد تک لوگوں کے ایک دوسرے گروہ مثلاً زانلول پاشا، مصطفیٰ کمال اور رضا شاہ کیلئے زمین تیار کی۔ مصلحین نے ترجمانی کی۔ استدلال دیا اور وضاحت کی لیکن ان کے بعد آنے والا گروہ جو اگرچہ جامعاتی تعلیم میں کم تر تھا اپنی صحت مند جبلت پر اعتماد کرتے ہوئے سورج کی روشنی میں بزور بازو وہ کچھ کر گزرنے کی جرأت رکھتا تھا زندگی کے نئے تقاضے جن کا مطالبہ کرتے تھے۔ ایسے لوگ غلطیوں کا ارتکاب کر سکتے ہیں لیکن تاریخ اقوام بتاتی ہے کہ اُن کی غلطیاں بھی بعض دفعہ اچھا پھل دیتی ہیں اُن میں محض باتیں بنانے کی بجائے زندگی ہوتی ہے جو اپنے مسائل حل کرنے کے لیے ان تھک جدوجہد کرتی ہے یہاں اس بات کی نشاندہی کر دی جائے کہ سید احمد خان، جمال الدین افغانی اور مسلم ممالک میں موخر الذکر کے شاگرد مغرب زدہ مسلمان نہ تھے یہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے پرانے مدارس کے ملاؤں کے آگے زانولے تلمذ تہہ کیے تھے۔ انہوں نے اُسی ذہنی اور روحانی فضا میں سانس لیا تھا جس کی انہوں نے بعد میں تعمیر مکر کرنا چاہی جدید نظریات کا دباؤ تسلیم کیا جاسکتا ہے لیکن اس طرح اختصار کیساتھ اوپر بتائی گئی تاریخ واضح طور پر ظاہر کرتی ہے کہ جو انقلاب ترکی میں آیا ہے اور جو غالباً جلد یا بدیر دوسرے ممالک میں بھی آجائے گا تقریباً سارے کا



سارا اس کے اندر کی قوتوں کا طے کردہ ہے۔ جدید دنیائے اسلام کا سطحی مشاہدہ کرنے والا بھی سوچ سکتا ہے کہ دنیائے اسلام کا موجودہ بحران سارے کا سارا غیر ملکی قوتوں کی کارکردگی ہے۔

تو کیا ہندوستان سے باہر کی دنیائے اسلام یا خصوصاً ترکی نے اسلام چھوڑ دیا ہے پنڈت جواہر لال نہرو کا خیال ہے کہ ترکی بطور ایک مسلم ملک کے ختم ہو گیا ہے وہ یہ محسوس کرتے نظر نہیں آتے کہ یہ سوال کہ کسی فرد یا گروہ نے اسلام کا رکن ہونا ختم کر دیا ہے مسلم تکتہ نظر سے خالصتاً فقہی سوال ہے اور اس کا فیصلہ ضرور اسلام کی ساخت کے متعلق اصولوں کی روشنی میں کیا جائے۔ جب تک کوئی شخص اسلام کے دو بنیادی اصولوں اللہ کی توحید اور پیغمبر پاک کی ختم نبوت کا وفادار ہے کمز ترین ملا بھی اُسے دائرہ اسلام سے باہر نہیں نکال سکتے اگرچہ اُسکی متن قرآن کی اور فقہ کی توضیحات کا غلط ہونا بھی مان لیا جائے لیکن شاید پنڈت جواہر لال نہرو کے ذہن میں فرضی یا حقیقی نئے خیالات ہیں جو اتاترک نے متعارف کرائے ہیں۔ آئیے لوجہ بھر کیلئے اُن کا جائزہ لیں کیا یہ ترکی میں ایک عمومی مادہ پرستانہ تکتہ نظر کی پیش رفت ہے جو اسلام کے لیے خطرناک نظر آتی ہے۔ اہل اسلام نے بہت زیادہ قطع تعلقی کی ہے۔ اب وقت ہے کہ مسلمان حقائق کی طرف دیکھیں۔ مادیت دین کیخلاف بہت بڑا ہتھیار ہے لیکن یہ ملاؤں اور صوفیوں کی چالاکیوں کے خلاف بڑا ہتھیار بھی ہے جو دانستہ جہالت اور خوش اعتقادی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کیلئے لوگوں کو چکر میں ڈالتے ہیں۔ روح اسلام مادے کے ساتھ اپنے رابطہ سے نہیں گھبراتی بلاشبہ قرآن کہتا ہے: ”تو دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول“۔ گزشتہ چند صدیوں کی دنیائے اسلام کی تاریخ پر غور کرتے ہوئے ایک غیر مسلم کیلئے سمجھنا مشکل ہے کہ مادہ پرستانہ تکتہ نظر کی ترقی ایک خود اعتمادی کی شکل ہے تو کیا پھر پرانے لباس کا خاتمہ یا لاطینی رسم تحریر کو متعارف کرانا (یہ دائرہ اسلام سے اخراج کے لیے مواد ہے) بطور دین اسلام کا کوئی ملک نہیں بطور معاشرہ اسکی کوئی زبان نہیں کوئی مخصوص لباس نہیں حتیٰ کہ قرآن کا ترکی زبان میں مطالعہ ایسی چیزیں ہیں کہ مسلمانوں کی تاریخ میں اس کی نظیر نہ ملتی ہو۔ ذاتی طور پر میں اسے بصیرت کی تشویشناک غلطی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ عربی زبان کا جدید طالب علم بالکل اچھی طرح جانتا ہے کہ غیر یورپی زبان جس کا مستقبل ہے وہ صرف عربی زبان ہے لیکن اطلاعات ہیں کہ ترکوں نے پہلے ہی ملکی زبان میں قرآن کا مطالعہ کرنا ترک کر دیا ہے تو پھر کیا تعداد ازواج یا اجازت یافتہ علماء (ایسے مسائل اسلام سے اخراج کا جواز) ہیں قانون اسلام کے تحت مسلمان ریاست کا امیر قانون کی اجازت منسوخ کرنے کا اختیار رکھتا ہے اگر وہ قائل ہو جائے کہ یہ (اجازتیں) سماجی بد عنوانی کا باعث بننے کی طرف میلان رکھتی ہیں۔ جہاں تک اجازت یافتہ علماء کا تعلق ہے اگر مجھے ایسا کرنے کا اختیار ہوتا تو میں یقیناً اُسے متعارف کرانا انسانہ طراز ملا کی اختراعات اوسط درجے

کے مسلمان کی حماقت کی وجہ سے ہیں اُسے لوگوں کی مذہبی زندگی سے خارج کرتے ہوئے انا ترک نے وہ کچھ کیا ہے جس پر ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ کے دل باغ باغ ہو جائے۔ نبی پاک ﷺ کی ایک روایت ہے جسکو مشکوٰۃ شریف میں بیان کیا گیا ہے کہ صرف اسلامی ریاست کے امیر کا مقرر کردہ فرد یا غیر لوگوں کو تبلیغ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ انا ترک کو کبھی اس روایت کا علم ہوا پھر بھی اسکے اسلامی شعور نے حیران کن انداز میں اس اہم معاملے میں اس کے دائرہ عمل کو منور کیا ہے سوئزر لینڈ کے مجموعہ قوانین کو اس کے قانون وراثت سمیت اختیار کرنا یقیناً ایک تشویشناک غلطی ہے جو اصلاحات کیلئے جوئی کے جوش سے پیدا ہوئی ہے اور آگے بڑھنے کی کی شدید خواہش رکھنے والے انسان کے لیے قابل معافی ہے۔ دینی پیشواؤں کی چالاکیوں کی مدتوں پر پنی زنجیروں سے خلاصی (۸) کی شادمانی بعض دفعہ انسان کو عمل کی غیر آزمودہ راہوں کی طرف ہانک لے جاتی ہے لیکن ترکی اور باقی عالم اسلام نے بھی تاہنوز اسلامی قانون وراثت کے مخفی پہلوؤں کو معلوم کرنا ہے جنہیں قرآن کریم مسلم قانون کا نہایت قدیم ترین شعبہ بیان کرتا ہے کیا یہ (اسلام سے خروج) خلافت کا خاتمہ یا دین و ریاست میں علیحدگی ہے۔ اپنی اصل کے اعتبار سے اسلام سامراجیت نہیں ہے خلافت کے خاتمہ میں جو عملاً بنو امیہ کے دور میں ملوکیت کی قسم بن چکی تھی۔ یہ روح اسلام ہی تو ہے جس نے انا ترک کی وساطت سے عمل کر دکھایا ہے خلافت کے معاملہ میں ترکوں کا اجتہاد سمجھنے کے لیے ہم صرف ابن خلدون سے رہنمائی لے سکتے ہیں جو عظیم ترین فلسفی مورخ اسلام اور جدید تاریخ کے بانی ہیں میں یہاں اپنی تشکیل جدید سے ایک پیرہ نقل کرنے سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا۔

ابن خلدون اپنے مشہور مقدمہ میں تین واضح آراء کا ذکر کرتے ہیں!

(۱) عالمگیر امامت اللہ کا مقرر کردہ ادارہ ہے اور نتیجہ ناگزیر ہے۔

(۲) یہ محض مصلحت پر مبنی معاملہ ہے۔

(۳) یہ کہ ایسے ادارے کی کوئی ضرورت نہیں۔

آخری رائے خارجوں نے اپنائی تھی جو اسلام میں جمہوریت کے اولین حامی تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جدید ترکی پہلی رائے بدل کر دوسری رائے اختیار کر چکی ہے۔ یعنی معتزلہ کی رائے کی طرف جو عالمگیر امامت کو صرف مصلحت کے تابع معاملہ خیال کرتے تھے۔ ترکوں کی دلیل ہے کہ ہماری سیاسی فکر میں ہماری رہنمائی ہمارے گزشتہ سیاسی تجربہ سے ہونی چاہیے جو واضح طور پر اس حقیقت کی طرف نشاندہی کرتا ہے کہ عملاً عالمگیر خلافت کا نظریہ نا کام ہو چکا ہے یہ اس وقت قابل عمل نظریہ تھا جب اسلامی مملکت صحیح سالم تھی۔ اس مملکت کے اختتام پر خود مختار سیاسی اکائیاں ابھری ہیں



وہ نظریہ زیر عمل نہیں رہا اور جدید اسلام کے نظم میں زندہ عنصر کے طور پر کام نہیں کر سکتا۔

دین و ریاست میں علیحدگی کا نظریہ اسلام کے لیے اجنبی نہیں امام کی غیبت کبریٰ کا عقیدہ ایک طرح سے شیعہ ایران میں کافی عرصہ قبل اس علیحدگی پر منتج ہوا تھا۔ اسلام کے دینی اور سیاسی فرائض منصبی میں علیحدگی کے نظریہ کو یورپی دین و سیاست میں علیحدگی کے نظریہ کیساتھ ہرگز گڈمڈ نہ کیا جائے۔ اول الذکر صرف فرائض منصبی کی تقسیم ہے جیسا کہ مسلم ریاست کی شیخ الاسلام اور وزرا کے دفاتر کی بتدریج تخلیق سے ظاہر ہے۔ موخر الذکر روح اور مادے کی مابعد الطبعیاتی ثنویت (دو ہونا، جوڑا ہونا) پر مبنی ہے۔ عیسائیت نے راہبوں کی فرمائش کے طور پر آغاز کیا جس نے دنیاوی معاملات سے کوئی واسطہ نہ رکھا۔ اسلام بالکل آغاز سے ہی ایک مدنی معاشرہ تھا جس کے قوانین نوعیت کے اعتبار سے مدنی تھے جنکی اصل عقیدہ کی رو سے وحی پر مبنی ہے۔ جس مابعد الطبعیاتی ثنویت پر یورپی نظریہ کی بنیاد ہے۔ مغربی اقوام میں (وہ ثنویت) تلخ پھل لائی ہے۔ کئی سال قبل امریکہ میں ایک کتاب لکھی گئی جو ”اگر مسیح شکا کو میں آئیں“ کہلاتی تھی۔ اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک امریکی مصنف کہتا ہے! ”مسٹر سٹیڈ کی کتاب سے سیکھنے کے قابل یہ سبق ہے کہ بڑی خرابیاں جن میں انسانیت آج مبتلا ہے اُن سے صرف مذہبی جذبات کے ذریعہ ہی نمٹا جاسکتا ہے یعنی ان خرابیوں سے نبٹنے کے کام کا حصہ ریاست کے حوالے کر دیا گیا ہے جبکہ ریاست بذات خود بد عنوان سیاسی کل پرزوں کے حوالے کر دی گئی ہے اور ایسے کل پرزے نہ صرف برائیوں سے نمٹنا چاہتے ہی نہیں بلکہ وہ نبٹنے کے اہل ہی نہیں اور یہ کہ شہریوں کی اپنے عوامی فرائض سے آگاہی کے سوا کوئی چیز بے شمار دسیوں لاکھوں کو خستہ حالی اور خود ریاست کو ذلت سے نہیں بچا سکتی۔

مسلم سیاسی تجربے کی تاریخ میں اس علیحدگی کا مطلب صرف فرائض منصبی کی علیحدگی ہے نہ کہ نظریات کی۔ یہ وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ مسلم ممالک میں دین و ریاست کی علیحدگی کا مطلب مسلم دستور سازی کی سرگرمی کی لوگوں کے احساس سے آزادی ہے جن کو صدیوں سے اسلامی روحانیت نے تربیت اور ترقی دی ہے۔ تجربہ ہی ظاہر کرے گا کہ جدید ترکی میں یہ نظریہ کیسے کام کرے گا۔ ہم اُمید کر سکتے ہیں کہ یہ خرابیاں نہیں پیدا کرے گا جو اس نے یورپ اور امریکہ میں پیدا کی ہیں۔

میں نے اوپر مختصر آئے نظریات کے بارے میں چندت جوہر لال نہرو کی نسبت زیادہ تر مسلم قاری کے لیے بحث کی ہے جن نئے نظریات کا ذکر چندت جی نے خصوصاً کیا ہے وہ ترکوں اور ایرانیوں کی طرف سے نسلی اور قوم پرستانہ نظریات کا بطور مثالیت اپنانا ہے۔ وہ سوچتے نظر آتے ہیں کہ ایسی مثالیت اپنانے کا مطلب ایران اور ترکی کا

ترکِ اسلام ہے تاریخ کا طالب علم بخوبی جانتا ہے کہ اسلام اُس وقت ظہور پذیر ہوا جب اتحاد کے پرانے اصول مثلاً خونی رشتہ داری اور اقتداری ثقافت ناکام ہو رہے تھے۔ لہذا اسلام وحدت انسانی کے اصول کوشت پوست میں نہیں بلکہ ذہن انسانی میں پاتا ہے۔ بے شک اس کا انسانیت کو سماجی پیغام ہے کہ اپنے آپ کو نسل پرستی سے دور کر دیا و طر فی جنگ کے ہاتھوں ختم ہو جاؤ یہ کہنا کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے کہ اسلام فطرت کے نسل سازی کے منصوبوں کو شک کی نظر سے دیکھتا ہے اور اپنے مخصوص لوگوں کے ذریعے ایک ایسا نکتہ تخلیق کرتا ہے جو فطرت کی قوت ہائے نسل سازی کے خلاف جوابی کاروائی کرتا ہے۔

انسانی تربیت کی جانب عیسائیت اور بدھ مت نے دو ہزار سال یا زیادہ عرصہ میں جتنا بھی کیا ہے اسلام نے ایک ہزار سال اُن سے بہت زیادہ کام کر دیا ہے۔ یہ معجزہ سے کم نہیں کہ ہندوستان کا مسلمان نسل اور زبان کے اختلاف کے باوجود مراکش میں خود کو اپنے گھر میں پاتا ہے۔ پھر بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اسلام نے کلی طور پر نسل کی مخالفت کی ہے اس کی تاریخ دکھاتی ہے کہ سماجی اصلاح میں یہ زیادہ تر اس تجویز پر اعتماد کرتا ہے کہ بتدریج نسل پرستی ختم کی جائے اور کم از کم مزاحمت کے طریقوں پر چلتا ہے قرآن فرمانا ہے! ”واقعی ہم نے تمہیں چھوٹے بڑے قبیلوں میں بنایا تا کہ تم پہچانے جاؤ لیکن اللہ کے ہاں تم مین سے بہترین وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔“۔ نسل کے مسئلہ کی طاقتوری اور نسل پرستی کے خاتمہ کے لیے بنی نوع انسان کو جیسے لازماً زیادہ وقت درکار ہوگا اور مسئلہ نسل کی طرف اسلام کا جو رویہ ہے پر غور کرتے ہوئے یعنی بذات خود ایک نسل ساز عنصر بنے بغیر ہی دل چیتے کو جھٹکنا ہی صرف منطقی اور قابل عمل رویہ ہے۔ سراسر تھکینٹھ کی کتاب ”مسئلہ نسل“ میں ایک غیر معمولی پیرا ہے جو یہاں نقل کرنے کے قابل ہے۔ ”اور اب انسان اس حقیقت سے آگاہ ہو رہا ہے کہ فطرت کا ابتدائی مقصد یعنی تعمیر نسل جدید دنیائے معاشیات کی ضرورت سے مطابقت نہیں رکھتا اور انسان اپنے آپ سے پوچھ رہا ہے کہ مجھے کیا کرنا ہوگا؟ اب تک فطرت نے جو تعمیر نسل کا کام اپنائے رکھا اُسے ختم کیجئے اور دائمی سکون پائیے؟ یا فطرت کو اس پرانے رستے پر چلتے رہنے دیجئے اور اس کا لازمی نتیجہ جنگ لے لیں؟ انسان کو کوئی نہ کوئی رستہ منتخب کرنا ہوگا درمیانی راہ ممکن نہیں ہے۔“

لہذا یہ واضح ہے کہ اگر انا ترک اتحادِ عالم تو رانیت سے متاثر ہے تو وہ حالاتِ وقت سے مخالفت کی نسبت روحِ اسلام کے خلاف کچھ زیادہ نہیں چل رہا اور اگر وہ نسلوں کی حمیت پر یقین رکھتا ہے تو یقیناً نئے وقتوں کے تقاضوں سے جو مکمل طور پر روحِ اسلام کے ہم آہنگ ہیں مارکھا جائے گا اذاتی طور پر میرا خیال نہیں کہ وہ اتحادِ عالم تو رانیت سے متاثر ہے جیسا کہ مجھے یقین ہے کہ اس کا اتحادِ عالم تو رانیت، اتحادِ عالم سلوونیت یا اتحادِ عالم جرمنیت یا اتحادِ عالم



سیکونیت کو صرف دندان شکن سیاسی جواب ہے۔ اگر اوپر کے پیر کا مفہوم صحیح طور پر سمجھ لیا جائے تو قوم پرستانہ مثالیت کے ضمن میں اسلام کا رویہ جاننا مشکل نہیں ہے فرد کا اپنے وطن سے محبت کرنے یا وطن کی عزت پر قربان ہو جانے کے مفہوم میں قوم پرستی اسلامی عقیدہ کا جزو ہے یہ قوم پرستی اسلام کے ساتھ اس وقت جھگڑے میں داخل ہو جاتی ہے جب یہ سیاسی نظریہ کا کردار ادا کرنا شروع کر دیتی ہے اور استحکام کا اصولی ہونے کا دعویٰ کرتی ہے یہ مطالبہ کرتے ہوئے کہ اسلام صرف ذاتی تکتہ نظر کے پس منظر کی جانب ہٹ جائے اور قومی زندگی میں زندہ عنصر کے طور پر رہنا ختم کر دے۔ ترکی، ایران، مصر اور دوسرے اسلامی ممالک میں یہ (قومیت پرستی) کبھی مسئلہ نہیں بنے گی ان ممالک میں مسلمان غالب اکثریت بناتے ہیں اور ان کی اقلیتیں مثلاً یہودی، عیسائی اور زرتشتی قانون اسلام کے تحت یا تو اہل کتاب ہیں یا اہل کتاب کی طرح ہیں جن کیساتھ اسلام بلا روک ٹوک سماجی تعلقات کی بشمول ازدواجی رشتہ داریاں اجازت دیتا ہے۔ یہ (قومیت پرستی) مسلمانوں کیلئے صرف ان ممالک میں مسئلہ بنتی ہے جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اور قومیت پرستی (بطور مسلم) ان کا مکمل صفایا مانگتی ہے مسلم اکثریت والے ملکوں میں اسلام قومیت پرستی کو جگہ دے دیتا ہے کیونکہ وہاں اسلام اور قومیت عملاً ایک جیسے ہوتے ہیں اقلیت والے ملکوں میں ایک ثقافتی اکائی کے طور پر خود اختیاری کی تلاش جواز رکھتی ہے ہر صورت میں وہ اپنے اصولوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہوتی ہے۔

لوپرو والا پیر اختصار کیساتھ آج کی دنیائے اسلام کی اصل صورت احوال کا خلاصہ پیش کرتا ہے اگر یہ ٹھیک طور پر سمجھ لیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ اسلام کے استحکام کے مبادیات خارجی اور داخلی قوتوں کے ہاتھوں ہرگز متزلزل نہ ہونگے۔ جیسا کہ میں نے پہلے وضاحت کی ہے کہ استحکام اسلام کے ڈھانچے سے متعلق دو اصولوں پر غیر متبدل ایمان پر مشتمل ہے جس میں پانچ جانے پہچانے اعمال ایمانی کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ ہماری اسلامی استحکام کے لازمی اجزاء ہیں جو اسی مفہوم میں پیغمبر پاک کے دونوں سے حال ہی میں بھائیوں کی طرف سے ایران اور قادیانیوں کی طرف سے ہندوستان میں خلل ڈالنے تک رہے ہیں۔ یہ (ڈھانچہ) دنیائے اسلام میں عملاً یکساں روحانی فضا کیلئے ضمانت دیتا ہے یہ اسلامی ریاستوں کے سیاسی اتحاد کو آسان بناتا ہے جو اتحاد عالمی ریاست (مثالی) یا مسلم ریاستوں کی انجمن یا بہت سی آز اور ریاستیں جن کے معاہدے اور معاونت کا تعین خالصتاً معاشی اور سیاسی تاملات (سوچ بچار کرنا) کرتے ہیں۔ اس سادہ سے عقیدہ کا نظریاتی ڈھانچے کیساتھ تعلق زمانے کیساتھ ویسا ہی رہتا ہے۔ اس تعلق کی گہرائی صرف مخصوص قرآنی آیات کی روشنی میں ہی سمجھی جاسکتی ہے جن کی وضاحت یہاں فوری طور پر ہمارے پیش نظر تکتہ سے ہٹے بغیر نہیں کی جاسکتی۔ لہذا سیاسی طور پر استحکام اسلام صرف اس وقت متزلزل ہوتا ہے جب مسلمان ریاستیں ایک دوسرے

سے برسرِ پیکار ہو جاتی ہیں اور دینی طور پر استحکام اسلام اس وقت متزلزل ہوتا ہے جب مسلمان ایمان سے وابستہ بنیادی عقائد اور اعمال سے بغاوت کر دیتے ہیں۔ یہ دائمی استحکام کے لیے مفید ہے کہ اسلام اپنے اندر کسی باغی گروہ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ دائرہ اسلام سے باہر ایسا گروہ اتنا ہی زیادہ رواداری کا حق دار ہے جس طرح کسی دوسرے عقیدہ کے پیروکار مجھے نظر آ رہا ہے کہ اس لمحہ اسلام عبوری دور سے گزر رہا ہے یہ سیاسی استحکام کی ایک شکل سے دوسری شکل اختیار کر رہا ہے جیسے تاریخ کی قوتوں نے ابھی متعین کرنا ہے۔ دنیائے جدید میں واقعات اتنی تیزی سے حرکت کر رہے ہیں کہ کوئی پیشن کوئی کرنا تقریباً ناممکن ہے کہ سیاسی طور پر متحد اسلام کا غیر مسلموں سے سلوک کیا ہوگا۔ اگر سیاسی طور پر عالم اسلام کے اتحاد کے حالات کبھی آتے ہیں تو اس سوال کا جواب صرف تاریخ دے سکتی ہے۔ میں یہی کچھ کہہ سکتا ہوں کہ ایشیاء اور یورپ کے راستے میں پڑے ہوئے اور زندگی پر مشرقی اور غربی نکتہ ہائے نظر کا امتزاج ہوتے ہوئے اسلام کو مشرق اور مغرب میں ثالث کا کردار ادا کرنا چاہیے لیکن اُس وقت کیا بنے گا جب یورپی حاکمیتیں ایک ناقابلِ مصالحت اسلام تخلیق کر دیں گی۔ یورپ میں روز بروز بڑھتے ہوئے حالات اسلام کی طرف یورپی نکتہ نظر کی بنیادی قلبِ پاہیت کا مطالعہ کر رہے ہیں ہم صرف اُمید ہی کر سکتے ہیں کہ سیاسی بصیرت اپنے آپ کو سامراجی حرص کے احکامات اور ناجائز معاشی انتفاع کے ہاتھوں دھندلانے نہیں دے گی۔ جہاں تک انڈیا کا تعلق ہے میں پورے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ مسلمانانِ انڈیا ایسی کسی مثالیت کو نہیں مانیں گے جو ان کی ثقافتی ہستی کو برباد کرنا چاہے گی ان پر غیر متذبذب اعتماد کیا جائے کہ وہ دین اور حب الوطنی کے تقاضوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا جانتے ہیں۔

آغا خان کے بارے میں میرے لیے یہ دریافت کرنا مشکل ہے کہ کوئی چیز پنڈت جوہر لال نہرو کو آغا خان اہم پر حملہ کرنے کی طرف لے گئی ہے۔ شاید وہ سوچتے ہیں کہ قادیانی اور اسماعیلی ایک ہی زمرے میں آتے ہیں صاف ظاہر ہے وہ نہیں جانتے کہ اسماعیلیوں کی مذہبی تعبیرات جتنی ہی غلط ہوں وہ اسلام کے بنیادی اصولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ وہ دائمی امامت کو مانتے ہیں لیکن ان کے نزدیک امام وحی الہی کا وصول کرنے والا نہیں ہوتا وہ صرف قانون کا شارح ہوتا ہے۔ ابھی چند روز ۲۳ پہلے کی بات ہے (دیکھئے ستارہ الہ آباد ۲۴ مارچ ۱۹۳۴ء) کہ آغا خان نے اپنے پیروکاروں کو یہ کہہ کر خطاب کیا! ”کوئی دو کہ اللہ ایک ہے۔ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ کعبہ سب کا قبلہ ہے۔ تم مسلمان ہو اور تمہیں مسلمانوں کیساتھ رہنا چاہیے مسلمانوں کو السلام علیکم کہہ کر سلام کرو۔ اپنے بچوں کے اسلامی نام رکھو۔ مسلمانوں کیساتھ مسجدوں میں باجماعت نمازیں ادا کرو۔ باقاعدگی سے روزے رکھو۔ اپنی شادیوں کے مراسم نکاح کے اسلامی قانون کے تحت بجالاؤ۔ تمام مسلمانوں سے اپنے بھائیوں کی



طرح برتاؤ کرو۔

اب پنڈت جی فیصلہ کریں کہ کیا آغا خان اسلامی اتحاد کی نمائندگی کرتے ہیں یا نہیں؟

پنڈت جوہر لال نہرو کی طرف احمدیوں کے بارے میں خط ۲۳

مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۶ء

آپ کے خط کا جو میں نے کل وصول کیا بہت بہت شکریہ جس وقت میں نے آپ کے مضامین کے جواب میں لکھا مجھے یقین تھا کہ آپ کے ہاں تادیانیوں کے سیاسی رویہ کے بارے میں کوئی تصور نہیں۔ دراصل میرے جواب لکھنے کی بڑی وجہ بالخصوص آپ کو یہ دکھانا تھا کہ (ان لوگوں میں) مسلمانوں سے وفاداری کیسے پیدا ہوئی اور بالآخر کیسے اُس نے احمدیت میں وحی پر مبنی بنیاد پالی۔ میرا تحقیقی مضمون شائع ہونے کے بعد مجھے بڑی حیرانی کی حد تک پتہ چلا کہ تعلیم یافتہ حضرات کے ہاں بھی ان تاریخی وجوہات کا کوئی تصور نہیں جنہوں نے احمدیت کی تعلیمات کو (یہ) رنگ روپ دیا۔ مزید برآں پنجاب میں اور کچھ دوسری جگہوں پر آپ کے مسلمان مداحوں نے آپ کے مضامین پر اضطراب محسوس کیا کیونکہ انہوں نے سوچا کہ آپ کو احمدی تحریک سے ہمدردی ہے یہ اضطراب بڑی حد تک اس حقیقت کی وجہ سے تھا کہ احمدی آپ کے مضامین (کی اشاعت) پر شاداں فرحان تھے۔ احمدی چھاپہ خانہ آپ کے خلاف غلط فہمی کا زیادہ تر ذمہ دار تھا۔ تاہم مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ آپ کے بارے میں میرا یہ تاثر غلط تھا۔ مجھے خود دینیاتی مسائل میں پڑنے کی کم دلچسپی ہے لیکن احمدیوں سے انکی اپنی شرائط کیساتھ مقابلے کے لیے قدرے ہاتھ پاؤں مارنے پڑے۔ میں آپ کو یقین دلانا ہوں کہ میرا تحقیقی مضمون اسلام اور ہندوستان کے بہترین مقاصد کے تحت لکھا گیا۔ میرے ذہن میں کوئی شک نہیں کہ احمدی اسلام اور انڈیا دونوں کے غدار ہیں۔ ۲۵ سال پہلے میں آپ سے ملاقات کا موقع کھودینے پر مجھے انتہائی افسوس تھا ان دنوں میں بہت بیمار تھا اور اپنے کمرے کو نہ چھوڑ سکا۔ گزشتہ دو سال سے مسلسل بیماریوں کی وجہ سے میں عملاً تنہائی کی زندگی گزار رہا ہوں۔ آپ مجھے ضرور بتائیں کہ اگلی دفعہ آپ پنجاب کب آئیں گے۔ کیا آپ کو شہری آزیو یوں کیلئے آپ کے مجوزہ اتحاد کے بارے میں میرا خط ملا۔ جیسا کہ آپ نے اپنے خط میں وصول ہونے کی اطلاع نہیں دی مجھے ڈر ہے کہ آپ کو (میرا خط) نہیں ملا۔

## حواشی و حوالا جات

(۱) اسلام اور کادیا نیت لاہور تاریخ درج نہیں

(۲) گورنر پنجاب

(۳) انجمن حمایت اسلام لاہور

(۴) اسلام میں دینی افکار کی تشکیل جدید

(۵) لا الہ الا اللہ

(۶) ابن صیاد اور ابن صائد کا نادجال ہی ہے جس کے بارے میں ترمذی شریف کے ابواب الفتن میں احادیث مروی ہیں۔ نفس مضمون سے متعلق ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جس کا اقتباس یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ابن صیاد کی پیٹھ پر ہاتھ مار کر فرمایا کیا تو کو اسی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا میں کو اسی دیتا ہوں کہ آپ امیوں کے رسول ہیں (ابن عمر رضی اللہ عنہ) نے کہا پھر ابن صیاد نے کہا کیا آپ کو اسی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں نبی ﷺ نے فرمایا تیرے پاس کیا کچھ (وحی) آتی ہے اس نے کہا کہ کبھی بات سچ ہو جاتی ہے اور کبھی جھوٹ پھر نبی ﷺ نے فرمایا تجھ پر معاملہ خلط ملط ہو گیا ہے۔

(۷) جہاں تک علم میں آیا ہے یہ تعارف نہ لکھا جاسکا۔

(۸) اس خط کا دو تہائی سے زیادہ اسلام لاہور مورخہ ۲۲ جون ۱۹۳۵ء میں دوبارہ پیش کیا گیا۔

(۹) اسلام بابت ۲۲ جون ۱۹۳۵ء

(۱۰) اسلام اور احمدیت مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء (صفحات ۱ تا ۲۷)

(۱۱) اسلام اور احمدیت مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء (صفحات ۱۶۱ تا ۱۶۶)

(۱۲) اے بند و کوبت پرستی کا طعنہ دینے والے اُس سے سیکھ بھی لے کہ عبادت کس طرح کی جاتی ہے۔

(۱۳) سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۲

(۱۴) النساء آیت نمبر ۵۹

(۱۵) غائبانہ انداز خطاب کا یہ رخ جا بلانا تصوف اور جعلی نبوت کی طرف ہے۔

(۱۶) زندگی رواں دواں ندی کی مانند ہے۔ ندی کی راہ میں پہاڑ، وادیاں اور میدان آتے ہیں۔ اسی طرح زندگی کو بھی ہر طرح کے حالات و مسائل سے واسطہ پڑتا ہے۔ نت نئے سامنے آنے والے مسائل کا واحد حل اسلام میں اجتہاد



ہے۔ حضرت اقبال کو اس تلخ حقیقت کا خوب احساس تھا کہ ملوک، علماء اور بعض صوفیا یا پیروں کی اکثریت طالب جاہ جمود پسند بلکہ جمود پرست قوتوں کے نمائندہ بلکہ معاونین خصوصی کا کردار ادا کر رہی ہے ان کے کلام میں ان عناصر سے بیزاری جگہ جگہ ملتی ہے۔ مثلاً رخ سوئے بت خانہ دار دیو پیر ما اور از ضرورت ہائے ملت بے خبر (اسرار و رموز اندرز میر نجات ص ۷۰) گھر پیر کا بجلی کے چرغوں سے بے روشن اور زانگوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن (بال جبریل: باغی مرید ص ۲۱۹) اے کشتہ ملائی و سلطانی و پیری (ارمغان حجاز آواز، غیب ص ۲۸) کیا نہ پیچو گے جوں جائیں گے صنم پتھر کے (بانگ درا، جواب شکوہ ص ۲۰۱) قم باذن اللہ جو کہہ سکتے تھے وہ رخصت ہوئے خافا ہوں میں مجاور رہ گئے یا کورکن (بال جبریل خافہ ص ۲۱۲) مشہور کیا گیا تھا کہ محمد بن عبد الوہاب جمود فکر و عمل اور جاہلانہ تصوف کے خلاف سامنے آئے۔ اسی بنا پر حضرت اقبال نے انہیں اسلام کے سینے کی دھڑکن سے منسوب کیا جہاں تک وہابی تحریک کے عقائد کا تعلق ہے حکیم الامت کا اُن سے دور کا بھی واسطہ نہیں آپ کا جناب رسالت مآب ﷺ سے والہانہ لگاؤ اور دیگر اہل اللہ سے دلی عقیدت مندی وہابیت کو کہاں نصیب۔ فکر اقبال یا عشق اقبال ملاحظہ ہو!

چشم تو مانی الصدور (اسرار و رموز، عرض حال ص ۱۶۸) نگاہ عشق و مستی میں وہی بول وہی آخر (بال جبریل ص ۳۱) خدارا گفت مارا مصطفیٰ بس (ارمغان حجاز، حضور رسالت ص ۵۹)

روح راجز عشق نو آرام نیست (پیام مشرق پیش کش ص ۲۱) از خدا محبوب تر گردونی (اسرار و رموز، رکن دوم، رسالت ص ۱۰۱) تو بارش ایں جاو با خاصاں یا میز کہ من دارم ہوئے منزل دوست (ارمغان حجاز، حضور حق ص ۱۹) طور مو بے از غبار خانہ اش کعبہ را بیت الحرم کا شانہ اش (اسرار و رموز، خودی از عشق ص ۱۹) بچودے نیست اے عبد العزیز ایں برویم از شرہ خاک در دوست (ارمغان حجاز، حضور رسالت، ص ۶)

حقیقی اولیاء اور علماء کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرخندہ لی کا مظاہرہ کرتے ہیں اُن کی صفات عالیہ کا تذکرہ کرتے ہیں اور ان کیساتھ اپنے تعلق پر فخر کرتے ہیں آپ خود سلسلہ قادریہ سے متعلق تھے حضرت سید علی ہجویری کو مخدوم ام اور آپ کی قبر اطہر کو پیر سخر را حرم کہا (اسرار و رموز حکایت نوجوان ص ۵۱) حضرت مجدد الف ثانی کو بند میں سرمایہ ملت کا نگہبان کہا (بال جبریل، پنجاب کے پیر زادوں سے ص ۲۲۱) مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی کے تو وہ کشتہ ہیں (اسرار و رموز، خودی از عشق ص ۲۱) حضرت نظام الدین اولیاء کے دربار پر عرض کیا ہے۔ شگفتہ ہو کے کلی دل کی پھول ہو جائے یہ التجائے مسافر قبول ہو جائے بانگ درا، التجائے مسافر ص ۹۶) پیر رومی اُن کے رفیق راہ ہیں۔ (جاوید نامہ، خطاب بر جاوید ص ۲۰۸) عشق رسالت مآب میں وارفتگی۔ حیات النبی، علم غیب، استمداد اور توسل

ایسے وہابیت مخالف مضامین اقبالیات میں بکثرت ملتے ہیں بہر طور اچھوں اور بدوں میں فرق قائم رکھنا ہی متوازن فکر کی علامت اور صحت مند طرز عمل کا ضامن ہے۔ اقبال کے ہاں یہی کچھ ہے۔

(۱۷) القصص آیت نمبر ۷۷

(۱۸) حرم رسوا ہو پیر حرم کی کم نگاہی سے

جوانانِ تناری کس قدر صاحبِ نظر نکلے

(بانگِ درا، طلوع اسلام ص ۲۷۲ طباعت اول ستمبر ۱۹۲۳ء)

(۱۹) تشکیلِ جدید الہیات اسلامیہ ص ۱۳۹ تا ۱۵۰

(۲۰) الحجرات آیت نمبر ۱۳

(۲۱) دلائلِ راز نے عالم اسلام کی خیر خواہی میں مسلمانوں میں ابھرنے والی ہر قیادت کی سرگرمیوں کو حسنِ ظن سے دیکھا۔ اسی طرح انہوں نے ابتداً انا ترکِ مصطفیٰ کمال پاشا (وفات ۱۹۳۸ء) اور ایران کے رضا شاہ کبیر سے ملتِ اسلامیہ کی جرأتِ مندانہ قیادت کیلئے اُمید وابستہ کر لی مگر یہ خوش گمانی زیادہ دیر نہ رہ سکی

۔ نہ مصطفیٰ نہ رضا شاہ میں ہے نمود اس کی کہ روحِ مشرقِ بدن کی تلاش میں ہے ابھی

(ضربِ کلیم، مشرقِ طباعت اول جولائی ۱۹۳۳ء)

(۲۲) نہرو نے دوسری باتوں کے علاوہ لکھا تھا ”مجھے طویل عرصہ سے ایک مبہم قسم کا خیال رہا ہے کہ وہ (آغا خان) بمشکل صحیح العقیدہ مسلمانوں سے تعلق رکھتے ہیں اور میں نے اُن کے اس بالکل حیران کن انداز کی تعریف کی ہے جس میں انہوں نے غلطی جانے کا اہتمام کیا ہے اور باوقار طریقے سے اپنی شخصیت میں نہایت متضاد صفات اُٹھائے پھرتے ہیں اور اُن کو نا کون سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں جو باہم مخالفانہ اور ناقابلِ مصالحت نظر آتی ہیں۔ (ماڈرن ریویو کلمتہ نومبر ۱۹۳۵ء ص ۵۰۵)

(۲۳) گویا اسلام اور احمدیت کے زیر عنوان مضمون مارچ ۱۹۳۳ء میں لکھا گیا

(۲۴) جواہر لال نہرو کی کتاب ”پرانے خطوط کا گلدستہ“ لندن ۱۹۶۰ء ص ۱۸۷ تا ۱۸۸ دوبارہ پیش کیے گئے۔

(۲۵) اقبال کے خطوط میں تحریف کے عنوان سے ۶ مئی ۲۰۰۰ء کے روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی میں یہ افسوسناک اطلاع چھپی کہ لاہور کے ایک اشاعتی ادارہ فکشن ہاؤس نے جدوجہد آزادی پر ایک نظر کے عنوان سے پنڈت جواہر لال نہرو کی کتاب کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے جس میں ملک اشفاق نے علامہ اقبال کے اس جملے کہ احمدی اسلام اور انڈیا دونوں کے غدار ہیں میں تحریف کر کے یوں کر دیا کہ احمدیوں اور مسلمانوں میں زیادہ اختلاف نہیں اور نہ ہی احمدی





ہندوستان کے لیے دہشت گرد ہیں نیز یہ کہ مترجم مذکور نے اس خط کے چند اہم حصے جن میں قادیانیت کے بارے میں علامہ کے عقائد کی صحیح ترجمانی ہوتی ہے حذف کر دیئے ہیں۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆



## کلام اقبال میں ذکر ختم نبوت و ردِ قادیانیت

پروفیسر محمد یوسف صاحب

دین فطرت از نبی آموئیم      در ره حق شعلے افروزیم  
 ایں گہر از بحر بے پایاں اوست      ماکہ کجا نیم از احسانِ اوست  
 تانہ ریں رمدت زدست مارود      ہستی ماباید ہدم شود  
 پس خدا بر ما شریعت ختم کرد      بر رسول ما رسالت ختم کرد  
 رونق ارما محفلِ یام را      روز رسل را ختم و ما اقوام را  
 خدمت ساقی گری باما گذاشت      داد مارا آخریں جائے کہ داشت  
 لانی بعدی ز احسانِ خداست      بردہ ناموسِ دین مصطفیٰ است  
 قوم ما سرمایہ قوت ازد      حفظ سر وحدت ملت ازد  
 حق تعالیٰ نقشِ ہر دعویٰ شکست      تا بد اسلام راہ شیرازہ بست  
 دل نہ غیر اللہ مسلماں برکند  
 نعرہ لا قوم بعدی می زند

اسرار خودی ص ۱۰۲ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۷۵ء

(جہاد) ضربِ کلیم ص ۲۸

WWW.NAFSEISLAM.COM



دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر  
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر  
ہو بھی تو دل میں موت کی لذت سے بے خبر  
کہتا ہے کون اُسے کہ مسلمان کی موت مر  
دنیا کو جس کے ہتھ خونیں سے ہو خطر  
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر  
مشرق میں جنگ بھرے تو مغرب میں بھی ہے  
شر  
اسلام کا محاسبہ یورپ سے در گزر

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے  
لیکن جناب شیخ کو معلوم نہیں کیا؟  
تج و تفنگ دستِ مسلمان میں ہے کہاں  
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل  
تعلیم اُس کو چاہیے ترک جہاد کی  
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے  
ہم پوچھتے ہیں شیخ کیسا نواز سے  
حق سے اگر فرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات

### (ہندی اسلام) ضربِ کلیم ص ۳۲

وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی  
الحاد  
آتی نہیں کچھ کام یہاں عقل خداداد  
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت  
وحدت کی حفاظت نہیں بے قوت بازو  
ملا کو جو ہے بند میں سجدے کی  
اجازت

### (الہام اور آزادی) ضربِ کلیم ص ۳۸

نارت کر اقوام ہے وہ صورت  
چنگیز

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے

### (نبوت) ضربِ کلیم ص ۳۹

جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

وہ نبوت ہے مسلمان کے لیے برگِ حشیش

غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا  
وہی قرآن وہی فرماں وہی لیس وہی ط

وہ دانائے سب ختمِ المرسل مولا نے کل جس

نے

ٹکا و عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

بال جبریل ص ۲۲

بے خبر تو جو ہر آئینہ یام ہے تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

بانگ درا ص ۱۵۹

۱۹۰۲ء میں انجمن حیات اسلام کے جلسے میں پڑھی گئی ایک نظم بحوالہ مفکر پاکستان ص ۳۲۱ محمد حنیف شاہد

اے کے بعد از تو نبوت شد بہر منہوم شرک بزم راروشن نہ نور شمع عرفاں کردہ ای

اقبال اور قادیانیت ص ۹۶ شائع کردہ شورش کاشمیری

## ختم نبوت ضروری

اسلام میں نبوت چونکہ اپنے معراج کمال کو پہنچ گئی لہذا اس کا خاتمہ ضروری ہو گیا۔

تشکیل جدید الہیات اسلامیہ ص ۱۹۳ بزم اقبال لاہور ۱۹۵۸ء

## ۱۰ جون ۱۹۲۵ء کو اخبار اسٹیسٹمین کو ایک خط:

اسلام ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسول کریم ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لیے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں۔ مثلاً! خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انھیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے زریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ (حرف اقبال ص ۱۱۷)

## اقبال کا عقیدہ:

۱۳ جنوری ۱۹۲۳ء کو خان نیاز الدین خاں کے نام ایک خط لکھتے ہیں!

[۱] میرا عقیدہ ہے کہ نبی کریم زندہ ہیں اور اس زمانے کے لوگ بھی اسی طرح مستفیض ہو سکتے ہیں جس طرح صحابہ ہوا کرتے تھے لیکن اس زمانے میں تو اس قسم کے عقائد کا اظہار بھی اکثر دماغوں کو مارا ہوگا۔ اس واسطے خاموش رہتا ہوں]]۔ (اقبال نامہ حصہ دوم ص ۳۱۷ مرتبہ شیخ عطاء اللہ شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور)

## اسلامی وحدت کے لیے خطرہ:

مسلمان ان تحریکوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہے جو اس کی وحدت کے لیے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بنائی نبوت پر رکھنے اور بزم عم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ



تختِ ختمِ نبوت نمبر

کلامِ اقبال میں ذکرِ ختمِ نبوت و ردِ قادیانیت

رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لیے ایک خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لیے کہ اسلامی وحدت ختمِ نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے۔ (مضمون قادیانی اور جمہورِ مسلمان حرفِ اقبال ص ۱۰۴ مرتبہ لطیف احمد خاں شیرونی ناشر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد)

### اصل میں دونوں ایک ہیں:

قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے اور دونوں اس تحریک کی پیدوار جسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے۔ (اقبال کے حضور حرفِ اقبال ص ۲۶۱ مرتبہ سید نذیر نیازی طبع اول ۱۹۷۱ء اقبال اکادمی کراچی)

### قادیانی افکار کا تتبع:

حقیقت یہ ہے کہ مولانا حسین احمد یا ان کے دیگر ہم خیالوں کے افکار میں نظریہ ولایت ایک معنی میں وہی حیثیت رکھتا ہے جو قادیانی افکار میں انکارِ خاتمیت کا۔ (جغرافیائی حدود اور مسلمان مقالہ، مقالات اقبال ص ۲۷۸ مرتبہ سید عبدالواحد معینی محمد عبداللہ قریشی ناشر آئینہ ادب چوک مینار نارنگی لاہور)

روس نے بابی مذہب کو روک رکھا اور بایوں کو اجازت دی کہ وہ اپنا پہلا تبلیغی مرکز اشک آباد میں قائم کریں۔ انگلستان نے بھی احمدیوں کے ساتھ رولواری برتی اور ان کو اپنا پہلا تبلیغی مرکز ووکنگ میں قائم کرنے کی اجازت دی۔

### اقبال احمدیوں کی محفل میں:

سیالکوٹ کی ایک مسجد میں مرزا صاحب دعوائے مسیحیت کے ابتدائی یام میں صبح صبح اپنے عقیدت مندوں کے حلقہ میں تازہ الہامات سنایا کرتے تھے ایک روز مجھے جو دل لگی سوچھی تو میں بھی وہاں جا پہنچا اور کہا کہ مجھے بھی الہامات ہوئے ہیں میں عربی کے چند جملے جن میں احمدیوں اور ان کے مذہب کی بابت مزاحیہ رنگ میں نوک جھونک تھی سنائے جس سے وہ طائفہ سخت برہم ہوا اور مجھے بھاگنا پڑا۔ (ملفوظات اقبال ص ۲۹۷، منظر پاکستان ص ۴۹)

### دونوں پریشان:

میں نے قادیانیت کے متعلق جو بیان دیا تھا (جس میں ایک مذہبی نظریہ کی محض جدید اصول کے مطابق تشریح کی گئی تھی) اس سے پنڈت جی اور قادیانی دونوں پریشان ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف وجوہ کی بنا پر دونوں اپنے دل میں مسلمانانِ ہند کے مذہبی اور سیاسی استحکام کو پسند نہیں کرتے۔ (پنڈت نہرو کے سوالات کا جواب، حرفِ اقبال ص ۱۲۰)

### قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے:

میری رائے میں حکومت کے لیے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے وہی رواداری سے کام لے گا جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملہ میں اختیار کرتا ہے۔ (حرف اقبال ص ۱۰۹)

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆





## عقیدہ ختم نبوت اور علامہ اقبال

ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری

یہ بات طے ہے کہ قرآن حکیم نے عقیدہ ختم نبوت کو بڑی وضاحت و صراحت سے بیان کیا ہے اور یہ بھی کہ حضرت اقبال کو قرآن پاک سے حد درجے کا شغف اور حضور ختمی مرتبت صاحب قرآن ﷺ سے انتہا درجے کا عشق تھا اس لیے یہ بات وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی کہ وہ قرآنی عقیدے کا انکار کرنے والے اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی قصر نبوت میں نقب لگانے والے کسی جھوٹے مدعی نبوت کے طرفدار ہو سکتے ہیں۔ اسلامی طرز زندگی کی بنیاد اقبال کے نزدیک قرآن حکیم ہے۔

۔ اگر تو می خواہی مسلمان رہیستن نیست ممکن جذبہ قرآن رہیستن

یہی وجہ ہے کہ وہ بچپن سے لے کر تادم آخریں تلاوت قرآن کے ذوق لازوال سے سرشار رہے۔ اور قرآن حکیم کے اسرار و رموز پر تدبر و تفکر کا ذوق بھی انہیں اپنے والد گرامی شیخ نور محمد سے ورثے میں ملا تھا۔ جنہوں نے بچپن ہی میں اقبال کو سمجھا دیا تھا کہ قرآن کو اس طرح پڑھا کرو کہ گویا یہ ابھی نازل ہوا ہے۔ اور پھر انکی تلاوت قرآن اور تدبر قرآن کا یہ عالم تھا کہ ساری عمر انکی یہ عادت نہ گئی۔ حتیٰ کہ آخری عمر میں جب انکے گلے نے کام چھوڑ دیا تو وہ روزانہ کسی دوسرے شخص کو بلوا کر اس سے تلاوت قرآن سنتے تھے۔ اور اس پر اقبال کے سوانح نگار متفق ہیں کہ اقبال اپنے مطالعہ قرآن کے نوٹس لیتے رہتے تھے اور آخری عمر میں انکی خواہش اور تمنا تھی کہ وہ جدید پیرائے میں قرآن کریم کی کوئی تفسیر لکھ سکتے۔ اور یہ بات انکے اشعار پڑھ کر بھی محسوس کی جاسکتی ہے کہ وہ فکر قرآن کا کس قدر گہرا ادراک رکھتے تھے۔ ان کے سارے کلام میں جا بجا ایسے اشعار ملتے ہیں جن کے مضامین بلکہ بعض جگہ الفاظ بھی قرآن حکیم سے مستعار لیے گئے ہیں۔ اگر عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے بھی کلام اقبال کا جائزہ لیا جائے تو کئی ایک شعرا انکے عقیدے اور نکتہ نظر کی صاف وضاحت کرتے ہیں۔

ضرب کلیم میں ہندی مسلمان کے عنوان سے ایک نظم ہے

غدار وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن  
انگریز سمجھتا ہے مسلمان کو گداگر  
پنجاب کے ارباب نبوت کی  
کہتی ہے کہ یہ مومن پارنیہ ہے  
شریعت  
کافر

دوسرے شعر کی تشریح میں مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں ”اس شعر میں اشارہ اس عقیدے کی طرف ہے جو قادیانیوں سے منسوب ہے کہ جو شخص مرزا غلام احمد کو نبی نہ مانے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔“

جہاد کے عنوان سے ایک نظم کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں!  
فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے  
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر  
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں  
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و  
بے اثر

غلام رسول مہر نے ان کی شرح میں لکھا!

”شیخ نے فتویٰ دے دیا ہے کہ اب قلم کا زمانہ آگیا ہے اور دنیا میں تلوار نام کی چیز نہیں رہی لہذا اسے چھوڑ دینا چاہیے اور صرف قلم سے کام لے کر اسلام کی خوبیاں بیان کرنی چاہیے۔“ اس مضمون کے فتوے یا اعلانات مختلف لوگوں کی طرف سے کیے گئے جن میں قادیانی حضرات بھی تھے اور بعض اور لوگ بھی وہ سب انگریزوں کے طرفدار تھے۔“

بہتر ہوتا اگر مہر صاحب دوسرے لوگوں کی نشاندہی کر دیتے۔ سکھوں کے خلاف جہاد کی بناء پر شاہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد کو تحریک آزادی کے ہیرو قرار دیا جاتا ہے۔ سید صاحب کی سوانح عمری ”حیات طیبہ“ کے مصنف مرزا حیرت دہلوی نے اس کتاب میں لکھا کہ!

”حضرت شاہ اسماعیل دہلوی نکلنے میں جہاد کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے، موضوع تقریر سکھوں کے مظالم ٹھہرے ان سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے جواب دیا ”ان سے جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے، ایک تو ہم انکی رعیت میں، دوسرے ہمارے مذہبی ارکان ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے، ہمیں انکی حکومت میں ہر طرح کی آزادی حاصل ہے۔ بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آج نہ آنے دیں۔“

ان جملہ ہائے معترضہ کے بعد اصل مجرم مرزا قادیانی کا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں!

(۱) ”آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اسکے بعد جو دین کیلئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔“ (اشتہار چندہ منارۃ المسیح ضمیمہ خطبہ الہامیہ)

(۲) آج کی تاریخ تک میں ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت سے جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے اور ہر شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آچکا خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اسکو بننا پڑتا ہے۔

۔ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیمہ صفحہ نمبر: ۷)

اسی ضمن میں مرزا کے یہ اشعار بھی اسکے منکر جہاد ہونے پر دال ہیں۔



اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال  
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے  
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور  
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے  
دین کیلئے تمام جنگوں کا اب اختتام  
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد ہے

اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے  
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد  
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، صفحہ ۳۹)

یقیناً اسی لیے اقبال نے مرزا اور ہمنواؤں کی گوشمالی کی اور آخر میں سرکار برطانیہ کے ذلہ خواروں سے سوال کیا کہ۔

ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے  
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ  
شرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی  
ہے  
اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگزر  
بات  
(ضرب کلیم)

### نظم بندی اسلام

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی

الحاد

یعنی قوم صرف افکار و نظریات میں اتحاد و یکسانیت کی بنیاد پر ہی زندہ رہ سکتی ہے۔ جو قوم فکری انتشار کا شکار ہو جائے وہ اپنا وجود کھودیتی ہے۔ اور جو الہام قوم کی یکجہتی اور اتحاد کو فنا کرے وہ الہام بھی الہام نہیں بلکہ الحاد ہے۔

امامت

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس  
جو مسلمان کو سلاطین کا پرستار  
کی  
کرے  
(ضرب کلیم)

یعنی جو مدعی امامت و قیامت مسلمانوں کو بادشاہوں کا پجاری بنائے اسکی امامت قوم کیلئے فائدے کی بجائے فتنہ و آزمائش کا باعث ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے پوری کوشش کی کہ مسلمان ہند کو سلطنت برطانیہ کا پرستار بنایا جائے۔ ملاحظہ ہو!

”چنانچہ میں نے اس مقصد کے انجام کے لیے اپنی ہر ایک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا کہ اس گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں اور نہ صرف اس قدر بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ برٹش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے اس لیے مسلمان ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا ہی کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابلہ بدرادوں سے رکھیں بلکہ اپنی سچی شکرگزاری اور ہمدردی کے نمونے بھی گورنمنٹ کو دکھلا دیں۔“ (اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ مندرجہ تبلیغ رسالت، جلد سوئم، صفحہ نمبر: ۱۹۳)

**نبوت**

WWW.NAFSEISLAM.COM

میں نہ عارف، نہ مجدد، نہ محدث، نہ  
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام  
فاش ہے مجھ پہ ضمیر فلک نیلی فام  
یہ حقیقت کہ ہے روشن صفت ماہ تمام  
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا  
پیام  
وہ نبوت ہے مسلمان کے لیے برگ  
حشیش

(ضرب کلیم)

اس نظم کے آخری شعر میں بھی مرزا کی منکر جہاد نبوت کا تذکرہ ہے۔ یعنی ایسی خود ساختہ نبوت جو مسلمانوں کیلئے قوت و شوکت کی بجائے بے چارگی اور بے بسی کی پیامبر ہوا سے نبوت نہیں بھنگ کی پتی سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ بھنگ پی کر انسان بے ہوش ہو جاتا ہے اور اسکے اعضا ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ اس لیے جو قیادت جھوٹی نبوت کے نام پر مسلمانوں پر مردہ دلی طاری کر رہی ہے وہ نبوت نہیں برگ حشیش ہے۔  
اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب کے مسلمانوں سے:

اس عنوان سے اقبال نے ایک نظم ۱۹۰۲ء میں انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس میں پڑھی۔ اس کے نویں بند کا مندرجہ ذیل شعر علامہ اقبال کے عقیدہ ختم نبوت کا اظہار کرتا ہے۔

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر منہ بوم شرک  
بزم را روشن ز نور شمع عرفان کردہ امی  
اقبال بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے بعد اگر کوئی بد بخت کسی بھی منہ بوم میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ شرک فی النبوت کا مرتکب ہوتا ہے۔ جب آپ ﷺ نے معرفت و عرفان کی شمع روشن کر کے بزم جہاں میں روشنیاں اور اجالے بکھیر دیئے ہیں تو اب بھلا کسی اور نبی کی گنجائش کہاں رہتی ہے۔



ضرب کلیم کی طرح رموز بے خودی میں بھی علامہ اقبال ارکان اساسی ملیہ اسلامیہ کے رکن اول توحید کے بعد رکن دوم رسالت کی وضاحت کرتے ہیں اور اس میں جہاں رسالت مآب ختم المرسلین ﷺ کی عظمت و محبت کا ذکر کرتے ہوئے انہیں مرکز ملت قرار دیتے ہیں۔ وہیں پر اس عقیدے کا بھی اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قوم مسلم پر اپنی شریعت کا اور ہمارے رسول گرامی علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی ذات بابرکات پر رسالت کا اختتام فرما دیا ہے۔ اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

حق تعالیٰ پیکر ما آفرید	از رسالت در تن ما جاں دید
حرف بے صوت اندریں عالم	از رسالت مصرع موزوں
بدیم	شدیم
از رسالت در جہاں تکوین ما	از رسالت دین ما آمین ما
از رسالت صد ہزار ما یک	جزو ما از جزو مالا ینفک است
است	

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہمارا یعنی امت مسلمہ کا پیکر تخلیق فرمایا اور پھر رسالت سے اس بدن میں جان پھونکی۔ ہم تو اس دنیا میں ایسے الفاظ تھے جنکی کوئی آواز نہ تھی۔ اور پھر رسالت نے بے ربط لفظوں کو موزوں مصرع کی لڑی میں پرو دیا۔ رسالت ہی سے اس جہان میں ہمارا وجود ہے اور رسالت ہی سے ہمارا دین اور ہمارا آمین ہے۔ رسالت ہی سے ہم لاکھوں ہونے کے باوجود ایک ہیں، اسی کی بدولت ہمارا ایک جزو دوسرے جزو کا جزو مالا ینفک ہے۔ ان اشعار میں رسالت محمدیہ کو وحدت ملت اسلامیہ کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ مرزائی نبوت نے اس وحدت کو پارہ پارہ کر دیا۔

آں کہ شان اوست یھدی      از رسالت حلقہ گر دما کشید  
 من      ترید      مرکز او وادی بطحا ستے  
 حلقہ ملت محیط افزا ستے      اہل عالم را پیام رحمتسیم  
 ماز حکم نسبت او ملتسیم      مثل موج از ہم نمی ریزیم ما  
 از میان بحر او خیزیم ما

ترجمہ: اللہ تبارک و تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے۔ اس نے رسالت کی صورت ہمارے گرد و راہ کھینچ دیا ہے۔ یعنی جو اس دائرے کے اندر آ گیا، ہدایت پا گیا۔ دائرہ ملت جس کا مرکز وادی بطحا ہے، ہر دم وسعت پذیر ہے۔ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی نسبت سے ایک ملت ہیں اور جہان والوں کے لیے رحمت کا پیغام ہیں۔ ہم رسالت کے سمندر سے اٹھے ہیں اور موج کی طرح ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے۔

ان اشعار میں بھی ذات رسول ﷺ ہی کو مرکز ملت قرار دیا گیا ہے۔

امتش در حرز دیوار حرم      نعرہ زن مانند شیران دراجم  
 معنی حرم کنی تحقیق اگر      بنگری بادیدہ صدیق اگر  
 قوت قلب و جگر گرد نبی      از خدا محبوب تر گرد نبی

ترجمہ: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت دیوار حرم کی پناہ میں ہے۔ اور اس طرح مارہ زن ہے جس طرح جنگل میں شیر۔ اگر تو میری بات کی تحقیق کرے اور اگر تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھ سے دیکھتو نبی کریم ﷺ قلب و جگر کی قوت بن جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ محبوب بن جاتے ہیں۔

ان اشعار میں بھی ذات رسالت مآب ﷺ کو حصار امت قرار دیا گیا ہے۔ یعنی رسول رحمت ﷺ نے اپنی امت کو حرم کے حصار میں بٹھا دیا ہے جس طرح شیر اپنے بچوں کو جنگل میں بحفاظت بٹھا

دیتا ہے۔ اور اگر تو غور و فکر کرے تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچے گا کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات انسان کے قلب و جان کی قوت بن جاتی ہے اور پھر ایسا مرحلہ آتا ہے کہ ذات نبی ﷺ ذات خدا جل و علا سے بھی محبوب نظر آنے لگتی ہے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ اقبال جب از خدا محبوب تر گرد نبوت کے کس طرح حامی ہو سکتے ہیں جو نہ صرف رسول اکرم ﷺ کے کمالات و صفات میں شرکت کا دعویٰ دے بلکہ ان سے بڑھ جانے کا احمقانہ اعلان بھی کرتا ہو۔ مرزا کی بہت سی لغویات میں سے نمونے کے طور پر درج ذیل اشعار پر غور فرمائیں۔

احمد آخر زماں است      آخریں جام ہمیں جام است

ترجمہ: میرا نام احمد آخر زماں ہے اور میرا جام ہی سے آخری جام ہے۔

در ثمن (مرزا کا منظوم مجموعہ)

پھر کہتا ہے!

انبیاء گرچہ بودہ اندیے      من بعرفاں نہ کمتر ز کے

آدم نیز احمد مختار      در برم جلمہ ہمہ ابرار

ترجمہ: میں عرفاں و معرفت میں کسی بھی نبی سے کمتر نہیں۔ میں ہی آدم ہوں، میں ہی احمد مختار ہوں۔ میں نے تمام ابرار کا لباس پہنا ہوا ہے۔ (نزول المسیح، از مرزا قادیانی)

”اخبار پیغام صلح“ میں تو کسی اکمل نامی خبیث نے یوں ہرزہ سرائی کی!

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں      اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل      میں

غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

قارئین انداز فرمائیں کیا ایسے جھوٹے مدعی نبوت اور اسکے تعلق باز پیروکاروں کی اقبال جیسا عاشق رسول حمایت کر سکتا ہے؟ جس کا عقیدہ ہو۔



از خدا محبوب تر گردنی	قوت قلب و جگر گردنی
ہم نفس ہم مدعا کشتیم ما	از رسالت ہم نوا کشتیم ما
پختہ چوں وحدت شود ملت	کثرت ہم مدعا وحدت شود
شود	زندہ ہر کثرت زبند وحدت
وحدت مسلم ز دین فطرت	است
است	

ترجمہ: اقبال مزید فرماتے ہیں کہ رسالت نے ہمیں ہم نوا اور ہم آہنگ کیا ہے۔ رسالت ہی کی برکت سے ہم ایک دوسرے کے ساتھی، رفیق اور ہمدرد بنے۔ اسی کی برکت سے ہم سب کا نصب العین ایک ہو گیا۔ جب ایک مدعا ایک مقصد اور ایک نصب العین والے اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ان میں ایک وحدت آ جاتی ہے۔ یہی وحدت پختہ اور پائدار ہو جاتی ہے تو ملت کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ہر کثرت وحدت کے بندھن ہی کی وجہ سے زندہ ہوتی ہے اور مسلمانوں کی وحدت دین فطرت اسلام کی وجہ سے ہے۔

دین فطرت از نبی آموختیم	در رہ حق مشعلے افروختیم
ایں گہراز بحر بے پایان	ما کہ یکجا نیم از احسان
اوست	اوست
تانہ ایں وحدت زدست ما	ہستی ما با ابد ہمدم شود

ترجمہ و تشریح: دین فطرت ہم نے نبی اکرم ﷺ سے سیکھا اور پھر راہ خدا میں مشعل روشن کر دی۔ یہ دین فطرت بھی حضور رحمت ﷺ کے بے پایاں سمندر سے نکلا ہوا ایک موتی ہے اور ہم جو یکجان ہوتے ہیں تو یہ بھی حضور ﷺ کا احسان ہے۔ جب تک ہمارے ہاتھ سے یہ وحدت کا رشتہ نہیں چھوٹے گا ہمارا وجود بحیثیت ملت ابد الابد تک باقی رہے گا۔

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد  
بر رسول ما رسالت ختم کرد  
رونق از ما محفل ایام را  
او رسل را ختم و ما اقوام را  
خدمت ساقی گری با ما  
داد ما را آخریں جامے کہ  
گذاشت  
داشت

ترجمہ و تشریح: پس خدا نے اپنی شریعت ہم پر ختم کر دی اور ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رسالت ختم فرمادی۔ اب بزم جہاں کی رونق ہمارے ہی دم قدم سے رہے گی۔ ہمارے رسول ختم الرسول اور ہم قوموں کے خاتم ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ساقی گری کی خدمت ہمارے سپرد فرمادی ہے۔ اور اہل جہاں کو فلاح و ہدایت کا جو آخری جام وہ عطا کرنا چاہتا تھا وہ اس نے ہمیں عطا کر دیا ہے۔

لا نبی بعدی ز احسانِ خدا  
پردہ ناموس دین مصطفیٰ  
است  
قوم را سرمایہ قوت ازو  
حفظ بہر وحدت ملت ازو  
حق تعالیٰ نقش ہر دعویٰ  
تا ابد اسلام را شیرازہ بست  
شکست  
نعرہ لا قوم بعدی می زند  
دل ز غیر اللہ مسلماناں مرکند

ترجمہ و تشریح: پہلے شعر میں حضرت اقبال حدیث رسول ﷺ سے تلخیص لائے ہیں۔ ”لا نبی بعدی“ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حدیث رسول ﷺ ہے اقبال کہتے ہیں کہ! لا نبی بعدی ہمارے حق میں اللہ کا احسان ہے۔ اور ناموس دین مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ اسی سے ہے۔ یہی تصور ملت اسلامیہ کے لیے سرمایہ قوت اور وحدت ملت کے راز کی حفاظت بھی اسی سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے (حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کی ختم نبوت کے ذریعے) تا ابد اسلام کی شیرازہ بندی فرما کر (ہرنے اور پرانے دین کے) دعوائے (سر بلندی) کا نقش مٹا دیا۔ جب اللہ تعالیٰ کا یہ احسان اور حضور خاتم النبیین ﷺ کا عشق مسلمان کے دل

تھم ختم نبوت نمبر

عقیدہ ختم نبوت اور علامہ اقبال

میں سما جاتا ہے تو پھر مسلمان اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل توکل کر لیتا ہے اور غیر اللہ سے دل اٹھالیتا ہے اور میرے بعد کوئی قوم نہیں ہے کانفرہ مستانہ بلند کرتا ہے۔

قارئین کرام! اب تک آپ نے حضرت اقبال کی شاعری میں عقیدہ ختم نبوت کے بیان و اظہار سے آگاہی حاصل کی۔ صرف شاعری پر موقوف نہیں انھوں نے نثر میں بھی عقیدہ ختم نبوت پر دلائل فراہم کیے ہیں۔ اور نثر میں انکی شہرہ آفاق تصنیف ”تشکیل جدید الہیات اسلامیہ“ مجموعہ خطبات ہے۔ یہ خطبات انگریزی زبان میں دیے گئے تھے اور ان کا ترجمہ سید نذیر نیازی نے اقبال ہی کے کہنے پر کیا تھا۔ اس میں پانچواں خطبہ ”اسلامی ثقافت کی روح“ کے عنوان سے ہے۔ اس میں بھی انھوں نے عقیدہ ختم نبوت کو فلسفہ اور عقل کی روشنی میں بڑی شد و مد سے ثابت کیا ہے۔ اقتباس ملاحظہ ہو!

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



”اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یوں نظر آئے گا جیسے پیغمبر اسلام کی ذات گرامی کی حیثیت دنیائے قدیم اور جدید کے درمیان ایک واسطہ کی ہے۔ بہ اعتبار اپنے سرچشمہ وحی کے آپ ﷺ کا تعلق دنیائے قدیم سے ہے لیکن بہ اعتبار اس کی روح کے آپ ﷺ کا تعلق دنیائے جدید سے ہے۔ یہ آپ ﷺ کا ہی وجود ہے کہ زندگی پر علم و حکمت کے وہ تازہ سرچشمے منکشف ہوئے جو اس کے آئندہ رخ کے عین مطابق تھے۔ لہٰذا اسلام کا ظہور جیسا کہ آگے چل کر خاطر خواہ طریق پر ثابت کر دیا جائے گا۔ استقرائی عقل کا ظہور ہے۔ اسلام میں نبوت چونکہ اپنے معراج کمال کو پہنچ گئی، لہٰذا اس کا خاتمہ ضروری ہو گیا۔ اسلام نے خوب سمجھ لیا تھا کہ انسان ہمیشہ سہاروں پر زندگی بسر نہیں کر سکتا، اس کے شعور ذات کی تکمیل ہوگی تو یونہی کہ وہ خود اپنے وسائل سے کام لینا سیکھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اگر دینی پیشوائی کو تسلیم نہیں کیا، یا موروثی بادشاہت کو جائز نہیں رکھا، یا بار بار عقل اور تجربے پر زور دیا، یا عالم فطرت اور عالم تاریخ کو علم انسانی کا سرچشمہ ٹھہرایا تو اس لیے کہ ان سب کے اندر یہی نکتہ مضمر ہے۔ کیونکہ یہ سب تصور خاتمیت کے مختلف پہلو ہیں۔ لیکن یہ غلط فہمی نہ ہو کہ حیات انسانی اب وارداتِ باطن سے جو باعتبار انبیاء کے احوال و واردات سے مختلف نہیں، ہمیشہ کے لئے محروم ہو چکی ہے۔ قرآن مجید نے ”آفاق و انفس“ دونوں کو علم کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔

اور اس کا ارشاد ہے کہ آیات الہیہ کا ظہور محسوسات و مدركات میں، خواہ ان کا تعلق خارج کی

دنیا سے ہو یا داخل کی، ہر کہیں ہو رہا ہے۔ لہذا ہمیں چاہیے اسکے ہر پہلو کی قدر و قیمت کا ماحقہ اندازہ کریں اور دیکھیں کہ اس سے حصول علم میں کہاں تک مدد مل سکتی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ تصور خاتمیت سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ زندگی میں اب صرف عقل ہی کا عمل دخل ہے۔ جذبات کے لیے اس میں کوئی جگہ نہیں۔ یہ بات نہ کبھی ہو سکتی ہے نہ ہی ہونی چاہیے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ وارداتِ باطن کی کوئی شکل بھی ہو ہمیں بہر حال حق پہنچتا ہے کہ عقل و فکر سے کام لیتے ہوئے اس پر آزادی سے تنقید کریں۔ اس لیے کہ اگر ہم نے ختم نبوت کو مان لیا تو گویا عقیدہ یہ بھی مان لیا کہ اب کسی شخص کو اس دعوے کا حق نہیں پہنچتا کہ اس کے علم کا تعلق چونکہ کسی مافوق الفطرت سرچشمے سے ہے لہذا ہمیں اس کی اطاعت لازم آتی ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو خاتمیت کا تصور ایک طرح کی نفسیاتی قوت ہے جس سے اس قسم کے دعوؤں کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔“

خطبات کے اس طویل اقتباس میں اگر خط کشیدہ الفاظ پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ حضرت اقبال کے ہاں عقیدہ ختم نبوت نہ صرف اسلام کا اساسی عقیدہ ہے بلکہ عقل و شعور کے اعتبار سے اب کسی نبی کا آنا ممکن و محال ہے۔ اقبال چونکہ کسی تازہ نبوت کے امکان ہی کے قائل نہیں اس لیے انھوں نے دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا قاسم نانوتوی کے اس نکتہ نظر کو بھی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جس میں کہا گیا تھا کہ! ”

اگر بالفرض حضور ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آجائے تو آپ ﷺ کی خاتمیت پر فرق نہیں پڑتا۔“  
اپنی تصنیف ”تحدیر الناس“ میں بانی دارالعلوم نے یہ بھی لکھ رکھا ہے کہ!

”انبیاء اگر امتیوں سے افضل ہوتے ہیں تو علم میں ہی ہوتے ہیں، جہاں تک عمل کا تعلق ہے اس میں امتی ان کے برابر بھی ہو سکتے ہیں اور بعض اوقات بڑھ بھی جاتے ہیں۔“

اسی فکر کو بنیاد بناتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میرے نبی ہونے سے نبی اکرم ﷺ کی خاتمیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور پھر اس نے یہ جسارت بھی کی کہ اس کو حضور ﷺ پر جزوی فضیلت حاصل ہے۔ حضرت اقبال اس کو برداشت نہیں کر سکے اور انھوں نے علامہ سید سلیمان ندوی کو ایک خط لکھ کر استفسار کیا کہ!

”کیا کوئی شخص جزوی طور پر رسالت مآب ﷺ سے افضل ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص جو اسلام کامل کا مدعی ہے یہ کہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو حضور رسالت مآب ﷺ پر جزوی فضیلت حاصل ہے اس واسطے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک زیادہ متمدن زمانہ میں پیدا ہوئے تو کیا ایسا شخص توہین رسالت کے جرم کا مرتکب ہے؟“ بالفاظ دیگر اگر توہین رسول جرم قابل تعزیر ہے تو عقیدہ مذکور توہین رسول کی حد میں آتا ہے یا نہیں؟“ (مکاتیب اقبال مرتبہ شیخ عطاء اللہ)

علامہ ندوی کا تعلق بھی چونکہ مولانا نانوتوی ہی کے فکری قبیلے سے تھا اس لیے انھوں نے اقبال کو جواب دیا کہ!

”حضور ﷺ پر کسی کو جزوی فضیلت ہونا جائز ہے اور ایسا کہنا نہ کفر ہے اور نہ توہین نبی کا باعث۔ البتہ مقتضائے محبت کے خلاف ہے۔“ (اقبال اور قادیانی نعیم آسی: بحوالہ سازشوں کا دیباچہ از رائے محمد کمال)



حضرت اقبال نے علامہ ندوی کے نکتہ نظر کو کبھی تسلیم نہیں کیا اس لیے ”انوار اقبال“ کے مصنف بشیر احمد ڈار کے مطابق انھوں نے اپنے نقطہ نظر کا اظہار یوں فرمایا!

”ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزا نبوت کے موجود ہیں، یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کافر ہے اور واجب القتل ہے۔ مسلمانہ کذاب کو اسی بنا پر قتل کیا گیا حالانکہ (ابی جعفر محمد بن جریر) طبری لکھتا ہے کہ وہ رسالت مآب ﷺ کی نبوت کا مصدق تھا اور اس کی اذان میں حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق تھی۔“ (انوار اقبال از بشیر احمد ڈار)

(علامہ اقبال اور قادیانیت)

حکیم الامت شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال ان رجال کار میں سے ہیں جو صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں اور اپنے علم و عمل اور تعلیمات سے انسانیت کی ایسی خدمت کرتے ہیں کہ انکے فکر و فلسفہ کا فیضان عملی ان کے بعد بھی صدیوں تک جاری رہتا ہے۔ ایسی ہی شخصیات کے لیے اقبال کہتا ہے! ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دید اور پیدا یقیناً حضرت اقبال خود بھی ایسے ہی دید اور تھے جن سے اہل جہاں صدیوں تک اخذ فیض کرتے رہیں گے۔ ایسی شخصیات کے ساتھ ایک المیہ یہ رونما ہوتا ہے کہ ایک طرف وہ لاکھوں کروڑوں لوگوں کے قلب و روح کو متاثر کرتے ہیں اور ان کے محبوب بن جاتے ہیں اور دوسری طرف قلیل تعداد میں انکے حاسدین اور ناقدین بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو موقع بے موقع حیلے بہانے سے کثیر خلق کی ممدوح شخصیات کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں۔ علامہ اقبال کے خلاف قلیل سے بھی قلیل تر تعداد میں کچھ لوگ ہیں جو وقتاً فوقتاً اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ ویسے بھی ہمارے عہد میں فکری باشتیوں نے تعصب

کے کدال اور حسد کے پھاوڑے لے کر اکابر شکنی کی مہم شروع کر رکھی ہے۔ اس سے نہ تو ان فکری باشتیوں کے قد میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ ہی ان کو ہ گراں جیسی عظیم شخصیات کی عزت و عظمت کا کوئی کنگرہ ٹوٹتا ہے۔ البتہ عوام کے دل و دماغ میں تشکیک کے کانٹے چھب جاتے ہیں۔ بہت سی باتیں غلط العام ہو جاتی ہیں۔ جن پر کوئی یقین بھی نہیں کرتا مگر محفلوں میں کبھی تفتن طبع کے لیے اور کبھی اپنی جھوٹی علمیت ظاہر کرنے کے لیے دھرایا جاتا ہے۔ اسی طرح بے سرو پا باتیں حضرت اقبال کے متعلق بھی سینہ گزٹ کے طور بھی کہی جاتی رہی ہیں۔ وہ شراب پیتے تھے، گانا سننے جاتے تھے، انھوں نے قتل کر دیا تھا۔ اسی طرح آجکل ایک غلط فہمی کی ایک اور گردیوں اڑائی جارہی ہے کہ وہ مرزائی تھے یا مرزائیوں سے انکا کوئی تعلق تھا۔ پہلے وہ قادیانی تھے پھر سیاسی وجوہات کی بنا پر ان سے الگ ہو گئے۔ پہلے جو اتہامات ہیں انکا تو کوئی سر پیر ہی نہیں ہے وہ ہستی جس کی زندگی کی راتیں کبھی سوز ساز رومی اور کبھی بیچ و تاب رازی میں گزری ہوں۔ خاک مدینہ و نجف جسکی آنکھ کا سرمہ ہو اور دانش فرنگ کا جلوہ بھی جسے خیرہ نہ کر سکا ہو، جو تصور ہی تصور میں ہمہ وقت مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرف محو سفر رہتا رہا ہو

بایں پیری راہ بطحا گر فہیم  
نواخواں از سرور عاشقانہ  
چو آں مرغی کی در صحرا سر  
کشاید پر فکر آشیانہ  
شام

اور کبھی اس سے بھی آگے بڑھ کر وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض گزار رہا ہو  
تو فرمودی رہ بطحا گر فہیم  
وگر نہ جز تو مارا منزل نیست  
رسول رحمت ﷺ کا نام نامی آتے ہی جس پر گریہ طاری ہو جاتا ہو اس کے بارے میں شراب و شباب کے فسانے مشہور کرنا حسد اور تعصب کا شاخانہ ہی ہو سکتا ہے۔ ان کے مستند سوانح نگار فقیر سید وحید الدین کی ”فقیر روزگار“ پڑھئے یا فرزند اقبال کی تحقیقی تصنیف ”زندہ روڈ“ کا مطالعہ کیجئے۔ کہیں آپ کو ان لایعنی الزامات کا شائبہ تک نظر نہیں آئے گا۔ اگر تحقیق کی جائے تو اسکے پیچھے بھی قادیانی لابی اور قادیانی نواز

تھم ختم نبوت نمبر

عقیدہ ختم نبوت اور علامہ اقبال

صحافی عبد المجید سالک اور مش جیسے نام نہاد مداحین اقبال کے نام ملیں گے۔ جنہوں نے زیب درستاں کے لیے یا قادیانیوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے ایسی کمزور باتیں لکھ دیں جن کو بنیاد بنا کر لوگوں نے ہزار داستان تراش لی۔ ”زندہ رود“ میں فرزند اقبال ڈاکٹر جاوید اقبال نے سختی سے اس تاثر کی تردید کی ہے کہ علامہ اقبال اپنی زندگی کے کسی بھی مرحلے پر قادیانی یا ان کا قادیانیوں سے کوئی مہر و محبت کا تعلق تھا۔ مرزا قادیانی کے سیالکوٹ میں بسلسلہ ملازمت قیام کی وجہ سے کچھ لوگوں سے جو روابط تھے اسی طرح خاندان اقبال کے کچھ لوگوں کا بھی اس سے رابطہ رہا۔ انکے دعویٰ نبوت کے بعد اکثر نے ان کو چھوڑ دیا اور کچھ پھر بھی اس کے دام ترزویر سے باہر نہ نکل سکے۔ اس سلسلہ میں ”زندہ رود“ کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں!





”اقبال کی زندگی میں ان کے احمدی نقادوں نے ان کے متعلق یہ باتیں نہ کہی تھیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعد کی سوچ بچار کا نتیجہ ہیں۔ بہر حال اس بات میں کوئی صداقت نہیں کہ اقبال نے اپنی زندگی کے کسی بھی مرحلے پر مرزا غلام احمد کی بیعت کی یا احمدیت کے ساتھ ان کا گہرا تعلق رہا۔ اسی طرح یہ کہنا بھی درست نہیں کہ ان کے والد شیخ نور محمد احمدی تھے۔ البتہ ان کے بڑے بھائی شیخ عطاء محمد نے اپنی زندگی کے ایک حصے میں احمدی مسلک کو قبول کیا اور کچھ مدت تک جماعت احمدیہ میں شامل رہے۔ مگر بقول ان کے فرزند شیخ مختار احمد اور دختران عنایت بیگم، وسیمہ بیگم کے انھوں نے بعد ازاں احمدیت کو ترک کر کے جماعت سے رشتہ توڑ لیا تھا۔ شیخ عطاء محمد، اقبال کی وفات کے تقریباً دو سال بعد ۲۲ دسمبر، ۱۹۶۰ء کو سیالکوٹ میں فوت ہوئے۔ اور انھیں امام صاحب کے معروف قبرستان میں دفنایا گیا۔ ان کے جنازے میں راقم بھی شریک تھا، نماز جنازہ شہر کے ایک سنی امام مولوی سکندر خان نے پڑھائی۔ البتہ شیخ اعجاز احمد اور ان کے چند احمدی احباب نے غالباً شیخ عطاء محمد کے گذشتہ یا مفروضہ عقیدے کے پیش نظر علیحدہ نماز جنازہ پڑھی۔ شیخ عطاء محمد کی اولاد میں صرف شیخ اعجاز احمد احمدی عقیدہ رکھتے ہیں۔“

(بحوالہ زندہ رود، صفحہ نمبر: ۶۲۵ از ڈاکٹر جاوید اقبال)

”زندہ رود“ ہی میں ڈاکٹر جاوید اقبال نے اقبال کے احمدی بھتیجے اور ”مظلوم اقبال“ کے مصنف شیخ اعجاز احمد کے ایک خط کے مندرجات نقل کیے ہیں جس میں ملت قادیانیہ کے پرانے الزامات دہرائے ہیں اور دلائل دینے کی کوشش کی ہے کہ اقبال پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلامی مفکر اور احمدیوں کو اچھے مسلمان سمجھتے تھے۔ بعد ازاں ۱۹۳۵ء میں بعض احراری علماء کے کہنے میں آکر انھوں نے قادیانیوں کی مخالفت

شروع کر دی۔

ڈاکٹر جاوید اقبال نے شیخ اعجاز احمد کے دلائل کا بڑا مفصل اور مضبوط جواب دیا ہے۔ جسے زندہ رود میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اقبال یا انکے والد شیخ نور محمد مرحوم کے قادیانی ہونے کی تردید کے لیے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں مرزا قادیانی کے بیٹے اور جانشین مرزا بشیر الدین محمود کی گویہی کافی ہے۔ ملاحظہ ہو!

”ڈاکٹر سراقبال جو سیالکوٹ کے رہنے والے تھے ان کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔۔۔ شیخ نور محمد نے غالباً ۱۹۸۱ء میں مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم اور سید حامد علی شاہ صاحب مرحوم کی تحریک پر حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا قادیانی) کی بیعت کی تھی۔ ان دنوں سر محمد اقبال

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

سکول میں پڑھتے تھے اور اپنے باپ کی بیعت کے بعد اپنے آپ کو احمدیت میں شمار کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا قادیانی) کے معتقد تھے۔ چونکہ سراقبال کو بچپن سے ہی شعر و شاعری کو شوق تھا اس لیے ان دنوں میں انھوں نے سعد اللہ لدھیانوی کے خلاف حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا قادیانی) کی تائید میں ایک نظم بھی لکھی تھی۔ مگر چند سال بعد جب آپ کالج پہنچے تو ان کے خیالات میں تبدیلی آگئی اور انھوں نے اپنے باپ کو سمجھا بھجا کر احمدیت سے منحرف کر دیا۔ چنانچہ شیخ نور محمد صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا قادیانی) کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں یہ تحریر کیا کہ آپ میرا نام اس جماعت سے الگ رکھیں۔ اس پر حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا قادیانی) کا جواب میر حامد شاہ کے نام گیا، جس میں لکھا تھا کہ شیخ نور محمد کو کہہ دیں کہ وہ جماعت سے الگ ہی نہیں بلکہ اسلام سے بھی الگ ہیں۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال اپنی زندگی کے آخری ایام میں احمدیت کے شدید مخالف رہے اور ملک کے نو تعلیم یافتہ طبقہ میں احمدیت کے خلاف جو زہر پھیلا ہوا ہے اسکی بڑی وجہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کا مخالفانہ پراپیگنڈہ تھا۔“ (بحوالہ سیرت مہدی، جلد نمبر: ۳، مرزا بشیر احمد ایم اے)

اس حوالہ کو پڑھ لینے کے بعد کون دانا شخص ملت قادیانیہ کے اس پراپیگنڈے پر یقین کرے گا کہ وہ ۱۹۳۰ء تک مرزا کی بیعت میں رہے ان کو مجدد مانتے تھے۔ جب وہ میٹرک کے بعد کالج پہنچتے ہی مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت سے اپنے والد کو منحرف کرا لیتے ہیں اور مرزا موصوف ان کے والد کو دائرہ اسلام ہی سے خارج کر دیتے ہیں تو پھر بھلا علامہ اقبال کے مرزائیت سے وابستہ رہنے کی کیا منطق بچتی ہے۔ خود اقبال کے برادر زادہ شیخ اعجاز احمد نے بھی علامہ اقبال کی مرزا سے بیعت کو تسلیم نہیں کیا۔



”علامہ اقبال چچا جان کے متعلق ”زندہ رود“ میں لکھا ہے کہ!

”اس بات میں کوئی صداقت نہیں کہ علامہ اقبال نے کسی مرحلے پر مرزا غلام احمد کی بیعت کی تھی۔ مجھے احمدیہ لٹریچر میں علامہ اقبال کی کسی مرحلے پر بیعت کرنے کی کوئی معتبر شہادت نظر نہیں آئی۔“ (مظلوم اقبال: شیخ اعجاز احمد صفحہ: ۹۰-۱۸۹)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر علامہ اقبال قادیانیت کو اچھا نہیں سمجھتے ہوتے تو اپنے قادیانی بھتیجے شیخ اعجاز احمد کو جاوید اقبال اور اپنی بیٹی منیرہ بیگم کا گارڈین کیوں مقرر کیا۔ ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال کے بقول اسکی وجہ انکا اقبال کا برابر زادہ ہونا اور اخلاق و کردار کے اعتبار سے اصول کا عالی ظرف، بردبار، سادہ، نیک شفیق، حلیم کن اور صلح کن طبیعت کا حامل ہونا تھا۔ اس لیے اقبال انکو صالح آدمی سمجھتے تھے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال کے بقول!

”شیخ اعجاز احمد کی صالحیت کی ایک مثال یہ ہے کہ انھوں نے کسی پر اپنا عقیدہ ٹھونسنے کی کوشش نہیں کی۔ لہذا انکی اولاد میں سے جو دو بیٹوں اور تین بیٹیوں پر مشتمل ہے کوئی بھی انکے عقیدے اور مسلک کا حامی نہیں بلکہ ختم نبوت کے مسئلے پر ان سب کا موقف وہی ہے جو مسلمانوں کا موقف ہے۔ دوسری مثال انکی صالحیت کی یہ ہے کہ اقبال کے نابالغ بچوں کے ولی کی حیثیت سے انھوں نے اپنے فرائض نہایت دیانتداری اور خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔ اور راقم اور منیرہ انکا یہ احسان کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔“ (زندہ رود، صفحہ نمبر: ۶۲۶، از ڈاکٹر جاوید اقبال)

علامہ اقبال نے بقول جاوید اقبال اپنے قادیانی بھتیجے کو دیانتدار اور صالح آدمی سمجھتے ہوئے اپنے نابالغ بچوں کے گارڈین گروپ میں شامل کیا لیکن انھیں اسکے قادیانی ہونے کا افسوس بھی تھا۔ اس لیے وہ اسکا

نام گارڈین کی فہرست سے خارج کر کے سر اس مسعود کو اس کی جگہ مقرر کرنا چاہتے تھے۔ سر اس مسعود کے انکار کے بعد انھوں نے شیخ اعجاز احمد ہی کو بحال رکھا۔ ملاحظہ ہو!

علامہ اقبال کا خط محررہ ۱۰ جون ۱۹۳۷ء، بنام سر اس مسعود

”نمبر ۳: شیخ اعجاز احمد میرا بڑا بھتیجا ہے، نہایت ہی صالح آدمی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ دینی عقائد کی رو سے قادیانی ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان بچوں کا گارڈین ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اس کے علاوہ وہ خود بہت عیال دار ہے اور عام طور پر لاہور سے باہر رہتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسکی جگہ تم کو گارڈین مقرر کروں۔ مجھے امید ہے کہ تمہیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔“ ڈاکٹر جاوید اقبال نے زندہ رود میں اس خط کو ”اقبال نامے“ مرتبہ اخلاق اثر بھوپال سے لیا ہے اور ذکر کیا ہے کہ یہ خط ”اقبال نامہ“ مرتبہ شیخ عطا اللہ صفحات پر بھی موجود ہے۔ لیکن خط کی فوٹوکاپی کے مطابق اصل عبارت یوں ہے ”تم کو معلوم ہے کہ قادیانیوں کے عقیدے کے مطابق تمام مسلمان کافر ہیں۔ اس واسطے یہ امر شرعاً مشتبہ ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا آدمی مسلمان بچوں کا گارڈین ہو سکتا ہے یا نہیں۔“ (حصہ ایک خط کا اقبالیات، جلد ۲۸، شمارہ ۲ جولائی ۱۹۸۷ء)

اس خط سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اقبال قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ جماعت سمجھتے تھے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے قادیانیوں کے اس پراپیگنڈے کی تردید بھی کی ہے جس میں دعویٰ کرتے ہیں کہ شروع میں علامہ اقبال قادیانیوں کے حامی تھے بعد میں مخالف ہوئے۔ اس ضمن میں انھوں نے انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس منعقدہ ۲۲ فروری ۱۹۰۲ء میں اقبال کی پڑھی گئی نظم بعنوان ”اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب کے مسلمانوں سے“ کے نوید بند کا نعتیہ شعر نقل کیا ہے:

۔ اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر منہوم شرک  
بزم را روشن ز نورِ شمعِ عرفاں کردہ  
اور پھر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے!

”اس شعر کو نظم میں شامل کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانے میں عقیدہ ختمِ نبوت کے بارے میں احمدیت نے جو الجھاؤ پیدا کر دیا تھا اور جس کے باعث مسلمانوں کے ذہن مضطرب تھے اس کی تردید مقصود تھی۔ ورنہ کسی بھی منہوم میں ختمِ نبوت کے عقیدے کو تسلیم نہ کرنا اقبال کے نزدیک شرک فی النبوت کیوں قرار پاتا۔“ (زندہ رود، صفحہ نمبر: ۶۲۶)

اس کے بعد ڈاکٹر جاوید اقبال نے علامہ اقبال کی ایک اہم نظم کا ذکر کیا ہے جو پیغامِ بیعت کے جواب میں لکھی گئی۔ جو ”محزن“ بابت مئی ۱۹۰۲ء میں اور محمد دین فوق کے اخبار ”خبرہ فولا دمورخہ ۱۱ جون ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ اس نظم کو احمدی ہفت روزہ ”الحکم“ قادیان نے اپنی ۱۰، ۱۷، اور ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں نقل کیا اور مرزا غلام احمد کے ایک مخلص مرید سید حامد شاہ کا منظوم جواب بھی شائع کیا۔“ باقیاتِ اقبال، اور ”معاصرینِ اقبال کی نظر میں“ کے مرتب محمد عبداللہ قریشی کے مطابق سید حامد شاہ مولانا سید میر حسن کے عزیز تھے اور اقبال کے دوست اور ہم محلہ تھے۔ ممکن ہے انھوں نے ہی اقبال کو مرزائیت کی بیعت کے لیے لکھا ہو اور پھر جواب میں اقبال کی نظم پڑھ کر اس کا جواب لکھا ہو۔ اقبال کی نظم ملاحظہ ہو!

WWW.NAFSEISLAM.COM



پردہ میم میں رہے کوئی  
 تنکے چن چن کے باغِ الفت  
 اس بہلاوے کو جانتا ہوں  
 میں  
 آشیانہ بنا رہا ہوں میں  
 ایک دانہ پر ہے نظر تیری  
 اور خرمن کو دیکھتا ہوں میں  
 تو جدائی پہ جان دیتا ہے  
 وصل کی راہ سوچتا ہوں میں  
 اس عبادت کو کیا سراہوں  
 بھائیوں میں بگاڑ ہو جس  
 میں  
 اور آنسو بہا رہا ہوں میں  
 مرگ اغیار پہ خوشی ہے تجھے  
 تیرے ہنسنے کو رو رہا ہوں  
 میرے رونے پہ ہنس رہا  
 میں  
 تو ہے

(باقیات اقبال بحوالہ زندہ رود ص ۶۲۷)

قادیانیوں کے اخبار ”الحکم“ قادیان نے ۲۸ اگست ۱۹۱۰ء کو ایک خبر شائع کی کہ شیخ یعقوب علی تراب کی  
 نواسی کا نکاح بعد از نماز مغرب پانچ سو حق مہر پر ڈاکٹر محمد اقبال سے ہوا۔ اس پر محبان اقبال کو بہت صدمہ  
 ہوا کہ انھوں نے کیوں کسی قادیانی سے ناٹھ جوڑا ہے۔ اس پر اقبال نے فوراً تردیدی بیان شائع کروایا جو  
 پیسہ اخبار ”مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۰ء میں شائع ہوا!

WWW.NAFSEISLAM.COM

”اس عبارت سے میرے اکثر احباب کو غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے مجھ سے زبانی اور بذریعہ خطوط استفسار کیا ہے۔ سب حضرات کی آگاہی کے لیے بذریعہ آپ کے اخبار کے اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ مجھے اس معاملے سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ جن ڈاکٹر صاحب کا ذکر ایڈیٹر صاحب ”الحکم“ نے کیا ہے وہ کوئی اور صاحب ہوں گے۔“ (معاصرین اقبال کی نظر میں، مرتبہ محمد عبد اللہ قریشی)

”خطوط اقبال“ کے مرتب رفیع الدین ہاشمی کے مطابق احمدیہ اخبار ”الفضل“ نے لاہوری قادیانی گروہی جھڑے میں علامہ اقبال سے منسوب یہ بیان کہ عقائد کے لحاظ سے قادیان والے سچے ہیں مگر مجھے لاہور والوں سے ہمدردی ہے۔ مورخہ ۱۹ کتوبر، ۱۹۱۵ء کو شائع کیا۔ اس کی تردید علامہ اقبال نے جاری کی جو پیغام صلح مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۱۵ء میں شائع ہوئی۔ ملاحظہ ہو!

”اختلاف سلسلہ احمدیہ کے متعلق وہی شخص رائے دے سکتا ہے جو مرزا صاحب مرحوم کی تصانیف سے پوری آگاہی رکھتا ہو اور یہ آگاہی مجھے حاصل نہیں ہے۔ اسکے علاوہ یہ بات بدیہی ہے کہ غیر احمدی مسلمان جو رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کا قائل نہ ہو وہ کس طرح یہ بات کہہ سکتا ہے کہ عقائد کے لحاظ سے قادیان والے سچے ہیں۔“ (خطوط اقبال، مرتبہ رفیع الدین ہاشمی: بحوالہ زندہ رود، صفحہ نمبر: ۶۲۸)

۱۹۱۶ء میں جب قادیانیوں کی طرف سے مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کے کافر ہونے کا اعلان کیا تو تب بھی حکیم الامت علامہ اقبال خاموش نہ رہے بلکہ انہوں نے اپنا بیان اس طرح جاری کیا!

”جو شخص نبی کریم ﷺ کے بعد کسی ایسے نبی کا قائل ہو چکا ہے جس کا انکار ملتزم کفر ہو وہ اسلام سے خارج ہے۔“ (گفتار اقبال، صفحہ نمبر: ۲۲ مرتبہ محمد رفیق افضل)

مندرجہ بالا تمام اقتباسات سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ علامہ اقبال اچانک حادثاتی طور پر قادیانیوں کے خلاف نہیں ہوئے بلکہ شروع سے راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ اس سلسلہ میں ان کے خلاف اڑائی گئی ساری دھول اس آخری اقتباس سے چھٹ جائے گی جس میں انھوں نے اپنے مذہبی عقائد کا اظہار کیا ہے۔ یہ انکی خصوصی تحریر ہے جو انھوں نے اپنے بیٹے جاوید اقبال کے نام اپنی یادداشت کی کتاب میں ۱۷، اکتوبر ۱۹۳۵ء میں لکھی۔ اس میں جاوید اقبال کو چند نصیحتوں کے بعد لکھا!

”باقی دینی معاملات میں میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے عقائد میں بعض جزوی مسائل کے سوا جو ارکان دین میں سے نہیں ہیں، سلف صالحین کا پیرو ہوں اور یہی راہ بعد کامل تحقیق کے محفوظ معلوم ہوتی ہے۔ جاوید کو بھی میرا یہی مشورہ ہے کہ وہ اس راہ پر گامزن رہے اور اس بد قسمت ملک ہندوستان میں مسلمانوں کی غلامی نے جو دینی عقائد کے نئے فرقے مختص کر لیے ہیں، ان سے احتراز کرے۔ بعض فرقوں کی طرف لوگ محض اس لیے مائل ہوتے ہیں کہ ان فرقوں کے ساتھ تعلق قائم کرنے سے دنیوی فائدہ ہے۔ میرے خیال میں بڑا بد بخت ہے وہ انسان جو صحیح دینی عقائد کو مادی منافع کی خاطر قربان کر دے۔ غرض یہ ہے کہ طریقہ حضرات اہل سنت محفوظ ہے اور اسی پر گامزن رہنا چاہیے اور ائمہ اہل بیعت کے ساتھ محبت اور عقیدت رکھنی چاہیے۔“ (زندہ رود، صفحہ نمبر: ۷۱)

کیا اپنے لخت جگر، نور نظر جاوید اقبال کے نام اس وصیتی تحریر کے بعد بھی کوئی سوچ سکتا ہے کہ علامہ اقبال



کا قادیانیت سے کوئی بھی علاقہ ہو سکتا تھا۔

(علامہ اقبال سے قادیانیوں کی مخالفت)

یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ حکیم الامت علامہ اقبال کبھی بھی ملت ضالہ قادیانیہ میں شامل نہیں رہے اور شروع ہی سے عقیدہ ختمِ نبوت پر اپنے غیر متزلزل ایمان کا مسلسل اظہار کرتے رہے تھے۔ تاہم یہ بات بھی صحیح ہے کہ انھوں نے اس شد و مد سے قادیانیت کی پہلے مخالفت نہیں کی جس شدت سے انھوں نے ۱۹۳۵ء میں انکی مخالفت فرمائی۔ اور اس معاملے میں وہ تنہا نہیں ہیں ہندوستان کے بہت سے علماء بھی شروع شروع میں مرزا قادیانی خلاف نہیں تھے تا آنکہ اس نے مجددیت اور محدثیت سے بڑھ کر مہدی اور مسیح موعود کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ تب ہی علماء مرزا کے خلاف صف آراء ہوئے۔ اوائل میں قادیانیوں کے خلاف محاذ آرائی نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مذہبی جماعتوں کے افکار و نظریات اور انکی تصحیح و تعلیل حضرت اقبال کا میدان فکر نہ تھا۔ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں میں بالعموم اور ہندوستانی مسلمانوں میں بالخصوص ایک نئی روح پھونکنا چاہتے تھے۔ اسلامی دنیا پہ چھائی غلامی کی سیاہ رات کا خاتمہ چاہتے تھے۔ منتشر امت مسلمہ کی شیرازہ بندی کے ذریعے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے آرزو مند تھے۔ اسلیے فرقہ وارانہ مناظروں اور مسلکی بحثوں سے وہ الگ ہی رہے۔ ملت میں سیاسی سماجی اور روحانی بنیادوں پر ایک انقلاب برپا کرنا ان کا مطمح نظر تھا۔ اسی لیے انھوں نے ختمِ نبوت کے متعلق اپنے عقیدے کا برملا اظہار تو کیا مگر مرزا قادیانی کے خلاف کوئی تحریری محاذ نہ کھولا۔ ویسے بھی شروع شروع میں مرزا کا تعارف ایک اسلامی سکالر اور عیسائی مشنریوں کے خلاف ایک پر جوش مناظر کا تھا۔ اسی وجہ سے علماء کو بھی اسے سمجھنے میں دیر لگی۔ اسکی موت کے بعد ۱۹۱۹ء تک بھی اقبال اعتراف کرتے ہیں کہ انھیں مرزا کی ساری تصانیف اور آراء سے آگاہی حاصل نہیں ہے۔ اسی لیے اس ابتدائی دور میں انھوں نے مرزا قادیانی یا قادیانی جماعت کے بارے میں کوئی اچھے جملے کہے تو اس پر انھیں مطعون نہیں کیا جاسکتا۔ حیرت ہے کہ مرزائی امت کا خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود ایک طرف اپنی تصنیف ”سیرت

مہدی“ میں اعتراف کرتا ہے کہ اقبال نے اپنے لڑکپن ہی میں اپنے والد شیخ نور محمد کو ورغلا کر احمدیت سے برگشتہ کر دیا تھا اور مرزا قادیانی نے شیخ نور محمد کو اپنی جماعت اور دائرہ اسلام سے خارج کر دیا تھا اور دوسری طرف وہ تاریخ احمدیت کی آٹھویں جلد میں صفحہ نمبر: ۱۸۸ پر لکھتا ہے:!

”سر محمد اقبال کو کچھ عرصے سے میری ذات اور جماعت احمدیہ سے عموماً بغض پیدا ہو گیا ہے۔ اور اب انکی حالت یہ ہے کہ یا تو کبھی وہ انہی عقائد کی موجودگی میں جو ہماری جماعت کے اب بھی ہیں جماعت احمدیہ سے تعلق موانست اور مواخات رکھنا برا نہیں سمجھتے یا اب کچھ عرصہ سے وہ اسکے خلاف خلوت و جلوت میں آواز اٹھاتے رہتے ہیں۔ میں ان وجوہات کے اظہار کی ضرورت محسوس نہیں کرتا جو اس تبدیلی کا سبب ہوئے ہیں۔ ۱۹۱۱ء میں اقبال علی گڑھ میں مسلمان طلباء کو تعلیم دے رہا تھا کہ پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہا جاتا ہے۔ ۱۹۳۵ء میں ایک دوسرے اقبال کی صورت میں بدل دیا جو یہ کہہ رہا ہے کہ ”میرے نزدیک قادیانیت سے بہائیت زیادہ ایماندار ہے کیونکہ بہائیت نے اسلام سے اپنی علیحدگی کا اعلان و اشکاف طور پر کر دیا لیکن قادیانیت نے اپنے چہرے سے منافقت کا نقاب الٹ دینے کی بجائے اپنے آپ کو محض نمائشی طور پر جزو اسلام قرار دیا اور باطنی طور پر اسلام کی روح کے تخیل کو تباہ و برباد کرنے کی پوری کوشش کی۔“

تعجب ہے کہ تضاد تو خود مرزا بشیر الدین کے بیانات میں ہے مگر تضاد بیانی کا الزام علامہ اقبال کے سر دھر دیا ہے۔ حالانکہ اگر علامہ اقبال کی تحریر کو سیاق و سباق سمیت دیکھا جائے تو اس کا وہ مطلب نہیں جو مرزا بشیر الدین نے لیا ہے۔ دراصل سیرت کے ٹھیٹھ نمونے والی عبارت علامہ اقبال کی ایک ترجمہ شدہ کتاب ”ملت بیضا ہر ایک عمرانی نظر“ سے لی گئی ہے۔ اقبال کا اصل جملہ انگلش میں یوں ہے۔

In the punjab the initially muslim type of character has found a powerfull expression in the so called Qadiani sect.

اس جملے میں ترجمہ نگاروں نے سہواً so called کا ترجمہ نہ کیا وگرنہ اسے نام نہاد قادیانی فرقہ لکھا اور پڑھا جاتا تو اقبال کی اصل عبارت کا منہبوم سمجھ آ جاتا۔ تاہم انکی ابتدائی دور کی ان ایک دو تحریروں اور تقریروں پر اقبال کی زندگی ہی میں انھیں سامنا کرنا پڑا۔ ۱۹۳۵ء میں ایک قادیانی ہفتہ وار ”لائٹ“ کے نمائندے نے اقبال کا انٹرویو لیا اور ایک اور قادیانی ہفتہ وار ”سن رائزر“ کے مطابق انکی طرف سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے مطالبے پر اعتراض کرتے ہوئے انکی انہی پرانی تحریروں اور تقریروں کا حوالہ دیا تو علامہ اقبال نے جواب فرمایا!

”یہ تقریر میں نے ۱۹۱۱ء یا اس سے قبل کی تھی اور مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اب سے ربع صدی پیشتر مجھے اس تحریک سے اچھے نتائج کی امید تھی۔ کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں نمایاں نہیں ہو جاتی۔ اسے اچھی طرح ظاہر ہونے کے لیے برسوں چاہئیں۔ ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا تھا جب ایک نئی نبوت نے بانی اسلام کی نبوت سے برتر ہونے کا حتمی طور پر دعویٰ کیا۔ اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا، درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر میرے موجودہ رویہ میں کچھ ناقص ہے تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے۔ بقول ایمرسن (صرف پتھر اپنے آپ کو نہیں جھٹلا سکتے۔)“ (کتابچہ احمدیت، اسلام اور ختم نبوت، ادارہ طلوع اسلام مطبوعہ ۱۹۵۴ء)

مرزا بشیر الدین محمود نے تو وہ وجوہات بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جن کے باعث علامہ اقبال



نے قادیانیوں کے بارے میں اپنی رائے تبدیل کی لیکن ”مظلوم اقبال“ کے مصنف اور اقبال کے قادیانی بھتیجے شیخ اعجاز احمد اسے مجلس احرار کا فتنہ سمجھتے ہیں۔ جس نے کشمیر کمیٹی کے قیام کے دوران اقبال اور جماعت احمدیہ کے تعاون میں رخنہ ڈالا (زندہ رود، صفحہ نمبر: ۶۴۱) ڈاکٹر جاوید اقبال نے شیخ اعجاز احمد کے اس موقف کے رد میں وضاحت فرماتے ہوئے لکھا کہ ”اقبال اور مجلس احرار کے نظریات میں ہمیشہ فرق رہا۔ مجلس احرار خلافت کمیٹی کی کوکھ سے نکلی تھی اور نظریات کے اعتبار سے جمیعت علماء ہند کی طرح نیشنلسٹ مسلمانوں کی جماعت اور کانگریس کی ہمنوا تھی۔ احراری قائدین نے عام طور پر اقبال اور ان کے نظریات کی مخالفت کی۔۔۔ اقبال نے جس طرح تحریک احمدیہ کے خلاف اپنے خیالات کا برملا اظہار کیا اسی طرح مولانا حسین احمد مدنی کے نظریہ قومیت کے خلاف اظہار رائے کرتے ہوئے کمال جرأت اور بے باکی سے فرمایا!

”حقیقت یہ ہے کہ مولانا حسین احمد مدنی اور ان کے ہم خیال قومیت کے بارے میں جو نظریہ رکھتے ہیں وہ ایک لحاظ سے اسی طرح ہے جو رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرنے میں قادیانیوں کا ہے۔ دوسرے الفاظ میں قومیت کے علم بردار یہ چاہتے ہیں کہ موجودہ زمانے کی ضرورت کے پیش نظر مسلمانوں کو ہر زمان و مکاں کے لیے قانون الہی کے ساتھ نئی پوزیشن اختیار کرنی چاہیے۔ جس طرح قادیانی ایک نئی نبوت کی اختراع سے قادیانیوں کو فکر و نظر کی ایک نئی راہ اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔ جس سے بالآخر حضرت محمد ﷺ کے خاتم المرسلین ہونے سے انکار کی منزل آجاتی ہے۔ بظاہر قومیت کا یہ تصور ایک سیاسی نظریہ ہے اور حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے قادیانیوں کا انکار ایک دینی مسئلہ ہے لیکن ان دونوں کے درمیان ایک گہرا داخلی تعلق ہے جس کو واضح طور پر اس وقت پیش کیا جاسکے گا جب کوئی خداداد بصیرت سے بہرہ ور مسلمان مورخ ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ مرتب کرے گا۔ اور اس میں بظاہر جاندار فرقوں کے مذہبی فکر کو خاص طور پر پیش نظر رکھے گا۔“ (اقبال کی تقریریں اور بیانات، مرتبہ اے آر طارق، صفحہ نمبر: ۱۰۱)

سوچنے کی بات ہے اگر اقبال کو مجلس احرار یا کانگریس کے ہم نوا علماء سے ذرا بھی ہمدردی اور تعلق خاطر ہوتا تو وہ مولانا حسین احمد مدنی کے خلاف اپنے درج ذیل شہرہ آفاق اشعار سیدنزیر نیازی کو بیاض میں درج کرنے اور ارمغان جاز میں شامل کرنے کا حکم نہ فرماتے۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ ز دیوبند حسین احمد چہ بوالعجبی است  
 سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است چہ بے خبر ز مقام محمد ﷺ عربی است  
 مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است  
 اوست

محولہ بالا عبارت میں علامہ اقبال نے کانگریسی علماء اور قادیانیوں کے درمیان جس گہرے داخلی تعلق کا ذکر کیا ہے وہ ذرا سی تحقیق سے سامنے آ جاتا ہے۔ مجلس احرار اور جمعیت علماء ہند کی کانگریس نوازی تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے لیکن قادیانی بھی اس میدان میں ان سے پیچھے نہیں تھے۔ جمعیت علماء ہند والے بھی پنڈت نہرو کو اپنے اجتماعات میں بلاتے تھے اور قادیانی بھی اس معرکے میں ان سے پیچھے نہیں تھے۔ قادیان کے اخبار ”الفضل“ کی مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۳۶ء کی اشاعت میں ۲۸ مئی ۱۹۳۶ء کو لاہور میں پنڈت نہرو کے زبردست استقبال کی خبر شائع کی گئی جس کے مطابق قادیانیوں کے سیاسی شعبے نیشنل لیگ کور کے پانچ سو سے زائد رضا کاروں نے فخر قوم اور فخر وطن کے القابات سے نوازتے ہوئے پنڈت نہرو کا استقبال کیا اور اسکے حق میں زبردست نعرہ بازی کی۔ اس سے کانگریس سے قادیانی جماعت کے تعلق کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔ پنجاب کے یونینٹ لیڈر سر فضل حسین کی ڈائری مرتبہ ڈاکٹر وحید احمد سے بھی کانگریس قادیانی اتحاد کی تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں۔ جس کے مطابق قادیانیوں نے سر فضل حسین کی جماعت کو کامیاب کرانے کے لیے بے تحاشہ پیسہ خرچ کیا۔ انگریز بھی یونینٹ پارٹی کی سرپرستی کر رہا تھا، قادیانی رقم لگا رہے تھے۔ کانگریس نے بھی کانگریسی مسلمان امیدوار کھڑے کیے ہوئے تھے۔ ان حالات میں مسلم لیگ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ کانگریس کی فتح اور مسلم لیگ کی شکست پر قادیانیوں نے جشن فتح



منایا۔ ”فاروق قادیان“ ۱۱ نومبر ۱۹۳۸ء کی اشاعت میں مرزا بشیر الدین محمود کا بیان اس حقیقت کی نشاندہی کرنے کے لیے کافی ہے!

”اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے مسلم لیگ کی مخالفت کی ہے کیونکہ مسلم لیگ جو میری مالی امداد کے بغیر جلسہ تک نہیں کر سکتی تھی اس کی پنجاب شاخ نے قادیانیوں کو مسلم لیگ سے خارج کرنے کی سفارش کی تھی۔ پنجاب کے مسلم لیگیوں نے یہ سوچا تھا کہ اس طرح پنجاب میں ووٹوں کی اکثریت حاصل کر لیں گے۔ لیکن خدا نے انھیں اس غلط فیصلے کی سخت سزا دی کہ پورے پنجاب میں مسلم لیگ نے صرف ایک سیٹ حاصل کی۔ دوسرے لفظوں میں وہ سیاسی میدان میں ہمارے جیسے ثابت ہوئے چنانچہ مسلم لیگ کی یہ زلت آمیز شکست ہماری بہت بڑی کامیابی ہے۔“ (فاروق قادیان، ۱۱ نومبر ۱۹۳۸ء)

قضیہ کشمیر کمیٹی:

اقبال ختم نبوت کے بارے میں اپنے عقیدے کا اظہار تو ہمیشہ کرتے رہتے تھے مگر انھوں نے کبھی قادیانیوں کے خلاف بحیثیت جماعت کوئی معاندانہ بیان نہیں دیا تھا۔ اسکی ضرورت اس وقت پیش آئی جب انھیں کشمیر کمیٹی میں قادیانیوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقع ملا۔ قادیانی خلیفہ اور اسکے حواریوں کی منافقت، مفاد پرستی اور سیاسی چال بازیوں کی پالیسیوں نے اقبال کو ان سے اس قدر متنفر کیا کہ وہ کھل کر قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کو بے نقاب کرنے کے لیے میدان عمل میں اتر آئے۔ یہی بات قادیانی امت کو ناگوار گزری اور وہ اقبال کے خلاف صف آراء ہو گئی۔ تفصیل اس جہال کی یہ ہے کہ جموں جیل میں توہین قرآن کا ایک افسوس ناک واقعہ پیش آیا تو کشمیری عوام سراپا احتجاج بن گئے۔ اس حادثہ کی مذمت پر احتجاجی جلسہ ہو رہا تھا جس میں ایک عبدالقدیر نامی مقرر نے سخت اشتعال انگیز تقریر کر ڈالی۔



اسے گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے مقدمے کی سماعت جیل کے اندر ہو رہی تھی اور عوام جیل کے سامنے جمع ہو رہے تھے۔ ایسے میں پولیس نے ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو گولی چلا کر ۱۸ مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ جس سے کشمیری مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ بعد ازاں تحقیق سے معلوم ہوا کہ عبدالقدیر نامی شخص کشمیری بھی نہیں تھا، وہ قادیانی اور انگریزوں کا ایجنٹ تھا اور انہی کے منصوبے پر کام کر رہا تھا۔ اور دوسرے یہ کہ احتجاج کرنے والے مظاہرین پر گولی چلانے کا حکم بھی ڈوگرہ حکام نے نہیں دیا تھا۔ یہ کارنامہ بھی انگریزوں کی سی آئی ڈی کے لیے کام کرنے والے چند سپاہیوں نے انگریز حکام کے ایما پر ہی سرانجام دیا تھا۔ جب لوہا گرم ہو گیا تو کشمیر کی وادی ایک زبردست عوامی تحریک کے لیے تیار ہو گئی تو مرزا بشیر الدین محمود نے انگریزوں سے اپنی طے شدہ سازش کے تحت گرم لوہے پر چوٹ لگانے کا فیصلہ کیا۔ عامۃ المسلمین کے گرم گرم جذبات سے فائدہ اٹھانے کے لیے مسلمان زعماء کا ایک اجلاس طلب کیا تا کہ کشمیری مسلمانوں کی مدد کی جاسکے۔ چونکہ اجلاس خود مرزا بشیر الدین محمود نے ہی طلب کیا تھا اس لیے سرکار نے مرزا محمود ہی کو اس وقت تشکیل پانے والی کشمیر کمیٹی کا صدر اور ایک قادیانی عبدالرحیم درد کو سیکرٹری منتخب کر لیا۔ علامہ اقبال بھی اس کمیٹی کے ممبر تھے۔ کمیٹی چونکہ عارضی طور پر بنائی گئی تھی خیال تھا کہ کشمیری مسلمانوں کا مسئلہ حل کرنے کے بعد اسے توڑ دیا جائے گا۔ اس لیے اس کوئی باقاعدہ دستور نہیں بنایا گیا۔ صدر کشمیر کمیٹی مرزا بشیر الدین محمود ہی تمام اختیارات کا مالک تھا اور اس نے اپنے قادیانی ارکان کے ذریعے وادی کشمیر میں کشمیری مسلمانوں کی حمایت اور مدد کے بہانے اپنے نظریات پھیلانے کا کام شروع کر دیا۔ جس پر غیر قادیانی ارکان کو بجا طور پر شکایت ہوئی جن میں اقبال بھی شامل تھے۔ چنانچہ ان سب نے مل کر تجویز پیش کی کہ کشمیر کمیٹی کا کوئی دستور بنایا جائے۔ یہ بات قادیانی ارکان کو اچھی نہ لگی اور یوں مرزا بشیر الدین محمود نے کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ ارکان نے علامہ اقبال کو صدر چن لیا جبکہ قادیانیوں نے اپنی الگ تنظیم تحریک کشمیر قائم کر لی۔ قادیانی ممبر بدستور کشمیر کمیٹی میں گھسے رہے اور تخریب کاری کرتے رہے۔ علامہ اقبال کو ان کا یہ طریقہ بالکل اچھا نہیں لگا اور انھوں نے کمیٹی سے استعفیٰ دے دیا اور اپنے بیان

میں وضاحت کرتے ہوئے کہا!

”بدقسمتی سے کمیٹی میں بعض ارکان کسی وفاداری کے پابند نہیں سوائے اپنے مذہب فرقے کے امیر کے ساتھ وفاداری کے۔ اس کی وضاحت حال ہی میں ایک احمدی وکیل نے اپنے پبلک بیان میں کر دی ہے۔ جو میرپور میں لوگوں کے کیس کر رہا تھا۔ اس نے صاف اعتراف کیا ہے کہ وہ کشمیر کمیٹی کو تسلیم نہیں کرتا اور وہ یا اس کے ساتھی جو کچھ بھی کرتے ہیں صرف اپنے امیر کے حکم پر کرتے ہیں۔ بہر کیف اگر مسلمان ہند اپنے کشمیری بھائیوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ایک اور کشمیر کمیٹی بنا سکتے ہیں۔“ (اقبال کی تقریریں، تحریریں اور بیانات: مرتبہ لطیف احمد شبروانی)

قادیانیوں نے تحریک کشمیر بنا کر اقبال کو اس کی صدارت سنبھالنے کی پیش کی تو اقبال نے اپنے بیان میں کہا!

”قادیانی ہیڈ کوارٹر کی طرف سے ابھی تک ایسا کوئی واضح بیان نہیں جاری ہوا کہ اگر قادیانی حضرات مسلمانوں کی سیاسی تنظیم میں شامل ہوں گے تو ان کی وفاداریاں منقسم نہ ہوں گی۔ دوسری طرف واقعاتی طور پر یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ جسے قادیانی پریس ”تحریک کشمیر“ کے نام سے پکارتا ہے اور جس میں بقول قادیانی اخبار ”الفضل“ مسلمانوں کو محض اخلاقی طور پر شامل ہونے کی اجازت دی گئی ہے، ایک ایسی تنظیم جس کے مقاصد و محرکات آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے مختلف ہیں۔“ (اقبال کی تقریریں، تحریریں اور بیانات: مرتبہ لطیف احمد شبروانی)

بعد ازاں اقبال نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت سے بھی استعفیٰ دے دیا۔ انہی دنوں اس وقت کے گورنر پنجاب سر ہربرٹ ایمرسن نے انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسے سے خطاب کیا اور اس میں قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کے احتجاج کا ذکر کرتے ہوئے انھیں رواداری کا سبق دیا۔ انگریز گورنر نے نہ صرف قادیانیوں کے خلاف مظاہروں پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے مسلمانوں کو رواداری کی تلقین کی بلکہ مسلمانوں کے باہمی نفاق پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے مسلمانان پنجاب کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی قوم میں کوئی بلند پایہ لیڈر پیدا کریں۔ اقبال نے گورنر ایمرسن کے خطاب کے جواب میں ”قادیانیت اور صحیح العقیدہ مسلمان“ پہلا مضمون لکھا جو ایسٹرن ٹائمز، ٹریبون، شار آف انڈیا، کلکتہ، دکن ٹائمز وغیرہ انگلش اخباروں میں چھپا۔ اردو اخباروں میں ترجمہ شائع ہوا۔ اس مضمون کا خلاصہ ڈاکٹر جاوید اقبال نے ”زندہ رود“ میں اپنے الفاظ میں یوں کیا!

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



”قادیانیت اور صحیح العقیدہ مسلمان میں مختصراً اقبال کا استدلال یہ تھا کہ مسلمانوں کی ملتی وحدت کی بنیادیں مذہبی تصور پر ہیں۔ اگر ان میں کوئی گروہ ایسا پیدا ہو جو اپنی اساس ایک نئی نبوت پر رکھتے ہوئے یہ اعلان کرے کہ تمام مسلمان جو اس کا موقف قبول نہیں کرتے وہ کافر ہیں تو قدرتی طور پر ہر مسلمان ایسے گروہ کو ملت اسلامیہ کے استحکام کے لیے ایک خطرہ قرار دے گا۔ اور یہ بات اس لیے بھی جائز ہوگی کہ مسلم معاشرے کو ختم نبوت کا عقیدہ ہی سالمیت

کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اقبال کے نزدیک قبل از اسلام مجوسیت کے جدید احیاء نے جن دو تحریکوں کو جنم دیا ان میں ایک بہائیت ہے اور دوسری قادیانیت۔ بہائیت اس اعتبار سے زیادہ دیانت پر مبنی ہے کہ وہ اسلام سے علیحدگی کا راستہ اختیار کرتی ہے۔ لیکن قادیانیت اسلام کے بعض اہم ظواہر کو برقرار رکھتے ہوئے اسکی روح اور نصب العین سے انحراف کرتی ہے۔ اقبال کے بیان کے مطابق ”بروز“، ”حلول“ اور ”طل“ کی اصطلاحات مسلم ایران میں منحرف تحریکوں نے اختیار کیں۔ اور مسیح موعود کی اصطلاح بھی مسلم دینی شعور کی تخلیق نہیں ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے حاکموں کے لیے بہترین راستہ یہی ہے کہ قادیانیوں کو ایک علیحدہ مذہبی فرقہ قرار دیں۔“ (زندہ رود، صفحہ نمبر: ۶۱۰)

علامہ اقبال کے مضمون ”قادیانیت اور صحیح العقیدہ مسلمان“ کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر جاوید اقبال نے ایک اہم بات کا ذکر نہیں کیا۔ جس میں عام مسلمانوں کی سمجھداری اور نام نہاد تعلیم یافتہ طبقہ کی کج فہمی کا ذکر ہے۔ آج تک پڑھے لکھے حضرات ذوالفقار علی بھٹو کی طرف قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے

جانے کے فیصلے پر ہیخ پا رہتے ہیں کہ یہ اقدام بھٹو مرحوم نے مذہبی جماعتوں اور علماء کے پریش میں آ کر کیا تھا۔ اس سلسلہ میں خود ڈاکٹر جاوید اقبال کے بیانات بھی حیران کن اور محل غور ہیں!

”ہم پاکستان میں یہ بحث نہیں کرنا چاہتے کہ کوئی صحیح مسلمان ہے یا نہیں۔

ہمارا مسئلہ ہماری قومیت کو قائم دائم رکھنا تھا۔ لیکن آپ دیکھیں کہ بھٹو جیسا

شخص مولویوں کے دباؤ میں ایک کمیونٹی کو اقلیتی کمیونٹی قرار دیتا ہے۔ میری

نگاہ میں یہ مسئلہ نہیں ہے کہ قادیانی مسلمان ہیں یا نہیں بلکہ ملکی سالمیت کا

مسئلہ ہے۔“ (انٹرویو ڈاکٹر جاوید اقبال، روزنامہ خبریں: ۸ اگست ۱۹۹۷ء)

اسی طرح روزنامہ جنگ لاہور ۱۳ اگست ۱۹۹۴ء کی اشاعت کے مطابق ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب ان

الفاظ میں قادیانیوں کی حمایت کر چکے ہیں!

”قائد اعظم زندہ ہوتے تو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیتے، ان کی

وزارت میں ظفر اللہ خان قادیانی شامل تھا۔“

قیاللعجب! ناطقہ سرگرمیاں ہے اسے کیا کہیے۔ زندہ رود میں ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے خود ہی علامہ

اقبال کی طرف سے قادیانیوں کے غیر مسلم قرار دیئے جانے کے مطالبے کا ذکر کیا ہے اور اب خود ہی اس

مطالبے کو مولویوں کا پریش فرما رہے ہیں۔ خیر اس جملہ معترضہ کا مقصد ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کی

زمت کرنا نہیں بلکہ اس حقیقت کی نشاندہی کرنا ہے کہ مغربی تعلیم یافتہ طبقے نے قادیانی مسئلہ کو سمجھنے میں جو

ٹھوکر کھائی تھی آج تک وہی ٹھوکر کھاتا چلا آ رہا ہے۔ اور اسے اسلام کا بنیادی مسئلہ سمجھنے کی بجائے محض

مولویوں کی نادانی اور ہٹ دھرمی کا شاخسانہ سمجھ رہا ہے۔ علامہ اقبال نے کس قدر صحیح گرفت فرمائی تھی

ملاحظہ ہو!

”ہندی مسلمانوں نے قادیانی تحریک کے خلاف جس شدت احساس کا ثبوت دیا ہے وہ اجتماعیات کے طالب علم پر واضح ہے۔ عام مسلمان جسے پچھلے دنوں سول اینڈ ملٹری گزٹ کے ایک صاحب نے ملا زادہ کا خطاب دیا تھا۔ اس تحریک کے مقابلے میں حفظ نفس کا ثبوت دے رہا ہے۔ اگرچہ اسے ختم نبوت کے عقیدہ کی پوری سمجھ نہیں۔ نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا۔ اور مغرب کی ہوانے انھیں حفظ نفس کے جذبے سے عاری کر دیا ہے۔ بعض ایسے ہی نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو رواداری کا مشورہ دیا ہے۔“ (اقبال کی تقریریں اور بیانات: مرتبہ، اے آر طارق)

خیر یہ اقتباس تو اس لیے پیش کیا گیا کہ آج کا پڑھا لکھا اور اپنے آپ کو عبقری سمجھنے والا البرل مسلمانوں کا طبقہ سمجھے کہ قادیانیوں کو صرف مسجد کے ملا ہی غیر مسلم نہیں سمجھتے مغربی تعلیم یافتہ اور جدید افکار پر نظر رکھنے والے حضرات اقبال کا بھی یہی موقف تھا کہ قادیانی عام مسلمانوں سے الگ غیر مسلم اقلیت ہیں۔ اور انھوں نے انگریز حکومت سے انھیں غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ بھی کیا تھا۔ علامہ اقبال کے اس مضمون پر پورا قادیانی پریس چیخ پڑا تھا۔ لائنٹ اور سن رائز جیسے قادیانی ہفت روزوں نے اقبال کے خلاف خوب کھل کر تنقید کی۔ سن رائز کے نمائندے کے اعتراض کے جواب میں علامہ اقبال نے جو کچھ کہا اس کا بھی اس مضمون میں پہلے ذکر گزر چکا ہے۔ اسی طرح ”اسٹیشمن“ نے بھی اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دینے کے مطالبے پر شدید اعتراض کیا۔ علامہ اقبال نے اس لیڈنگ آرٹیکل کا بھی جواب دیا اور اپنے مطالبے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا!



## فتنہ قادیانیت کے خلاف مملکت خدا داد کا تاریخ ساز فیصلہ 7 ستمبر کے حوالے سے ایک خصوصی تحریر

سید صابر حسین شاہ

بخاری

مدیر اعلیٰ ماہنامہ

الحقیقہ

ادارہ فروغ افکار رضا

برہان شریف ضلع انک

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہمارے آقا و مولا پیارے نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں آپ پر سلسلہ نبوت تمام ہو چکا ہے اس عقیدہ نبوت پر امت مسلمہ کا شروع سے اجماع ہے۔ اور پھر یہ ضروریات دین میں سے ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کسی کو نبی مانا یا جو آپ کے آخری نبی ہونے میں شک کرے وہ بھی بالاجماع کافر ہے۔ منکرین رسالت نے ہر دور میں اس اجماعی عقیدے پر حملہ آور ہونے کی ناکام کوشش کی ہے۔ نئے نئے مدعیان نبوت سامنے آئے لیکن مجاہدین تحفظ ختم نبوت نے ان مدعیان کا ہر وقت تعاقب کیا اور گھٹن اسلام کی پاسبانی میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ یوں تو ہر صغیر میں منکرین رسالت کے کئی گروہ ہیں لیکن ان میں انگریز کا خود کاشتہ فتنہ قادیانیت نمایاں طور پر سامنے آیا اس فتنہ کی قیادت کو رد اسپور کے مرزا غلام احمد قادیانی کے حصے میں آئی۔

مسلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے جب مجددیت سے نبوت کا اپنا پر فریب جال پھیلایا اور کئی سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلا یا اور ختم نبوت کے قرآنی ایمانی اجماعی عقیدے کا انکار کر کے دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا تو علمائے حق اور مشائخ عظام نے انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کو جڑ سے اکھاڑنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ یوں تو تمام مکاتب فکر نے فتنہ قادیانیت کے خلاف اپنی آواز اٹھائی ہے لیکن ان میں علمائے اہل سنت کا کردار نہایت واضح ہے۔ ان میں حضرت علامہ مولانا غلام دنگیر قصوری وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے تحریک قادیانیت کے خلاف سب سے پہلے ۱۸۸۳ء میں فتویٰ کفر جاری کر کے پہلی ضرب لگائی اس ضمن میں آپ نے تین رسائل بنام

تھقہ دنگیریہ (۱۸۸۳ء)

رجم الاشیا طین (۱۸۸۶ء)

فتح رحمانی (۱۸۹۶ء)

تصنیف فرما کر مرزا کے مکرو فریب کی خانہ ساز نبوت کے تار و پود یکھیر کر رکھ دیئے۔ اسکے بعد یہ سلسلہ چل نکلا اور خاندان رضویہ کے عظیم چشم و چراغ حجۃ الاسلام حضرت علامہ حلد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے سن ۱۸۹۷ء میں ”الصارم الربانی علی اسراف القادیانی“ تحریر فرمائی۔ مفتی اعظم ہند علامہ الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خان نوری بریلوی علیہ الرحمہ (خلف اصغر امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ) نے ”صحیح یقین بر ختم النبیین“ تصنیف فرمائی۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود فقہ مرزائیت کے خلاف چھٹا قابلِ دید رسالہ لکھا اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے دور رہنے کی تلقین کی۔ آپ کی زندگی کی آخری تصنیف ”الجزر والدیانی علی المرید القادیانی“ بھی اس فتنہ کے رد میں ہے۔

سلطان العلماء حامل علم لدنی حضرت پیر سید مہر علی شاہ کلڑوی رحمۃ اللہ علیہ برق البی بن کر سامنے آئے اور ایسی لا جواب کتاب ”سیف چشتیائی“ تصنیف فرمائی کہ مرزائی آج تک اس کے جواب سے عاجز ہیں۔ پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ نے ”قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ“ لکھ کر اسکا نا طعہ بند کیا۔ مولانا قاضی غلام گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تتبع غلام گیلانی برگردن قادیانی“ لکھ کر مرزا کی خوب گرفت فرمائی اور یہ کتاب بریلی شریف سے چھپ کر سامنے آئی۔ مولانا محمد عالم آسی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الکاویہ علی الغاویہ“ مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مقیاس نبوت“ جیسی عظیم کتب لکھ کر مرزائیت کو لگام دی۔ مولانا غلام قادر بھیروی نے فتویٰ جاری کیا تھا کہ مسلمان مرد یا عورت کا نکاح قادیانیوں کیساتھ حرام و ناجائز ہے۔ رد مرزائیت میں علمائے حق تحریری خدمات کا احاطہ تحریر میں لانا ایک الگ موضوع ہے۔

کذاب قادیانی نے ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں چھپاسی علماء کو دعوتِ مناظرہ دی ان میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ کلڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی تھا۔ مناظرہ کا موضوع عربی میں قرآنی آیات کی تفسیر لکھنا قرار پایا۔ تاجدار کلڑہ نے ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک مکتوب میں مرزا کی دعوتِ مناظرہ قبول کر لی۔ ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء لاہور کے مقام پر مناظرہ ہونا قرار پایا۔ تاجدار کلڑہ کے علاوہ علماء اہل سنت اور دیگر فرقوں کے اکابر جمع ہو گئے۔ بادشاہی مسجد میں بالاتفاق علماء حضرت پیر سید مہر علی شاہ کلڑوی مناظر اسلام مقرر ہوئے۔ بار بار اعلان اور تقاضا کے مرزا نے راہ فرار میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ اس طرح باوجود طلبِ مناظرہ کے مرزا قادیانی میدانِ مناظرہ میں نہ خود آیا نہ نمائندہ بھیجا اور قادیانیوں کو شکست فاش ہوئی۔



علامہ صوفی نواب الدین رضا اسی چشتی نے قادیانیوں سے تنبیخ نکاح کا سب سے پہلا مقدمہ جیتا۔ مقدمہ کوروا سپور کے دوران مسلمانوں کی طرف سے تنہا آپ ہی تھے اور مرزائیوں کے خلاف عدالت میں فتویٰ بھی آپ ہی نے دیا تھا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے حق کو فتح دی اور فیصلہ آپ کے ہی حق میں ہوا اور یوں سب سے پہلے عدالت سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کا سہرا بھی حضرت نواب الدین کے سر بندھا۔ یہ فیصلہ ۱۹۲۵ء میں ہوا تھا اور فیصلہ کرنے والا جج ایک انگریز تھا۔

مقدمہ بہاولپور میں بھی جب شہریوں نے سنا کہ صوفی نواب الدین رضا اسی کو ایسی دیں گے اور جرح کریں گے تو دکانیں اور تعلیمی ادارے بند ہو گئے تھے۔ مقدمہ بہاولپور میں اس وقت کے جج اکبر صاحب نے مقدمہ کوروا سپور کے فیصلے کو مثال مانتے ہوئے مرزائیوں کے خلاف فیصلہ صادر کیا تھا۔

۲۲ مئی ۱۹۰۸ء کو امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہی مسجد لاہور میں جمعہ المبارک کے خطبہ میں مرزا کو مہلبہ کا چیلنج دیا۔ مرزا لاہور ہی میں موجود تھا بار بار کے تقاضا کے باوجود آپ کے سامنے نہ آیا حضرت امیر ملت نے ۲۶، ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کی درمیانی شب پیشگوئی فرمائی کہ چند ہی دنوں میں مرزا عبرتاک موت سے دوچار ہوگا۔ چنانچہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق مرزا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء قبل دوپہر عبرتاک موت سے مر کر واصل جہنم ہوا۔

قیام پاکستان کے بعد مرزائیوں نے اس مملکت خدا داد کے خلاف سازشوں کا جال بچھا دیا سو بہ بلوچستان کو قادیانی سٹیٹ بنانے کا خواب دیکھنے لگے ان نازک حالات کے پیش نظر فتنہ مرزائیت کے انسداد کے لیے ملک گیر تحریک کا آغاز ہوا۔ اس تحریک میں تمام مکاتب فکر نے حصہ لیا مگر قیادت اور مؤثر قوت اہل سنت کی تھی۔ اوائل دسمبر ۱۹۵۲ء میں تمام مکاتب فکر کے علماء و علماء نے مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کو اپنا متفقہ قائد تسلیم کیا۔ اس تحریک کے تین اہم بنیادی مطالبات تھے۔

۱۔ ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے۔

۲۔ مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کی جائے۔

۳۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم کیا جائے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کو کچلنے کے لیے حکومت نے کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ اس تحریک میں تقریباً دس ہزار مسلمان شہید ہوئے ایک لاکھ گرفتار ہوئے اور دس لاکھ مسلمان متاثر ہوئے۔ علامہ ابوالحسنات قادری اور دیگر قائدین کی کراچی میں



گرفتاری کے بعد مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی نے تحریک کو باحسن طریق چلایا۔ ۱۶ مارچ ۱۹۵۳ء کو مارشل لاء لگا دیا گیا۔ مولانا نیازی اور دیگر علماء کو گرفتار کر لیا گیا۔ مقدمات فوجی پنجوں میں چلائے گئے۔ مولانا نیازی اور مولانا خلیل احمد قادری کو سزائے موت سنائی گئی۔ یہ سزا بعد میں عمر قید میں تبدیل ہو گئی مگر ان مجاہدین کے عزم صادق کی بدولت یہ سزا معاف ہو گئی۔

۲۹ مئی ۱۹۷۳ء میں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر مسلمان طلباء پر قادیانیوں نے فائرنگ کر کے اپنے عزائم کو واضح کر دیا۔ اس سانحہ سے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے۔ مرکزی مجلس عمل قائم کی گئی جس کے صدر محمد یوسف بنوری اور جنرل سیکرٹری علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ منتخب ہوئے۔ اس تحریک کو منظم کرنے میں علماء و مشائخ اہل سنت نے نمایاں کردار ادا کیا۔ پیر قاضی فضل رسول حیدر رضوی کی بے لوث قیادت نے اس تحریک میں جان پیدا کر دی۔ قومی اسمبلی میں جن سنی زعماء نے بھرپور کردار ادا کیا ان میں علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا محمد ذاکر اور مفتی ظفر علی نعمانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ممتاز ہیں۔

۱۳ جولائی ۱۹۷۳ء کو راولپنڈی میں ایک عظیم الشان مشائخ کانفرنس بلائی گئی۔ کانفرنس کے داعی حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور مختتم شیخ الحدیث و ائقیر علامہ سید حسین الدین شاہ مدظلہ العالی تھے۔ اس کانفرنس میں پچاس سے زائد علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ عوام کا ایک جم غفیر تھا۔ اس کانفرنس میں متفقہ طور پر جو قرارداد منظور کی گئی اس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے:

[[مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مجدد ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لیے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے]]۔

سینکڑوں علماء و مشائخ اہل سنت نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ چالیس کے قریب افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ پارلیمانی تاریخ میں پارلیمنٹ کے اندر پہلی بار مرزائیت کے خلاف بحث کا آغاز علامہ شاہ احمد نورانی کی ۱۵ اپریل ۱۹۷۲ء کی اس تقریر سے ہوا جس میں آپ نے مسلمان کی تعریف کو آئین میں شامل کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا: [[مسلمان صرف وہ ہے جو اللہ کی وحدانیت اور حضور نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر یقین رکھتا ہے۔ مرزائی اور قادیانی مسلمان نہیں ہیں]]۔

مولانا کوثر نیازی کے چیئرمین پر علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری نے مسلمان کی مختصر اور جامع تعریف پیش کی جس کو متفقہ طور پر قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ علامہ شاہ احمد احمد نورانی نے ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کو قومی اسمبلی میں ایک تاریخی

قرارداد پیش فرمائی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے قرارداد کا مسودہ تیار کرنے کے بعد خان عبدالولی خان اور غوث بخش بزنجو سے دستخط لیے گئے دونوں نے بغیر کسی لیت و حل کے دستخط کر دیئے اس قرارداد پر حزب اختلاف کے ۲۲ افراد جن کی تعداد بعد میں ۳۷ ہو گئی تھی نے دستخط کیے البتہ جمعیت علماء اسلام کے مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالکیم نے اس قرارداد پر دستخط نہیں کیے۔ اس تحریک میں علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور ربر کمیٹی کا ممبر بھی منتخب کیا گیا۔ آپ نے پوری ذمہ داری کیساتھ دونوں کمیٹیوں کا اجلاس میں شرکت کی۔ قادیانیت سے متعلقہ ہر قسم کا لٹریچر اسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کرنے کے علاوہ ممبروں سے ذاتی رابطہ بھی رکھا۔ اس تحریک میں آپ نے تین ماہ کے دوران صرف پنجاب کے علاقے میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں عام جلسوں سے خطاب کرنے کے علاوہ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں مولانا سید محمد علی رضوی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری اور مولانا محمد ذاکر نے اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے صدر الدین پرانارنی جنرل کے توسط سے قریباً ۷۶ سوالات کیے کل ۷۰ سوالات اور جرح کے نتیجے میں مرزائیوں کا دجل و فریب اچھی طرح بے نقاب ہوا اور آخر کا تمام مسلمان عوام اور علماء کی متفقہ کاوشیں اور قربانیاں رنگ لائیں اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو دنیا کے سارے اسلامی ملکوں میں یہ قابل فخر اعزاز صرف مملکت خداداد پاکستان کو حاصل ہوا کہ اس کی پارلیمنٹ نے انکار نبوت کی بنیاد پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر قانونی طور پر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM



## جدوجہد کا سفر

(انجمن طلباء اسلام)

معین الدین نوری

ترتیب: سید محمد جواد الحسن کاظمی

طلبہ کسی بھی قوم کا سب سے متحرک طبقہ ہوتے ہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جس تحریک کو نوجوان طبقہ کی حمایت حاصل نہ ہو سکی وہ تحریک اپنے منطقی انجام تک پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ گئی۔ انجمن طلباء اسلام کے نظریات کے حامل طلبہ اور نوجوانوں نے جب تحریک پاکستان میں عملاً شامل ہونے کا اعلان کیا اور قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں حصول پاکستان کیلئے کوششیں تیز کر دیں تو قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن پنجاب کے صدر مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ سابق وفاقی وزیر مذہبی امور کی ایک تقریر سننے کے بعد فرمایا! ”جب مسٹر نیازی جیسے لوگ ہمارے ساتھ ہیں تو ہم پاکستان کو ضرور حاصل کر لیں گے“۔ انجمن طلباء اسلام انہیں بزرگوں کے نظریات کی متحمل طلبہ تنظیم ہے جس نے اپنے قیام سے لیکر آج تک ہر اہم تحریک میں بے مثال کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور اپنے محبت وطن ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ انجمن طلباء اسلام نے جن تحریکوں میں اپنا کردار ادا کیا ان میں سے بالخصوص تحریک ختم نبوت کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

تحریک ختم نبوت:

ختم نبوت پر مرٹن کا جذبہ انجمن طلباء اسلام کو اپنے اسلاف سے ملا۔ ۱۹۵۳ء میں جب پہلی مرتبہ قادیانیت کے خلاف تحریک چلی تو انجمن طلباء اسلام کے اکابر علماء کرام نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ اس تحریک کا آغاز انجمن کے ایک فکری رہنما سید فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳ فروری ۱۹۸۴ء) کی تقریر سے ہوا اور اس تحریک کا پہلا قافلہ فیض الحسن شاہ صاحب کی قیادت میں کراچی سے چلا اور گرفتار ہوا۔ اس تحریک کے دوران انجمن کے فکری سرپرست اور تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲ مئی ۲۰۰۱ء) کو پچانسی کی سزا سنائی گئی تو انہوں نے اس سزا کو اپنی خوش نصیبی سمجھا اور اس سلسلے میں حکومت کو کوئی معافی نامہ پیش کرنے سے انکار کر دیا۔ اس تحریک میں انجمن کے سابق صدر احمد عبدالغفور کے بھائی کو بھی گرفتاری کا شرف حاصل ہوا۔

مئی ۱۹۷۴ء میں جب تحریک ختم نبوت نے دوبارہ زور پکڑا تو مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل انجمن کے سرپرست حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۹ء) تھے۔ ابتداء میں تحریک ختم



نبوت ہلکے پھلکے انداز میں جاری تھی مگر جب انجمن طلباء اسلام نے کام شروع کیا تو پھر اس تحریک کو زندگی ملی اس وقت احمد عبدالشکور انجمن کے مرکزی صدر اور انور کمال راجپوت سیکرٹری جنرل تھے۔ اس ضمن میں جے یو پی کے رکن قومی اسمبلی علامہ عبدالصطفیٰ الازہری کی پیش کردہ مسلمان کی تعریف جو پاکستان کے آئین کا حصہ بنی ۱۹۷۳ء کی تحریک ختم نبوت کی اہم بنیاد تھی۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۳ء کو انجمن کے تحت واقعہ ربوہ پر یوم جدوجہد منایا گیا۔ ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کو قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کرنے کا سہرا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے سر بندھا۔ تحریک ختم نبوت میں انجمن طلباء اسلام نے علماء کرام کے شانہ بشانہ بھرپور حصہ لیا اور تحریک کو جلا بخشی۔ اس تحریک کے دوران بھی انجمن نے مقررین کی چار چھاپہ مارٹیمیں تشکیل دیں۔ ان ٹیموں کے مقررین اچانک کسی جگہ پہنچ کر تقریریں کرتے اور تقریر کے فوراً بعد دیگر جگہوں پر تقریر کرنے کیلئے اس طرح غائب ہو جاتے کہ خفیہ ادارے انکو ڈھونڈتے رہ جاتے۔ تحریک ختم نبوت کے دوران انجمن نے ملک بھر میں تقریباً ۱۳۷۵ جلسے منعقد کیے۔

تحریک ختم نبوت کے دوران انجمن کے کارکنان نے قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلیں۔ تحریک ختم نبوت میں سب سے پہلی گرفتاری کا شرف اس وقت کے ناظم کراچی حافظ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا اور سب سے آخری گرفتاری ۶ ستمبر ۱۹۷۳ء کو انجمن کے بانی رکن صدر اور سابق وفاقی وزیر حاجی محمد حنیف طیب مدظلہ کی ہوئی جو آرام باغ کراچی میں ختم نبوت کے ایک مظاہرے میں انجمن کے کارکن عبدالجید گاڈت اور جنرل سیکرٹری کراچی محمد افضل قریشی کو پولیس سے چھڑاتے ہوئے دی گئی اس کے اگلے روز ہی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ ان احباب نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کا سرکاری اعلان جیل میں رہ کر سنا۔ تحریک ختم نبوت کے دوران انجمن کے محمد اقبال اطہری، امجد علی چشتی، قاری عطاء اللہ، راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی، محمد خان لغاری، حاجی محمد امین، شوکت علی وحید رضوان، حافظ حنیف، سید لیاقت علی، محمد محفوظ الحق مشہدی، رانا لیاقت علی، حافظ منظور الحق، افضل ڈپٹی اور چھانگا مانگا کے کمسن کارکن ارشاد جاوید تو بار بار پابند سلاسل کیے گئے۔ اس دوران ہدایت اللہ مجاہد نے فتری امور بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔ تحریک کے دوران ایک ہی شہر اور گاؤں سے انجمن کے ۲۳، ۲۵ کارکن بھی گرفتار ہوئے۔ پنجاب کے ناظم محمد اقبال اطہری نے تحریک کے دوران تقریباً ۲۵ جلسوں سے خطاب کیا۔ آپ لائل پور سے گرفتار ہوئے اور چالیس دن قید ہوئے۔ اس سلسلے میں جب ۲۱ اگست ۱۹۷۳ء کو لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ نے پنجاب کے نائب ناظم اول امجد علی چشتی، سیکرٹری نشر و اشاعت محمد خان لغاری اور کوچرانوالہ کے محفوظ احمد کی رہائی کی ضمانت پر یہ حکم صادر کیا کہ کارکنان انجمن رہائی کے بعد ختم نبوت پر تقریریں نہیں کریں گے تو کارکنان نے

اس مشروط عدالتی حکم کو ماننے اور جیل سے رہا ہونے سے انکار کر دیا۔ ان طالب علم رہنماؤں نے عدالت میں کہا کہ! ”ختم نبوت کے موضوع پر اظہار رائے کرنا انکابپادہی حق اور ایمانی تقاضہ ہے اور دنیا کی کوئی طاقت انکو اس حق سے محروم نہیں کر سکتی“۔ (بحوالہ اخبارات)

ختم نبوت پر انجمن نے متعدد پمفلٹوں اور پوسٹروں کے علاوہ ناظم پنجاب محمد اقبال اظہری کے تحریر کردہ ۳ کتابچے ”قادیانی کفریات، مرزا قادیانی کی کہانی، قادیانی مسئلہ“ اور مفتی عبدالقیوم ہزاروی بانی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور رحمۃ اللہ علیہ کا کتابچہ ”قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کا شرعی جواز“ بھی شائع کر کے پورے ملک میں تقسیم کیا۔ جبکہ اس سلسلے میں شائع کردہ خصوصی پوسٹر ”ثابت ہو چکا ہے“ پورے ملک میں چسپاں کیا گیا۔ ۱۲۵ اگست ۷۴ء کو ملتان میں اور یکم دسمبر ۷۴ء کو لاہور میں منعقدہ مشاورت کے اجلاسوں میں تحریک ختم نبوت کے کارکنان کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اجلاس میں تحریک کے گرفتار شدگان کو قانونی لہذا کی مشکلات پر گہرے افسوس کا اظہار کیا گیا۔ ۲۷ مئی ۷۵ء کو کراچی میں منعقدہ مشاورت کے اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ۷ ستمبر ۷۴ء کو پارلیمنٹ کے اجلاس میں قادیانیوں سے متعلق فیصلوں پر عمل درآمد کو یقینی بنائے۔ اور تحریک ختم نبوت میں گرفتار افراد کو رہا کیا جائے۔ اجلاس میں قادیانیوں کے خلاف ۲۹ مئی ۷۴ء کو یوم جدوجہد منانے کا فیصلہ کیا گیا۔ ۲ ستمبر تا ۸ ستمبر ۷۴ء ہفتہ تحفظ ختم نبوت منایا گیا۔

۱۱۳ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں جنرل پرویز مشرف نے مارشل لاء نافذ کیا اور آئین معطل کرنے کا اعلان کیا۔ جس سے یہ محسوس ہوا کہ قادیانیوں سے متعلق آئینی شق بھی معطل ہو گئی ہے تو انجمن طلباء اسلام و علماء اہلسنت نے اس امر پر شدید احتجاج کیا۔ اس سلسلے میں ۱۱ مئی ۲۰۰۰ء کو لاہور میں بھرپور جلوس نکالا گیا۔ جو اس مارشل لاء حکومت کے خلاف پہلا احتجاجی پروگرام تھا۔ جس کے بعد پرویز مشرف نے ٹیلی وژن کے ذریعے قانون امتناع قادیانیت اور قانون تحفظ ناموس رسالت کو برقرار رکھنے کا اعلان کیا۔ مارچ ۲۰۰۱ء میں قادیانیت مردہ باد مہم منائی گئی۔ انجمن طلباء اسلام و قافو قاف ختم نبوت کے عنوان پر ملک بھر میں مختلف جلسوں کا اہتمام کرتی رہتی ہے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆



## تحریک ختم نبوت میں

### انجمن طلباء اسلام کا کردار

#### تصور روجی

۲۹ مئی ۱۹۷۳ء کو ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر مرزائیوں نے نیشنل کالج کے طلباء کے وفد سے جو بیہمانہ سلوک کیا اس کا عامۃ المسلمین میں بالعموم اور طلباء برادری میں بالخصوص شدید رد عمل ہوا۔ ہر شہر اور قصبہ میں طلباء سڑکوں پر نکل آئے۔ اور فتنہ مرزائیت کی اعنٹ سے اعنٹ بجانے لگے۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کا قیام تو بعد میں عمل میں آیا لیکن طلباء اس سے پہلے ہی مرزا غلام احمد کذاب کے پیروکاروں کیخلاف متحرک ہو چکے تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت اور ۱۹۷۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک کی قیادت سر اسر علماء کے ہاتھوں میں تھی جبکہ ۱۹۷۳ء کی تحریک کی عملی رہنمائی طلباء کر رہے تھے۔

معاصر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت الم نشرح ہوئی ہے کہ موجودہ دور میں وہی تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی ہے جسے طلباء کی تائید و حمایت حاصل رہی۔ دنیا کے گوشے و خطہ میں سامراجیت، سرمایہ دار اور اشتراکیت کے خلاف قومی تحریکوں کی عملی قیادت طلباء ہی کے ہاتھ میں ہے۔ طلبہ کسی قوم کے دست و بازو ہوتے ہیں جنہیں آج تک کوئی بڑے سے بڑا جابر اور عیار بھی نہیں توڑ سکا۔ تحریک ختم نبوت ۷۳ء بھی طلباء کے جوش و خروش اور جذبہ و ولولہ کی صدائے بازگشت تھی جسے وطن عزیز کے گوشہ گوشہ میں سنا گیا اور پوری ملت نے بیک آواز ہو کر طلباء کے اس نعرہ مستانہ کا جوا ایمان افروز جواب دیا وہ تاریخ کا زریں باب ہے۔

طلباء برادری میں ۲۹ مئی کے سانحہ ربوہ کیخلاف جوشید رد عمل ہوا وہ ایک قدرتی امر تھا۔ جن خوش نصیب آنکھوں نے تحریک پاکستان کا عہد انگریز دور دیکھا ہے جبکہ ملت اسلامیہ بیک وقت انگریز اور ہندو کے سامراجی اور توسیعی عزائم کے خلاف نبرد آزما تھی اور اس میں طلبہ کے تاریخ ساز کردار کا قریب سے مشاہدہ کیا ہے وہ اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ تحریک پاکستان کے بعد پہلی مرتبہ پوری قوم نے اتحاد کامل کا مظاہرہ کر کے بظاہر ناممکن کو ممکن بنا دیا اور قادیانیت کے سامراجی فتنہ کو ارض پاک میں ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا گیا۔ تحریک پاکستان کی طرح تحریک ختم نبوت میں بھی طلباء نے ہر اول دستے کا کردار ادا کیا۔

انجمن طلباء اسلام سوا دا عظیم اہل سنت و جماعت طلبہ کی وہ واحد نمائندہ تنظیم ہے جو ۱۹۶۸ء کو کراچی میں قائم ہوئی اور انتہائی قلیل عرصے میں محض کارکنوں کے جذبہ اخلاص اور شبانہ روز جدوجہد سے پاکستان کے گوشہ گوشہ میں



پھیل گئی۔ انجمن کے کارکنوں نے تحریک ختم نبوت میں جس حیرت انگیز عزیمت و استقامت کا مظاہرہ کیا اور بے سروسامانی کے عالم میں دن رات کام کر کے اپنی قومی ذمہ داریوں کو ادا کیا۔ تاریخ میں اس کا ذکر عزت و ناز سے کیا جائے گا۔ سطور ذیل میں طلبائے اہل سنت و جماعت کی اسی ایمان افروز جدوجہد کا اجمالی تعارف مقصود ہے۔

واقعہ ربوہ کے فوراً بعد ہی انجمن طلباء اسلام پورے پاکستان میں سرگرم عمل ہو گئی۔ انجمن کے کارکن ہر جگہ عوامی کوحالات کی نزاکت اور اہمیت سے متعارف کراتے رہے۔ اسی دوران قادیانیوں نے اپنے خلاف عدیم المثال عوامی رد عمل سے گھبرا کر اور رائے عامہ کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے دیدہ زیب طباعت و کتابت کیساتھ کروڑوں کی تعداد میں چھوٹے چھوٹے پمفلٹ چھپوا کر گھر گھر ڈالنے شروع کر دیئے تھے۔ جس میں یہ غلط تاثر دینے کی سعی نامکام کی گئی کہ وہ ختم نبوت کے عقیدہ کے قائل ہیں اور حضور سید المرسلین ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں قرآن وحدیث اور اسلام کے دیگر احکام پر انکا ایمان ہے۔ اس لیے انکے خلاف کیا جانے والا پروپیگنڈا محض سیاسی ہے اور اس کی کوئی دینی حیثیت نہیں ہے۔ عین اسی وقت حکومت نے مرزائیوں کے خلاف لٹریچر کی اشاعت پر پابندی لگا دی تھی۔ حتیٰ کہ انکے خلاف کوئی خبر بھی اخبار میں شائع کرنے کی اجازت نہ تھی۔ انجمن طلباء اسلام وہ واحد جماعت ہے جس نے سب سے پہلے ایک یادگار پمفلٹ ”قادیانی کفریات مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات کی روشنی میں“ مرتب کیا۔ جس میں توحید و رسالت، ختم نبوت قرآن وحدیث، صحابہ و اہلبیت، مکہ و مدینہ، حج و جہاد کے بارے میں قادیانی نظریات کو آشکارا کیا۔ اسکے علاوہ ۲ اور پمفلٹ ”قادیانی مسئلہ“ اور مرزا قادیانی کی کہانی کچھ اسکی کچھ اسکے اٹھیوں کی زبانی ”مرتب کیا۔ جس میں مرزا قادیانی کذاب اور اس کے رشتہ داروں اور پیروکاروں کی تحریرات کی روشنی میں سے اقتباسات دے کر یہ واضح کیا گیا تھا کہ مرزا قادیانی کس قسم کا آدمی تھا۔ سنسکریٹ شہید پابندیوں کے باوجود انجمن طلباء اسلام نے ان پمفلٹوں کو ۴ ہزار کی غیر معمولی تعداد میں شائع کر کے عوام میں مفت تقسیم کیا جسے عوام نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔

انجمن طلباء اسلام نے نہ صرف پنجاب بلکہ ملک کے دوسرے حصوں میں بھی مرزائیت کے خلاف بالخصوص سندھ اور کراچی میں تحریک ختم نبوت کو جس انداز سے پروان چڑھایا اسے قومی حلقوں نے بہت سراہا۔ کراچی میں تو یہ عالم تھا کہ انجمن کے کارکن ہر مسجد میں دو دو تین تین کی تعداد میں جاتے اور نماز عصر کے بعد جب نمازی مسجد سے نکلنے لگتے تو ان سے مختصر خطاب کرتے جس سے عوام کو تحریک کے مقاصد سے آگاہی حاصل ہوتی۔ انجمن کے مجاہدوں نے ریلوے اسٹیشنوں پر کھڑی گاڑیوں اور لاری اڈوں پر موجود بسوں کے مسافروں سے مختصر خطاب کیا اور اس طرح اپنی

رابطہ عوام کی مہم جاری رکھی۔ حکومت کی طرف سے زبردست پابندیوں کے باوجود طلباء نے اس جوش و خروش کو کسی مقام پر ٹھنڈا نہ ہونے دیا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں سب سے پہلے جس طالب علم کو گرفتاری پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی وہ انجمن طلباء اسلام کراچی کے ناظم اور مایہ ناز مقرر جناب حافظ محمد تقی تھے۔ اسکے بعد تو پنجاب اور سندھ میں گرفتاریوں کا ایسا سلسلہ چل نکلا جو کہیں ختم نہ ہونے پر آتا تھا۔ حافظ تقی کے بعد انجمن کے جو رہنما گرفتار ہوئے ان میں پنجاب کے ناظم قائد طلباء جناب محمد اقبال اطہری، راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی، رضوان شکیل تبسم، قاری عطاء اللہ، رانا لیاقت علی خان، محمد ارشاد جاوید، محمد خاں لغاری، عبدالرحمن مجاہد، غلام ربانی قمر، حافظ محمد یوسف، سید غلام مصطفیٰ شاہ، حافظ منظور الحق، حاجی محمد حنیف طیب (سابق وفاقی وزیر) اور اقبال قریشی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے اقبال اطہری، راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی، رضوان شکیل تبسم نے لائل پور جیل کی دیواروں میں پورے چالیس روز کا چلہ مکمل کیا۔ دوران اسیری جناب محمد اقبال اطہری نے راقم الحروف کو جو خط لکھا اس میں اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ ناموس مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے پوری زندگی بھی جیل میں رہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ نیز انہوں نے کہا کہ وہ اپنی ۲۳ سالہ زندگی میں یہی چالیس دن ہی سرمایہ آخرت سمجھتے ہیں۔ تحریک کے دوران قومی پریس نے بھی انجمن کا بھرپور ساتھ دیا اور انجمن کی خبروں کو نمایاں طور پر شائع کیا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق انجمن نے اس تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران ۱۳۷۵ جلسہ ہائے عام منعقد کیے۔ اکثر ہمارے کارکنوں کو رات میں ایک سے زائد جلسوں سے خطاب کرنا پڑتا تھا۔ لاہور شہر کے باہر انجمن کے تین گروپ تشکیل دئے گئے تھے جنہوں نے پنجاب کے طول و عرض کا دورہ کیا اور عوام الناس کو جتنی طور پر اس تحریک تحفظ ختم نبوت کے لیے تیار کیا۔ وحید گروپ جو شوکت علی وحید صاحب کے نام پر رکھا گیا تھا۔ ان کے ہمراہ محمد اطہر نعیم زرعی یونیورسٹی فیصل آباد (سردار آباد) اور محمد ارشاد ناز ساہیوال تھے۔ انکے ذمہ پنجاب کے مغربی اضلاع کا دورہ تھا۔ دوسرا لغاری گروپ تھا جو محمد خاں لغاری صاحب کی زیر قیادت تشکیل دیا گیا تھا۔ انکے ساتھی عبدالرحمن مجاہد بہاول نگر اور محمد ارشاد جاوید چھانگا مانگا تھے۔ انکے ذمہ جنوبی اضلاع کا دورہ تھا۔ تیسرا گروپ چشتی گروپ امجد علی چشتی صاحب کے نام سے منسوب ہوا انکے ساتھی تھے سید محمد محفوظ الحق مشہدی آف بھکھی شریف اور محفوظ احمد مختار کو جرنوالہ انکے ذمہ شمالی اضلاع کا دورہ تھا۔ لاہور شہر کو براہ راست امین گروپ (حاجی محمد امین) کے زیر نگرانی دے دیا گیا۔ انکے ساتھی تھے رانا لیاقت علی خان، خالد محمود، حافظ محمد یوسف، تصور روجی (راقم) حافظ منظور الحق اور محمد اعجاز فاروقی۔ اس گروپ نے انتہائی مستعدی سے نہ صرف لاہور میں



اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں بلکہ پنجاب کے جنرل سیکرٹری ہدایت اللہ مجاہد سے تعاون کر کے پنجاب کے اندرونی اضلاع سے بھی مسلسل رابطہ رکھا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت میں انجمن کا کردار ادھورا رہ جائے گا اگر یہاں انجمن کے صوبائی مجلس عاملہ کے تاریخ ساز اجلاس کا ذکر نہ کیا جائے جو یکم جولائی ۱۹۷۷ء کو لاہور میں قائم مقام صوبائی ناظم جناب امجد علی چشتی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ کمیس حکومت وقت اور قومی اسمبلی کو بروقت متنبہ کیا گیا کہ اگر فیصلہ قومی اسمبلی کے مطابق نہ ہوا تو حالات کے خراب ہونے کی تمام تر ذمہ داری برسر اقتدار ٹولہ پر ہوگی نیز اس اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے عوام الناس سے اپیل کی گئی کہ وہ قادیانیوں کے خلاف سماجی بائیکاٹ مہم کو مزید تیز کر دیں۔ قادیانیوں کے خلاف سماجی بائیکاٹ کی شرعی حیثیت کو مزید واضح کرنے کے لیے فتویٰ شائع کیا گیا۔ یہ فتویٰ انجمن کے استخسار پر حضرت مفتی اعظم علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی بانی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا تھا۔ جس نے بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔ اسی دوران انجمن طلباء اسلام نے ایک اور کارنامہ سرانجام دیا اور خوف و ہراس کی اس فضا میں ”ثابت ہو چکا ہے“ کہ نام سے ایک شائدراشتہار شائع کیا جس میں حکمرانوں پر واضح کیا گیا کہ قادیانیوں کے خلاف سماجی بائیکاٹ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ قوم کے تمام مطالبات کو من و عن تسلیم نہیں کر لیا جاتا۔

یکم ستمبر کو بادشاہی مسجد لاہور میں عظیم الشان تاریخی ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔ فی الواقع یہ اسلامیان پاکستان کا باطل سوز اجتماع تھا۔ اس میں وطن عزیز کے گوشہ گوشہ سے علماء، مشائخ، سیاسی زعماء اور عوام لاکھوں کی تعداد میں شریک ہوئے۔ اس تاریخی کنونشن میں بعض طلبہ تنظیموں نے باہمی چپقلش کی بنا پر جو افسوسناک ہنگامہ آرائی کی وہ قابلِ صدمہ مت تھی۔ اس سے ہر درد مند محب وطن کے جذبات مجروح ہوئے۔ یہ صرف انجمن طلباء اسلام ہی تھی جس نے عدیم المثال اجتماع میں مکمل نظم و ضبط کا مظاہرہ کیا اور گہرے ہوش و تدبیر کا ثبوت فراہم کیا۔ جسے خاص و عام نے تحسین و آفرین کی نگاہوں سے دیکھا اور یوں انجمن ایک امن پسند اور اصول پرست طلبہ تنظیم کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آئی۔

تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران کراچی اور اندرون سندھ سے جو حضرات لاہور تشریف لائے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ جناب حاجی محمد حنیف طیب صاحب (سابق وفاقی وزیر) محمد یعقوب قادری، حافظ محمد تقی، امان اللہ خاں نیازی، ان حضرات نے پنجاب کے کئی اہم شہروں کا دورہ کیا اور عظیم الشان جلسہ ہائے عام سے خطاب کیا۔ قابلِ فخر امر یہ ہے کہ ہمارے ساتھیوں نے طوق و سلاسل کی پابندیوں کے باوجود حق و صداقت کا پرچم سرنگوں نہیں



ہونے دیا اور دن رات ختم المرسلین ﷺ کی غلامی کے نشہ سے سرشار ہو کر کمرہ عدالت میں بھی ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کیا کہ ختم نبوت جیسے بنیادی عقیدے پر اٹھنا خیال کرنا ہمارا حق ہے۔ اور اسے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ انجمن کے مجاہدوں کی قربانیاں رائیگاں نہیں گئیں اور بالآخر حکومت کو عوامی مطالبات کو من و عن تسلیم کرنے کے لیے جھکنا پڑا۔ عظیم ہیں وہ لوگ جنہوں نے برستی کولیوں کی بوچھاڑ میں تنگی سنگینوں کے سائے تلے اپنی عظیم جدوجہد کو جاری و ساری رکھا۔ اور کسی موقع پر بھی اس میں زورہ برابر لرزش نہ آنے دی۔ موجودہ تحریک ختم نبوت میں مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل جناب علامہ سید محمود احمد رضوی نے جو کردار ادا کیا وہ ہماری ملی تاریخ کا تابندہ باب ہے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نوٹ: یہ مضمون ماہنامہ رضوان لاہور (دسمبر ۱۹۷۳ء و جنوری ۱۹۷۵ء) سے لیا گیا۔

نفیس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

## دعوتِ اسلامی کی مدنی بہاریں

## قادیانیوں کی توبہ

محمد حنیف امجد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ساری دنیا میں ”نیکی کی دعوت“ کو عام کرنے کے لئے تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی شب و روز کوشاں ہے۔ اس مدنی تحریک کی بنیاد آج سے تقریباً 26 سال قبل 1340ھ، 1981ء میں باب المدینہ کراچی میں شیخ طریقت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے رکھی۔ آپ دامت برکاتہم العالیہ کی پُر خلوص اور انتھک کوششوں کی برکت سے دیکھتے ہی دیکھتے اس تحریک کا پیغام تادم تحریر کم و بیش 66 ممالک میں جا پہنچا اور مختلف شعبہ جات میں 35 سے زائد مجالس کا قیام عمل میں آیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدنی کام کی خوب خوب بہاریں ہیں، مثلاً کئی بگڑے ہوئے نوجوان توبہ کر کے راہِ راست پر آگئے، جو بے نمازی تھے نمازی بن گئے، ماں باپ سے ناز بارویہ اختیار کرنے والے باادب ہو گئے، جس کی حرکتوں کی وجہ سے کبھی پورا محلہ بیزارت تھا وہ سارے علاقے کی آنکھ کا تارا بن گیا، گانے سننے کے شوقین مدنی مذاکرات اور سنتوں بھرے بیانات سننے لگے، فحش کلامی کرنے والے نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھنے لگے، یورپی ممالک کی رنگینیوں کو دیکھنے کے خواہش مند گنبدِ خضریٰ و کعبۃ المشرفہ کی زیارت کے لئے بے قرار رہنے لگے، مال کی محبت میں جینے، مرنے والے فکرِ آخرت کی مدنی سوچ کے حامل بن گئے، فحش رسائل و ڈائجسٹ کے شائقین امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ و علمائے اہلسنت دامت فضیلت کے رسائل اور دیگر دینی کتب کا مطالعہ کرنے لگے تفریح کی خاطر سفر کے عادی عاشقانِ رسول کے ہمراہ راہِ خدا عز و جل میں سفر کرنے والے بن گئے، ”کھاؤ، پیو اور جان بناؤ“ کے نعرے کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھنے والوں نے اس مدنی مقصد کو اپنایا کہ ”مجھ اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ عز و جل“ علاوہ ازیں کفر و ضلالت کے لاندھیروں میں بھٹکتے والے کفار کو نورِ اسلام نصیب ہونے کی خبریں بھی موصول ہوتی رہتی ہیں، ان میں سے قادیانیت سے تائب ہونے والوں کی 4 منتخب مدنی بہاریں ملاحظہ ہوں۔

## (1) قادیانی افسر کی توبہ

ایک مرتبہ شیخ طریقت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ



العالیہ کی بارگاہ میں ایک مکتوب پہنچا جس میں کسی شخص نے کچھ اس طرح سے لکھا تھا کہ میں قادیانی مذہب سے تعلق رکھتا ہوں اور ایک بڑے عہدے پر فائز ہوں، میں اب تک کم و بیش 70 مسلمانوں کو گمراہ کر کے قادیانی بنا چکا ہوں۔ سردار آباد (فیصل آباد) میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں تنقیدی ذہن لے کر شریک ہوا لیکن آپ کا بیان سن کر دل کی دنیا زیر و زبر ہو گئی پھر کسی مبلغ نے آپ کے بیانات کی کیڈٹیں تحفے میں دیں۔ دل کی کیفیات تو ایک بیان سن کر ہی بدل چکی تھیں مگر جب دیگر کیڈٹیں سنیں تو لرز اٹھا اور ساری رات روتا رہا، اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟“ بانی دعوتِ اسلامی نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے بلانا خیر مکتوب روانہ فرمایا کہ فوراً توبہ کر کے اسلام قبول کر لیجئے اور جتنے مسلمانوں کو (معاذ اللہ عز و جل) مرتد کیا ہے انہیں مسلمان بنانے کی کوئی صورت نکالئے۔“

الحمد للہ عز و جل! جب یہ مکتوب اس آئینسرک پہنچا تو آپ دامت برکاتہم العالیہ کی انفرادی کوشش کی برکت سے اس نے فوراً توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ اس آئینسر اسلامی بھائی کے باپ اور خاندان والوں نے اس پر بہت سختیاں کیں لیکن وہ ثابت قدم رہے اور بیوی بچوں سمیت باب المدینہ (کراچی) میں امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے اسلام کا اظہار بھی کیا۔ امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ کے بیان سننے کی برکت سے آخر کار اس کے پورے خاندان کو قادیانی مذہب سے نجات حاصل ہوئی اور وہ دامنِ اسلام سے وابستہ ہو گئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

## (2) 43 قادیانی کیسے مسلمان ہونے؟

باب الاسلام سندھ کے شہر نواب شاہ ساٹھڑ روڈ کے مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے کہ پہلے پہل میں قادیانی مذہب سے تعلق رکھتا تھا اور جوانی کے نشے میں مست ہو کر دوستوں کے ٹھہر مٹ میں اپنے آخری انجام سے بے پرواہ عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ میری زندگی پر چھائی ہوئی کفر کی تاریکی کچھ اس طرح سے چھٹی کہ قادیانی ہونے کے باوجود میرے دوستی مسلمان لڑکوں کے ساتھ تھی جو میرے مذہب سے لاعلم تھے۔ میرے چند دوست تبلیغ قرآن و سنت کی غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر شیخ طریقت، امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ سے مرید ہو کر عطاری بن گئے۔ حیرت انگیز طور پر میں نے اپنے نو جوان ماڈرن دوستوں میں کچھ ہی عرصہ میں انقلابی تبدیلی محسوس کی۔ جو نئی نماز کا وقت ہوتا وہ ہمیں چھوڑ کر مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے چلے جاتے۔ اُن کی فحش کوئی کی عادت جاتی رہی۔ پھر ان میں سے چند ایک نے نہ صرف اپنے چہرے پر سنت کے مطابق داڑھی



سجالی بلکہ سبز سبز عمامہ شریف کا تاج بھی اپنے سر پر سجایا۔ شروع شروع میں ہم انہیں بہت ستاتے اور ان پر طرح طرح کے جملے کہتے مگر وہ جواب دینے کے بجائے مسکراتے رہتے۔ وہ مجھے بھی دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماع میں چلنے کی دعوت دیتے لیکن میں چونکہ حقیقتاً قادیانی تھا اور گھر والوں کی طرف سے مذہبی لوگوں کے ساتھ بیٹھنے اٹھنے کی سختی سے ممانعت تھی، لہذا ٹال مٹول کر جانا ایک روز میرے جی میں آئی کہ چل کر دیکھنا چاہئے کہ ان کے سنتوں بھرے اجتماع میں ایسی کیلیات ہے کہ یہ بے نمازی اور ماڈرن نوجوان کچھ ہی عرصے میں نہ صرف نمازی بلکہ تہجد گزار اور سنتوں کے حامل بن گئے، یہ اپنے پیر و مرشد کے تقویٰ و پرہیزگاری کا بار بار بڑی عقیدت سے تذکرہ کرتے ہیں، اُن سے بھی ملنا چاہئے کہ وہ کیسی ہستی ہیں۔

یوں ایک بار میں ان کے ہمراہ دعوتِ اسلامی کے نواب شاہ شہر میں ہونے والے سنتوں بھرے اجتماع میں جا پہنچا۔ یہ غالباً 1988ء کی بات ہے۔ وہاں میں نے مبلغِ دعوتِ اسلامی کا بیان سنا جو بڑا دلنشین اور پُر تاثر تھا۔ پھر ذکرُ اللہ عزَّوَجَلَّ کی صداؤں اور رورو کر کی جانے والی دُعا نے مجھے بہت متاثر کیا۔ پھر جب سب نے کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا شروع کیا تو میں بھی شامل ہو گیا۔ اس کانسٹوریٹ سے باہر ہے۔ میں نے اُس اجتماع میں کثیر نوجوانوں کو دیکھا جن کے چہروں پر داڑھیاں اور سروں پر سبز سبز عمامے تھے۔ ان کے چہروں کی نورانیت، حیاء سے جھکی ہوئی نگاہیں، سنت کے مطابق بدن پر سفید لباس اور سر پر لفٹس، بقدرِ ضرورت گفتگو کا ادب و انداز، خوش اخلاقی اور ملنساری دیکھ کر مجھ پر ایک ہیبت سی طاری ہو گئی۔ بے ساختہ میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اب میں اپنے دل میں اسلام کی محبت محسوس کرنے لگا مگر کسی سے اظہار نہ کر سکا۔ اگلی جمعرات جب میں اجتماع میں پہنچا تو میں نے ایک مبلغ کو اپنے بارے میں بتا کر روتے ہوئے عرض کی کہ مجھے مسلمان کر لیجئے۔ انہوں نے فوراً مجھے قادیانیت سے توبہ کروا کر کلمہ طیبہ پڑھوایا اور یوں میں اسلام جیسی عظیم دولت سے مالا مال ہو گیا۔ یہ اطلاع جلد ہی گھر تک پہنچ گئی۔ میرے والد یہ سن کر آپے سے باہر ہو گئے اور مجھے خوب بُرا بھلا کہا بلکہ مارا بھی۔ مگر مدنی ماحول کی برکت سے میں نے زبان چلانے کے بجائے صبر کیا۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ مجھے رونا دیکھ کر والد صاحب بھی نرم پڑ گئے اور مجھے پیار سے سمجھانے لگے۔ مگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ میرے دل میں اسلام کی محبت دن بدن بڑھتی چلی گئی۔ میں پابندی سے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شریک ہونے لگا اور امیرِ اہلسنت و امتِ بزرگائیمِ عالیہ کے ذریعے مرید ہو کر ”عطاری“ بھی بن گیا۔

کچھ عرصے بعد باب المدینہ کراچی (گلزار حبیب مسجد) میں امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت ملی تو میں نے آپ دامت برکاتہم العالیہ میں اپنے قبولِ اسلام کی بہار سنائی اور اپنے والدین و دیگر گھروالوں کیلئے اسلام قبول کرنے کی دعا کے لئے درخواست کی۔ آپ میرے قبولِ اسلام کا سن کر بہت خوش ہوئے، مجھے سینے سے لگایا، دعا کی اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا: اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ جلد آپ کے گھر والے بھی اسلام قبول کر لیں گے۔ نواب شاہ واپس آنے کے بعد میں نے گھر والوں کو امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے رسائل پڑھانے اور وقتاً فوقتاً انفرادی کوشش کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ ایک ولی کامل کی دعا کی برکت سے صرف 15 یا 20 دن کے اندر اندر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ والدین سمیت گھر کے تقریباً 13 افراد نے قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ توجہ مرشد سے میں نے اپنے خاندان کے دیگر افراد پر بھی انفرادی کوشش کی، جس کی برکت سے کم و بیش 2 سال بعد میرے پھوپھا گھر کے تقریباً 17 افراد سمیت لوگوں کے ہجوم میں قادیانیت سے توبہ کر کے مسلمان ہو گئے۔ وہ دعوتِ اسلامی اور امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ سے بے حد متاثر تھے۔ اسلام قبول کرنے کے تقریباً 2 سال بعد کم و بیش 60 سال کی عمر میں نماز ادا کرنے کے بعد تسبیح پڑھتے پڑھتے مسجد ہی میں ان کی روحِ قفسِ عنہری سے پرواز کر گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی برکت سے مزید انفرادی کوشش جاری رہی اور 2003ء میں میرے تایا زاد بھائی خاندان کے تقریباً 12 افراد سمیت مسلمان ہو گئے۔ میری بچوں کی والدہ اپنے قادیانی رشتے داروں میں امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے رسائل تقسیم کرتی رہتی ہیں اس کی برکت کئی خواتین اسلام قبول کر چکی ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

### (3) گونگا قادیانی

صوبہ پنجاب کے شہر خوشاب میں ایک کونگے بہرے اسلامی بھائی جو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی برکت سے گناہوں سے تائب ہو کر نیکیوں کی راہ پر گامزن ہو چکے تھے۔ اُن کے گھر کے قریب ایک کونگے بہرے شخص کی رہائش تھی جو قادیانی تھا۔ یہ ”ٹھوہی اسلامی بھائی“ اُس کونگے قادیانی سے ملاقات کر کے اشاروں کی زبان میں انفرادی کوشش کرتے ہوئے راجہ حق کی دعوت پیش کیا کرتے اور اسے سمجھاتے کہ دینِ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائیاں پوشیدہ ہیں اور حقیقی قلبی سکون بھی اسی مذہب حق کی قبولیت میں ہے۔ وہ کونگا قادیانی دعوتِ



اسلامی کے کوٹے مبلغ کی پُر تاثیر اصلاحی باتوں میں دلچسپی تولیتا مگر کوئی واضح جواب نہ دیتا۔ وہ (کونگا قادیانی) کچھ دنیوی مسائل کی وجہ سے بہت پریشان تھا اور سکون کی تلاش میں تھا۔ اسی دوران دعوتِ اسلامی کے کوٹے مبلغ نے اسے دعوتِ اسلامی کے بین الاقوامی تین روزہ سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی دعوت دی۔ جسے اس نے قبول کر لیا۔ جب وہ ”کونگا قادیانی“ مدینہ الاولیاء (مکّان شریف) دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کے لئے صحرائے مدینہ پہنچا تو ہر طرف سبز سبز علامہ شریف کی بہاریں اور دُرود و سلام کی صدائیں تھیں، الغرض ایک عجیب روح پرور سماں تھا۔ یہ مناظر دیکھ کر وہ کونگا قادیانی اس مدنی ماحول سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے وہیں اجتماع میں اپنے باطل مذہب قادیانیت سے توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور فتحِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ سے مرید ہو کر ”عطاری“ بھی بن گیا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

#### (4) بال بال بچ گیا

مدنی تربیت گاہ باب المدینہ (کراچی) سے ایک مدنی قافلہ 3 دن کیلئے باب المدینہ کے اطراف میں واقع ایک کوٹھ میں پہنچا۔ اس مدنی قافلے میں دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے ایک رکن بھی شامل تھے۔ تیسرے اور آخری دن جب دوپہر کے کھانے سے پہلے سیکھنے سکھانے کا حلقہ لگایا تھا تو ایک نوجوان مسجد میں آیا اور کہنے لگا کہ ”مجھے کچھ پوچھنا ہے۔“ چنانچہ دو اسلامی بھائی اسے ایک طرف لے گئے۔ اس نوجوان نے کہا: ”میں مسجد کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ یہاں ایک قافلہ آیا ہوا ہے، ان سے معلومات حاصل کرنا ہوں کہ مسلمانوں اور قادیانیوں میں کیا فرق ہے؟“ پھر اس نے بتایا کہ ”میری معلومات کے مطابق قادیانی بھی ہماری ہی طرح ہوتے ہیں، دونوں کے پاس ایک جیسا قرآنِ پاک ہے، ان کی تمام عبادتیں ہماری عبادتوں کی مثل ہیں۔ میرے کافی دوست اس طرف (قادیانیوں کی طرف) مائل ہو چکے ہیں اور میں بھی پچھلے ہفتے قادیانی بننے کے قارم پر سائن کرنے والا تھا مگر کسی وجہ سے نہیں کر سکا، اب آپ مدنی قافلے والے مجھے صحیح معلومات فراہم کریں کہ مسلمان اور قادیانی میں کیا فرق ہے؟“ اس نے مزید بتایا کہ، ”میں ان کی عبادت گاہ میں بھی جا چکا ہوں، میرے پاس ان کی بہت کتابیں بھی ہیں، میرا یہ ذہن بتایا گیا ہے کہ نمازیں پانچ نہیں ہوتیں بلکہ تین ہوتی ہیں جو تین منٹ میں ادا کی جاسکتی ہیں۔“ اس کی بات سننے کے بعد اسلامی بھائیوں نے اُسے سمجھانا شروع کیا۔ کچھ ہی دیر کی انفرادی کوشش کے بعد



الحمد لله عَزَّوَجَلَّ! اس نے توبہ کر کے دوبارہ کلمہ پڑھا اور عطارِی سلسلہ میں بھی داخل ہو گیا۔  
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆



مرزا سرور احمد (موجودہ سربراہ قادیانی جماعت) کے بھائی  
 شیخ مرزا راحیل احمد کا قبول اسلام  
 انٹرویو: امانت علی چودھری

### دین اسلام کا زندہ معجزہ

”دنیا کفر میں دراڑیں مرزا غلام احمد قادیانی کا پوتا مرزا بشیر الدین کا بیٹا اور موجودہ قادیانی گروہ کے خلیفہ مرزا سرور احمد کے بھائی شیخ مرزا راحیل احمد نے اسلام قبول کر لیا۔“ (روزنامہ نوائے وقت لاہور 28 جمادی الثانی 1424ھ 27 اگست 2003)  
 (انجمن تحفظ تاجدار ختم نبوت پاکستان (ہیڈ آفس پک سکندر نمبر 30) تحصیل کھاریاں ضلع کجرات)

شیخ راحیل احمد وہ خوش نصیب انسان ہیں جو حال ہی میں قادیانی مذہب سے تائب ہو کر حلقہ یگوش اسلام ہوئے ہیں وہ پچھلے چودہ سال سے کولون (جرمنی) میں اپنے خاندان کے ساتھ رہائش پذیر ہیں۔ جشن عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب میں شرکت کیلئے وہ ڈنمارک تشریف لائے تو ہم نے ماہنامہ وطن نیوز کے لیے ان کا انٹرویو کیا جو قارئین وطن نیوز کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

شیخ راحیل احمد 1947ء یعنی تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے وقت قادیان (ہندوستان) میں ایک قادیانی خاندان میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد ان کا خاندان کو جرنوالہ میں منتقل ہو گیا۔ جب جماعت احمدیہ نے ربوہ کی زمین حاصل کر لی تو ان کے خاندان نے مستقل طور پر ربوہ میں رہائش اختیار کر لی۔ شیخ راحیل احمد نے میٹرک تک تعلیم ربوہ میں حاصل کی اور کراچی سے بی اے کا امتحان پاس کیا انہوں نے چالیس سال تک پاکستان (ربوہ) میں مختلف عہدوں مثلاً نائب قائد، معتمد مجلس وغیرہ پر جماعت احمدیہ کے لیے خدمات انجام دیں۔

شیخ راحیل احمد جب ڈنمارک تشریف لائے تو چیف ایڈیٹر ماہنامہ وطن نیوز ڈنمارک امانت علی چودھری نے ان سے انٹرویو کیا۔ جب ان سے حلقہ اسلام میں داخل ہونے اور قادیانی مذہب سے تائب ہونے کا سبب پوچھا گیا تو وہ یوں کہہ پڑے! میرے دادا مرزا غلام احمد کے پیروکار تھے اس طرح سے میں پیدائشی قادیانی تھا اور میری تعلیم و تربیت بھی اسی ماحول میں ہوئی لیکن کچھ عرصہ سے میں اپنے لاشعور میں ایک خلا محسوس کرتا تھا جیسی اور دلی اطمینان اور سکون نہیں تھا ایسا لگتا تھا کہ جیسے مجھ سے کوئی چیز چھن گئی ہے انہوں نے بتایا کہ میری زندگی میں اچانک یہ موڑ نہیں آیا

اس کے لیے مجھے بہت لمبا راستہ طے کرنا پڑا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے باریک بینی کیساتھ مرزا غلام احمد کی تصنیف کردہ کتب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ میں مطالعہ کیساتھ ساتھ مختلف لوگوں کیساتھ مکالمہ بازی بھی کرتا رہا انہوں نے کہا کہ یہ بات سچ نہیں ہے کہ میں کسی عالم دین کی تقریر و تحریر سے متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوا ہوں بلکہ اس گھڑی تک پہنچنے کے لیے میں نے پورے چھ سال تک مرزا کی کتابوں اور احمدی لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے۔ میں جوں جوں مطالعہ کرتا جاتا تھا میرے سامنے مرزا غلام احمد کے جھوٹ کے پردے ہوا ہوتے چلے گئے۔ آخر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ جس اسلام کا احمدیہ پلیٹ فارم سے پرچار ہو رہا ہے دراصل یہ صحیح نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ اسلام کے بنیادی اصولوں سے انحراف کر رہی ہے۔

شیخ راحیل نے کہا! جب میں نے یہ پڑھا کہ مرزا غلام احمد اپنی عمر کے باون سال تک حیات مسیح اور رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر یقین اور اعتقاد رکھتے آئے تھے اور حضور ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والے کو کافر کہتے آئے ہیں تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ان کا دوغلا پن اور قول و فعل میں صریح تضاد ہے شیخ صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب کی اپنی تحریروں میں بہت زیادہ تضاد پایا جاتا ہے انہوں نے اپنی تصنیف براہین احمدیہ میں لکھا ہے! میں نے اللہ تعالیٰ کے اشارے اور قرآن کے مطابق خود کو معلم اور مجدد لکھا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں لیکن گیارہ سال بعد ان کو دوبارہ الہام ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اگر ہم ان کی دونوں اطلاعیں صحیح مان بھی لیں تو پھر اس گیارہ سالہ عرصہ میں وہ کب فوت ہوئے تھے؟ اور اگر عیسیٰ علیہ السلام پہلے ہی وفات پا چکے ہیں تو مرزا صاحب کا دعویٰ جو انہوں نے خدا کے اشارے اور الہام کے تحت براہین احمدیہ میں لکھا ہے غلط ہے۔ یعنی ان کے دونوں دعوؤں میں سے ایک ضرور غلط ہے۔

راحیل صاحب سے پوچھا گیا کہ آیا کوئی شخص قدم بقدم مرحلہ وار ترقی کرتے ہوئے نبوت کے منصب تک پہنچ سکتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جس کسی کو بھی نبوت ملتی ہے وہ پیدائشی نبی ہوتا ہے بلکہ اس کا فیصلہ عالم ارواح میں ہو چکا ہوتا ہے لیکن مرزا صاحب کا مسئلہ یہ ہے کہ پہلے وہ مناظر اسلام کے طور پر مشہور ہوئے بعد میں معلم، مجدد، مہدی اور پھر مثیل مسیح کا دعویٰ کر دیا اور پھر تھوڑے ہی عرصہ بعد وفات مسیح کا دعویٰ کرتے ہوئے مسیح موعود کے منصب پر براجمان ہو گئے اس کے بعد ان کو روکنے والا کون تھا وہ بروزی نبی، ظلی نبی سے ہوتے ہوئے (نعموذا اللہ) محمد ﷺ اور تجاوز کرتے کرتے حضور ﷺ سے بھی بڑا اپنا مرتبہ بتانا شروع کر دیا اور یہاں تک کہ خدائی کے دعوے تک جا پہنچے۔



شیخ رحیل احمد صاحب سے جب دریافت کیا گیا کہ مرزا صاحب کو نبوت کی پٹری پر کس نے ڈالا؟ تو انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد بیمار انسان تھا وہ مرق، مایٹھو لیا اور سٹیر یا جیسے موذی امراض میں مبتلا تھا۔ اس قسم کے آدمی کے دعوے تو خدائی تک بھی پہنچ جاتے ہیں جو انہوں نے کیے جب ایک بار دعوے کرتے چلے گئے اور سب حدوں کو پھلانگ گئے اور مرزا صاحب نے جو زبان درازی اہل بیت، امہات المؤمنین اور خلفائے راشدین کے بارے میں کی۔ میری زبان وہ الفاظ ادا کرنے سے قاصر ہے۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ یہ انگریزوں کا لگایا ہوا پودا ہے؟ تو شیخ صاحب نے کہا کہ دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کو استعمال کیا اور اپنا اپنا قاعدہ اٹھایا ہے۔

جب شیخ رحیل احمد سے جماعت احمدیہ کے ماننے والوں کی تعداد کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ جماعت کا تو دعویٰ ہے کہ انکی تعداد ۲۰ ملین ہے لیکن یہ سفید جھوٹ کے سوا اور کچھ نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ جماعت احمدیہ غریب ممالک یعنی افریقہ میں اپنا پیسہ خرچ کر کے وہاں کے غریب عوام کو اپنے ساتھ ملاتی ہے یعنی انکی ضروریات کو کیش کیا جاتا ہے اس وقت ان کی تعداد افریقہ کے علاوہ جزائر مغرب الہند (انڈونیشیا) میں زیادہ ہے ان کا یہ دعویٰ ہے کہ جرمنی میں انکی تعداد ایک لاکھ ہے لیکن یہ بھی جھوٹ ہے ایک لاکھ تو درکنار ایک ہزار بھی نہیں ہے۔

شیخ رحیل احمد نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کا باقاعدہ دفتر اسرائیل میں بھی موجود ہے جب کسی بھی سرمایہ کار کا تقرر اسرائیل میں ہوتا ہے تو وہ اپنے کاغذات اسرائیل کے وزیراعظم کو پیش کرتا ہے جماعت احمدیہ یہودیوں کیساتھ پورا پورا تعاون کر رہی ہے اور اس کے صلے میں وہ بھی ہر ممکن مدد کرتے ہیں۔

جب ان سے یہ دریافت کیا گیا کہ جماعت احمدیہ کوئی خطہ زمین حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے جہاں ان کی اپنی حکومت ہو؟ تو شیخ صاحب نے بتایا کہ یہ ان کی دیرینہ خواہش چلی آرہی ہے کہ کسی خطہ میں انکی اپنی حکومت ہو اس کے لیے انہوں نے بہت پاپڑ بیلے ہیں۔ جماعت احمدیہ نے اقتدار کی خاطر سنی گال میں فوجی انقلاب کی کوشش بھی کی ہے۔ وہ اپنی حکومت کے لیے ہر حربہ استعمال میں لا رہے ہیں۔ ایسی ہی کوشش افریقہ میں بھی کی جا رہی ہے شیخ صاحب نے کہا کہ قادیانیوں کو ربوہ میں صرف ۱۲ مربع میل کا علاقہ ملا وہاں پر انہوں نے کوٹنا ظلم ہے جو رو انہیں رکھا۔ لوگوں کی عزتوں کے سودے کیے گئے، وہاں کے باشندوں کیساتھ غلاموں سے بدتر سلوک کیا گیا اگر وہاں پر یہ عالم تھا تو اگر ان کو کہیں حکومت مل گئی تو وہ دنیا کی تاریخ کا سیاہ دن ہوگا۔

جماعت کے چندے کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ وہ صرف ایک چندہ وصول نہیں کرتے چندے کی بہت سی مددات ہیں سب سے پہلے تو ہر کسی کو اپنی آمدنی کا 1/16 حصہ چندہ دینا ہوتا ہے پھر اگر کسی نے بہشتی مقبرہ میں

دن ہونے کی وصیت کی ہوئی ہے تو وہ شخص 10/1 حصہ مزید ادا کریگا۔ یہ بنیادی چندہ ہے اس کے علاوہ پچاس سے زائد ایسی مدات ہیں مثلاً بچوں کی تنظیم، بچوں کی تنظیم، نوجوانوں، عورتوں، بوڑھوں وغیرہ کی تنظیمات اور دیگر بہت سی جگہیں اور تنظیمات ہیں جہاں چندہ اکٹھا کیا جاتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ذرا خیال کریں کہ اگر خاندان کا صرف ایک ہی فرد کمانے والا ہو تو اس پر چندے کا کتنا بڑا بوجھ ہوگا جب چندے کے مصرف کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ تو جماعت کے بڑے بڑے عہدیدارین کو بھی معلوم نہیں ہے کہ چندہ کہاں استعمال ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ یہ ایک ایسا مافیا ہے جس نے سادہ لوح لوگوں کو اس طرح پیناٹا کر کیا ہوا ہے کہ آنکھیں بند کیے عمل کیے جارہے ہیں۔ شیخ رحیل نے بتایا کہ ان بڑوں کی بڑی بڑی قمیص سوئٹزرلینڈ کے بنکوں میں جمع ہیں اور جو یہ کہتے ہیں ہم سود نہیں کھاتے ذرا بتائیں تو سہی کہ ان قوم کا سود کہاں جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ میں کوئی جمہوریت یا مشاورت نہیں ہے۔ جماعت کے سربراہ اور اس کے خاندان کے چند افراد ہی سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ جمع ہونے والی ساری دولت چند ہاتھوں میں ہے اور یہ لوگ مرزا غلام احمد کی ہوشیاری، چالاکی یا جو بھی نام دے لیں کو بڑی ہوشیاری سے جاری رکھے ہوئے ہیں اور انہوں نے لاکھوں معصوم لوگوں کا مہینہ واداش کیا ہوا ہے۔

شیخ رحیل احمد سے جب سوال کیا گیا کہ آپ کے بیوی بچے بھی آپ کے ساتھ مسلمان ہوئے ہیں تو انہوں نے کچھ یوں بتایا کہ میرے اعلان کے بعد بچے تو فوراً تیار ہو گئے لیکن میری زوجہ کچھ متذبذب کا شکار تھی کہ مدت سے ہمارے آباؤ اجداد احمدیت سے منسلک چلے آ رہے ہیں اس لیے ہمیں یہ مذہب نہیں چھوڑنا چاہیے کیا یہاں پر بھی تاریخ دہرائی جا رہی تھی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے کفار مکہ کے سامنے دین اسلام کی دعوت رکھی تو وہ بھی بول اٹھے کہ ہمارے آباؤ اجداد صدیوں سے جس مذہب کو مانتے چلے آ رہے ہیں کیا آپ ہمیں اس سے منحرف کرنا چاہتے ہیں تو یہی بات اب ہمارے گھر میں ہو رہی تھی میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں تو کل اسلام میں داخلے کا اعلان کرنے والا ہوں آپ کی مرضی میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا۔ رات کو میری بیوی نے جائے نماز بچھائی اور اللہ تعالیٰ سے رورو کر دعا کرنے لگی کہ خدا یا میرا شوہر احمدیت کو چھوڑ کر گمراہ ہو رہا ہے اس کو بچائیں۔ جب وہ بیدار ہوئی تو میں مسجد میں اسلام قبول کرنے کی تیاری میں مصروف تھا تو اس نے کہا کہ ٹھہریں میں بھی آپ کے ساتھ ہی جا رہی ہوں میں نے پوچھا کہ یہ تبدیلی کیسے؟ تو اس نے جواب دیا کہ جب میں روتے روتے مصلے پر سو گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں آپ اور ہماری بیٹی ہم تینوں ایک مسجد کے قریب کھڑے ہیں جس کی چھت سرکنڈوں اور گھاس پھوس کی بنی ہوئی ہے ہم نے اس چھت کو لپیٹ کر نیچے پھینکا تو اس کے نیچے جو چھت تھی وہ چاندی کی طرح سفید خوبصورت اور پکی اینٹوں کی بنی



ہوئی تھی کو یا معلوم ہوا کہ احمدیت کی چھت ناپا سیدار اور گھاس پھوس سے بنی ہوئی ہے اور جو اصل مضبوط چھت ہے وہ اسلام کی چھت ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے شرح صدر عطا فرمائی اور صبح تک وہ ہر قسم کے شکوک و شبہات سے نکل چکی تھی اور رسول اللہ ﷺ کی محبت پہلے سے کہیں بڑھ کر ہمارے دلوں میں موجزن ہو چکی ہے یہ اسی محبت رسول ﷺ کا فیض ہے کہ آج میں ڈنمارک میں متعدد جگہوں پر عید میلاد النبی ﷺ کی روحانی محافل میں شمولیت کر کے نعمتوں اور برکتوں کو سمیٹ رہا ہوں اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

شیخ راہیل احمد سے جب پوچھا گیا کہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اب آپ کے کیا ارادے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یورپ میں ایک بڑی لائبریری اور لیسرچ سنٹر قائم کیا جائے جہاں پر ہر قسم کی کتب کا ذخیرہ ہو اس لیسرچ سنٹر میں قرآن پاک کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جائے انہوں نے بتایا کہ جرمنی میں میری اپنی ذاتی لائبریری میں ساڑھے تین ہزار کتابیں موجود ہیں اس قائم ہونے والی لائبریری میں میں اپنی ساری کتابیں عطیہ کر دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ لائبریری اور لیسرچ سنٹر کسی شخص کی ملکیت نہیں ہوگا بلکہ وہ صرف رسول اللہ ﷺ کی ملکیت ہوگا۔

شیخ راہیل نے کہا کہ اب میں چاہتا ہوں کہ اسلام کی اس قدر خدمت انجام دوں کہ اللہ تعالیٰ جو غفور الرحیم ہے میرے سابقہ گناہ معاف فرمادے میں قادیانیت کے خلاف کام کر کے اپنے نئے پرانے ساتھیوں کو اس لادینی حملے سے بچانا چاہتا ہوں۔

شیخ راہیل سے جب پوچھا گیا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد خود کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ اب خود کو ہلکا پھلکا پر مسرت اور خوش بخت انسان محسوس کرتا ہوں ایسے لگ رہا ہے کہ مجھے ایک جبری غلامی سے نجات حاصل ہوئی ہے اور اب رسول اللہ ﷺ کی صحیح اتباع میں آنے والا خوش نصیب آزاد انسان ہوں جب سے میں دائرہ اسلام میں داخل ہوا ہوں مجھے اتنی زیادہ محبت ملی ہے جس کا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

آخر میں جب راہیل صاحب کو کہا گیا کہ مسلمانوں اور وطن نیوز کے قارئین کو آپ کیا پیغام دینا چاہتے ہیں تو وہ یوں کو یا ہوئے کہ مرزا غلام احمد کی زندگی کا ٹھنڈے دل و دماغ کیساتھ مطالعہ کریں ایک غیر جانبدار انسان کے ناظران کی زندگی کے پورے حالات و واقعات پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کے سامنے اصل حقیقت کھل کر واضح ہو جائے گی میں اپنے سابقہ قادیانی ساتھیوں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے لیے لکیر کے فقیر نہ بنیں جاہلیت کا دور ختم ہو چکا ہے آنکھیں بند کیے اندھیروں کی جانب سفر نہ کریں قرآن پاک کا غیر جانبداری سے مطالعہ



کریں مرزا کی ان کتابوں کا بھی مطالعہ کریں جو نظروں سے اوجھل کر دی گئی ہیں سچ اور جھوٹ کھل کر آپ کے سامنے آجائے گا۔

مسلمانوں سے درخواست ہے کہ نفرت سے کام نہیں چلے گا قادیانیوں کیساتھ سماجی رابطے قائم رکھیں نفرت مریض سے نہیں مرض سے ہونی چاہئے ایک وقت آ جاتا ہے کہ علاج سے مریض صحت یاب ہو جاتا ہے میری مثال آپ کے سامنے ہے۔ ان کے سامنے دلیل، حکمت، تدبیر اور دلائل کیساتھ اپنا موقف پیش کریں وہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ کسی کے جھوٹے خدا کو بھی گالی نہ دونا کہ وہ تمہارے سچے خدا کو برا بھلا نہ کہہ سکے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے مرزا صاحب کو ہر ہر کوشش سے سٹڈی کیا ہے تب جا کر کہیں باطل سے متائب ہو کر دارہ اسلام میں عافیت اور پناہ حاصل کی ہے۔

آخر میں شیخ راحیل احمد صاحب نے بتایا کہ میرا ایک پرانا دوست ہے جو مسلمان ہے اور اسکا نام جمشید بھٹی ہے وہ کراچی میں ایک فرم میں انجینئر ہے جمشید موضع کھرانہ ضلع کجرات کا رہنے والا ہے وہ گزشتہ 37 سالوں سے میرے پیچھے لگا ہوا ہے کہ مسلمان ہو جاؤ اب جب کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں تو وہ خوشی کے مارے دھاڑیں مار مار کر رونے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دوست کو گمراہی کی گدال سے نکال لیا ہے۔ یہ میں نے اس لیے بتایا کہ غور کریں میرا دوست کب سے میرے لیے پریشان تھا اس نے مجھ سے نفرت نہیں کی آج ہماری محبت اور پیار کا انداز کیا ہو گا یہ آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

## ہیرا پھیری نہیں چلے گی (مبشر کی آپ بیتی)

علامہ مفتی پیر سائیں غلام رسول قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں ایک روایتی قادیانی تھا۔ قادیانیوں کے گھریبید اہوا لہذا مجھے اتنا ہی پتہ تھا کہ ہم احمدی ہیں۔ میں تھوڑا بڑا ہوا تو سکول کے لڑکے مجھے قادیانی کہتے تھے اور مجھ سے دور دور رہتے تھے۔ ایک دن میں نے اپنی امی کو بتایا کہ لڑکے مجھے قادیانی کہتے ہیں۔ امی یہ قادیانی کون ہوتے ہیں؟ امی نے مجھے سمجھایا کہ بیٹا ہم لوگ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں۔ ہم انہیں اللہ کا نبی مانتے ہیں۔ ان کی وجہ سے یہ لوگ ہمیں قادیانی کہتے ہیں۔ بعض لوگ ہمیں مرزائی بھی کہتے ہیں۔

وقت گزرتا گیا اور ہائی سکول تک میرے خلاف کوئی خاص محاذ آرائی نہیں ہوئی۔ جب میں کالج گیا تو وہاں کے لڑکوں کی عادت مختلف تھی۔ کسی کا تعلق کسی مذہبی تنظیم سے تھا اور کسی کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے تھا۔ کسی کو اپنے کام سے کام تھا اور کوئی مذہبی بحث مباحثے میں حصہ لیتا تھا۔ کالج کے بعض لڑکوں میں مروت اور رواداری بھی پائی جاتی تھی۔ تقریباً یہی صورت حال اساتذہ کی بھی تھی۔ مگر اساتذہ نسبتاً محتاط اور سنجیدہ تھے۔

میں ایسی صورت حال میں اکثر سہا سہا اور الگ تھلگ رہتا تھا۔ ایک مرتبہ گرمیوں کی چھٹیوں میں لڑکوں نے پکنک کا پروگرام بنایا۔ کالج کی روایات کے مطابق نہ کوئی مجھے اس پروگرام سے خارج کر سکتا تھا اور نہ ہی میں خود اس سے نکل سکتا تھا۔ میں نے بھی اپنے حصے کی رقم جمع کرادی۔ ایبٹ آباد کے ایک تفریحی مقام ٹھنڈیانی پر جانے کا پروگرام طے ہوا۔

35 طلباء کا قافلہ ایبٹ آباد کے لیے رخصت ہوا۔ راستے میں بعض نمازی لڑکے ہر نماز کے لیے کوچ رکواتے اور نماز پڑھتے تھے۔ بعض لڑکے نماز نہیں پڑھتے تھے مگر انہیں نماز کے لیے کوچ روکنے پر اعتراض بھی نہیں تھا۔ میں سب لڑکوں کے ساتھ پہلی نماز باجماعت پڑھنے لگا تو ایک لڑکے ناصر نے مجھے پکڑ لیا اور کہا کہ تم قادیانی ہو۔ تم اپنی نماز الگ پڑھو۔ میں نے اپنی نماز الگ پڑھی۔ ناصر ایک نہایت بااخلاق لڑکا تھا، اس کا تعلق ATI سے تھا۔ مگر اس کی یہ حرکت مجھے بہت بری محسوس ہوئی۔

نماز پڑھنے کے بعد جب سب لڑکے گاڑی میں بیٹھے تو ناصر اپنی سیٹ بدل کر میرے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس نے



مجھے کہا مبشر! تمہیں میری بات بری لگی ہوگی؟ میں نے مروت سے کام لیتے ہوئے کہا نہیں، یہ تو آپ لوگوں کا حق ہے کہ کسی کو اپنے ساتھ ملنے دیں یا نہ ملنے دیں۔

ناصر نے کہا: ہم تو چاہتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ اسلام کے دروازے ہر کسی کے لیے کھلے ہیں۔ مگر ہمارے ساتھ ملنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ میں نے کہا میں مسلمان ہی تو ہوں۔ ناصر نے کہا یہ غلط فہمی ہے جو تمہارے ماں باپ نے یا تمہارے مذہبی لیڈروں نے تمہارے دل میں ڈالی ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کسی دوسرے نبی کو ماننے والا مسلمان نہیں ہو سکتا۔ میں نے کہا تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ ناصر نے قرآن کی آیت سنائی جس کا ترجمہ اس نے یہ بتایا کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ میں نے صرف ناظرہ قرآن شریف پڑھا ہوا تھا۔ میں اس آیت سے واقف نہیں تھا۔ آیت سن کر میں چونک گیا۔ لمحے بھر میں میرا بچپن، پرائمری سکول، پھر ہائی سکول اور کالج لائف میرے دماغ میں گردش کر گئی۔ میں نے سن رکھا تھا کہ ہم قرآن اور حدیث کو مانتے ہیں۔

میں نے ناصر سے کہا کہ یہ آیت مجھے دکھاؤ۔ اگلی نماز کے لیے گاڑی رکی تو اس نے مسجد سے مترجم قرآن مجید لیکر جلدی سے مجھے وہ آیت دکھا دی۔ وہ سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۴۰ تھی۔ اس کے نیچے ترجمہ وہی لکھا ہوا تھا جو ناصر نے مجھے زبانی سنایا تھا۔ میں مزید پریشان ہو گیا۔

میں نے کہا میں اس پر تحقیق کروں گا۔ ناصر نے کہا بڑے شوق سے تحقیق کرو مگر صرف قادیانیوں کے پاس جا کر ہی تحقیق نہ کرنا۔ مسلمان علماء کے پاس بھی جانا اور جہاں میری ضرورت ہو مجھے بتانا۔ ورنہ جانبداری تمہیں آنکھیں نہیں کھولنے دے گی۔ ناصر کی بات مجھے معقول لگی۔ میں نے کہا اللہ خیر کرے۔

پکنک سے واپسی پر ناصر میرے ساتھ کھل کر گفتگو کرنے لگا اور میں بھی اس کے ساتھ کافی فری ہو گیا۔ ایک دن ناصر مجھے اپنے کسی عالم کے پاس لے گیا۔ اس عالم نے مجھے ختم نبوت کے موضوع پر اچھے خاصے دلائل فراہم کیے۔ وہ دلائل مختصر ائمہ درجہ ذیل تھے۔

(۱) کسی نبی کے آنے کا مقصد یا تو یہ ہوتا ہے کہ پرانی شریعت کو منسوخ کرے اور اپنی شریعت رائج کرے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت قیامت تک کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: فرما دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (اعراف: ۱۵۸)۔ دوسری جگہ فرماتا ہے: ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے (الانبیاء: ۱۰۷)۔ لہذا یہ شریعت منسوخ نہیں ہو سکتی اور اب کسی نبی کو نئی شریعت



لے کر آنے کی ضرورت نہیں۔

(۲)۔ کسی نبی کے آنے کا دوسرا مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ پہلی شریعت میں کوئی کمی اور کمزوری رہ گئی ہو تو نیا نبی آ کر اسے دور کرے۔

ہمارا دین ایک مکمل ضابطہ حیات اور کامل دین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے دین کا نام اسلام رکھ دیا ہے (المائدہ: ۳)۔ اب بتاؤ کوئی نیا نبی یہاں آ کر کیا کرے گا؟

(۳)۔ اس کے بعد مولانا صاحب نے مجھے وہ آیت بھی سنائی جسے میں ناصر سے سن چکا تھا اور قرآن مجید میں دیکھ چکا تھا۔

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں (احزاب: ۴۰)۔ انہوں نے بتایا کہ اس آیت میں خاتم النبیین کے الفاظ موجود ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ نے خود اس کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے۔ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۹، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۷)۔ (۴)۔ اس کے علاوہ انہوں نے مجھے درجنوں احادیث سنائیں۔ جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

حدیث نمبر ۱:- كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ قَالُوا فَمَاذَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَوَابِعَةُ الْأَوَّلِ فَأَوَّلُ أَعْطَوْا حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ سَأَلَهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۹۱، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۶، مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۰، المستند صفحہ ۶)۔

ترجمہ:- بنی اسرائیل میں لوگوں کی اصلاح کا کام انبیاء کے ذمے تھا۔ ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آ جاتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ بلکہ اب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے۔ فرمایا پہلے کی بیعت بھاؤ پس پہلے کی بیعت بھاؤ۔ تم ان کا حق ادا کرتے رہو۔ اللہ ان سے ان کی رعایا کے بارے میں خود پوچھ لے گا۔

حدیث نمبر ۲:- إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ، وَاجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةٍ مِنْ زَاوِيَةِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَتَعَبُّونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبَنَةُ قَالَ قَالَا اللَّبَنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۱، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۳۸، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۳، المستند صفحہ ۷)۔

ترجمہ:- میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی نے حسین و جمیل محل بنایا ہو مگر کوئی اس میں ایک اعنٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو۔ لوگ آ کر اس محل میں گھوم پھر کر دیکھتے ہیں اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک اعنٹ کی جگہ کیوں خالی ہے۔ بس میں وہ آخری اعنٹ ہوں۔ اور میں خاتم النبیین ہوں۔

حدیث نمبر 3:- سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۹، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۷)۔

ترجمہ:- میری امت میں تیس جھوٹے شخص ہوں گے، ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث نمبر 4:- إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۳، المستند صفحہ ۷)۔

ترجمہ:- بلاشبہ رسالت اور نبوت دونوں منقطع ہو چکی ہیں۔ اب میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔

حدیث نمبر 5:- بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۶۳، مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۰۶، المستند صفحہ ۷)۔

ترجمہ:- میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں (یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں)۔

حدیث نمبر 6:- أَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ وَفِي رِوَايَةٍ لَيْسَ بَعْدَهُ أَحَدٌ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۶۱، المستند صفحہ ۷)۔

ترجمہ:- میں عاقب ہوں، اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو، ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد ایک بھی نہ ہو۔

حدیث نمبر 7:- أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۶، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۳، المستند صفحہ ۲۹)۔

ترجمہ:- اے علی! کیا آپ خوش نہیں کہ آپ میرے وہی کچھ لگتے ہیں جو موسیٰ کے ہارون لگتے تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر 8:- لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۹، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۸، المستند صفحہ ۲۸)۔

ترجمہ:- اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا۔



میں یہ ساری گفتگو سننے کے بعد اپنے گھر گیا۔ میرے والد صاحب نے میرے چہرے کی پریشانی دیکھ کر کہا ”خیر تو ہے آج کچھ پریشان لگ رہے ہو“ میں نے کہا ابو میرے ساتھ ایسے ایسے واقعہ پیش آیا ہے۔ ناصر اور مولوی صاحب کی گفتگو نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ ابو نے کہا دفع کرو۔ یہ مولوی لوگ محض جھگڑا لہوتے ہیں۔ ان کا اخلاق احمدیوں کے اخلاق کا نصف بھی نہیں ہو سکتا۔ میں نے کہا ابو انہوں نے میرے ساتھ کوئی بد اخلاقی نہیں کی، نہ ہی کوئی جھگڑا کیا ہے۔ ویسے یہ بات اخلاق یا بد اخلاقی کی ہے بھی نہیں۔ بات تو دلائل کی ہے۔ میں جو آیتیں اور حدیثیں سن کر آ رہا ہوں آخر ہمارے پاس ان کا کیا جواب ہے؟

ابو نے کہا مجھے لگتا ہے تم گمراہی کی طرف جا رہے ہو۔ میں نے کہا اگر یہ گمراہی ہے تو مجھے ضرور اس سے بچائیے۔ مولوی صاحب کے سوالوں کے صحیح جواب مل جائیں تو میں یقیناً اس گمراہی سے بچ جاؤں گا۔ میرے ابو کے پاس بھی اس موضوع پر کوئی خاص معلومات نہیں تھیں۔ ابو نے مجھے احمدیت کے یہ دور سائل پڑھنے کو دیے۔

(۱)۔ آیت خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ کا مسلک (۲)۔ وصال ابن مریم۔

لیکن یہ بات مجھے فوری طور پر کھٹک رہی تھی کہ یہ کتابیں مرزا صاحب کی اپنی لکھی ہوئی نہیں تھیں۔ پھر بھی میں نے ان رسائل کا غور سے مطالعہ کیا مگر مولوی صاحب کے سیدھے سیدھے سوالوں کے جواب ان میں نہیں تھے۔ میں نے یہ بات ابو کو بھی بتائی۔ ابو مجھے احمدیہ بیت الحمد میں ایک مربی صاحب کے پاس لے گئے۔

مربی صاحب ہمیں کھڑے ہو کر ملے اور خیریت پوچھنے کے بعد چائے کا آرڈر دے دیا۔ ابو نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ اسے کچھ سمجھائیں، میں اس کے بارے میں کافی متفکر ہوں۔ مربی صاحب نے مجھ سے پوچھا کیا بات ہے بیٹا؟ میں نے کہا فلاں مولوی صاحب نے مجھے قرآن شریف سے یہ آیات دکھائی ہیں۔ یہ یہ حدیثیں بھی دکھائی ہیں۔ جن سے بظاہر تو حضرت محمد ﷺ کا آخری نبی ہونا ظاہر ہو رہا ہے۔ میرا ذہن بالکل خالی ہے۔ آپ مجھے ان باتوں کے جواب سمجھا دیں میں بڑے آرام سے مطمئن ہو جاؤں گا۔

مربی صاحب نے کہا جماعت احمدیہ پوری دنیا میں وسیع پیمانے پر کام کر رہی ہے۔ دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں ہمارے مراکز قائم ہیں۔ ٹی وی اور انٹرنیٹ پر ہمارا کام نہایت منظم طریقے سے جاری ہے۔ انفرادی طور پر ہمارے مبلغین زبردست کام کر رہے ہیں۔ اور لوگ دھڑا دھڑا سلسلہ احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔

میں نے کہا یہ بڑی اچھی باتیں ہیں مگر یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔ (غیر متعلقہ گفتگوں کر میں تھوڑا سا بور ہوا)۔ میں نے کہا یہ سارے کام دنیا کے تمام مذاہب کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ میرے کالج میں کئی مذہبی تنظیمیں بھی اپنے



اپنے طرز پر کام کر رہی ہیں۔ اور غیر احمدی علماء کی وی اور میڈیا پر چھائے ہوئے ہیں۔ مکہ اور مدینہ دونوں غیر احمدیوں کے قبضے میں ہیں۔ دنیا بھر میں غیر احمدیوں کی بے شمار حکومتیں قائم ہیں۔ جبکہ ہماری اذان اور لٹریچر پر بھی پابندی ہے۔ سو سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود پوری دنیا میں ہماری ایک آزاد سلطنت بھی قائم نہیں ہو سکی۔

مرہی صاحب میری بات کو کاٹتے ہوئے میرے ابو سے مخاطب ہو کر بولے آپ کا بچہ بری صحبت سے متاثر ہو چکا ہے۔

میں نے کہا آپ میرے سوال کا جواب دے دیں۔ بری صحبت کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔ مرہی صاحب نے کہا کہ ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں کہ اھلنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم یعنی اے اللہ ہمیں سیدھی راہ دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا۔ جن پر انعام ہوا وہ چار قسم کے لوگ ہیں۔ نبی، صدیق، شہید اور صالح۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم لوگ صالحین کی راہ پر چل کر صالح بن سکتے ہیں، شہداء کی راہ پر چل کر شہید بن سکتے ہیں۔ صدیقین کی راہ پر چل کر صدیق بن سکتے ہیں تو پھر نبیوں کی راہ پر چل کر نبی کیوں نہیں بن سکتے؟ ہیرا پھیری نہیں چلے گی:

میرے انداز گفتگو میں کچھ جسارت سی آگئی۔ میں نے کہا مرہی صاحب! میں ایک سیدھا سادا طالب علم ہوں۔ میں نے آپ کے سامنے حدیثوں کے صاف الفاظ بیان کیے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ کیا یہ الفاظ غلط ہیں؟ پھر یہ بھی بتائیں کہ کیا کسی آیت میں یا کسی حدیث میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ محمد ﷺ آخری نبی نہیں ہیں۔ یا آپ ﷺ کے بعد نبوت جاری ہے؟ صاف الفاظ کا جواب صاف الفاظ سے دیجیے۔ ہیرا پھیری سے نہیں۔ اب ایک طرف صاف الفاظ ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ دوسری طرف آپ دو مختلف آجوں کو جوڑ کر ”چونکہ چنانچہ“ کے ذریعے ایک نتیجہ پیدا کر رہے ہوں تو بتائیے میں کس طرف جاؤں؟

مرہی صاحب نے کہا چلیے اگر آپ کے سوال کا جواب میں نہیں دے رہا تو آپ ہی میرے سوال کا جواب دے دیجیے۔

میں نے مرہی صاحب سے پوچھا: کیا کسی آیت یا حدیث میں ہے کہ آئندہ کوئی صالح نہیں ہو گا یا آئندہ کوئی شہید نہیں ہو گا یا آئندہ کوئی صدیق نہیں ہو گا؟

میں نے صاف محسوس کیا کہ میرے سیدھے سے سوال سے مرہی صاحب اچھے خاصے پریشان ہو گئے۔ کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر میں نے اپنا سوال دوبارہ دیا۔ میں نے کہا میری راہنمائی کریں۔ جس طرح حدیث میں ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اسی طرح اگر کسی حدیث میں ہو کہ میرے بعد کوئی صدیق، شہید اور صالح نہیں۔ تو وہ حدیث مجھے دکھائیے۔ میرا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اتنے میں چائے آ گئی۔ چائے کے دوران مرہی صاحب سے ملنے دو آدمی آ گئے۔ معلوم ہوا کہ وہ دونوں بھی مرہی تھے۔ مرہی صاحب نے میرا ان سے تعارف کروایا اور میرا یہی سوال ان کے سامنے رکھ دیا۔ ان دونوں نے کہا یہ لڑکا گمراہ ہو رہا ہے۔ اسے دوسرے کالج میں داخل کروادیں۔ میں سمجھ گیا کہ میرے سوال کا جواب صرف ایک مرہی نہیں بلکہ اس پورے مذہب کے پاس ہی نہیں ہے۔

ایک مرہی صاحب نے کہا کہ اگر حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب قیامت کے قریب دوبارہ آئیں گے تو اس وقت ختم نبوت کا کیا بنے گا؟ اگر حضرت عیسیٰ نبی کی حیثیت سے آئیں گے تو حضرت محمد ﷺ آخری نبی نہیں رہیں گے اور اگر حضرت عیسیٰ نبی کی حیثیت سے نہیں آئیں گے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ایک نبی سے اس کی نبوت چھین لی گئی۔

میں نے نہایت معذرت سے کہا کہ آپ پھر ہیرا پھیری سے کام لے رہے ہیں۔ میں آپ سے ایسی آیت یا حدیث پوچھ رہا ہوں جس میں ہو کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی نہیں۔ آپ کبھی اهلنا الصراط المستقیم پڑھ دیتے ہیں اور کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لے آتے ہیں۔ یہ جو کچھ آپ بیان کر رہے ہیں یہ محض کھینچا تانی ہے۔ اس طرح کی اٹکل سے تو بہت کچھ ثابت کیا جاسکتا ہے۔ میں نے آپ کو حدیث دکھائی ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ وہ حدیث دکھائیں جس میں اسی طرح صاف الفاظ ہوں کہ آپ ﷺ آخری نبی نہیں۔

مرہی نمبر ایک نے کہا یہ لڑکا اپنی ضد پر اٹک گیا ہے۔ سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہا۔ میں نے قسم کھا کر کہا کہ میں بالکل مخلص ہوں اور میں آپ کی ہر بات کو سمجھ بھی رہا ہوں۔ اول تو آپ میرے اصل سوال کا جواب نہیں دے رہے۔ دوم یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی بات میرے دل کو نہیں لگی۔ اتنا تو مجھ جیسا طالب علم بھی سمجھ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو نبوت پہلے ہی مل چکی ہے۔ اب ان کی دوبارہ تشریف آوری کو ختم نبوت کے خلاف کہنا پہلی ہیرا پھیری سے بھی بڑھ کر ہیرا پھیری ہے۔ میں اپنے ضمیر کے خلاف آپ کی باتوں کی تصدیق کیسے کروں؟ ابو نے کہا مجھے کسی کام سے جانا ہے۔ ہم انشاء اللہ پھر کبھی حاضر ہوں گے۔ ابو نے ان سے اجازت لی اور ہم گھر واپس آ گئے۔

اگلے روز کالج میں میری ملاقات ناصر سے ہوئی۔ میں نے گزشتہ روز کی ساری روئداد ناصر کو سنائی۔ ناصر



مجھے دوبارہ اسی عالم کے پاس لے گیا۔ میں نے ان سے وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد والا سوال پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے ایک طالب علم ہو کر مربی صاحب کو ان کی باتوں کے جواب صحیح صحیح دیے ہیں۔ لیکن میں آپ کو مرزا قادیانی کے ایسے بیانات آنکھوں سے پڑھا سکتا ہوں جن میں انہوں نے صاف لکھا ہے کہ مسیح کی حیات یا وفات کا مسئلہ کوئی اہم مسئلہ نہیں اور اس کا اسلام کی صداقت سے کوئی تعلق نہیں۔ مرزا صاحب کے اصل الفاظ ان کی اپنی کتابوں میں اس طرح ہیں۔

(۱)۔ اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صد ہا پیشینگوئیوں میں سے یہ ایک پیشین گوئی ہے جس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشین گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہ تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا (ازالہ اوہام صفحہ ۶۳)۔

(۲)۔ کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وہی ہے۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی دور کرنے کے واسطے ہے اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور مچا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانے میں اس کا ازالہ کر دیتا (احمدی اور غیر احمدی میں فرق صفحہ ۲)۔

(۳)۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات و حیات پر جھگڑے اور مباہلے کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے (ملفوظات احمد جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ قدیم صفحہ ۷۲)۔

مولوی صاحب نے مرزا صاحب کی اصل کتابیں میرے سامنے رکھ دیں۔ یہ حوالے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے۔

میں نے یہ سب حوالہ جات نوٹ کر لیے اور اگلے روز مربی صاحب کے پاس اکیلا ہی جا پہنچا۔ انہیں یہ حوالہ جات دکھانے کے بعد میں نے پوچھا کہ کیا یہ حوالے درست ہیں؟ مربی صاحب کافی دیر تک خاموش بیٹھے انہیں دیکھتے رہے۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد بولے کہ یہ لوگ ہم سے علمی بحث نہیں کرتے بلکہ حضرت مرزا



صاحب کے حوالوں کا سہارا بہت لیتے ہیں۔ میں نے کہا حضرت مرزا صاحب ہمارے نبی ہیں اگر یہ لوگ ان کی بات ہمارے سامنے رکھیں تو یہ ان کا حق ہے۔ ہمیں اس کا جواب دینا چاہیے یا پھر حضرت مرزا صاحب کی بات ماننی چاہیے۔ میں نہایت معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ دو ملاقاتوں میں آپ کی کوئی بات میرے اندر نہیں اتر سکی۔ اگر یہ لوگ حضرت مرزا صاحب کے بیانات سے ہمیں مطمئن نہ کریں تو آخر کس کا حوالہ ہمارے لیے قابل اطمینان ہوگا؟ لیکن مربی صاحب کے پاس میری ان باتوں کا جواب نہیں تھا۔ مربی صاحب کا ضمیر مجھے مشکوک لگنے لگا۔ اور اس دن پہلی مرتبہ میرا دل باقاعدہ طور پر احمدیت کے بارے میں متذبذب کا شکار ہو گیا۔ کوفت کھا کر مربی صاحب سے اجازت چاہی اور گھر چلا گیا۔

اگلے روز میں ناصر کو ساتھ لے کر اسی عالم کے پاس گیا۔ میں نے ان سے حیات مسیح کا ثبوت مانگا۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا اس آیت سے ثابت ہے۔

یقیناً یہودیوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا (النساء: ۱۵۷-۱۵۸)۔ انہوں نے اس موضوع پر تقریباً ایک سو احادیث بھی دکھائیں جن میں سے چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ عِيسٰى لَمْ يَمُتْ وَاِنَّهٗ رَاجِعٌ اِلَيْكُمْ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَمَةِ یعنی عیسیٰ نہیں مرے بلکہ وہ قیامت سے پہلے پہلے تمہاری طرف واپس آنے والے ہیں (در منثور جلد ۲ صفحہ ۲۶)۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا واقعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو عیسیٰ علیہ السلام اپنے گھر کے چشمے پر نہا کر گھر سے نکلے۔ آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ بار بارہ حواری موجود تھے۔

آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کون چاہتا ہے کہ میری جگہ قتل کیا جائے اور درجہ میں میرے ساتھ رہے۔ اس پر ایک

نوجوان کھڑا ہو گیا اور خود کو اس کام کے لیے پیش کر دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بیٹھ جا اور پھر عیسیٰ علیہ السلام نے

دوبارہ وہی فرمایا۔ پھر وہی نوجوان کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ میں حاضر ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر تو وہی وہ

شخص ہے۔ اس کے فوراً بعد اس پر عیسیٰ علیہ السلام کی صورت ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام مکان کے روشندان

سے آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ یہودی عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لیے گھر میں داخل ہوئے اور اس حواری کو عیسیٰ

سمجھ کر گرفتار کر لیا اور قتل کر کے صلیب پر لٹکا دیا۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے اور بہت سے سلف سے

اسی طرح مروی ہے (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۲۸)۔

(۳)۔ ”اللہ کی قسم تم میں عیسیٰ ابن مریم ضرور نازل ہوگا۔ حکومت کرے گا، عدل کرے گا، صلیب کو توڑ دے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا (یعنی صلیب پرستی اور خنزیر خوری ختم ہو جائے گی) جنگ بند کرے گا (یعنی امن عامہ کی وجہ سے جنگ کی ضرورت ہی نہ رہے گی)، دولت اس قدر بھائے گا کہ اسے کوئی بھی قبول نہ کرے گا۔ نبوت یہاں تک آ جائے گی کہ لوگ ایک سجدہ کرنا دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر سمجھیں گے۔“ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا کہ تمام اہل کتاب اس کی موت سے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۹۰، مسلم جلد ۱ صفحہ ۸۷، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۷، ابن ماجہ صفحہ ۲۹۹، واللفظ للبخاری، المستند صفحہ ۷۵)۔

(۴)۔ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیجے گا۔ وہ دمشق کے مشرقی سفید مینار کے پاس نازل ہوگا۔ اس نے دوزر دچا دریں اوڑھی ہوں گی۔ دفرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوں گے۔ جب اپنے سر کو جھکائے گا تو اس میں سے قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائے گا تو جواہرات جیسے موتی گریں گے۔ اس کے سانس کی ہوا جس کا فرنگ پہنچے گی وہ مر جائے گا۔ وہ دجال کو لڈ کے دروازے کے پاس پکڑ کر قتل کر دے گا (مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۰۱-۴۰۳، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۹، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۷، ابن ماجہ صفحہ ۲۹۷)۔

(۵)۔ يَنْزِلُ آخِي ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ یعنی میرا بھائی ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۸، مجمع الزوائد جلد ۷ صفحہ ۳۳۹، المستند صفحہ ۷۵)۔

اس دفعہ میں نے ناصر کو بھی اپنے ساتھ ہی لیا اور ہم دونوں ربی صاحب کے پاس پہنچ گئے۔ میں نے یہ سارے دلائل ربی صاحب کو دکھائے اور ان کا جواب طلب کیا۔ ربی صاحب نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے سے مراد روحانی مرتبے کا بلند ہونا ہے۔ میں نے کہا یہ کس نے کہا ہے کہ اٹھائے جانے سے مراد روحانی مرتبے کی بلندی ہے؟ وہ آیت دکھائیے یا وہ حدیث دکھائیے۔ ناصر بھی میرے ساتھ ہو کر اسی بات پر ڈٹ گیا کہ مسلمانوں کے پاس صاف الفاظ موجود ہیں کہ ”اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھایا“ اور یہ الفاظ بھی ہیں کہ عیسیٰ نہیں مرا۔ آپ بھی اسی طرح کے واضح الفاظ دکھائیں کہ عیسیٰ کو موت آگئی ہے یا عیسیٰ نہیں اٹھایا گیا یا عیسیٰ نہیں آئے گا۔

صاف لفظوں کا مقابلہ صاف لفظوں سے کیجیے چالاکی سے مت کیجیے اور اگر آپ چالاکی دکھائیں گے تو ہم اسے قبول کیسے کر سکتے ہیں۔

پھر غضب یہ ہے کہ اس چالاکی کی بنا پر آپ کوئی چھوٹا موٹا کام نہیں کر رہے بلکہ اس پر ایک شخص کی نبوت



کھڑی کر رہے ہیں۔

ختم نبوت اور حیات مسیح کے موضوع پر قرآن و سنت سے جتنے دلائل ہم نے آپ کو دکھائے ہیں یہ دلائل اگر قیامت کے دن مسلمانوں نے اللہ کی بارگاہ میں رکھ کر اپنی بے گناہی کا عذر پیش کیا تو یقیناً یہ عذر قبول ہو جائے گا۔ ان دلائل کے ہوتے ہوئے مسلمان اگر کسی نئے نبی کو تسلیم نہ کریں تو آخر ان کا قصور ہی کیا ہے؟

مرہبی صاحب نے کہا آپ خواہ مخواہ بحث کرنے آئے ہیں۔ پہلے تم اکیلے آتے تھے آج تم اپنے ساتھی کو بھی لائے ہو۔ میں نے کہا مرہبی صاحب اللہ کی قسم میں خواہ مخواہ بحث کرنے نہیں آیا بلکہ حق کی تلاش میں آیا ہوں۔

چلیے آپ مجھے قرآن یا حدیث میں یہ لفظ دکھا دیجئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے سے مراد ان کے روحانی درجات کی بلندی ہے؟ میں ادھر ہی بحث ختم کر دوں گا اور اپنے اس دوست کو چھوڑ دوں گا۔

مرہبی صاحب خاموش تھے۔ ناصر نے اپنی جیب سے ایک کاغذ نکالا جس پر مرزا صاحب کی گالیوں کی فہرست تھی۔ یہ فہرست ناصر نے اپنے مولوی صاحب کی لائبریری سے حاصل کی تھی۔ اس فہرست میں لکھا تھا کہ مرزا صاحب نے مختلف لوگوں کو مندرجہ ذیل گالیاں عطا فرمائی تھیں۔

(۱)۔ اے بد ذات فرقہ مولویاں (انجام آتھم صفحہ ۲۱)۔

(۲)۔ خبیث، خبیث گھوڑا، لئیم، بدکارہ کا بچہ، قاسق لعین، شیطان، پاگلوں کا نطقہ، مزور، منحوس، اذیت خیز (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴-۱۵)۔

(۳)۔ تارکِ حیا، دروغ کو، بے شرم، چور، اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ میں رکھ دی، کذاب، ہرقہ کا الزام دینا اور صرفی نحوی غلطی نکالنا کوہ کھانا ہے (نزول مسیح صفحہ ۶۵-۷۲)۔

(۴)۔ ذریعۃ البغایا یعنی کجخیوں کی اولاد (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴)۔

(۵)۔ ہمارے مخالف جنگلوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ گئیں (نجم الہدیٰ صفحہ ۱۵)۔

(۶)۔ جو ہماری فتح کا قائل نہ ہو گا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اسے حرام زادہ بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں (انوار الاسلام صفحہ ۳۰)۔

(۷)۔ اپنی کتاب نور الحق کے صفحہ ۱۱۸ تا ۱۲۴ تک مرزا صاحب نے کسی بے چارے پر پوری ایک ہزار لعنت بھیجی ہے۔ (۱) لعنت، (۲) لعنت، (۳) لعنت۔ غرضیکہ نمبر لگا لگا کر پانچ صفحات پر ایک ہزار لعنت پوری کی ہے۔

ناصر نے یہ فہرست مرہبی صاحب کے سامنے رکھ دی اور پوچھا کیا یہ سچ ہے کہ یہ گالیاں مرزا صاحب نے دی

ہیں اور یہ سب کی سب مرزا صاحب کی کتابوں میں موجود ہیں؟ مربی صاحب نے کہا یہ تمام گالیاں وقت کی ضرورت تھیں۔ اس وقت کے مولویوں نے مرزا صاحب کو گالیاں دی تھیں۔ مرزا صاحب نے جوابی کارروائی کی تھی۔

ناصر نے لاجول پڑھی اور کہا: انبیاء علیہم السلام وقت کی ضرورت کے تحت مختلف معجزات دکھاتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں جادو کے مقابلے پر ید بیضا اور عصا مبارک جیسے معجزات دکھانا وقت کی ضرورت تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طبعیوں کے مقابلے پر بیماروں کو شفا دینا وقت کی ضرورت تھی۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں فصیح و بلیغ شاعروں کے مقابلے پر قرآن جیسے معجزے کی ضرورت تھی۔ یہ گالیاں دینا کون سا معجزہ ہے اور کون سے وقت کی ضرورت ہے؟

اور اگر مخالفین گالیاں دیں تو گالی کا جواب گالی سے دینا کہاں کی نبوت ہے؟ بلکہ یہ تو ایک عام شریف آدمی کو بھی زیب نہیں دیتا کہ گالی کے جواب میں گالی دے۔ شریف لوگ گالی کا جواب دعا سے دیا کرتے ہیں نہ کہ گالیوں سے۔

پھر یہ بھی بتائیے کہ کون سے علماء نے مرزا صاحب کو گالیاں دی تھیں اور کون کون سی گالیاں دی تھیں۔ مرزا صاحب کی یہ مغلظ گالیاں تو ڈکشنری میں بھی نہیں ملتیں۔ یہ تو کوئی خاص وحی معلوم ہوتی ہے جو شیطان اپنے دوستوں کی طرف کرتا ہے۔

ناصر مسلسل بولے جا رہا تھا۔ مربی صاحب نے ناصر کی بات کاٹتے ہوئے کہا کہ قرآن میں بھی گالیاں موجود ہیں۔ قرآن پر اتنا بڑا الزام سن کر میں حیرت میں ڈوب گیا۔ مجھے کچھ یاد نہیں کہ میں نے کس طرح اٹھ کر مربی صاحب کے منہ پر زور سے تھپڑ مار دیا۔ ناصر نے زبردستی کھینچ کر مجھے کرسی پر بٹھایا۔ مربی صاحب کا چھوٹا سا بیٹا ادھر ادھر کھیلتا پھر رہا تھا۔ اس نے زور زور سے امی امی کہنا شروع کر دیا اور بھاگ کر اپنے گھر چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مربی صاحب کا جوان بیٹا وہاں پہنچ گیا۔ اتنے میں ناصر نے معاملہ رفع دفع کرا دیا تھا۔ اور ناصر گفتگو میں مصروف تھا۔ ناصر نے کہا: مربی صاحب قرآن میں گالیاں موجود نہیں ہیں۔ مربی نے کہا قرآن میں ہے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین یہ گالی نہیں تو کیا ہے؟ ناصر نے کہا یہ گالی نہیں بلکہ ایک اصول اور قاعدہ ہے اور اس میں کسی کا شخصی طور پر نام نہیں لیا گیا۔ اور یہ کوئی ماں بہن کی گالی بھی نہیں ہے۔ جبکہ مرزا صاحب کی گالیاں آپ دوبارہ دیکھ لیجیے۔ مرزا صاحب کی گالیوں نے تو ان کی ہر کتاب کو بدبودار کر رکھا ہے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ سے کسی نے کہا کہ ابو جہل پر لعنت بھیجیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں رحمت بنا کر بھیجا گیا



ہوں، لغتیں بھیجنے والا بن کر نہیں بھیجا گیا (مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۹)۔

مرہی صاحب نے کہا کہ قرآن نے ولید بن مغیرہ کو حرام زادہ کہا ہے۔ ناصر نے کہا کہ قرآن نے گالی نہیں دی بلکہ بالکل سچ سے پردہ اٹھایا ہے۔ جب قرآن کی یہ آیات نازل ہوئیں تو ولید بن مغیرہ نکوار لے کر اپنی ماں کے پاس چلا گیا۔ اس نے کہا قرآن میں میرے نو عیب نازل ہوئے ہیں، آٹھ عیب بالکل درست ہیں۔ نویں بات کہ میں حلالی ہوں یا حرامی، یہ تم ہی بتا سکتی ہو۔ سچ بتاؤ ورنہ گردن اڑا دوں گا۔ اس کی ماں نے کہا تمہارا باپ نامرد تھا۔ اور تم فلاں چرواہے کے بیٹے ہو۔ مرہی صاحب اب بتائیے۔ قرآن نے گالی دی یا سچ بتایا؟ مرہی صاحب ایک عالم ہونے کے باوجود دنگ رہ گئے اور خاموشی سے ناصر کا منہ دیکھنے لگے۔

میں وہیں بیٹھے بیٹھے قادیانی سے مکمل طور پر تائب ہو چکا تھا۔ میں نے کہا مرہی صاحب ختم نبوت کے موضوع پر مسلمانوں کے پاس جتنے دلائل موجود ہیں آپ کے پاس ان کے مقابلے پر محض ہیرا پھیری ہے، صحیح جواب نہیں ہے۔

حیات مسیح کے موضوع پر بھی مسلمانوں کے پاس جتنے مضبوط دلائل ہیں ان کے مقابلے پر آپ کے پاس محض چکر بازیاں ہیں، صحیح جواب نہیں۔ اس کے بعد مرزا صاحب کی بد اخلاقی اور ان کی گالیوں کا بھی آپ کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ میں ناصر کے ساتھ اسی عالم دین کے پاس گیا اور قادیانیت سے توبہ کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ الحمد للہ

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

## میرا قبول اسلام اور قادیانیت کی تردید

### عرفان محمود برق

میرا قبول اسلام:

میری حیات مستعار میں ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے کہ جب میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تعریف میں ایک مضمون قلم بند کیا تھا۔ مرزا قادیانی سے میری عقیدت کسی علمی سطح یا حقیقت شناسی کی بناء پر نہ تھی بلکہ محض وراثت کی ایک امدھی تقلید تھی جس نے میری نگاہوں سے تصویر کے دوسرے رخ کو مکمل طور پر چھپا رکھا تھا۔

اُس دور میں مسلمانوں کے عوامی حلقوں سے اکثر یہ باتیں میرے کانوں سے ہوتی ہوئیں آئینہ ذہن سے جا نکراتیں کہ مرزا قادیانی ایک بدسیرت جھوٹا مدعی نبوت تھا جسکی ساری زندگی بدکاریوں اور سیاہ کاریوں کی طہلوں میں پھنسی ہوئی تھی۔ لیکن ان کوش گزاریوں کو میں فراموشیوں کے سپرد کرنا ہی لازم سمجھتا تھا کیونکہ اس طرح معترضین کے اعتراضات زیادہ تر بے بنیاد اور بلا دلیل ہوتے تھے اور اگر کوئی دلیل دی بھی جاتی تو اُن قادیانی کتب سے جن کے نام ہی میں پہلی دفعہ سنتا تھا اس لیے یہ باتیں میری عدم توجہ کا باعث بنتیں۔ تاہم اس سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ میں نے ایک روز انتہائی سوچ بچار کے بعد منصفانہ طریق سے تحقیق کا دامن پکڑنے کا فیصلہ کیا اور اُن کتابوں کی تلاش شروع کر دی جن سے معترضین مرزا قادیانی کے کردار اور اس کی تحریرات پر اعتراضات وارد کرتے تھے اُن کتابوں میں مرزا قادیانی کی اپنی اور اسکے مریدوں کی کتابیں شامل تھیں۔

آخر ایک مدت کی جاں فشانیوں اور عرق ریزیوں کے بعد میں چند کتابیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر خالی الذہن ہو کر مع سیاق و سباق اُن کتب کا مطالعہ کیا گیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ فی الحقیقت اُن کتب کی تحریرات سے یہی عیاں ہوتا تھا کہ مرزا قادیانی انگریز کالے پالک اور جھوٹا مدعی نبوت تھا جس کی شخصیت چال بازیوں، دھوکا دیوں، سیاہ کاریوں اور بہت سی متنی عادات کی گرد سے اٹی ہوئی تھی۔ میں جیسے جیسے مبداء فیاض کی زرہ نوازیوں سے ان حقائق سے آگاہ ہوتا گیا ویسے ویسے مرزا قادیانی سے میری چاہت و رغبت کے تمام بچے اُدھر تے چلے گئے اور آخر ایک دن کچے دھاگے کی طرح ہمیشہ کیلئے ٹوٹ گئے۔ میری گلشن اسلام میں داخل ہونے کی ایک بڑی وجہ میرے وہ خواب بھی تھے جو میری دینی دلچسپی کے لیے چراغ راہ ثابت ہوئے خاص طور پر ایک خواب تو مجھے اس دور میں آیا جب میں تقریباً تیرہ چودہ برس کا تھا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حبیب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے محلے میں تشریف لائے ہیں۔ آپ ﷺ کے ہمراہ آپ کے چند صحابہ کرام بھی تھے حضور ﷺ اپنے دست مبارک میں بچلوں کا



ایک طشت اٹھائے ہوئے بعض گھروں میں پھل بانٹ رہے ہیں لیکن جب آپ ﷺ ہماری گلی میں جلوہ افروز ہوتے ہیں تو پھل بانٹتے بانٹتے ایک قادیانیوں کے گھر سے پچھلے گھر کے پاس ہی رک جاتے ہیں اور آگے نہیں بڑھتے۔ میں اپنے گھر کے دروازے میں کھڑا یہ دیکھ کر یک لخت پریشان ہو جاتا ہوں کہ حضور رحمت عالم ﷺ آگے کیوں نہیں تشریف لارہے؟ پھر جیسے ہی آپ ﷺ اپنی نظر رحمت سے میری طرف دیکھ کر تبسم فرماتے ہیں اور واپس مڑ جاتے ہیں تب ساری بات میری سمجھ میں آ جاتی ہے اور میری ساری پریشانی فوراً چھٹ جاتی ہے اور میں خوش ہو جاتا ہوں اتنے میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

دوسرا خواب میں نے اُس وقت دیکھا جب میں قادیانیت کے متعلق کافی تحقیق کر چکا تھا اور اس کو بہت حد تک جھوٹا گردان چکا تھا اس خواب میں، میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا چٹیل میدان ہے سورج کی آتش کی کرنوں سے زمین کا سینہ بہت تپ چکا ہے۔ مجھ سے کچھ فاصلے پر آگ کا ایک بہت بڑا والا روشن ہے جو مزید گرمی کا باعث بن رہا ہے۔ اتنے میں ایک خوفناک قسم کا فرشتہ قادیانیوں کے جھوٹے نبی مرزا قادیانی کو اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑے میری طرف آتا ہے اور اپنے دائیں ہاتھ سے میری بھی کلائی پکڑ کر اُس آگ کی جانب دوڑنا شروع کر دیتا ہے۔ میں اُس سے اپنی کلائی چھوڑانے کی بہت کوشش کرتا ہوں لیکن وہ نہیں چھوڑتا اور آگ کی طرف بھاگتا چلا جاتا ہے جیسے جیسے ہمارے اور اُس آگ کے درمیان فاصلہ سمٹتا جاتا ہے ویسے ویسے گرمی کی شدت بھی بڑھتی جاتی ہے آخر وہ فرشتہ یک لخت مجھے چھوڑ دیتا ہے اور میں قلاں بازیاں کھاتا ہوا زمین پر گر جاتا ہوں گرنے کے فوراً بعد میں جیسے ہی سر اٹھا کر اُس فرشتے کی جانب دیکھتا ہوں تو وہ الاؤ کے بہت قریب پہنچ کر مرزا قادیانی کو اُس میں پھینک دیتا ہے۔ آگ بھوکے شیر کی طرح مرزا قادیانی پر جھپٹتی ہے اور اسے اپنے اندر گہرائی میں لے جاتی ہے۔ اسکے ساتھ ہی میرے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلتی ہے اور میں گھبرا کر اٹھ جاتا ہوں میرا سارا جسم پسینے سے شرابور ہو جاتا ہے۔ بیدار ہونے کے فوراً بعد میں نے بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے قادیانیت پر مکمل لعنت بھیجی اور اسلام قبول کر لیا۔ الحمد للہ

میرے قبول اسلام کے بعد جو مخالفت کی تیز و تند آمد ہیاں چلیں اور ایمان کو خش و خاشاک کی طرح بہالے جانے والے سیلاب آئے ان میں حائل اگر خدائے لم یزل کی عطا کردہ ثابت قدمی اور حضور رحمت عالم ﷺ کی نگاہ فیضان نہ ہوتی تو یقیناً ایسی پیش آمد وحیرہ دستیوں سے میرا ایمان چراغ سحری کی طرح ڈگمگانے کے بعد کبھی کاگل ہو چکا ہوتا۔

میرے اسلام قبول کرنے کی خبر قادیانیوں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ انھیں میرا قبول اسلام

نہایت گراں گزرا اس مسئلے کے فوری حل کے لیے انھوں نے اپنے لاہور کے سب سے بڑے سینئر اور عبادت خانے دارالذکر میں اپنے جماعتی عہدیداران، مربیوں (قادیانی پنڈتوں) اور ہمارے گھر کے بعض ذمہ دار افراد کا اجلاس طلب کیا۔ اس اجلاس میں مختلف قادیانی پنڈتوں کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ انہوں نے ہر روز مجھے گھر میں جا کر اس بات کا درس دینا ہے کہ اس دنیا میں صرف قادیانیت ہی ایک سچا مذہب ہے اور مسلمانوں والا اسلام نہایت لعنتی ہے (نور باللہ) اس اجلاس میں جماعتی عہدیداران نے میرے باپ اور بھائیوں کو بھی خوب ملامت کی کہ ان سے ایک بچہ نہیں سنبھالا گیا۔ اگر اس کے بگڑتے ہوئے عقائد کو اپنے رعب کے پیسے تلے پھیل دیا ہوتا تو اسکی کیا جرأت تھی کہ وہ غیر احمدیت (اسلام) قبول کرتا لہذا میرے باپ اور بھائیوں کی یہ سزا تجویز کی گئی کہ انھیں اب ہر صورت میں مجھے قادیانیت کے اندھے کنوئیں میں دوبارہ دھکیلنا ہے۔ چاہے اس سلسلے میں انھیں سخت اقدامات کرنے پڑیں یا بڑی سے بڑی لالچ بھی دینی پڑے تو کوئی پروا نہیں۔ اجلاس کے فوراً بعد قادیانی پنڈتوں اور ہمارے گھر والوں نے اپنے مشن کا آغاز کر دیا۔ اب ہر روز ہمارے گھر میں کوئی نہ کوئی قادیانی پنڈت آتا اور مجھے سمجھانے کی سر توڑ کوششیں کرتا کہ قادیانیت ایک زندہ مذہب ہے جسکا نام اسلام ہے اور مسلمانوں والا اسلام ایک مردہ اسلام ہے۔ اب جس نے نجات کا لباس پہننا ہے وہ پہلے مرزا قادیانی کو اللہ کا نبی اور رسول مانے تب اسے جنت ملے گی ورنہ وہ کافر اور جہنمی ہی رہے گا۔ مجھ سے جہاں تک ممکن ہوتا میں قادیانی پنڈتوں کو اس کی خرافات کا جواب دیتا اور وہ کوئی بات بنتی نہ دیکھ کر واپس چلا جاتا۔

ایک طرف قادیانی پنڈت میرے ایمان کے ننھے پھولوں کو مسلنے کی کوششوں میں مصروف تھے تو دوسری طرف ہمارے گھر والوں کے بدلتے رویے پھری ہوئی آندھیاں بن کر میرے دل میں روشن ختم نبوت کے چراغ کو گل کرنے کی کوششوں میں سرگرم عمل تھے۔ اس سلسلے میں کبھی تشدد کے حربے استعمال کیے جاتے تو کبھی لالچ کے ہتھیاروں سے کام لیا جاتا کبھی بائیکاٹ کا خوف دلایا جاتا، کبھی جائیداد سے عاق کرنے کی دھمکیاں دی جاتیں۔ لیکن اللہ رب العزت کی عطا کردہ ثابت قدمی کے پہاڑ کے آگے ان ارتدادی آندھیوں کا کوئی زور نہ چلتا اور میرا ایمان مزید قوی ہوتا جاتا۔

وہ فکر جس کے باعث میرے ماتھے پر تشویش کی سلوٹیں پڑتیں اور میں راتوں کو بے چینی سے کروٹیں بدلتا وہ یہ تھی کہ کسی طرح ہمارے گھر والے خصوصاً میری زندگی کی سب سے عظیم ہستی میری پیاری ماں اسلام کے مہکتے گلستان میں داخل ہو جائے اور جہنم کے بھڑکتے شعلوں سے بچ جائے۔ لہذا میں نے ہمت کر کے سب سے پہلے اپنی پیاری



ماں کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی۔ ایک تو وہ پہلے ہی مجھ سے ناراض تھیں اور دوسرا اس دعوت کی وجہ سے مزید ناراض ہو گئیں۔ لیکن میں نے ہمت جاری رکھی اور انھیں قادیانیوں کی کتابوں میں چھپے کفریہ عقائد سے آگاہ کرنا گیا جن میں مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ، اسکی بیہودہ کوئیوں کو وحی اللہ، اسکی فضول باتوں کو حدیث نبوی، اسکی غلیظ حرکتوں کو سنت رسول، اسکی فاحشہ بیویوں کو امہات المؤمنین، اسکے گمراہ خاندان کو اہل بیت، اسکے بدکار ساتھیوں کو صحابہ کرام، اسکے درندہ صفت خلفاء کو خلفائے راشدین، اسکے گندے شہر (قادیان) کو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ سے بھی افضل لکھا گیا تھا۔ (نعوذ باللہ) اس تبلیغ کا اثر میری پیاری ماں پر یہ ہوا کہ خدا کی رحمت سے وہ رفتہ رفتہ سمجھتی گئیں کہ قادیانیت اسلام کے خلاف کتاب و افراڈ ہے۔ آخر انھوں نے میرے ہاتھ پر پوشیدہ طور پر اسلام قبول کر لیا۔ اور مرزا قادیانی پر لعنت بھیج دی۔ الحمد للہ۔

قبول اسلام کے کچھ عرصہ بعد انھوں نے ایک خواب دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں میں دو آم پکڑے ہوئے ہیں اور ایک خوفناک قسم کی کتیا ان سے وہ آم چھیننے کی کوشش کر رہی ہے۔ آپ دوڑ رہی ہیں اور وہ کتیا متواتر آپ کا پیچھا کر رہی ہے۔ دوڑتے دوڑتے آپ ایک چمنستان میں داخل ہو جاتی ہیں اور کتیا یہ دیکھ کر واپس مڑ جاتی ہے۔ یہ خواب جب میری پیاری ماں نے مجھے سنایا تو میں نے اسکی تعبیر یہ بتائی کہ آموں یعنی بچوں سے مراد بیٹے ہیں اور کتیا وہ قادیانی مبلغہ ہے جو ہمارے گھر میں ہمیں مرزاہیت کی تبلیغ کرنے آتی ہے وہ آپ اور آپ کے دو بیٹوں کے پیچھے زیادہ پڑی ہوئی ہے کیونکہ اسے اسی طرف سے زیادہ خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپکو اور آپ کے بیٹوں کو اس کتیا یعنی قادیانی مبلغہ کے شر سے بچالیا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ میرے ایک بھائی کو بھی اسلام کی دولت عطا فرمائے گا۔ اس خواب کے چند ماہ بعد اللہ پاک نے اپنی رحمت کے موتی میرے ایک بھائی کی جھولی میں بھی گرا دیئے اور میری پیاری ماں کا ایمان شاہین بن کر بلند یوں پر پہنچ گیا۔

وہ وقت میں کبھی نہیں بھول سکتا جب میری اشکوں کی رم جھم ساری رات میری پیاری ماں کے سرہانے کو بھگوتی رہی اور خدا تعالیٰ سے فریاد کرتی رہی کہ وہ انھیں لمبی زندگی عطا فرمائے۔ انھیں دل کا شدید ایک ہوا تھا ڈاکٹروں نے نا اُمیدی کا اظہار کیا تھا۔ ساری رات میری پیاری ماں ہسپتال میں شدت درد سے تڑپتی رہیں اور میں اکیلا اُنکے سرہانے درود و سلام اور دعا کا ورد کرتا رہا۔ لیکن اُن کی زندگی نے وفانہ کی اور وہ مجھے اپنی مامتا سے محروم کر کے یونہی روتا چھوڑ گئیں۔ اور 18 جولائی بروز جمعہ 2003ء کی صبح اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وان علیہ راجعون۔ وفات سے ایک گھنٹہ قبل انہوں نے میرے پوچھنے پر دوبارہ اس بات کا اقرار کیا تھا کہ وہ قادیانی نہیں ہیں

اور ساتھ یہ تاکید بھی کی تھی کہ اگر مجھے کچھ ہو جائے تو مسلمان میرا جنازہ پڑھیں اور مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ جب میں نے اپنے گھر والوں کے سامنے اس نصیحت کا ذکر کیا تو انھوں نے یقین نہ کیا اور اپنے قبرستان میں قبر کی کھدائی کا آرڈر دے دیا۔ قادیانی پنڈت اور قادیانی رشتے دار ہمارے گھر میں اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ لیکن میں نے موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے اپنے دوستوں اور اہل محلہ میں یہ اعلان کر دیا کہ میری ماں مسلمان تھیں اور انکی یہ نصیحت تھی کہ مسلمان میرا جنازہ پڑھیں۔ اس اعلان کے سننے کی دیر تھی کہ ہماری گلی مسلمان مجاہدین سے بھر گئی۔ میرے دوستوں نے مزید رابطے کر کے پورے شہر کے نامور علماء کرام کو بھی اکٹھا کر لیا۔ خطیب ختم نبوت جناب مولانا غلام حسین کلیاوی مدظلہ نے جنازہ پڑھ لیا اور میری پیاری ماں کو لاہور کے مشہور قبرستان بدھو آوا میں دفن کر دیا گیا۔ درجنوں کی تعداد میں قادیانی پاس کھڑے یہ سارا منظر دیکھتے رہے لیکن کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ وہ جنازے کی چارپائی کو ہاتھ بھی لگا سکے۔ یا کسی قسم کی کوئی مداخلت کر سکے۔

وقات کے بعد اکثر میری پیاری ماں مجھے خوابوں میں نہایت خوشنما جگہوں پر ملتی رہتی ہیں۔ اور یہ حوصلہ دیتی رہتی ہیں کہ میرے لال مرتے دم تک ہمت نہ ہارنا۔ مشکلات اور پریشانیوں سے کبھی نہ گھبرانا اپنے گھر والوں اور دوسرے قادیانیوں کو دعوت و تبلیغ کرتے رہنا۔ اس سے خدا تعالیٰ اور حبیب ﷺ بہت خوش ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



## میں مسلمان کیوں ہوا؟

### علی عرفان ڈوگر

میں مسی علی عرفان ولد عطاء اللہ قوم ڈوگر موضع عیدی پور تحصیل و ضلع نارووال کارہائشی ہوں۔ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۹۹ء سے قبل میرا دینی تعلق قادیانی جماعت سے تھا جبکہ میرے والد صاحب اب بھی اسی گروہ کے فرد ہیں۔ میں عاقل بالغ ہوں۔ ہمارا دیسی ماحول ہے۔ دیسی آبادیوں میں حصول تعلیم کے لیے بڑا مسئلہ ہوتا ہے۔ تاہم کچھ عرصہ اہل سنت کی مسجد کو اپنی درس گاہ بنائے رکھا۔ اس کے باوجود کہ میں اہلسنت کے پاس پڑھتا تھا اپنے (قادیانی) فرقہ کو دوسرے (اصلی) مسلمانوں سے بنا برائیں بہتر سمجھتا تھا کہ ان پر اذان، کلمہ، مسجد کو مسجد نہ کہہ سکنے کی کوپا کہ جملہ شعار اسلام کا مظہر نہ ہونے کی پابندی ہے مگر پھر بھی وہ لوگ بظاہر جملہ شعار اسلام کے پابند نظر آتے ہیں۔ لہذا میں بھی قادیانی کہلانے میں ہی نجات سمجھتا تھا۔

قانون قدرت ہے واللہ یہ لسی من یشاء اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ جسے اس نے جام شہادت پلانا ہوتا ہے پہلے اس کا انشراح صدر فرماتا ہے۔ فمن یرد اللہ ان یشیہ یشرح صدرہ للاسلام۔ (الانعام: ۱۲۶) میرے شرح صدر کا سبب یہ ہے کہ جس مسجد میں، میں قرآن پاک پڑھنے کے لیے جایا کرتا تھا اسی مسجد میں مولانا قاری محمد افضل باجوہ صاحب کبھی کبھار درس قرآن دینے کے لیے آیا کرتے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی بانی و امام فرقہ قادیانی کی کتابوں کے ٹھوس حوالہ جات کے ساتھ فرقہ قادیانی کے بارے میں ان کی سچی و کھری گفتگو سننے کا موقع ملتا رہا۔ مثلاً خود ہی امام جماعت قادیانی ”آسمانی فیصلہ“ میں لکھتا ہے! [اے مسلمان کی ذریت کہلو! والو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کیے جاؤ گے]۔ (آسمانی فیصلہ ص ۲۰)

اور خود ہی یہ دعویٰ کر دیا کہ میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں [مباحثہ راولپنڈی ص ۳۶، ایک غلطی کا ازالہ ص ۴] [سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا]۔ (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۷، دفع البلاء ص ۱۱) حضرت آدم علیہ السلام تا حضرت محمد ﷺ سب انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخیاں، حضرت مریم و حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہما پر افتراء و بہتان عظیم کی جرأت بھی مرزا نے کی۔ نیز مرزا صاحب کا اپنا ہی قول فیصل وہ یہ کہ [جھوٹے کے کلام میں ناقص ضرور ہوتا ہے]۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۱۲) سنا تو روز روشن کی طرح مرزا صاحب کا بقول خود و جماعت قادیانی ولاہوری کا جھوٹا و کافراور خارج از اسلام ہونا ثابت ہو گیا۔ محمد عبد الملک و محمد سلیمان ڈوگر



کے ہمراہ رمضان المبارک کے دو جمعوں کے موقع پر مولانا محمد افضل باجوہ کے روح پرور و فکر انگیز خطابات سننے کے بعد میں اتنا متاثر ہوا کہ مجھ پر یہ حقیقت آشکارا ہو گئی کہ اہل سنت ہی نجات و حق و صداقت امن و شرافت کی پیامبر و علمبردار جماعت ہے۔ بالآخر تیسرا جمعہ رمضان ۸ جنوری ۱۹۹۹ء کے اجتماع میں ہی میں نے قاری محمد افضل باجوہ کے ہاتھ پر قادیانیت سے توبہ کی اور جماعت حق اہل سنت و جماعت میں شمولیت کا اعلان کیا۔ میرا یقین ہے کہ آج کے اس سائنسی جدید تعلیمی دور میں ہی نہیں بلکہ قبل ازیں و بعد ازیں بھی ان شاء اللہ یہی جماعت راہ فلاح اور قرآن و سنت کی اصلی داعی ہے اور رہے گی۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆





## میں نے قادیانیت کو کیوں ترک کیا؟

ڈاکٹر محمد اسماعیل (ناٹجیر یا)

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے ہرگز احمدیت یا اس کے پیروکاروں سے کوئی ذاتی عناد نہیں ہے۔ میں دل سے یہ بات مانتا ہوں کہ اپنے دین اور ایمان کے بارے میں ہر انسان انفرادی طور پر اپنے رب کے سامنے جوابدہ ہے۔ میرا بنیادی مقصد یہاں واضح الفاظ میں یہ اعلان کرنا ہے کہ میرے علم کے مطابق احمدیت اسلام نہیں ہے۔ یہ بات کہنا اس لیے ضروری ہے کہنا ٹیجیر یا میں احمدیت کے ایک پیروکار کو میں نے بار بار یہ کہتے سنا کہ ”میرے احمدی ہونے کی وجہ سے انھوں نے احمدیت قبول کی تھی“۔ لہذا جب مجھے احمدیت کی حقیقت معلوم ہو گئی تو یہ بات میرے لیے ایک بھاری ذمہ داری بن گئی اور میری یہ تحریر اسی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی ایک کوشش ہے۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ہمیں ہدایت سے نوازا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

أَذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ  
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيِّ  
هِيَ أَحْسَنُ ط إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ  
بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ  
بِالْمُهْتَلِينَ ۝ (التحل: ۱۲۵)

(اے نبی) انسانوں کو دانا ئی (وحی والہام  
ربانی جو قرآن و حدیث کی صورت میں  
ہے) اور خوش گفتاری سے دین کی دعوت  
دیجئے اور اُن سے اچھے طریقے سے بحث  
کیجئے۔ بے شک آپ کا رب سب سے  
زیادہ جانتا ہے کہ کون گمراہ اور کون ہدایت  
یافتہ ہے۔

اس تحریر سے میرا مقصد احمدیت کے بارے میں حقیقت حال سے واقفیت کے خواہاں حضرات کو صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا ہے کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے حق بات سمجھنے کی توفیق عطا کر دے اور انھیں سیدھا راستہ دکھا دے۔ ایسے لوگوں کے لیے میری یہ دعا ہے کہ اللہ انھیں سمجھ عطا کرنے اور سیدھا راستہ دکھانے کے بعد غلط راستہ ترک کرنے کی بھی ہمت عطا کر دے تاکہ وہ گمراہی کے راستے پر مزید آگے نہ جاسکیں۔ ارشاد الہی ہے!

اور اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جس کو اللہ  
کی

آیات (ثبوت، شہادتیں، اسباق، علامات،  
الہامات وغیرہ) یا دلائل جائیں تو وہ ان  
سے منہ پھیر لے؟ بے شک ہم مجرموں  
سے انتقام

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ  
أَعْرَضَ عَنْهَا ط إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ  
مُنْتَقِمُونَ (السجدة: ۲۲)

لینے والے ہیں۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے!

(اے محمد ﷺ) کہہ دیجئے کہ کیا ہم تمہیں  
بتائیں کہ باعتبار اعمال کے سب سے  
زیادہ خسارے میں کون لوگ ہیں؟ وہ لوگ  
جن کی اس دنیا میں تمام محنت ضائع ہو گئی  
اگرچہ وہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ بہت اچھے  
اعمال کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ  
کی آیات اور اس سے ملاقات کے منکر  
ہیں۔ لہذا اُن کے اعمال ضائع ہو گئے اور  
یوم حساب ہم ان کو کوئی وزن نہیں دیں  
گے۔ ان کا صلہ جہنم ہوگا کیونکہ انہوں نے  
کفر اختیار کیا اور میری آیات اور میرے  
رسولوں کا مذاق اڑایا۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ  
أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي  
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ  
يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ  
كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ  
أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ  
وِزْنَ ۝ ذَٰلِكَ جَزَاءُ هُم جَهَنَّمَ بِمَا  
كَفَرُوا وَاتَّخَلُّوا أَيْدِي وَرُسُلِي  
هَٰذَا ۝ (الکہف: ۱۰۳-۱۰۶)

مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کے خلاف ایک عالمگیر تحریک کا آغاز ہو چکا ہے۔ ہندوستان کے باسی مرزا  
غلام احمد نے ۱۹۰۸ء میں وفات سے قبل اپنی ذات اور اپنے پیروکاروں کو عام لوگوں سے ممتاز کرنے کے لیے اپنے



مذہب کا نام احمدیت رکھا تھا۔ یہ تحریک بنیادی طور پر ان مسلمانوں کی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ احمدی خفیہ طور پر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اُن کے حقوق پر قبضہ جمانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں یہ جدوجہد زیادہ اہمیت کی حامل ہے کیونکہ احمدیت کا ضرر دنیا بھر میں سب سے زیادہ شدت کیساتھ پاکستان ہی میں محسوس کیا جا رہا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں احمدیت صرف لوگوں کے دین ہی نہیں بلکہ سیاست پر بھی اثر انداز ہو رہی ہے۔

جیسا کہ پاکستان کے مکمل نام ”اسلامی جمہوریہ پاکستان“ ہی سے ظاہر ہے کہ یہ ملک اسلام کی بنیاد پر تخلیق کیا گیا ہے لہذا اسکے آئین میں دیگر باتوں کیساتھ ساتھ یہ شرط بھی رکھی گئی ہے کہ ملک کا سب سے بڑا سیاسی اور انتظامی سربراہ صرف مسلمان ہی بن سکتا ہے۔ آئین میں یہ حکم مذہبی تعصب کی بنا پر نہیں رکھا گیا بلکہ اسکا اصل مقصد پاکستان کے ریاستی یا سرکاری دین اسلام کے مفادات کا تحفظ ہے۔ یہ شق بلاشبہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے اور اس بنا پر رکھی گئی ہے کہ پاکستانی مسلمان روز اول ہی سے اپنی حکومت سے پُر زور مطالبہ کرتے چلے آ رہے ہیں کہ احمدیوں کو اقلیت (بلکہ کافر و مرتد) قرار دیا جائے اور انھیں اُنکی دوسری تمام اقلیتوں میں شامل کیا جائے جن میں سے کوئی بھی فرد اس ملک کا صدر یا وزیراعظم نہیں بن سکتا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ دنیا بھر میں مسلمانوں کی بھاری اکثریت احمدیت کو اسلام کا حصہ سمجھتی ہے نہ کہ احمدیوں کو مسلمان تسلیم کرتی ہے۔ آئیے احمدیت (مرزائیت) کے خلاف دنیا بھر کے مسلمانوں کے موقف کا تجزیہ کریں۔

بچپن میں مجھے اُن احمدی واعظین اور مبلغین کا احترام سکھایا گیا تھا جو ہماری سرگرمیوں کے منتظم اور رہنما سمجھے جاتے تھے۔ جب یہ مبلغین ہمارے بزرگوں کے پاس آ کر نوجوان نسل سے بات کرتے تو ہم ان کی ہر بات کو حق تسلیم کر لیتے کیونکہ ہمیں اُن پر مکمل اعتماد کرنا سکھایا گیا تھا۔ اُن کی تبلیغ ہمارے لیے قابل قبول تھی اور ہم نیک نیتی سے اُن کے دلائل قبول کر لیتے تھے۔ وہ اپنے دعوؤں کے ثبوت میں اسلامی کتابوں کے حوالے پیش کرتے تھے اور مزید تحقیق کے بغیر ہم ان حوالوں کو من و عن قبول کر لیتے کیونکہ ہمیں ان مبلغین پر بھروسہ تھا۔

اُن کا طریق کار ہمیں راسخ العقیدہ مسلمانوں سے بیزار کرنا تھا۔ ان مبلغین کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ احمدیت کے نام سے ہمیں اصل اسلام سے آگاہ کر رہے ہیں۔ وہ اکثر ہم پر یہ واضح کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ تقسیم ہند سے پہلے پورے ہندوستان میں اور بعد ازاں پاکستان میں اُن کی جو بھرپور مخالفت کی جا رہی ہے یہی ان کے سچے ہونے کا قطعی ثبوت ہے کیونکہ ہر صورت کسی بھی نئی کو اپنے شہر یا ملک میں فوری طور پر سچا نہیں سمجھا جاتا۔ ہمیں یہ دلیل بھی قابل قبول لگتی لہذا ہم مکمل اعتماد کیساتھ اُن مبلغین کی پیروی کیا کرتے تھے۔ اسی اعتماد کیساتھ میں نے اکتوبر ۱۹۷۷ء میں احمدیہ

یوتھ کانفرنس سے خطاب کیا تھا۔ بعد میں کچھ واقعات نے مجھے احمدیت کے مسلمہ دعاوی پر نظر ثانی اور اُن کے حوالہ جات کی تحقیق پر مجبور کر دیا۔

میرا مقصد دراصل یہ تھا کہ احمدیت کی روز افزا مخالفت کے پیش نظر میں خود کو مضبوط دلائل سے آراستہ کر لوں۔ ایک یونیورسٹی سکالر کی حیثیت سے میں جانتا تھا کہ احمدیت کی حمایت میں میرا اعلان اسلامی مصادر کے مصدق حوالوں سے مزین ہونا چاہیے۔ تاہم احمدی مبلغین کے کتابی حوالوں کی حد تک میری تحقیق کے نتائج مایوس کن نکلے اور مکمل غور و غوص اور تحقیق کے بعد میں اللہ تعالیٰ اور تمام انسانوں کو گواہ بنا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ احمدیت کے مبلغین اپنے اکثر پیروکاروں کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر دنیا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ کئی صورتوں میں وہ ایسے مصنفین کے حوالے پیش کرتے ہیں جو احمدیت کے سخت مخالف ہیں مگر یہ حوالے اس چالاکی سے پیش کرتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے جیسے وہ مصنفین احمدیت کے حامی ہیں۔ حوالہ جات کی اصل کتب کے مطالعے سے ہی یہ پتہ چلتا ہے کہ جس تناظر میں احمدی مبلغین نے یہ حوالے پیش کیے ہیں ان کتب کے مصنفین کا نظریہ تو اسکے بالکل برعکس ہے۔ اس تحقیق ہی سے حق کے متلاشی کو یہ پتہ چل سکتا ہے کہ پاکستانی احمدی دنیا کو کس طرح دھوکہ دے رہے ہیں۔ مثال کے طور پر مرزا غلام احمد کے دعوائے نبوت کے حق میں وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث اکثر دلیل کے طور پر استعمال کرتے ہیں!

[[ کہہ دیجئے کہ آپ خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہیے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں ]]

یہاں یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کی زوجہ مطہرہ سے منسوب یہ حدیث بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی اور نسائی میں سے کسی بھی کتاب میں موجود نہیں اور نہ مؤطا امام مالک اور مسند احمد میں کہیں اس کا ذکر ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح بھی اس حدیث سے خالی ہے جو کہ مندرجہ بالا کتب احادیث میں سے منتخب احادیث کا مستند مجموعہ ہے۔

بہر صورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منسوب یہ حدیث من گھڑت اور بے بنیاد ہے مگر چونکہ احمدی اسے بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں لہذا آئیے اسکے مقابلے میں مستند احادیث کو دیکھیں۔ یاد رہے کہ احمدی اس حدیث کا حوالہ یہ ثابت کرنے کے لیے دیتے ہیں کہ ”خاتم النبیین“ کے معنی وقت کے لحاظ سے آخری نبی نہیں (بلکہ اُنکے نزدیک خاتم النبیین کا مطلب ”نبیوں کی مہر“ ہے جسکی تصدیق کیساتھ اور نبی آتے رہے گے۔)

خاتم النبیین کے صحیح مفہوم کی وضاحت فرماتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے یہ مثال بیان فرمائی!



عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس يطوفون به ویعجبون له یقولون ہلا وضعت هذه اللبنة فاننا اللبنۃ وانا خاتم النبیین (بخاری شریف ج ۶/۳۵۳۵، مسلم: رقم: ۲۲۸۶)

میری اور مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک خوبصورت اور خوشنما مکان بنایا مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس عمارت کے ارد گرد گھومتے اور اسکی خوبصورتی پر اظہار تعجب کرتے اور کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا! تو میں اس اینٹ کی جگہ ہوں میں خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہوں۔

مذکورہ بالا حدیث رسول اللہ ﷺ جسے تمام محدثین نے صحیح شمار کیا ہے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کو یہ یقین تھا کہ خاتم النبیین کا مفہوم آپ کو سب سے افضل اور سب سے آخری نبی ہی ثابت کرتا ہے اور اسکے مطابق آپ کے بعد اور کوئی نبی دنیا میں نہیں آ سکتا قرآن حکیم نے اسی لیے آپ کا کوئی بیٹا نہ ہونے کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ اور اللہ ہر بات سے باخبر ہے۔

غلام احمد کو نبی ثابت کرنے کے جنون میں احمدیہ مشن کے لوگ حیرت انگیز اور شرمناک انداز میں قرآن حکیم کی بعض آیات کے مفہوم کو بھی توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کے مطابق پیش کرتے ہیں۔ اسی قسم کی توڑ پھوڑ کی ایک مثال اُن کا قرآن حکیم کی اس آیت کا ترجمہ ہے وہ کہتے ہیں! ”ومن يطع الله والرسول۔ اور جو کوئی اللہ اور رسول اللہ کا حکم مانے۔“

وہ قرآن کے الفاظ (والرسول) کا ترجمہ اور اُس کے اس رسول کا کرتے ہیں۔ حالانکہ اسکا اصل مفہوم ہر لحاظ سے اور اُسکے رسول بنتا ہے اسکا مفہوم کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ احمدیوں کا ترجمہ قرآن حکیم کے متن سے مطابقت نہیں رکھتا کیونکہ وہ

یہاں لفظ (ہذا) ”اس“ کا اضافہ کرتے ہیں حالانکہ غور کیا جائے تو یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ قرآن حکیم کے متن میں لفظ (ہذا) کا اضافہ کر کے اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں جو کہ اسلامی نقطہ نظر سے ایک سنگین جرم ہے۔ اگر احمدیہ مشن کا قرآن مجید کا ترجمہ صرف انگریزی میں ہی شائع ہو تو اس میں بہت سی باتیں قرآن کریم کے اصل عربی متن سے مختلف ہوں گی۔ کیا اب وقت نہیں آگیا کہ نائیجیریا اور افریقہ کے مسلمان جو احمدیہ مشن کا ساتھ دے رہے ہیں اگر وہ اسلام سے تخلص ہیں تو اپنی اس رفاقت پر غور کریں کیونکہ احمدیوں کا اسلام وہ اسلام نہیں جو نبی اکرم ﷺ دنیا میں لے کر آئے۔ احمدیہ مشن نے اس آیت کے پہلے حصے میں تخریف کر کے اسے اپنے مقصد کے مطابق بنالیا ہے۔ پوری آیت کا ترجمہ یوں ہے!

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ	جو لوگ اللہ اور (اُسکے) رسول کی اطاعت
مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ	کرتے ہیں وہ اُن لوگوں کیساتھ ہوں گے
وَالصَّالِحِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ	جن کو اللہ نے اپنی نعمتوں سے نوازا ہے
وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ	یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین یہ
رَفِيقًا (النساء: ۶۹)	لمحافظ رفاقت بہترین لوگ ہیں۔

اس آیت کے مفہوم میں غلط بیانی کر کے قادیانی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کر کے کوئی انسان درجہ نبوت تک پہنچ سکتا ہے وہ کہتے ہیں!

[[ رسول کریم ﷺ کے بعد جو انبیاء علیہم السلام آئیں گے ان کے لیے رسول کریم ﷺ کی شریعت یعنی احکام قرآن وحدیث کی اطاعت لازم ہے کیونکہ انھیں روحانیت کا یہ مقام آپ کی اطاعت ہی کے سبب ملے گا اسکے بغیر نہیں۔ اسکا مطلب بالآخر یہی بنتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہی ضابطہ حیات یعنی قرآن لے کر آنے والے آخری نبی ہیں۔ آپ کے قوانین کوئی منسوخ کر سکے گا نہ اسکی جگہ کوئی اور قانون نافذ کر سکے گا]]۔

اس غلط بیانی کا مقصد صرف یہ ہے کہ غلام احمد کو تمام امت مسلمہ بلکہ خود نبی اکرم ﷺ کے عقیدے کے برعکس نبی ثابت کر کے دکھا دیا جائے۔ تعجب والی بات یہ ہے کہ علامہ راغب کی کتاب ”مفردات القرآن“ جیسی مستند لغت قرآن اور معروف و مقبول تفاسیر اور کتب حدیث کو نظر انداز کر کے اس آیت کا ایک خود ساختہ مفہوم نکال لیا گیا ہے۔ قادیانی ان مستند کتب میں معتبر علماء کے قلم سے کی گئی اس آیت کی تشریح سے لاعلمی کا بہانہ ہرگز نہیں کر سکتے۔ اس آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر کہتے ہیں!



[[جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے اوامر پر عمل کرے اور نواہی سے گریز کرے تو اللہ تبارک تعالیٰ اسے اپنی عظیم الشان جنت میں داخل فرمائے گا اور اسے انبیاء علیہم السلام کا ساتھ نصیب فرمائے گا اور پھر اس آیت میں مذکور دیگر نیک بخت لوگوں یعنی صدیقین پھر شہداء اور اس کے بعد نیکو کار مومنین کی صحبت عطا کرے گا جن کا ظاہر و باطن ایک ہے اور پھر اللہ تعالیٰ فرماں بردار لوگوں کی یوں تعریف فرماتا ہے کہ وہ رفاقت کے اعتبار سے بہترین لوگ ہیں]]۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱/۶۹۳)

صحیح مسلم ہند احمد اور کئی دوسری کتب حدیث میں اس آیت کا شان نزول بیان کیا گیا ہے (اور امام طبری نے بایں طور ذکر کیا ہے)

[[ایک دن انصار مدینہ میں سے ایک شخص حزن و ملال کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی اداسی کا سبب پوچھا تو اس نے کہا! اے اللہ کے رسول مجھے ایک خیال ستا رہا ہے۔ آپ نے پوچھا! وہ خیال کیا ہے؟ اس نے کہا! ہم دن رات آپ کی زیارت اور صحبت سے مستفید ہوتے ہیں مگر کل (بروز قیامت) آپ انبیاء علیہم السلام کیساتھ ہوں گے پھر تو ہماری آپ تک رسائی ناممکن ہو جائے گی آپ نے اس شخص کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا پھر جبرائیل علیہ السلام یہ آیت ومن یطع اللہ۔۔۔ لایئذی لہ کر آئے تب آپ نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور خوشخبری سنائی]]۔ (تفسیر الطبری: ۳/۲۲۵، ۸/۵۳۳)

اور اس سے ملتی جلتی روایت مجمع الزوائد میں بھی ہے جس میں یہ یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے آخرت میں وہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کیساتھ ہوں گے۔ (مجمع الزوائد: ۷/۶۳)

یہ صاف اور واضح تشریحات اور پس منظر پڑھ کر اس آیت کا مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے اور کسی وضاحت کی مزید ضرورت باقی نہیں رہتی۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ احمدی قرآن کے مفہوم و مطالب کو صحیح طور پر سمجھ کر اپنے مبلغین کے ایجاد کیے ہوئے دینی فلسفے کو رد کر دیں جس کے ذریعے سے انھیں بڑی مہارت سے گمراہی کے راستے پر

ڈال دیا گیا ہے۔ بے شک کوئی آدمی یا گروہ سب لوگوں کو ہر وقت بے قوف نہیں بنا سکتا۔ ایک نہ ایک دن یہ سلسلہ ختم کرنا ہی پڑتا ہے۔ سائنچر یا کے احمدیوں سے گزارش ہے کہ وہ مہربانی فرما کر ان باتوں پر غور کریں اور اپنے دینی عقائد پر نظر ثانی کریں۔ جہاں تک احمدی مشن کے قرآن حکیم کی سورۃ الاعراف کی آیت ۳۵ کے حوالے کا تعلق ہے تو اسکی تشریح بھی احمدی علماء سیاق و سباق سے ہٹ کر اپنی مرضی سے کرتے ہیں تاکہ نبی اکرم ﷺ کے بعد نبوت کا تسلسل جاری رہنے کا گمراہ کن نظریہ ثابت کر سکیں۔ دوسرے مسلمانوں کیساتھ نماز باجماعت میں شرکت نہ کرنا بھی قرآن حکیم کے حکم اور نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث کی خلاف ورزی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا!

ان امتی لا تجتمع علی ضلالة  
میری امت کسی گمراہی پر متفق نہیں ہو  
فاذا رایتم اختلافاً فعلیکم  
گی۔ اگر تم میں باہمی اختلاف رونما ہو تو  
بالسواد الا عظم۔  
تم پر اکثریت کی پابندی کرنا لازم ہے۔

مرزائیوں کا عام مسلمانوں سے اپنی بیٹیوں کا رشتہ کرنے سے انکار بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔ اس نظریے کے حق میں احمدیوں کی دلیل یہ ہے کہ اسلام غیر مسلموں کیساتھ بیٹیوں کے نکاح کی اجازت نہیں دیتا۔ احمدیوں کے اس نظریے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیر احمدی مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ انکا یہ نظریہ صرف اس صورت میں جائز ٹھہرتا ہے جب احمدیت کو غیر احمدی اسلام سے ایک الگ دین تسلیم کیا جائے ورنہ یہ موقف نہ تو جائز ہے اور نہ اس کا دفاع ممکن ہے لہذا اگر سعودی حکومت یا کوئی بھی حکومت احمدیت کو غیر اسلام قرار دے اور احمدیوں کو کافر تو حقیقت سے آشنا کوئی بھی شخص اس حکومت کے اس اقدام کو غلط قرار نہیں دے سکتا۔ احمدیوں کی ایک اور خصوصیت جو انہیں مسلمانوں سے الگ کرتی ہے یہ ہے کہ وہ بڑی مکاری سے مسلمانوں کو پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انھیں یہ بخوبی معلوم ہے کہ مسلمان انھیں قبول نہیں کرتے لہذا وہ اپنے پڑھ لکھے لوگوں کو اہم سرکاری عہدوں پر متعین کروانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کے ذریعے سے اسلام کے نام پر احمدیت کو فروغ دیتے ہیں۔

میرے خیال میں اب وقت آگیا ہے کہ احمدی اپنا موقف دنیا پر واضح کر دیں اور یہ صاف صاف بتا دیں کہ وہ مسلمان ہیں یا مسلمانوں سے علیحدہ ایک نیا گروپ۔ اگر وہ مسلمان ہیں تو اجماع امت مسلمہ کی پیروی کرتے ہوئے خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی امتی نبی کا تصور ترک کر دیں اور مسلمانوں کیساتھ تعاون کر کے اسلام کو مضبوط بنانے کی کوشش کریں۔ اس کام کیلئے انکے تعاون کی بہت ضرورت ہے اور یہ کام وہ مسلمانوں کو اپنے کافرانہ عقائد اور اعمال کی بنا پر تحفہ کر کے نہیں بلکہ ان کے عقائد و اعمال اختیار کر کے ہی سرانجام دے سکتے ہیں۔ اگر احمدی ایک الگ



جماعت اور نئی تنظیم ہیں تو انھیں عام مسلمانوں سے الگ ہو کر اپنی شناخت کروانی چاہیے تاکہ جو لوگ احمدیت قبول کریں انھیں شروع ہی سے یہ علم ہو کہ وہ ایک نئے مذہب میں داخل ہو رہے ہیں اور وہ خود کو مسلمان سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں۔ غلام احمد کو صرف مجدد سمجھ کر جماعت کا نام احمدیہ رکھنا بھی قابل قبول نہیں کیونکہ غلام احمد اسلام کا مجدد نہیں تھا۔ اس سے پہلے اسلام میں کئی مصلح مختلف اوقات میں آئے اور ان میں سے ہر ایک نے اسلام کی مجموعی ترقی کی خاطر کچھ مخصوص فرائض سرانجام دیے لیکن کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اسلام میں یہ شرط نہیں کہ مصلح کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی مخصوص نام سے ایک الگ جماعت بنائے اور غلام احمد سے پہلے کسی مجدد اسلام نے ایسا نہیں کیا۔ اب تک اسلام میں قابل قدر مصلحین میں سے ایک امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں مگر انھوں نے کوئی ایسی جماعت نہیں بنائی۔

مجھے علم ہے کہ نائیجیریا کے احمدی اور کچھ دوسرے احمدی مثلاً لاہوری احمدی غلام احمد کو اُمتی نبی (نبی اکرم ﷺ کی اُمت میں سے نبی) نہیں مانتے بلکہ اسے صرف مجدد مانتے ہیں۔ تاہم یہ وضاحت ضروری ہے کہ مسلمان احمدیوں کے ان دونوں فرقوں کو خلاف اسلام سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب کی حکومت دونوں سے یکساں سلوک کرتی ہے۔

حکومت سعودی عرب کی اس سلوک کے بارے میں دلیل یہ ہے کہ اگر ان کے درمیان کوئی بنیادی فرق ہوتا تو دونوں فرقے احمدی ہی کیوں کہلاتے؟ تمام غیر احمدی یہ سمجھتے ہیں کہ لفظ احمدیت غلام احمد قادیانی کے نام سے لیا گیا ہے جو احمدی گروپ کا بانی تھا۔ ان کے مخالف انھیں قادیانی کہتے ہیں جو مرزا غلام احمد کی جائے پیدائش یعنی بھارتی پنجاب کے شہر قادیان کی مناسبت سے ہے۔ کسی کو بھلا لگے یا برا احمدیت یا تو معتزلہ کی طرح تاریخ کے صفحات میں دفن ہو جائے گی یا اسلام سے الگ ایک مذہب کی شکل میں باقی رہے گی۔ لاہوری فرقے جیسے لوگ جو نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے منکر (غلام احمد قادیانی) کو مجدد سمجھتے ہیں وہ خود کو مسلمان کہلوا کر اپنے آپ کو اور دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ احمدیت اسلام ہے تو احمدی لوگ مسلمانوں کو احمدی بنانے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟ اس تبدیلی مذہب کا مطلب کیا یہی نہیں ہے کہ احمدیت بذات خود ایک مذہب ہے۔ اگر احمدیت ایک نیا مذہب نہیں ہے تو احمدیوں کو ان کے پاکستانی پیشوا یہ نصیحت کیوں کرتے ہیں کہ اگر کوئی احمدی ایسی جگہ ہو جہاں کوئی اور احمدی نہ ہو تو اسے نماز باجماعت کی بجائے الگ نماز ادا کرنی چاہیے تاوقتیکہ وہ کچھ اور لوگوں کو احمدیت کا پیروکار بنا کر ان کے ساتھ نماز باجماعت ادا کر سکے۔ احمدیت کے حوالے سے یہ سوالات و اعتراضات ضروری ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ نائیجیریا، افریقہ کے احمدی لوگ غور و فکر اور اپنی احمدیت سے

وابستگی پر نظر ثانی کریں۔ اگر انھیں اسلام سے دلچسپی ہے تو انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ احمدیت اسلام نہیں ہے۔ اگر میری بات غلط ثابت ہو تو بے شک میرے والد مجھے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کر دیں اور احمدی مل جل کر مجھ پر لعنت بھیجیں اور مجھے مصلوب کر دیں۔ لیکن اگر میری بات درست ثابت ہو تو میرے رشتہ داروں سمیت نانچیریا کے تمام احمدیوں پر یہ لازم ہوگا کہ احمدیت سے اپنے تعلق پر نظر ثانی کریں اور خلوص دل سے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں جیسا کہ میں کرتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انھیں اسلام کا راستہ دکھا کر اس پر چلنے کی توفیق عطا کر دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُلَىٰ۔ (ط) اور جو ہدایت کی پیروی کرے گا اسے سلامتی نصیب ہوگی۔ (۴۷:)

میں آخر میں پوری سنجیدگی اور خلوص سے اُن تمام لوگوں سے اپیل کرتا ہوں جو اسلام سے سچی محبت رکھتے ہیں اور حق کی تلاش کی خاطر ابھی تک احمدیت سے منسلک ہیں کہ انھیں اب یہ احساس ہو جانا چاہیے کہ احمدیت اپنے بنیادی عزائم اور مقاصد کے مطابق کسی بھی لحاظ سے اسلام نہیں ہے۔ اسکے بانی کا اس کو احمدیت کا نام دینا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ایک الگ مذہب ہے علاوہ ازیں اپنے کچھ عقائد و اعمال کے سبب بھی احمدیت اسلام سے بالکل الگ مذہب ہے۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ہر آدمی کو اپنی پسند کا مذہب اختیار کرنے کا حق حاصل ہے (مگر اس مذہب کو کسی اور دین کے لبادے میں نہیں ہونا چاہیے) بے شک یہ قانون کی حاکمیت کا تقاضا اور بنیادی انسانی حق ہے۔ بہر صورت یہ بھی ضروری ہے کہ انسان کو اپنے عمل کی اصابت سے آگاہ ہونا چاہیے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ احمدیت اسلام سے الگ ایک مذہب ہے۔ اس کے محکم پیروکاروں کو قرآن حکیم کے اس بیان پر غور کرنا چاہیے!

وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُج وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخُسِرِينَ (آل عمران: ۸۵)

اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہو تو اس کا دین ہرگز قابل قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔

مزید ارشاد ہے!

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

کہہ دیجیے کہ حق آگیا اور باطل نابود ہو گیا یقیناً باطل نابود ہونے والا ہی ہے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆



## فرقہ بہایہ کے غلط استدلال کی تردید

پیر سید مہر علی شاہ چشتی کلڑوی

فرقہ بہایہ کا معاذ اللہ نسخ شرع محمدی ﷺ پر اس آیت کو پیش کرنا (سلبر الامر من السماء الى الارض ثم يعرج اليه في يوم كان مقداره الف سنة مما تعدون) غلط محض اور بے ہودہ خیال ہے۔ اسی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! اما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين۔ خاتم النبيين اسی کو کہا جاتا ہے کہ اس نبی کے بعد اور نبی نہ ہو۔ ایسا ہی حدیث شریف میں ہے! ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا نبی بعلی ولا رسول یعنی پیغمبری ختم ہو چکی ہے میرے پیچھے کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ پھر بہاؤ الدین وغیرہ کیسے پیغمبر ہو سکتے ہیں اور شرع محمدی کس طرح منسوخ ہو سکتی ہے۔

آیہ سلبر الامر کا مطلب یہ ہے کہ خدائی بادشاہت اور کاروائی کی تدابیر دنیا میں آسمان سے زمین کی طرف اترتی رہتی ہیں۔ پھر قیامت آنے پر دنیاوی امور کی یہ سب تدابیر جاتی رہیں گی۔ اور وہ قیامت کا دن بوجہ شدت اور سختی کے کافر پر اس قدر لبا اور دراز معلوم ہوگا کہ کو یا ہزار سال کا دن ہے جیسا کہ سورہ بجدہ کی آیت مذکورۃ الصدر میں الف سنة مما تعدون آیا ہے۔ یا وہ قیامت کا دن سخت ہو لٹاک ہونے کی وجہ سے کافر کو پچاس ہزار سال کا معلوم ہو گا سورہ معارج میں خمسين الف سے وارد ہے۔ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ایک آیت میں ہزار سال اور دوسری میں پچاس ہزار سال مذکور ہے تو ایک آیت دوسری کے مخالف ٹھہری۔ اس لیے کہ ہزار سال اور پچاس ہزار سال سے مراد یہ ہے کہ کافر کو بہت لبا اور دراز معلوم ہوگا اس کی درازی کو خواہ ہزار سال کہیے خواہ پچاس ہزار سال اور مومن کو وہ دن نماز فرضی کے وقت ادا سے کم مقدار معلوم ہوگا چنانچہ حدیث شریف میں یہی مضمون ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آیت یدبر الامر کا مطلب وہ نہیں جیسا کسی جاہل نے نسخ شرع محمدی ﷺ کے بارہ میں سمجھا ہے۔ وہ جاہل یہ بھی نہیں سمجھتا کہ اگر اس آیت کا مطلب یہ ہوتا تو پھر آنحضرت ﷺ خاتم النبيين کیسے ٹھہرتے جب کہ معاذ اللہ بہاؤ الدین مع کتاب آسمانی آپ ﷺ کے بعد آنے والا پیغمبر ہوتا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور شرع محمدی ﷺ کو جہاں اور بے دینوں کے حملوں سے بچائے۔ والسلام

۷ ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ العبد المتجني والمشتكي الى الله المدعو بمہر علی شاہ غشی عنہ بقلم خود از کلڑہ

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

فتاویٰ مہر یہ ص ۲۷ کلڑہ شریف اسلام آباد

قادیانی اور لاہوری مرزائی مسلمان یا کافر؟

علامہ پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین و فقہ درج ذیل مسئلہ میں کہ!

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے قادیانی یا لاہوری مسلمان ہیں یا کافر؟

(۲) ان کو مسلمان سمجھنے والے کیسے ہیں۔ قادیانی یا لاہوری مرزائیوں کی نماز جنازہ پڑھنی یا پڑھانی جائز ہے کہ ناجائز؟ نیز نماز جنازہ پڑھنے، پڑھانے والوں کو کوئی سزا یا کفارہ تو ادا نہیں کرنا پڑے گا بعض لوگ کہتے ہیں کہ پڑھنے والوں کے نکاح ٹوٹ گئے ہیں۔

مذکورہ سوالات کے جوابات شریعت محمد مصطفیٰ ﷺ اور فقہ حنفیہ کی روشنی میں فتویٰ کی صورت میں حل فرمادیں۔

سائل: محمد علی مستری آرے والا سنا رووال ضلع سیالکوٹ

الجواب بحونہ تعالیٰ:

قانون شریعت اسلامیہ اور قانون پاکستان کے مطابق قادیانی مرزائی جو مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں مطلقاً کافر ہیں۔ اسی طرح لاہوری جو کہ مرزا کو مجدد مانتے ہیں بھی قطعاً کافر ہیں۔ یہ لوگ ہرگز مسلمان نہیں ہیں بلکہ کافر، مرتد، خارج از اسلام ہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے!

ومن قال بعد نبينا نبی يكفر لانه انكرا النص۔

جو شخص ہمارے نبی کے بعد کسی اور کو نبی تسلیم کرے وہ کافر ہے کیونکہ وہ نص قطعی کا منکر ہے اور نص قطعی کا منکر کافر ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے!

ومن ادعى النبوة بعد موت محمد لا يكون دعواه الا باطلاً۔

اور جس شخص نے محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔

چونکہ مرزائی تمام کافر ہیں جو ان کو مسلمان سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ جن لوگوں نے ان کو مسلمان سمجھ کر جنازہ پڑھا ہے وہ کافر ہو گئے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور جن لوگوں نے ان کا جنازہ ان کو غیر مسلم سمجھتے ہوئے پڑھا ہے ان کا یہ جنازہ پڑھنا بھی ممنوع، حرام اور ناجائز ہے۔ لہذا غیر مشروعة لقولہ تعالیٰ ولا تصل علی احد منہم مات ابداً۔



اگر کافروں میں سے کوئی مر جائے تو اس کا جنازہ نہ پڑھیے اور جنازہ میں شرط اول میت کا مسلمان ہونا ہے۔ فتاویٰ شامیہ میں ہے!

وشرطها اسلام الميت۔ کہ میت کا مسلمان ہونا جنازہ کے لیے شرط ہے اور مرزائی چونکہ کافر ہیں لہذا ان کا جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ جن لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی ہے ان کو چاہیے کہ تو بہ علی الاعلان کریں اور احتیاطاً اپنے نکاح اور ایمان کی یہ لوگ بھی تجدید کریں۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

فتاویٰ جماعتیہ ص ۲۱۱ تا ۲۰۹

مرتب مفتی غلام رسول دارالعلوم نقشبندیہ علی پور شریف ضلع سیالکوٹ  
ناشر: دارالعلوم جامعہ جماعتیہ حیات القرآن بازار پارہ منڈی شاہ عالمی گیٹ لاہور

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

تخت ختم نبوت نمبر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا منکر کافر ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا منکر کافر ہے

سید القہباء مولانا سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری علیہ الرحمہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بابت اس مسئلہ کے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا قائل نہیں ہے بلکہ اب بھی بعض لوگوں کو نبی مانتا ہے لہذا نص قطعی سے جواب باصواب دے کر ماجرہوں۔ والسلام

جواب: وهو الموفق للصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم O

حامداً و مصلياً و مسلماً۔ الحمد لله و الصلوة على خاتم انبياء له و رسله و آله و صحبه و سلم اللهم رب زدني علماً۔

اللہ عزوجل اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے!

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبيين (القرآن الگیم، سورہ احزاب آیت ۴۰)

ترجمہ: اور اے لوگو! تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور سب نبیوں سے آخری نبی ہیں۔

لہذا جو شخص حضور ﷺ کو خاتم الانبیاء والمرسلین نہیں مانتا وہ منکر ہے اس آیت کلام اللہ کا۔ اور منکر ایک بھی آیت کلام اللہ کا کافر ہی نہیں بلکہ مرتد ہے اور مرتد کے احکام بہ نسبت کافر کے بہت سخت ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے!

اذا لم يعرف الرجل ان محمداً ﷺ اخر الانبياء عليهم و على نبينا السلام فليس بمسلم كذا في التبيحة۔ (الفتاویٰ العالمگیریہ ج ۲ ص ۲۶۳ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: جب کوئی آدمی نہ جانتا ہو کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے اور یتیمہ میں اسی طرح ہے۔

وایضاً فیہ

و يجب اكفار الزيلية كلهم في قولهم بانتظار نبی من العجم ينسخ دين نبينا و ميلنا محمد ﷺ كذا في الوجيز للكردي۔ (الفتاویٰ العالمگیریہ ج ۲ ص ۲۶۳ مطبوعہ مصر۔



ترجمہ: زید یہ فرقہ کے تمام افراد کو کافر قرار دینا واجب ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم عجم کے ایک نبی کا انتظار میں ہیں جو ہمارے آقا مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کو منسوخ کر دے گا۔ امام کروری کی وجہ میں اسی طرح ہے۔

اور جب ایسے شخص کو کافر کہنا اور جاننا واجب ہے جو مختلر ہو اور مجوز ہو شیخہ جدید کے آنے کا بعد نبی کے مستقل شیخہ ہو کر تو ایسے شخص کو کافر جاننا ضروری واجب ہے جو بالفعل کسی نبی مستقل کی موجودگی کا معتقد ہو اور یہ جو عقیدہ اہل سنت کا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں تشریف لائیں گے وہ پیر و شریعت محمد رسول اللہ ﷺ ہو کر آئیں گے نہ کہ بحیثیت نبی مستقل کے۔ حررہ ابو محمد محمد دیدار علی شاہ الرضوی۔

فتاویٰ دیدار یہ ج اول مطبوعہ لاہور ۲۰۰۶ء ص ۶۵۰ تا ۶۵۱

ترتیب و تخریج و ترجمہ: علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی

☆☆☆☆

☆☆☆☆

☆☆☆☆

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قاتل کا حکم

صدر الشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (مصنف بہار شریعت)

مسئلہ: جو مسلمان ہو کر یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات ہو گئی۔ وہ اللہ و رسول کے نزدیک مسلمان ہے یا نہیں؟

الجواب: عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم بل رفعه الله اليه۔ آجکل قادیانی یہ کہتے ہیں کہ ان کی وفات ہو گئی اور یہ لوگ بالاجماع یقیناً کافر مرتدین ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فتاویٰ امجدیہ ج ۳ مطبوعہ کراچی ۲۰۰۵ء ص ۳۲

قادیانیوں کی کتاب بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟

مسئلہ ازبانی ناگور مارواڑ مرسلہ محمد غیاث الدین کمہاروی ۳۰ صفر ۱۴۲۵ھ

قادیان ضلع کوروا سپور پنجاب سے جو قاعدہ سرنا القرآن چھپ کر شائع ہوا ہے وہ بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟

الجواب: مذہب قادیانی رکھنے والا یقیناً اجماعاً بلا شک و شبہ کفار و مرتدین ہیں۔ ایسے لوگوں کی کتابیں بچوں کو پڑھانا ناجائز ہے۔ اگرچہ ان کتابوں میں ان کی گمراہی کی باتیں نہ ہوں مگر مصنف کی عزت دل میں پیدا ہوگی اور ان کی باتیں قبول کرنے کا مادہ پیدا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فتاویٰ امجدیہ ج ۳ مطبوعہ کراچی ۲۰۰۵ء ص ۱۰۹

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM



تھم ختم نبوت نمبر

قادیانی وہابی کے ساتھ سنیہ کے نکاح کا حکم

## قادیانی وہابی کیساتھ سنیہ کے نکاح کا حکم

صدر الافاضل علامہ مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

استفتاء!

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پہلے قادیانی تھا۔ اب قادیانی ہونے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں بہائی ہوں۔ یعنی بہاء اللہ کا معتقد اور اسکے مذہب پر ہوں۔ بہاء اللہ وہ شخص ہے جسکی نسبت اخبار وغیرہ میں لکھا ہے اور بہت مشہور ہے کہ وہ مدعی نبوت تھا جسکا زمانہ عنقریب گزرا ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ مسلمہ سنیہ حنفیہ سیدانی لڑکی کا نکاح شخص مذکورہ سے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ قادیانی مرزا کی نبوت کا قائل ختم نبوت کے معنی متواتر کا منکر ہے اور اس وجہ سے کافر ہے۔ اب بہائی ہو گیا تو اسوجہ سے اسکا کفر اٹھ نہ گیا جب تک کہ وہ اپنے کفر سے توبہ نہ کرے اور ختم نبوت کے معنی متواتر کو تسلیم نہ کرے۔ حضور ﷺ کی نبوت کے بعد کسی نئی جدید کے آنے کے خیال سے نائب نہ ہوا اور تمام کفریات سے بیزاری کر کے از سر نو اسلام نہ لائے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بہائی ہو جانا اس کفر سے پاک نہیں کر دیتا بلکہ اب بھی وہ گندے کفر میں مبتلا ہے۔ مرزا نے جس قسم کا دین ایجاد کیا اور ضلالت کی جو راہیں اختیار کیں وہ سب اسکی طبع زاد نہیں اس نے اپنے زمانہ سے قبل کے بے دینوں و جالوں سے بہت کچھ اخذ کیا اور ان سب کا پس خوردہ جمع کر کے ایک دوکان لگائی۔ انہی میں سے بہائی فرقہ بھی ہے۔ تو قادیانی سے بہائی ہو جانا ایک ہی سلسلہ کے کفریات میں گشت لگانا ہے۔ اب سب کی مکاری ختم نبوت کے معنی متواتر کے انکار کو اپنا اصول بنانے سے چلتی ہے۔ ۸۴۵ھ میں جو پور میں ایک شخص ہوا جسکا نام میر اسید محمد تھا۔ اسکے باپ کا نام سید خاں، ماں کا نام بی بی آقا ملک۔ ماں باپ کے نام بدل کر حضور پر نور ﷺ کے ابوین کریمین کے نام رکھے۔ ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبد اللہ رکھا۔ اور یہ شخص مہدی موعود بنا۔ اس سے بھی کام نہ چلا۔ ماں باپ کا نام جاننے والوں نے اعتراض کیا تو اس نابکار نے حضور اقدس اردا حنفیہ ﷺ کے والد ماجد کا نام عبد اللہ ہونے سے انکار کر دیا۔ اور یہ مکر گرہا کہ حضور کا اسم گرامی محمد عبد اللہ ہے ابن کالفظ راویوں کی غلطی سے زیادہ ہو گیا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس شخص کے معتقدین اسکی مہدیت کی تصدیق کو فرض اور اسکا انکار کفر جانتے تھے لہذا وہ بھی اسی راستہ پر چلا ہے۔ جس طرح مرزا کے گھر والوں کو اسکے معتقدین اہل بیت اور اسکی بی بی کو ام المومنین کہہ کر ایوان رسالت کی نقل اتارتے ہیں۔ اسی طرح

تختِ نبوت نمبر

قابلی وہابی کے ساتھ نبی کے نکاح کا حکم

میراں سید محمد کے یہاں خلفاء راشدین ۵، صدیق ۲، مبشر بالجنہ ۱۲، چوتھے فرقے، جنگ بدر، فاطمہ، حسین، ولایت سب بنا لیے گئے تھے۔ یہ لوگ اپنے گرو میراں سید محمد کو خلفاء راشدین اور تمام انبیاء و مرسلین سے افضل اور حضور ﷺ سے مرتبہ میں ہمسرہ و برابر ٹھہراتے تھے اور اسکو مفترض الطاعتہ سمجھتے تھے۔ شریعت طاہرہ کے احکام کا ناخ اور صاحب شریعت جدید مانتے تھے۔ اس پر وحی آنے کے معتقد تھے۔ چنانچہ رسالہ ام العقائد میں اسکی وحی یوم لکھی ہے: اقال الامام المهدي عليه السلام علمت من الله بلا واسطة جليد اليوم قل اتني عبد الله تابع محمد رسول الله محمد مهدي الزمان وارث نبي الرحمن عالم علم الكتاب والايمان مبين الحقيقة والشریفة والرضوان۔ اس وحی شیطانی کی زبان اور مضمون بھی قابل دید ہے یہ شخص بلا واسطہ اللہ سے اخذ علوم کا مدعی تھا ہندی میں بھی وحی کا دعویٰ کرتا تھا اور نئے نئے احکام کا نزول بتاتا تھا۔ زکوٰۃ میں بہت سی قطع و بریدیں لگائی تھیں۔ اسکے عقائد فاسدہ اور مکائد کا سدہ کہاں تک بیان کیے جائیں۔ علماء عرب و عجم اور فضلاء مکہ مکرمہ نے ان لوگوں کے کفر و قتل کے فتوے دیئے اور شاہان اسلام نے انہیں سزائیں دیں اور ہلاک کر دیا۔ پھر اس قسم کا کفر ایران سے پیدا ہوا۔

۱۸۱۹ء میں شیراز میں ایک شخص پیدا ہوا جسکا نام مرزا علی محمد تھا۔ اسی کو باب کہتے ہیں۔ اور اسکے معتقدین اس پر ایمان لانے والے بابی کہلاتے ہیں۔ یہ شخص بھی مہدی ہونے کا مدعی تھا۔ اپنے آپ کو مثل حضرت یحییٰ علیہ السلام کا اور ایک شخص کو جسکا لقب اس نے من یظہرہ اللہ جل ذکرہ مثل حضرت عیسیٰ کے ہیں۔ اس مرزا علی محمد باب نے پیغمبری کا بھی دعویٰ کیا۔ بہاء اللہ کی تعلیمات ص ۱۰ میں ہے سید مرزا علی محمد باب نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ اس نے اپنی علیحدہ شریعت بنائی تھی۔ کتاب بہاء اللہ کی تعلیمات ص ۱۲ میں اسکا یہ قول موجود ہے میں نے جو شریعت لکھی ہے اس پر عمل کرنے کا حکم اسی وقت تم کو ملے گا جب کہ من یظہرہ اللہ ظاہر ہوگا۔ اور اس شریعت میں سے وہ جس بات کو پسند کرے گا اس پر عمل کرنے کا حکم دے گا اور جسکو وہ ناپسند کرے گا اسکو تم مت کرنا۔

طہران میں اس پر سب سے پہلے مرزا حسین علی اس پر ایمان لایا۔ مرزا علی محمد نے اسکو بہاء اللہ کا لقب دیا۔ اس مرزا حسین علی عرف بہاء اللہ نے دعویٰ کیا کہ وہ من یظہرہ اللہ ہے جس کی علی محمد باب نے بشارت دی ہے۔ کتاب بہاء اللہ کی تعلیمات ص ۱۹ میں ہے ایڈربانوہ میں بہاء اللہ نے کہا کہ جس شخص کی بشارت مجھکو حضرت باب نے دی ہے اور جس کی راہ میں انہوں نے جان فدا کی وہ میں ہی ہوں من یظہرہ اللہ میرا لقب ہے۔ اس بہاء اللہ پر ایمان لانے والے بابی کہلاتے ہیں۔ کتاب مذکور کے ص ۲۰ میں ہے جنہوں نے حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ قبول کیا ان کا نام بابی ہو گیا۔ بہاء اللہ خدا کی طرف سے بے واسطہ علم ملنے اور مبعوث من اللہ ہونے کا مدعی تھا۔ بہاء اللہ کی



تخت ختم نبوت نمبر

قابلی وہابی کے ساتھ نبیہ کے نکاح کا حکم

تعلیمات ص ۲۵ میں ہے یکا یک خدا کی نسیم لطف مجھ پر گزری اور جو کچھ ابتداء آفرینش سے اب تک ظہور میں آیا اس کا علم اس نے مجھے دیا۔ ص ۲۶ میں لکھا ہے اسی نے مجھ کو حکم دیا کہ میں اسکے نام کی منادی کر دوں۔ ص ۳۲ میں لکھا ہے ہم خدا اور اسکے حکم پر جو ہم پر اور ہم سے پہلے نازل ہوا ہے ایمان لاتے ہیں۔ اس بہاء اللہ نے اپنی نبوت کا سکہ جمانے کے لیے ختم نبوت کا انکار کیا۔ چنانچہ ص ۳۳ میں لکھا ہے پیغمبروں کا ظاہر ہونا محال اور غیر ممکن نہیں جانتے اور اگر کوئی شخص اس بات کو محال جانے تو پھر اس میں اور ان لوگوں میں کیا فرق ہے۔ جنہوں نے خدا کے ہاتھوں کو بندھا ہوا سمجھا وہ کون جمہور اہل اسلام اور مخصوص اہل سنت اگر یہ لوگ خدا تعالیٰ کو مختار جانتے ہیں تو انہیں لازم ہے کہ اس شہنشاہ ازلی کے ہر حکم کو قبول کریں جو اسکے رسول کی معرفت صادر ہوں۔ ص ۳۵ میں لکھا ہے الطاف باری کی ٹھنڈی اور خوشگوار ہوانے جگا کر مجھے یہ حکم دیا کہ میں زمین و آسمان کے درمیان اسکے نام کی منادی کر دوں۔ یہ بات میں نے خود نہیں کی بلکہ خدا کی ہی طرف سے کی۔ اس کی ہدایت ہوئی تھی۔ ص ۳۱ پر یہ قول لکھا ہے میرا علم خدا کا عطا کردہ ہے کسی انسان سے حاصل نہیں کیا ہے۔ اس بہاء اللہ کی تعلیمات کے آخر حصہ کے ص ۱۷ میں لکھا ہے خدا تم کو نکاح کا حکم دیتا ہے مگر خبردار دو سے زائد نہ کرنا۔ تیسری طلاق کے بعد کی حرمت اور بغیر حلالہ عدم حلت کے حکم کی تبدیل ص ۱۸ اسی کتاب میں ہے خدا نے منع کر دیا کہ جو تم تیسری طلاق کے بعد کیا کرتے تھے۔ گناہا جاسب حلال کر دیا۔ اسی کتاب کے ص ۲ میں ہے ہم نے حلال کیا تمہارے اوپر گانے اور بجانے کا سننا۔ اس گروہ کا دستور تقیہ کرنا بھی ہے۔ اسی کتاب کے ص ۴۷ میں اس کا اقرار ہے۔

اتنے بیان سے ظاہر ہو گیا کہ مرزا غلام احمد اور بہاء اللہ ختم نبوت کے معنی متواتر کے انکار میں شریک ہیں۔ دعوے مہدیت میں شریک ہیں۔ مثل مسیح ہونے کے دعوے میں شریک ہیں۔ رسالت اور وحی کے دعوے میں شریک ہیں۔ تبدیل احکام شرع میں شریک ہیں۔ دونوں کے کفر ہوئے۔ اب بہاء اللہ خود بھی رسول بنتا ہے اور اپنے اوپر وحی آنے بے واسطہ اللہ سے علم پانے کا مدعی ہے۔ اور مرزا علی محمد کو بھی پیغمبر مانتا ہے۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال بھی کرتا ہے۔ کتنے کفروں میں مبتلا اور اپنے معتقدین کو مبتلا کرنے والا ہے۔ یقیناً اسکی تصدیق کرنے والے کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں۔ شفاء شریف میں ہے!

وكذلك قال من تنباء وزعم انه يوحى اليه قاله سخون وقال ابن القاسم دعى الى ذلك سرا وجهرأ قال اصبح وهو كالم تدلانه كفر بكتاب الله مع القرية على الله وقال اشهب في يهودى تنباء اوزعم انه يوحى ارسل الى الناس اوقال ان بعد نبيكم نبي انه يستتاب ان كان معلناً بذلك فان تاب والاقبل و ذلك لانه مكذاب النبي ﷺ في قوله لا نبي بعلى مفترى على الله في دعواه عليه الرسالة والنبوة۔

علامہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں! وقد يكون في هؤلاء من يستحق القتل كمن يدعى النبوة بمثل هذه الخربلات او بطلت تغير شئ من الشريعة ونحو ذلك۔  
اب ثابت ہو گیا کہ وہ شخص قادیانی تھا جب بھی کافر تھا اور بہائی ہوا اب بھی کافر ہے اسکے ساتھ مسلمہ کا نکاح نہیں ہو سکتا ہمیشہ حرام ہوگا۔ والیاذباللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم و علمہ عزاسمہ اتقن واحکم۔  
کتبہ العبد المخلص بحبلہ المتین محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



بیعت فارم پر دستخط اور مرزائیوں کے پیچھے نمازیں  
محمد شاعظم مولانا محمد سردار احمد چشتی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

سوال:

زید نے اقتصادی حالات کو انتہائی کمزوری و ملازمت و جگہ رہائش کے نہ ملنے کی مایوسی سے مرزائی کو دست بنایا اسکے پاس رہائش اختیار کی اور اس دوست نے دوسرے مرزائیوں کے اصرار پر زید سے اپنے بیعت فارم پر دستخط کروائے زید بظاہر مرزائی ہوا اور ان کے ساتھ نمازیں بھی ادا کیں اس خیال سے کہ نماز خدا کی اور الفاظ قرآن کے ہیں کیا فرق ہوگا اپنے آپ کو اس مدت سے مسلمان ہی تصور کرتا رہا ملازمت و رہائش و جگہ ملنے کے بعد زید نے مرزائیوں سے قطع تعلق کر دیا تو کیا وہ مسلمان رہا اور اسکا نکاح اپنی بیوی سے قائم رہے گا اگر نہیں تو دوبارہ ہو سکتا ہے یا حلالہ کی ضرورت ہوگی اگر نہیں تو نکاح کی صورت میں اسے عدت کا خیال رکھنا پڑے گا اور وہ عرصہ کہ جب تک وہ نکاح نہ کرے یا بہت عرصہ پہلے گزر چکا ہے اس کا کفارہ ادا کرے زید نے یہ معاملہ آجکل کسی کو نہیں بتایا اسکے والدین بیوی بچے سب بے خبر ہیں نکاح ٹوٹ جانے کی صورت میں جیسا کہ زید نے بتایا اسکے مندرجہ بالا فعل سے قبل اسکی بیوی حاملہ تھی اور اس فعل کے بعد اسکو بیوی سے ملنے کا اتفاق ہوا اور اس نے بیوی سے مجامعت بھی کی کیا وہ بچہ جو ڈیڑھ دو ماہ کے بعد پیدا ہوا حرام زادہ نہ ہوگا اور اسکے دو بچے اور ہیں وہ کس صورت میں سمجھیں زید اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا رہا اور نکاح کو بھی درست سمجھتا رہا بیوی کو علم نہیں ہے اس قسم کے بچوں کا نکاح مسلمان مرد یا عورت سے ہو سکتا ہے ایسے بچے وراثت کے حقدار ہونگے یہ معاملہ تھا چار برس بعد اور دوستوں پر ظاہر ہوا ہے اور دوستوں کی بحث انتہائی پیچیدہ سمجھی گئی ہے جسکا ذکر کر دیا گیا ہے اور یہ ضروری سمجھا گیا کہ کسی ایسے مفتی سے اسکا فیصلہ ہو اس معاملہ میں شریعت مجرم کی بھول غلطی یا کم علمی کی جس حد تک بھی حمایت ہو سکے بہت غور سے فتویٰ سے مستفیض فرمادیں زید اس بحث سے نفسانی طور پر بیمار ہو گیا ہے۔ مینو اتو جروا۔

الجواب:

زید سے جبکہ مرزائی کے بیعت فارم پر دستخط کرائے تو زید کافر و مرتد ہو گیا۔ زید اسلام سے باہر ہو گیا اور مرزائی ہو گیا۔ اسکی نماز شرعاً نماز نہیں اور اسکا اپنے آپ کو مسلمان تصور کرنا شرعاً غلط اسکی بیوی نکاح سے باہر۔ اسکی بیوی اگر زید کے مرزائی ہونے پر بے خبر رہی تو وہ معذور ہے۔ زید کی بیوی کو جو حمل زید کے مرزائی ہونے سے پہلے ہوا اس حمل سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ جائز اولاد سے ہے۔ زید نے مرزائی بننے کے بعد جو مجامعت کی تو قطعاً حرام مگر جو بچہ ڈیڑھ

دو ماہ کے بعد پیدا ہوا تو اس بچہ کو حرام زادہ نہیں کہا جائے گا کیونکہ اس بچہ کا وجود اسکے مرزائی بننے سے پہلے ہو چکا تھا۔ ہاں اس نے جو جماعت کی وہ حرام ہے۔ پہلے بچے کے بعد جو دو بچے پیدا ہوئے وہ حرام اور زنا کے ہیں کیونکہ نکاح ٹوٹ چکا تھا اس لیے وہ دو بچے حرام کاری و زنا و بد کاری سے ہوئے اور اسکے بچے بچیاں مسلمان رہیں گے تو ان کا نکاح مسلمان عورت مسلمان مرد سے جائز ہے ایسے بچے جو حرام کاری و بد کاری سے ہیں وہ ثابت النسب نہیں ہیں ان کا چونکہ شرعاً باپ نہیں لہذا ایسے بچے ماں کی وراثت کے حقدار ہیں ماں کے توسط سے جتنے رشتہ دار ہونگے شریعت کے مطابق ایسے بچے ان رشتہ داروں کے ورثاء ہوں گے ان کی وراثت کے شریعت کے مطابق حقدار ہوں گے مسئلہ کی صورت واقعی پیچیدہ ہے اور اس پیچیدگی کا حل یہ ہے کہ وہ شخص جلد از جلد مرزائی مذہب سے توبہ کر لے نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھے تجدید اسلام کرے حرام کاری سے توبہ کرے تو اس کے بعد اپنی سابقہ بیوی سے دوبارہ نکاح کرے حلالہ کرنے کی یا عدت گزرنے کی اس میں ضرورت نہیں دو مسلمان کو اہوں کے سامنے اس شخص میں اور اسکی بیوی میں ایجاب و قبول ہو جائے یا کسی نکاح پڑھانے والے مسلمان سے شرعی کو اہوں کے سامنے ایجاب و قبول کرائے تو نکاح ہو جائے گا اس شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی سے معافی مانگے کیونکہ اس نے سابقہ بیوی کی عصمت دری کی ہے اس سے حرام کاری کی ہے اور اس بیچاری کو شوہر کے مرزائی ہونے کا علم نہیں چونکہ وہ لاعلم رہی اس حرام کاری کی وجہ سے وہ گہنہ گار نہ ہوئی مگر اس شخص کی عذر جہالت ایسے قضیہ میں مقبول نہیں توبہ کرے مسلمان ہو جائے اپنی بیوی سے دوبارہ شریعت کے مطابق نکاح کرے۔ پس قضیہ ختم ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

جامع الفتاویٰ (فتاویٰ محدث اعظم پاکستان) ص ۵۲۲ تا ۵۲۳ مرتب مولانا محمد اسلم رضوی علوی

ناشر: سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈبکھوٹ روڈ فیصل آباد

WWW.NAFSEISLAM.COM



تھانہ ختم نبوت نمبر

قادیانیوں کے یہاں ملازمت / قادیانیوں کے کفر کا بیان

قادیانیوں کے یہاں ملازمت کرنے کا حکم

علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ ہمارے ملک میں قادیانیوں کے کافی بڑے بڑے مل اور کارخانے موجود ہیں جو کہ روزمرہ ضروریات زندگی کی مصنوعات تیار کرتے ہیں اور ان کے کارخانوں میں ہزاروں غریب مسلمان بحیثیت مزدور کام کرتے ہیں۔ کیا قادیانیوں سے مسلمانوں کو کاروبار یعنی خرید و فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ درخواست ہے کہ مسئلہ مسئلہ کی ذرا تفصیل سے وضاحت فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

طالب دعا: نواب عبدالغنی نشتر روڈ سکھر

الجواب:

قادیانی غیر مسلم قرار دیئے جا چکے ہیں لیکن کافر سے بیچ و شراء کرنا جائز ہے اور ان کے کارخانوں کی ملازمت بھی جائز ہے البتہ مسلمان کافر کی ایسی ملازمت نہیں کر سکتا جس میں اسکی توہین ہو مثلاً کافر کی خدمت گاری کرنا، بدن دہانا وغیرہ اسی طرح گھریلو کاموں کی ملازمت جن کا مقصد خدمت گاری کرنا ہو۔

قادیانیوں کے کفر کا بیان

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ ہمارے شہر گھارو اور ضلع ٹھٹھہ کے گرد و نواح میں قادیانی رہتے ہیں۔ ان میں ایک قادیانی عبد المجید جو انکا سیکرٹری ہے اور واٹر بورڈ فلٹر پلانٹ میں ہیڈ کلرک ہے۔ عبد المجید قادیانی نے اپنے اور اپنے بیٹوں اور دیگر مختلف ناموں سے تمام مشروبات کی ایجنسیاں عرصہ ۲۰ سال سے لے رکھی ہیں اسی طرح تمام اخبارات و رسائل کی ایجنسیاں بھی لی ہوئی ہیں اخبار ”جنگ“ کی نمائندگی بھی ان کے پاس ہے جو تمام علاقوں میں سپلائی ہوتا ہے۔ مشروبات کی کمپنیز میں سے ”پاکولا“ والوں سے اس سلسلہ میں جب رجوع کیا گیا تو کمپنی کے وکیل نے کہا کہ قادیانی اقلیت میں ہیں ان سے لین دین میں کوئی حرج نہیں اور شرعی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

قادیانیوں کے دیگر معاملات میں مسلمان یا مسلمانوں کے معاملات میں قادیانی شمولیت یعنی قادیانیوں کو شادی غمی، کھانا پینا، میل جول، دفتری معاملات قادیانیوں سے دنیاوی مشاورت قادیانیوں کو اپنے برتنوں میں کھانا کھلانا پلانا، عید کی مبارک دینا، تعزیت کرنا اور دیگر جو مسلمانوں کے احکام ہیں ان میں شرکت کرنا یا ان کو شریک کرنا

جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ عنایت فرمائیں۔ بیواؤ جو

سائل: حافظ عبد الحلق رکن انجمن عاشقان رسول

گھارو

الجواب:

قادیانی دعوائے نبوت کرنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی والدہ ماجدہ پر بہتان و افتراء باندھ کر اور قرآن کریم کی تکذیب کر کے ایسا کافر ہے کہ اسکے کفر پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ اور پاکستان میں اسے غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ اسکے باوجود بے حیائی اور ڈھٹائی سے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس لیے اس کے احکام کافر حبلی مجاہد کے نہیں ہیں بلکہ مرتد کے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتداء میں بچہ جب بولنا شروع کرتا ہے تو ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس کو کلمہ سکھاتا ہے اسکے بعد جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو وہ اپنے عقائد سیکھتا ہے اور بچہ جب سمجھ دار ہو جائے تو اس کا اسلام معتبر ہو جاتا ہے اسکے بعد اگر عقائد کفریہ سیکھتا ہے اور ان پر اعتقاد رکھتا ہے تو کافر ہو جاتا ہے لہذا یہ مرتد ہوا۔

حکومت اسلامی میں کافر اور مرتد کے احکام میں فرق ہے۔ کافر سے معاملات جائز ہیں جبکہ مرتد سے معاملات بھی جائز نہیں ہیں اور مرتد کسی مال کا مالک ہی نہیں رہتا۔ اس کا حکم یہ ہوتا ہے کہ اس کو قید کیا جائے گا اگر تین دن میں توبہ کرے گا توبہ قبول کر لی جائے گی ورنہ قتل کر دیا جائے گا اور اسکے زمانہ ارتداد کے کمائے ہوئے مال کو غرباء پر صدقہ کر دیا جائے گا۔ ہدایہ اور عالمگیری وغیرہ میں ہے!

وان مات او قتل علی ردتہ انتقل ما اکسبه فی اسلامہ الی ورثتہ المسلمین وکان

ما اکسبه فی حال ردتہ فیئا۔ (ہدایہ اولین ص ۶۰۱ مکتبہ شریکۃ علمیہ ملتان)

اور اگر مرتد مر گیا یا حالت ارتداد میں قتل کر دیا گیا تو اس نے جو کچھ حالت اسلام (ایمان) میں کمایا وہ اس کے مسلمان ورثاء میں منتقل ہو جائے گا اور وہ مال جو اس نے حالت ارتداد میں کمایا تو وہ مسلمان غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیا جائے گا۔





جب وہ اپنے مال کے مالک ہی نہیں رہے ہیں تو ان سے خرید و فروخت کرنا مسلمانوں کو ناجائز ہے۔ لہذا حکومت اسلامی میں قادیانی پر یہ احکام جاری کیے جائیں گے۔ اور ملنا جلنا، سلام کلام اور دوسرے محبت کے تعلقات قائم نہیں کیے جائیں گے۔ سوال میں قادیانیوں کے متعلق جن کاموں کا ذکر کیا گیا ہے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ یہ تمام ایجنسیاں قادیانیوں سے واپس لے لی جائیں۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

وقار الفتاویٰ جلد اول ص ۲۷۱ تا ۲۷۳ بزم وقار الدین کراچی



تھیں ختم نبوت نمبر

اگر قادیانی سنی بن کر کسی سے نکاح کرے تو کیا نکاح ہوگا؟

اگر قادیانی سنی بن کر کسی سے نکاح کرے تو کیا نکاح ہوگا؟

مفتی محمد ظلیل خان القادری البرکاتی النوری علیہ الرحمہ

سوال: بخد مت جناب مولوی صاحب السلام علیکم!

علمائے شریعت اسلامیہ حضرت محمد ﷺ کے مطابق سنی حنفی مسلک کو مد نظر رکھتے ہوئے اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ! میری شادی حیدرآباد میں ڈاکٹر سید بشیر احمد شاہ کی صاحبزادی سیدہ امت الکریم سے ۱۲، اگست کو ہوئی۔ شادی کے وقت مجھے قطعی طور پر علم نہیں تھا کہ یہ لوگ قادیانی ہیں۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ مسلم سید ہیں۔ لیکن شادی کے بعد جب آہستہ آہستہ انہوں نے میرے اوپر قادیانیت کی تبلیغ شروع کی تب میرا اپنے خسر سے جھگڑا ہو گیا۔ اور جب مجھے یہ ثبوت مل گیا کہ میرے خسر قادیانی ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دوسرے لوگوں کی موجودگی میں انہیں ”مجلس خدام احمدیہ“ یونٹ نمبر ۶ لطیف آباد حیدرآباد (قادیانیوں کی نام نہاد مسجد) میں نماز پڑھتے ہوئے کئی دفعہ دیکھ لیا اور مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ یہاں نماز پڑھاتے بھی رہے ہیں تو میری بیوی سیدہ امت الکریم اور اسکے سگے بھائی سید منیر احمد نے کہا شروع کر دیا کہ با قادیانی ہیں تو کیا ہوا، ہم تو قادیانی نہیں ہیں۔ میں اپنی بیوی سے کہتا رہا ہوں کہ اگر تم اپنے آپ کو سنی کہتی ہو تو میرے عقائد پر چلو اور اپنے ابا سے کہو کہ وہ قادیانیت کی تبلیغ بند کریں اور میرے معاملات میں دخل اندازی نہ کریں۔ لیکن وہ باز نہ آئے حتیٰ کہ میری بیٹی شرمین پیدا ہوئی تو انہوں نے یہ سوچ کر کہ یہ اکیلا ہے اور اب لڑکی بھی ہو چکی ہے اس لیے مجبور ہو جائے گا اپنا پورا دباؤ ڈالا۔ لیکن جب جھگڑا بڑھ گیا اور وہ کامیاب نہ ہوئے تو وہ میری بیوی اور بیٹی کو ۲۱ جولائی کو لے گئے اور آج تک واپس نہیں بھیجا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں سنی حنفی ہوں۔ میری بیوی زبانی تو کہتی ہے کہ وہ سنی ہے لیکن مجھ سنی کو چھوڑ کر عملاً اپنے قادیانی والدین کی عزت و تعظیم اور فرمانبرداری کرتی ہے اور انکا ہر طرح کا کہنا مانتی ہے حتیٰ کہ انکے کہنے پر مجھ سنی کو چھوڑ کر تقریباً سو سال سے اپنے قادیانی والدین کے ساتھ رہ رہی ہے اور میرے بار بار بلانے کے باوجود نہیں آ رہی ہے یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ جب میری بیوی (موجودہ عمر ۳۳ سال) اور اسکا بھائی سید منیر احمد شاہ (موجودہ عمر ۳۶ سال) نابالغ تھے اس وقت انکا باپ بشیر احمد اپنا سنی مسلک چھوڑ کر قادیانی ہوا تھا۔ اس کمسنی کی عمر سے لیکر آج تک یہ دونوں بہن بھائی قادیانی باپ کے پاس اور اسکے ماحول میں پرورش پاتے رہے حتیٰ کہ سن بلوغت کو پہنچ کر بھی آج تک کبھی انہوں نے نہ تو اپنے باپ کی مخالفت کی نہ قادیانیت سے بیزاری کا اظہار اور نہ ہی اپنے سنی ہونے کا کوئی باقاعدہ اعلان کیا۔ جناب سے گزارش ہے کہ شریعت محمدی ﷺ اور حنفی سنی مسلک کی رو سے یہ فتویٰ صادر فرمائیں۔



(۱) کیا میری بیوی اور اس کا بھائی اس وقت سنی ہیں یا قادیانی؟

(۲) کیا میرا نکاح صحیح ہوا ہے یا نہیں اور اس وقت قائم ہے یا نہیں؟

مہربانی فرما کر فتویٰ پر اپنے دستخط اور مہر ثابت فرمائیے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

واجد حسین قریشی ۲۵ نومبر ۱۹۷۹ء B-B/11، ایریا لیاقت آباد کراچی

الجواب: لا اله الا الله محمد رسول الله۔ حضور اقدس ﷺ کے بعد کسی کی نبوت ماننے کا جو قائل ہو وہ تو مطلقاً کافر و مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لیے مانے۔ قال الله تعالى ولكن رسول الله و خاتم النبيين وقال صلى الله تعالى عليه وسلم انا خاتم النبيين لاني بعلي۔ لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جسکی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شک فی کفره فقد کفر۔ اسے معاذ اللہ مسیح موعود یا مہدی یا مجدد یا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان جاننا درکنار جو اسکے اقوال طعونہ پر مطلع ہو کر اسکے کافر ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ خود کافر ہے والعیاذ باللہ۔ اور قادیانی عقیدے والے یا قادیانی کو کافر و مرتد نہ ماننے والے، مرد خواہ عورت کا نکاح اصلاً، قطعاً ہر گز زہار، کسی مسلم کافر یا مرتد اس کے ہم عقیدہ یا مخالف العقیدہ غرض انسان یا حیوان جہان بھر میں کسی سے نہیں ہو سکتا، جس سے ہو گا زنا، محض ہو گا عالمگیری میں ہے! لا يجوز للمرتدان يتزوج مع مرتلة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية و كذلك لا يجوز نکاح المرتلة مع احد کذافی المبسوط تو بشیر احمد کی صاحبزادی سیدہ اگر واقعتاً اپنے باپ کے ہم عقیدہ تھی یا کم از کم عقل و تمیز کے بعد اسلام و ارتداد صحیح ہیں۔ تنویر الابصار میں ہے! اذا ارتد صبی عاقل کا سلامہ۔ سمجھ والی ہونے کی حالت میں اگر اس نے قادیانیت کو قبول کیا یا اپنے باپ کو قادیانی جاننے کے باوجود مسلمان سمجھتی رہی تو اسی قدر اس کے مرتد ہونے کو یس ہے۔ تجربہ ہے کہ یہ مرتد لوگ بہت بچپن سے اپنی اولاد کو اپنے عقائد کفریہ سکھاتے ہیں۔ اور فرض کر لیں کہ وہ دل سے قادیانیت کو ارتداد جانتی ہے تب بھی اس پر فرض ہے کہ ایسوں سے تنکا توڑا لگ ہو جائے اور اپنی برأت کا اعلان کرے اور جب ایسا نہیں ہے تو اسی رسی میں باندھے جانے کے قابل ہے۔ پھر ایسے لوگوں سے ایسی قرابت رکھنا یقیناً فساد و فتنہ دینی کا موجب ہوتی ہے تو سلامتی اسی میں ہے کہ اس سے دور رہا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

## قادیانیوں کی مدد یا حفاظت کرنا

علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ

الرحمہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اخلاقی طور سے انسانیت کے رشتے سے قادیانیوں کی مدد یا حفاظت کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ پوری تفصیل صادر فرمائیں نوازش ہوگی۔ بیوا تو جروا

از نسیم الدین وارثی کانپور

الجواب: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں! ”کتاب دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند صفحہ ۹ پر غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ! ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا“ پھر چند سطر بعد تحریر فرماتے ہیں کہ اپنی گڑھی ہوئی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں یوں فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۳ ص ۲۹۹)

اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ! قادیانی کی تصنیف ازالہ اوہام ص ۶۸۸ میں ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ کے الہام و وحی غلط نکلی تھی۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۶ و صفحہ ۲۸ میں لکھتا ہے کہ قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۵۷) قادیانیوں کے اسی طرح کے اور بھی بہت کفری عقیدے ہیں جن کی بنا پر علمائے حرمین شریفین نے قادیانی کی نسبت بالافتاق فرمایا کہ من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر یعنی جو اس کے (معذب اور) کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۳۳ ص ۵۱)

اور جب قادیانی کافر و مرتد ہیں تو مرتد کے لیے بادشاہ اسلام کو حکم ہے کہ انہیں قتل کر دے۔ ملاحظہ ہو در مختار مع شامی ج سوم ص ۲۸۶ اور جب ان کے قتل کا حکم ہے اور انہیں زندہ رہنے کا حق حاصل نہیں ہے تو ان کی مدد یا حفاظت کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆



مرزا غلام احمد قادیانی کو اگر مجددِ زمانا مانا جائے؟

علامہ مفتی محمد نظام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

سوال:

مرزا غلام احمد قادیانی کو اگر مجددِ زمانا مانا جائے تو بجا ہے یا نہیں؟

جواب:

مرزا صاحب مذکور کو ہرگز مجددِ زمان نہیں مانا جاسکتا۔ کیونکہ مجدد کے لیے چند شرائط مقرر اور متعین ہیں۔ چنانچہ کتاب مجالس الامراء مجلس ۸۳ میں بایں طور مسطور ہے کہ مجدد وہ ہو سکتا ہے جسکی لیاقت علمیت و بزرگی کو علمائے وقت تسلیم کر لیں۔ نہ یہ کہ وہ اپنی زبان سے میاں مٹھو طوطا کی طرح مجدد ہونے کا اپنے منہ سے دعویٰ کرے اور کہلائے۔ اور مرزا صاحب میں یہ صفت کہاں۔ دیکھو اسکی عبارت عربی جو یہاں بطور نمونہ مشتمل از خردارے تحریر کردی جاتی ہے جس پر ادنیٰ لیاقت والے طالب علم بھی اعتراض کرتے ہیں اور ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کی چند تصانیف سے کتاب اعجاز المسیح کی چند غلطیاں پیر مہر علی شاہ صاحب نے سیف چشتیائی اور صاحب فیصلہ آسمانی میں بایں طور نقل کردی ہیں۔ وہ ہذا۔ وانی سمیتہ اعجاز المسیح وقد طبع فی مطبع ضیاء الاسلام فی سبعمین یوماً من شہر الصیام وکان من الہجرہ ۱۳۱۸ھ ومن شہر النصارى ۲۰ فروری ۱۹۰۱ھ مقام الطبع قادیان جلع گورداسپور۔

اب ناظرین انصاف فرمادیں کہ کیا یہ عبارت صحیح ہے کیا مہینہ رمضان شریف ۱۰۷۰ھ دن کا ہوتا ہے اور امید ہے کہ مرزائی صاحبان اس جگہ بھی کچھ تاویل کر لیں گے حالانکہ یہ تمام عبارت بے ربط اور خلاف محاورہ عرب کے ہے اور غلطی دوم ضلع کورداسپور کی بجائے غورداسپور ہونا چاہیے۔ (۳) غلطی باہتمام الحکیم فضل الدین بعد التعریب فضل الدین (۴) غلطی صفحہ ۱۸۱ من کل نوع الجناح۔ نوع للجناح کیونکہ کل معرفہ پر احاطہ اجزاء کا قاعدہ دیتا ہے اور وہ یہاں پر مقصود نہیں غلطی صفحہ ۳۳ کل امرہم علی التقویٰ۔ اس مقام پر کل امر لہم ہونا چاہیے تھا چونکہ کل مجموعی خلاف ہے۔ غلطی صفحہ ۴۲ فلا ایمان لہ او یضیع ایمانہ۔ دو دفعہ ایمان کے لفظ کا تکرار بے قاعدہ اور خلاف محاورہ عرب ہے۔ غرضیکہ مرزا صاحب نے کہیں تو مقامات حریری وغیرہ کتب سے عبارتیں چرائی ہیں۔ لفظی اور کہیں معنوی تحریف قرآن مجید و احادیث شریف کی گئی ہے۔ جسکو پیر صاحب موصوف نے اپنی تصنیف سیف چشتیائی میں ص ۸۱ تا ۸۲ قلمبند کر دیا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ فقیر بھی ہر ایک جلد میں چند اغلاط مرزا غلام احمد قادیانی کے لکھتا رہے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا گمراہی و فساد ملنا جائے؟

تھوڑے ختم نبوت نمبر

اور دوسری شرط مجدد کی یہ ہے کہ وہ اپنے ظاہر اور باطن کو مطابق شریعت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے رکھتا ہے اور اقوال و افعال اسکے ہرگز خلاف شریعت کے نہیں ہوتے اور مرزا صاحب میں یہ ہر دو صفیں موجود نہ تھیں۔ نہ تو مرزا صاحب نے باوجود استطاعت و قارض البالی و مرد الحالی حج کیا اور نہ ہی پتلی روٹی گیہوں کی کھانے سے تین روز متواتر باز رہا اور نہ فرش چڑے اور کھجوروں کے چوں سے بنایا اور نہ ہی مرزا صاحب نے کباب اور زردے اور پلاؤ کھانے سے منہ پھیرا اور نہ ہی جھوٹے الہام بیان کرنے سے زبان کو روکا اور نہ ہی نبیوں کی توہین کرنے سے قلم بند کیا اور نہ ہی ۲۲ کروڑ مسلمانوں کی پارٹی پر کفر کا فتویٰ لگانے سے شرم کی اور نہ ہی قرآن مجید اور احادیث شریف اور اجماع امت کے اقوال کی تحریف معنوی کرنے سے قلم کو تھاما۔

تیسری شرط مجدد کی یہ ہے کہ جو بدعت اور بت پرستی اور برے کام جو لوگوں کے درمیان مروجہ اور قائم ہو چکے ہوں انکو وہ اپنی ایمانی طاقت، استقامت، حوصلہ اور حلمی سے دور کر دیتا ہے۔ مرزا صاحب نے تو بجائے ان باتوں کے بدعت اور بت پرستی کی بیخ قائم کی۔ چنانچہ اپنی تصویریں بنوا کر ملکوں میں تقسیم کیں۔ حالانکہ یہ بالکل برخلاف قرآن مجید و احادیث صحیحہ و اجماع صحابہ علیہم الرضوان کے ہے۔ اور علاوہ اسکے اپنے آپ کو خدا کہلانا اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے پر اپنے آپ کو قادر سمجھنا جیسا کہ کتاب البریہ و حقیقت الوحی و دافع البلاء وغیرہ میں مذکور ہے۔ علاوہ اسکے خود مرزا صاحب کا دعویٰ کرشن جی کا بھی ہے جسکی تعلیم شرک و بدعت سے بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ گیتا ترجمہ فیضی سے پوسٹ ماسٹر پیر بخش صاحب نے بایں طور آیات نقل کیے ہیں۔

آیات

من از ہر سہ عالم جدا گشتہ ام	تہی گشتہ از خود خدا گشتہ ام
منم ہر چہ ہستم خدا از من است	فنا از من است و بجا از من است
باشجار میل بدانی مرا	برگھائے نار و بدانی مرا
اگر کوش داری چناں میشوی	خداے شوی و خداے شوی

تاج

ہمہ شکل اعمال بگرفتہ اند	بہ قلب احوال دل گفتہ اند
گرفتارِ اندانِ آمدش اند	زبیدانشی خیم جانِ خود اند

اب ناظرین مرزا صاحب کے کلمات اور بھی بنور و ہوش دیکھئے اور سنئے اور انصاف فرمائیے۔ ترجمہ: میں نے اپنے



تھیں ختم نبوت نمبر

مرزا غلام احمد قادیانی کا گمراہی و فساد ملتا جائے؟

ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کر لیا کہ وہی ہوں من عینہ کتاب البریہ مصنفہ مرزا صاحب صفحہ ۷۸ سطر ۳۔

اللہ تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی و شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا اور اسی حالت میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب و تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ اور انا زینا السماء الدنيا بمصباح۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا۔ اردت ان استخلف فخلق آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم من عینہ کتاب البریہ ص ۷۹ سطر ۳ سے ۹ تک۔

آگے چل کر اسی کتاب کے صفحہ ۱۹۲ میں جہاں یہ مضمون چھڑا ہوا کہ امام مہدی و عیسیٰ مسیح میں ہوں اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں اور جو لوگ انکو زندہ ہونا آسمان پر مانتے ہیں وہ جاہل، احمق اور نادان ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث کو کور سے نہیں سمجھتے اور جب انکو پوچھا جائے کہ اسکے آسمان سے اترنے اور جائزہ ثبوت کیا ہے تو پھر نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث (۱)۔

پناہ بخدا! میرے صاحبان دیکھو مرزا صاحب کا کس قدر جھوٹ بولنا ثابت ہے حالانکہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب فاضل اجل عالم بے بدل رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں خود بحث کرنے کے لیے مع بسا علمائے دین کے تشریف لائے اور مرزا صاحب بھاگ گئے۔ اور ایسا ہی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کے مقابلہ کرنے سے بھاگتے رہے۔ آخر الامر اسکے دعوئی کی تردید میں کتاب سیف چشتیائی و شمس الہدایت تیار ہوئیں اور اسی طرح ہزار علمائے دین جواب بدلائل قاطعہ اب تک دے رہے ہیں اور خاص کر اب بھی رفیق پیر بخش صاحب پشتر پوسٹ ماسٹر انجمن تائید الاسلام کی طرف سے مستقل طور پر رسالہ ماہوار نکلتا ہے جسکے جواب دینے میں مرزا صاحب اور مرزا کے پیرو لا نسلم کا سبق پڑھ کر لا جواب ہو گئے اور ان شاء اللہ ہوتے رہیں گے۔

گر نہ بیند برو ز شیرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اور اب فقیر بھی مرزا صاحب کے گدی نشینوں اور قبعین کو نوٹس دیتا ہے کہ اگر مرزا صاحب اور آپ لوگ سچے ہیں تو بیس ہزار روپیہ جو مرزا صاحب نے کتاب البریہ کے ص ۱۹۲ میں بطور انعام اس دعوئی پر ارقام فرمایا ہے براہ

تھیں ختم نبوت نمبر

مرزا غلام احمد قادیانی کو اگر مجدد و ناساں ملنا جائے؟

مہربانی بصیغہ منی آرڈر روانہ فرمایا جاوے اور اپنی تحریر مطالب کے مطابق جواب ملاحظہ کر لیں مطالبہ یہ ہے!

”اگر تمام اسلامی فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہ پاؤ گے جس میں لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم غصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور تو بہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کو جلا دینا اور اسکے علاوہ ہوگا جس طرح چاہیں تسلی کر لیں۔“ (من عینہ کتاب البریہ)

اور ص ۱۹۳ میں یوں لکھا ہے! ”جہاں کسی کا واپس آنا بیان کیا جاتا ہے عرب کے فصیح لوگ رجوع بولا کرتے ہیں نہ نزول۔“ من عینہ۔

اب ناظرین نے مرزا صاحب کی عبارت کا مطلب تو سمجھ لیا ہوگا کہ جو بعض حدیثوں میں صرف نزول کا لفظ وارد ہے وہ غیر فصیح ہے یہ لفظ ذی عزت آدمی کی خاطر بولا جاتا ہے اور یہ عام محاورہ ہے نزول من السماء اور رجوع کا کلمہ کسی حدیث وضعی کتاب مذہب اسلامیہ میں بھی اسکا ثبوت نہیں۔ اور اگر کوئی شخص دیکھا دے تو اس کو بیس ہزار علاوہ سزا اور تاوان کے دوں گا۔

میرے صاحبان ذرا انصاف سے حدیثوں کو ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کیا ان میں رجوع اور نزول من السماء کا کلمہ ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو میرزائی صاحبان سے تحریر شدہ تاوان لے دیں اور اگر وہ نہ دیں تو سمجھ لیں یہ کذاب ہیں اور نہ ہی مرزا صاحب صادق اور مجدد ہو سکتے ہیں اور وہ دلائل یہ ہیں!

حدیث ۱:

”قال الحسن قال رسول الله ﷺ لليهود ان عيسى لم يموت وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة“۔ (نقل از تفسیر درمنثور و سیف صفحہ ۲۵)

ترجمہ: یعنی کہا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے واسطے خالصین اہل یہود کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک نہیں مرا وہ تمہاری طرف آئیوا ہے قیامت سے پہلے۔ لو اس حدیث میں رجوع کا لفظ موجود ہے اور حدیث بھی صحیح ہے۔

حدیث ۲:

”روى اسحق بن بشير وابن عساكر عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ فعند ذلك ينزل اخي عيسى ابن مريم من السماء“۔ (نقل از کنز العمال)



تختِ نبوت نمبر

مرزا غلام احمد قادیانی کا گرمجہ و فساد ملنا جائے؟

ترجمہ: یعنی کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نزدیک ہے کہ میرا بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے نزول فرمائے گا۔ (اس حدیث میں کلمہ من السماء کا موجود ہے)

حدیث ۳:

”قانه لم يمت الى الآن بل رفعه الله الى هذا السماء روى ابن جرير وابن حاتم عن ربيع قال ان النصارى اتوا النبي ﷺ الى ان قال الستم تعلمون ربنا حي لا يموت وان عيسى يا نبي عليه الفناء“۔ (نقل از سیف ۱۳۲)

ترجمہ: یعنی کیا تم لوگوں کو علم نہیں کہ رب ہمارا زندہ ہے۔ اس پر کبھی موت نہیں آئے گی اور عیسیٰ پر موت آئے گی۔

حدیث ۴:

”عن عبد الله بن سلام قال يلفن عيسى بن مريم مع رسول الله ﷺ و صاحبه فيكون قبره رابعا“۔ (نقل از مشکوٰۃ)

ترجمہ: یعنی فرمایا کہ دفن ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور ابو بکر و عمر کے اور ان کی قبر چوتھی ہوگی۔

حدیث ۵:

”عن ابي هريره قال قال رسول الله ﷺ كيف انتم اذا نزل ابن مريم من السماء فيكم واماكم منكم“۔ (رواہ بیہقی فی کتاب السماء والصفات)

قارئین کیا حدیث نمبر اول میں رجوع اور حدیث نمبر ۵، ۲ میں کلمہ من السماء کا واقعہ ہے یا نہیں۔ اب مہربانی فرما کر میرزائی حضرات کو لازم ہے کہ ایضاً عہد کریں۔ یا مرزا صاحب کی اتباع سے توبہ کریں۔ اور علاوہ اسکے مرزا صاحب کے اور بھی کلمات ہیں۔ اصل کو غور سے دیکھیں اور انصاف کریں کہ کیا یہ مطابق قرآن مجید و احادیث شریف و اجماع مسلمین و ائمہ دین مجتہدین و مجددین کے ہیں یا نہیں۔ وہوہنا انت منی بمنزلہ اولادی انت منی وانا منک۔ (نقل از کتاب دافع البلاء و معیار اہل الصطفاء ص ۱۶ انت منی وانا منک ھیتۃ الوحی ص ۸۶ اور معنی ان کے یوں کیے جاتے ہیں کہ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

قارئین! کیا مرزا صاحب کا یہ کہنا سچ ہے؟۔ برگز نہیں یہ صریح جھوٹ ہے اور خداوند کریم پر افتراء باندھا ہوا ہے چنانچہ قرآن شریف خود اسکی تردید کرتا ہے۔ لم یلد ولم یولد۔ نہیں جتنا اس نے کسی کو۔ اور نہ جتنا گیا وہ کسی سے۔ لم

يَتَّخِذُ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمَلِكِ - وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَلْحَ - النَّيِّنِ  
كَتَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ إِلَّا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ - فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بَايِلِهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا  
مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيُشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أَلْحَ -

پس ان تمام مذکورہ بالا آیات میں سے واضح ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھے یعنی خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ  
کرے یا خود خدا بنے یا اپنے ہاتھ سے کوئی کتاب لکھ کر کہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے جو میرے منہ سے نکلتا ہے سو وہ ظالم  
، لعنتی اور دوزخی ہے۔ ازلۃ الاولیاء ص ۵۳۳ میں بایں طور لکھا ہے کہ براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے اور اسی کتاب کے  
ص ۲۶۸، ۲۶۹ میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔ خدا کی پناہ ایسے مجہدوں سے۔

میرے صاحبان انصاف فرمائیے کہ جس آدمی کے یہ الفاظ ہوں کیا وہ آدمی بتانوں شریعت حضور ﷺ مسلمان بھی رہ  
سکتا ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ الغرض مرزا صاحب کسی صورت میں بھی مجہد نہیں ہو سکتے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

جامع الفتاویٰ مطبوعہ فیصل آباد ص ۳۲۰ تا ۳۲۵

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



تھم ختم نبوت نمبر

مرزائی کافر ہیں ان کے ساتھ میل جول رکھنا جائز نہیں۔

﴿مرزائی کافر ہیں ان کے ساتھ میل جول رکھنا جائز نہیں﴾

علامہ پیر مفتی ابوالنصر محمد ریاض الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسائل کے بارے میں؟

- (۱) کیا مرزائیوں کے ساتھ میل جول رکھنا، ان کے ساتھ برادری بھائی چارہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) کیا ایک مرزائی مرنے کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاسکتا ہے؟
- (۳) کیا ایک ایسا مرزائی جو حالت مرزائیت میں ہی مر گیا ہو ایک مسلمان اس کے لئے دعائے مغفرت کر سکتا ہے؟
- (۴) کیا ایک ایسے قبرستان میں جہاں مسلمانوں کے ساتھ مرزائی بھی دفن ہوں، اجتماعی دعائے مغفرت کی جاسکتی ہے؟
- (۵) اگر ایک مسلمان مرزائی ہو جائے یا مرزائی اسلام قبول کر کے دوبارہ مرزائی ہو جائے تو اس کے بارے میں ہمارا دین کیا حکم دیتا ہے؟

(سائل) حسن اختر

ہیلتھ سنٹر، دو میل، تحصیل جٹ، ضلع

انک

الجواب بعون الوهاب:

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم: مرزائی ختم نبوت کے منکر ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کا پیشوا ملعون و مردود، ان میں دجالوں میں سے ایک جن کے متعلق باذن اللہ عالم الغیب سید عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ علیہ السلام نے آج سے چودہ صدیاں پہلے واضح الفاظ میں فرمادیا ہے کہ ثلاثون دجالون کذابون (الحدیث) اور ظاہر ہے کہ جسے ہمارے

تخت ختم نبوت نمبر

مرزائی کافر ہیں۔ ان کے ساتھ میل جول رکھنا جائز نہیں۔

آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تمیں کذاب و جالوں میں شمار فرمایا ہے اسے جو لوگ اپنی بد بختی کی وجہ سے نبی یا محدو د مانتے ہیں وہ مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور جو مسلمان نہ ہو اس کے ساتھ برادری، بھائی چارہ رکھنا تو درکنار قرآن مجید کی رو سے تو ان کے ساتھ صرف مل کر بیٹھنا بھی منع ہے۔ بشرطیکہ بیٹھنے والوں کو معلوم ہو کہ وہ ظالم دین اسلام کے دشمن ہیں۔ ارشادِ ربانی: **فَلَا تَقْعُدُوا مَعَ الْكُفَرِیِّ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ** کے یہی معنی ہیں۔ دعائے مغفرت مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے۔ مرزائی جو باتفاق امت کافر ہیں ان مردودوں کے لئے دعائے مغفرت کرنے کا کیا معنی؟ کفار، منکرین دین و ایمان اور منکرین دعا و روضہ کے لئے تو مشہور مثال زبان زد خاص و عام ہے کہ مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود۔ میرے خیال میں تو سائل کو غلط فہمی ہوئی ہے ورنہ مرزائی مغفرت کے قائل ہی کہاں ہوں گے۔ یہاں اٹک میں تو مرزائیوں کے ہم نوا وہابی بھی میت کی دعا سے روکتے ہیں۔ ہاں مسلمانوں کے لئے اپنے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا یہ ارشاد گرامی ہے: **”اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمِیْتِ فَاخْلَصُوا لَہِ الدَّعَا“** یعنی جب تم میت پر نماز پڑھ چکو تو اس کے لئے خلوص کے ساتھ دعا کرو لیکن یہ امر مسلمانوں کے لئے ہے اور صرف اہل اسلام ہی اس کے قائل و عامل ہیں۔ کوئی غیر مسلم میت کے لئے دعائے مغفرت کا قائل نہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ اگر کوئی مرزائی اہل اسلام کے قبرستان میں دفن ہو گیا ہو اور بعد میں پتہ چلا ہو کہ وہ مرزائی تھا تو وہاں کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہاں موٹے الفاظ میں نمایاں جگہ یہ لکھوائیں کہ یہاں مرزائی بھی دفن ہے اس لئے دعائے مغفرت کرتے وقت صرف مسلمانوں کی مغفرت کے لئے دعا کی جائے کیونکہ جس کے بارے علم ہو کہ یہ کفر و بدعتیہ کی پر مراء ہے اس کے لئے دعائے مغفرت مانگنا بجائے خود کفر ہے۔

خلاصہ جواب یہ ہوا کہ مرزائی گستاخ، ختم نبوت کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں اور مسلمانوں کا کسی بھی کافر کے ساتھ بھائی چارہ رکھنا جائز نہیں۔ نہ اس کی بخشش کے لئے دعا کرنا جائز ہے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی شریعت مطہرہ نے اجازت دی ہے۔ لہذا نحوذ باللہ من ذلک جو آدمی مرزائی ہو یا مرزائی مسلمان ہو کر پھر مرتد ہو گیا ہو اس کے ساتھ مسلمانوں کا وہی سلوک ہونا چاہیے جو



باقی کفار کے ساتھ ہوتا ہے۔ حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو گستاخ ہے اس کے ساتھ مسلمانوں کا کوئی بھائی چارہ نہیں۔

هذا عندي والله تعالى وبإعطائه رسوله الاعلى اعلم بحقيقة

الاحوال۔

راقم اٹم محمد ریاض الدین خٹھی قادری چشتی نقشبندی سہروردی غفرلہ

۲۶ سوال المکرم ۴۳۱۸ ہجری المقدس / ۲۳ فروری ۱۹۹۸ء

[ریاض الفتاویٰ سے ماخوذ فتویٰ]

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

## مرزائی کے کفر میں تاثر کرنا

مفتی عبدالواحد قادری (ہالینڈ)

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی سنی مسلمان قادیانی عقائد سے باخبر ہونے کے باوجود کسی مرزائی قادیانی کو کافر جاننے یا عند سوال کافر کہنے میں تاثر کرے اسکے متعلق حکم شرع کیا ہے؟ برائے مہربانی جواب سے نوازیں۔ مینو اتو جروا

مولانا محمد قاریس مقیم امام مسجد المدینہ دی ہیگ

الجواب: مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے قبیحین خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی اپنے عقائد کفریہ، خبیثہ بدعیہ، باطلہ کی وجہ سے جمہور علماء اسلام کے نزدیک کافر و مرتد اور جہنمی ہیں۔ شفاء شریف، فتاویٰ بزازیہ اور فتاویٰ خیریہ وغیرہا میں ہے: ”اجمع المسلمین ان شاتمہ ﷺ کافر ومن شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر“ کہ تمام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو بھی شان رسالت (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں توہین و تنقیص کرے وہ ایسا کافر ہے کہ جو بھی اس کے عذاب و کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

پس جو شخص مرزائی قادیانی کے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر اُسے کافر و جہنمی جاننے میں ذرہ برابر شک کرے یا عند سوال انہیں کافر و جہنمی کہنے میں تاثر (سوچ بچار) کرے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج اور مرزائی و قادیانی کا ہی ہم نوالہ و ہم پیالہ ہے کما فی فتاویٰ الحرمین مسماہا حسام الحرمین والصوارم الہنلیہ و فی فتاویٰ العلماء العالم وغیرہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدالواحد قادری غفرلہ

خادم دارالافتاء جامعہ دینیہ الاسلام دی ہیگ ہالینڈ

۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

WWW.NAFSEISLAM.COM



## تھم نبوت سے تھمنا موس رسالت تک

اہمیت اور تقاضے

پروفیسر محمد اکرم رضا

حضرت سلطانِ دو عالم افتخارِ آدم و بنی آدم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی حسن صورت اور جمال سیرت کے لحاظ سے اس قدر کامل اور جامع ہے کہ ازل سے اب تک کے تمام شخصی محاسن ایک جگہ پر جمع کر دیئے جائیں تو پھر ان کا موازنہ محبوبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء کی جامع الصفات شخصیت کی ہمہ جہتی فضیلت کے ساتھ نہیں کیا جاتا۔ اسی لیے آپ کا اسم گرامی محمد رکھا گیا کہ آپ سے بڑھ کر کسی اور شخصیت کی تعریف و مدحت ممکن ہی نہیں ہے اور اسی لیے آپ کو احمد کے صفاتی نام سے پکارا گیا کہ آپ سے زیادہ اور کوئی ہستی اپنے خالق کی توصیف کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ جب ایک مسلمان عشق و عقیدت کو اپنا رہنما تسلیم کر کے اپنے آقا و مولا کی عظمتوں کا تصور کرتا ہے تو ورطہ حیرت میں کھو جاتا ہے کہ ہمارا نبی کس قدر اعلیٰ واولیٰ ہے کس قدر بلند مرتبت اور عالی نسب ہے کس قدر فضیلت مآب اور عظمت خطاب ہے کس قدر محترم و اکرم اور اکرم ہے کس قدر رحمت شعار اور دو عالم کے لیے درجہ افتخار ہے کس درجہ مظہر الطافِ کردگار اور بعد از خدا بزرگ توئی تھمہ مختصر کے قول فیصل کا آئینہ دار ہے۔ فکر انسانی عاجز ہو کر اسی پر اکتفا کرتی ہے کہ

لا یملکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی تھمہ مختصر

اب یہ امر انتہائی واضح اور ناقابل تردید ہے کہ محبوب جس قدر بے مثال اور بے نظیر ہوگا اس کے چاہنے والوں کے دلوں میں محبت کا جذبہ اسی قدر تیز تر اور سر بلند ہوگا اور اس محبوب کی شخصیت اور احترام کے روشن نقوش محبت صادق کے قلب و جاں میں نقش ہو جائیں گے تو پھر یہ چاہت اپنی انتہائی سر بلندیوں کو چھوتے ہوئے اس عشقِ سرمدی کا روپ اختیار کر لگی جس کی بدولت محبوب کے نام اور اس کے مقام و مرتبہ پر تصدق ہو جانا ایک فطری تقاضا تصور کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو سلطانِ اقالیم دو عالم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ محبوبِ خدا بھی ہیں اور محبوبِ خلائق بھی۔ آپ جامع انھماکل بھی ہیں اور مجمع الکلمات بھی۔ آپ نور خدا کا مظہر بھی ہیں اور عشاق کی چاہتوں کا مرکز بھی۔ آپ کے جمال جہاں آرا کو حسن نے ایک مرتبہ دیکھا تو پھر دیکھتا ہی رہ گیا آپ کے کمال سیرت کو جس نے ایک بار دل میں بسالیا پھر ہمیشہ کے لیے اسی کوچہ بے کس نواز کا ہو کر رہ گیا۔ آپ کی حیثیت اس شمعِ لازوال کی تھی جس کی تب و تاب میں جملہ انبیاء و رسل کے محامد و محاسن کی جھلک محسوس ہوتی تھی۔ پروانے شمع کی ایک جھلک دیکھ کر قربانی و ایثار کے نام پر ایک لمحہ کے لیے بھی جھجک کا شکار نہیں ہوتے بلکہ اس حسن جہاں افروز پر قربان ہونے کو ہی اپنی سب

تختِ نبوت نمبر

تختِ نبوت سے تختِ ناموس رسالت تک

سے بڑی کامرانی سمجھتے ہیں۔ حضور سرور کائنات جب شمع انوارِ توحید کی صورت جلوہ گر ہوئے تو پھر جانثار یوں اور فداکاریوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ سلسلہ صحابہ کرام کے دورِ سعید سے شروع ہوا اور آج تک جاری ہے اور ان شاء اللہ ابد تک کی آخری ساعتوں تک ناموسِ مصطفویٰ پر پروانہ دارِ ثناء ہونے کا یہ جذبہ اہل ایمان کے دلوں کی دھڑکن بن کر سلامت رہے گا۔

تختِ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کی اصل روح حضور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانِ اقدس ہے کہ!

[[تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے مال

و، جائیداد، اولاد، ماں باپ حتیٰ کہ اس کی اپنی زندگی سے عزیز تر نہ ہو جاؤں]]۔

حفیظ جانندھری کے لفظوں میں

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے اسی میں ہوا اگر خامی تو ایماں نامکمل

محمد کی غلامی ہے سندِ آزاد ہونے کی ہے

خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

تختِ ناموسِ رسالت ﷺ ہر صاحبِ ایمان کے دل کی آواز اور اسکی عقیدت کا اعزاز ہے۔ ہر مسلمان اپنے آقا و مولا کی عزت و توقیر پر فدا ہونا حاصلِ ایمان سمجھتا ہے۔ یہی تعلیماتِ قرآنی کی تاثیر ہے اور یہی احکاماتِ ربانی کی تفسیر ہے۔ عزتِ رسول پر کٹ مرنا اور ناموسِ رسالت پر جان لٹا دینا ابدی کامرانی کی دلیل ہے۔

میں چند رھویں صدی ہجری کے پہلے عشرہ میں مادیت کی ظاہری چکاچوند اور باطل فلسفوں سے جان بچا کر جنمیل کے راہوار پر سوار ہو کر عشق و عقیدت کو خضرِ راہِ ہدایت مصطفویٰ ﷺ کے ان ایمان افروز ادوار کا احاطہ کرنا ہوں جب مہرِ عالم تابِ نبوت اپنے چاہنے والوں کے درمیان بخشِ نفسِ جلوہ گر تھا۔ ہر طرف انوار کی ضو باری تھی فضا میں چلی ریز تھیں تو ہوائیں عطرِ بیز حاصلِ زندگی تھی تو ہر لمحہ پیامِ کمالِ شوقِ عشاق کی آنکھیں تھیں کہ سلطانِ خواباں دو عالم ﷺ کے جلوؤں کو دیکھ کر سیری نہیں ہوتی تھیں۔ میں تاریخ کی اوٹ میں جھانکتا ہوں تو غزوہ بدر کا آواز میرے کانوں میں گونجتا ہے۔ یہ میرے شعور کی آواز ہے جو نسلِ بعد نسلِ امیری سانسوں اور یادوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ میرے آقا و مولا ﷺ کفار کے مقابلہ کی دعوت دیتے ہوئے انصار کے احسانات کا تذکرہ کرتے ہیں کہ کفار مکہ کی لڑائی ہم سے ہے تم اگر پیچھے ہٹنا چاہو تو میری طرف سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا سب دم بخود ہیں سانسیں رک چکی ہیں معاً حضرت سعد بن عبادہ کی آواز گونجتی ہے



خدا کی قسم آپ فرمادیں تو ہم سمندر میں کود جائیں

ابھی سرکارِ دو عالم نے مرحبا ہی کہا تھا کہ حضرت مقداد کو یا ہوئے!

ہم قومِ موسیٰ کی طرح یہ نہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا خدا جا کر لڑیں ہم آپ کے دائیں سے بائیں سے سامنے سے اور پیچھے سے لڑیں گے۔ پھر تھخظ ناموس رسالت کے نام پر بدر کا معرکہ پھا ہوتا ہے۔ نہتے افراد لوہے میں غرق افراد کو تھتھ کر رہے ہیں۔ دو ننھے شاہین حضرت معاذ اور حضرت معوذ مجاہدانہ یلغار کے ساتھ آگے بڑھ کر ابو جہل پر تھپتھپتے ہیں اور قبل اس کے کہ وہ موت کے ان معصوم پیام بردوں کے جذبے کا امتحان لینے کے لیے خود کو آمادہ کر سکے یہ شاہین ننھی نکواریوں کیساتھ اسلام کے سب سے بڑے دشمن اور سلطانِ دو عالم کے سب سے بڑے بدخواہ کو فنا فی النار کر دیتے ہیں۔ اسکا انعام انہیں یوں عطا ہوتا ہے کہ شہادت کی خلعت لہو رنگ انہیں اپنے دامن میں ڈھانپ لیتی ہے۔

یہ عقل کی نہیں عشق کی جنگ تھی یہ خرد کا نہیں بلکہ جذبے کی تیش کا معرکہ تھا۔ یہ ارضی فتوحات کی خاطر نہیں بلکہ تھخظ ناموس مصطفیٰ کی خاطر لڑا جانے والا پہلا معرکہ تھا جس میں جذبہ محبت رسول کی روشن مثالیں اس کثرت کیساتھ نظر آتی ہیں کہ عقل دم بخود ہو کر عشق کی قد آوری کے پیچھے پناہ ڈھونڈنے لگتی ہے۔ اس غزوہ میں سیدنا صدیق اکبر تھخظ ناموس رسول کے نام پر اور آپ کے بیٹے ابو جہل کی زیر قیادت لڑ رہے تھے۔ جب اس بیٹے نے اسلام قبول کر لیا تو ایک دن سیدنا صدیق اکبر سے عرض کیا!

[[ابا جان آپ غزوہ بدر میں متحدہ مرتبہ میری نکواری کی زد میں آئے مگر میں نے محبتِ پدری سے مغلوب ہو کر نکواری کو پیچھے ہٹا لیا]]۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

[[بیٹے مجھے رب کعبہ اور شانِ مصطفویٰ کی قسم تو ایک مرتبہ بھی میری نکواری کی زد میں آ جانا تو مقامِ مصطفیٰ کے تھخظ کے نام پر تیری گردن اڑا دیتا]]۔

تھخظ ناموس رسالت خدا کو کس قدر عزیز ہے۔ میں خود سے سوال کرتا ہوں معاذیرِ باطن مجھے اس دورِ قدسی میں لے جانا ہے جب جنت کے گلزاروں کی بشارت دینے والے آقا ﷺ تبلیغ اسلام اور اعلائے کلمۃ الحق کے مقدس مشن کو عام کرتے ہوئے مکی زندگی دشمنانِ تیرہ باطن کی طرف سے مسلط کردہ ہر قسم کے شدائد برداشت کر رہے تھے۔ ایک روز سلطانِ دو عالم نے قریش مکہ کے ہجوم کو بلایا پہلے اپنے کردار کے بارے میں دریافت کیا جب بدترین مخالفین سے بھی امین اور صادق کی سند حاصل کر لی تو پھر انہیں تو حید خداوندی اور اپنی رسالت کا سرمدی پیغام سنایا پس پھر کیا تھا آپ

تخت ختم نبوت نمبر

تخت ناموس رسالت تک

کے چند جانوروں کے علاوہ پورا مجمع آپ پر آوازیں کسنے لگا۔ جن میں سے بدترین آواز وہ آپ کا بد بخت چچا ابولہب کا تھا جس نے ذلت کی انتہا کو چھو کر کہا!

[[اے محمد (ﷺ) تمہارے وہ ہاتھ ٹوٹیں جن سے تو نے ہمیں یہاں بلایا ہے]]۔

ابولہب کے اس خبیث باطن، دریدی ذنی اور انتہائی ذلیل طرز گفتگو نے زمین و آسمان کو لرزادیا کرسی و عرش کیکپا اٹھے وہ جس کے لبوں سے جنت کی بشارت اور شفاعت کا مژدہ عطا ہو جس کے ہاتھ اپنے انداز بخشش سے گداؤں کو غنی کر دیں اس کے بارے میں اس درجہ خرافات۔ ہر شخص مہربان لب تھا میرے آقا خاموش تھے مگر آنکھوں سے آنسوؤں کے کٹورے پھیلنے کو تھے بہت کچھ کہہ سکتے تھے مگر شانِ رحمۃ للعالمین آڑے آرہی تھی۔ آپ کے صبر اور خاموشی کا انتقام آوازہ خداوندی نے لیا۔ اور رب کریم نے دشمن مصطفیٰ اور ناموس مصطفیٰ کے مخالف سے اس درجہ سخت انداز میں خطاب کیا کہ پورے قرآن میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ابولہب اور اس کے خاندان پر ابدی اور دائمی لعنتوں کے سگتے ہوئے پتھر برس رہے ہوں۔ خدا سراپا قبر و غضب مصروف ارشاد تھا!

[[ٹوٹ گئے ہاتھ ابولہب کے۔ اور ٹوٹ گیا وہ آپ۔ کام نہ آیا اس کو مال اسکا اور نہ جو اس نے کمایا۔ اب پڑے گا ڈیک مارتی آگ میں۔ اور اس کی بیوی جو سر پر لیے پھرتی ہے ایندھن۔ اس کی گردن میں رسی ہے مونج کی]]۔ (سورۃ الہب) اور چشم عالم نے دیکھا کہ وہی کچھ ہوا جو ارشاد خداوندی تھا۔ ابولہب ذلت و رسوائی کی موت مرا اور اسکی بیوی اس قدر عبرت ناک انجام سے دوچار ہوئی کہ موت کے وقت دنیا میں ہی اسکی نظروں میں عذاب جہنم کا نقشہ کھینچ گیا۔ سچ تو یہ ہے

۔ مثال ابولہب گستاخ دربار رسالت کے نبی سے سچ بھی جائیں تو خدا سے کیسے بچتے ہیں (رضا) قرآن حکیم نے جس قدر روز عظمت و شان مصطفیٰ پر زور دیا ہے اور جس قدر محبوب خدا ﷺ کی تائید کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کو ناموس حضور کا تحفظ کس قدر عزیز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدائے کریم قرآن میں حضور نبی کریم کے غیر معمولی مخلص و محاسن بیان کر کے ہی آپ کے ناموس کے تحفظ کو ایمان کا لازمی جز قرار دے سکتا تھا اس لحاظ سے دیکھیں تو قرآن حکیم حضور محمد مصطفیٰ کے ظاہری و باطنی کمالات کا اعلان عام ہے۔ آپ کی رحمت عام آپ کا شفاعت انس و جاں کا پیغام کہیں نہیں و طہ اور مزمل و مدثر کے خطاب کہیں آپ کے شہر مقدس کی قسم کہیں آپ کی پسندیدہ اشیاء کی قسم کہیں آپ کے ایک اشارے پر تبدیلی قبلہ کا حکم کہیں آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دینا کہیں آپ کو ہر قسم کے فیوض و برکات کی کثرت کا مژدہ سنانا کہیں آپ کے دشمن کو ذلیل و خوار بنانا کہیں آپ کو ورفعتا لک ذکرک کا



تحفظ ناموس رسالت

تحفظ ناموس رسالت تک

تاج پہنانا کہیں آپ کی اطاعت و خوشنودی کو اپنی اطاعت و خوشنودی بتانا کہیں آپ کو عرش علیٰ پہ بلا کر مہمان خاص کا خلعت دوام پہنانا اور کہیں آپ کے ہاتھوں دین اسلام کا اکمال کر کے آپ کو اپنی دنیا تک کے لیے محسن اعظم کی مسند خاص پر بٹھانا اور تمام اعزازات و کرامات عطا کر کے خود ہی آپ کی محافظت کا ذمہ اٹھانا کہ!

کافر ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں۔ مگر خدا اپنے نور کو اکمال پذیر کر کے رہے گا کفار اور منکرین شان رسالت کو نقصان پہنچانے کے لیے جو چاہے کرتے پھریں۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اب ظاہر ہے کہ ایک صاحب ایمان اس ہستی عظیم کے ناموس اور عزت کے لیے جان لڑا سکتا ہے جو خدا کو بھی عزیز ہو اور مخلوق خدا کو بھی جو افضل الخلاق بھی ہو اور بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا مصداق بھی۔ خدا اپنے ملائکہ کی جمعیت کیساتھ جس کی شان میں رطب اللسان ہو کر فخر محسوس کر رہا ہو۔ ایسی عدم الخطیر ہستی پر اپنی متاع حیات لٹا کر بھی مسلمان سمجھتا ہے کہ اس نے بہت سستا سودا کیا ہے کیونکہ جس زندگی کو وہ قربان کر رہا ہے وہ تو خدا کی دی ہوئی امانت ہے جب کہ اس فداکاری کے بدلے میں جو انعامات سرمدی عطا ہو رہے ہیں وہ ایک جان کیا ہزاروں زندگیوں کی مجموعی قدر و قیمت سے کہیں زیادہ افضل و سر بلند ہیں۔

اس لیے جب ہم تحفظ ناموس رسالت کے جذبے کی اصل مقام مصطفیٰ کی رفعتوں کو قرار دیتے ہیں تو یہ عقدہ ایک آن میں حل ہو جاتا ہے کہ تحفظ مقام حضور پر قربان ہونے والے کیوں مسکراتے ہوئے موت کی وادیوں کی طرف چلتے رہے۔ موت اس کائنات کی سب سے بھیاں حقیقت ہے مگر عشاق مصطفیٰ نے اسے یوں گلے سے لگایا کہ موت کو اپنی زہرناکی اور سفاکانہ وجود پر شبہ ہونے لگا۔ ان عشاق مصطفیٰ کے لیے موت کی حیثیت فقط ایک پُل کی تھی جسے عبور کر کے حبیب اپنے حبیب سے جا ملتا تھا۔ اس کے مقابلے میں اگر ہم حضور ﷺ کے مقامات سیر سے انکار کر کے آپ کی ذات والا صفات کو اپنے جیسا عام انسان یا محض خدا کا ہر کارہ تصور کریں تو کون مسلمان ہو گا جو محض اپنے جیسے انسان یا زیادہ سے زیادہ خدا کے ہر کارے کے لیے اپنی متاع حیات تصدق کر ڈالے۔

تحفظ ناموس رسالت مآب ﷺ کا احساس دل کی خلوتوں سے ابھرنا آنکھوں سے عقیدت کے آنسوؤں کا خراج لینا جذبات کو ناموس حضور پر مر مٹنے کے لیے آمادہ کرنا اور سر کو درگاہ رسول پر فداکاری کے آداب سکھانا ہے۔ ماضی ہو یا حال یا بعد حال کی کوکھ سے ابھرنے والا مستقبل ہر لحظہ ہر آن امت مصطفوی کے پیش نظر اپنے آقا و مولا کی عزت و ناموس پر کٹ مرنے کا جذبہ موجود رہا ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا کہ عشق و عقیدت کی کھٹن راہوں

تھم ختم نبوت نمبر

تھم ختم نبوت سے تھمنا موسیٰ رسالت تک

پروہی چل سکتا ہے جس کے دل میں مقام مصطفیٰ کی شمع پوری ایمانی تب و تاب کیساتھ جل رہی ہو ہم عقیدت و احترام کے حوالے سے عشاق رسول کے کارواں سالار سیدنا امام مالک کے حوالے سے ایک تاریخی حقیقت کا جائزہ لیتے ہیں۔ ایک مرتبہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں امام مالک سے مناظرہ کیا اثنائے مناظرہ میں آواز بلند کی۔ حضرت امام نے فرمایا! اے امیر المومنین اس مسجد میں اپنی آوازوں کو بلند مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یوں ادب سکھایا ہے کہ اپنی آواز حضور نبی کریم کی آواز سے پست رکھا کرو۔ حضور ﷺ کا احترام و فائق شریف کے بعد بھی ویسا ہی ضروری ہے جیسا حالت حیات میں تھا یہ سن کر ابو جعفر دھیم پڑ گیا اور کہنے لگا امام مالک کیا میں قبلہ رو ہو کر دعا مانگوں یا رسول اللہ کی جانب منہ کروں؟ امام مالک نے جواب دیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنا منہ کیوں پھیرتے ہو حالانکہ قیامت کے دن تمہارے اور تمہارے باپ آدم کے وسیلہ ہیں بلکہ تم حضور ہی کی طرف منہ کرو اور آپ ہی کے وسیلہ سے دعا مانگو اللہ تعالیٰ قبول کرے گا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اور اگر یہ لوگ جس وقت اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں آپ کے پاس آتے ہیں اور خدا سے بخشش مانگتے ہیں اور پیغمبران کے لیے بخشش مانگتے تو وہ اللہ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔ (شفاء شریف، وقال الوقایہ اول)

اسی طرح اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ اگر مسجد نبوی کے گرد کسی مکان میں میخ کے ٹھونکنے کی آواز سنتیں تو کہلاتیں کہ رسول کریم ﷺ کو اذیت نہ دو۔

حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ عشاء کے وقت حضرت عمر فاروق مسجد نبوی میں تھے ایک شخص کے ہنسنے کی آواز کان میں آئی آپ نے اسے بلا کر پوچھا تم کون ہو اس نے اپنا تعلق بنو ثقیف سے بتایا سیدنا عمر نے پوچھا کیا تم اس شہر کے رہنے والے ہو اس نے کہا کہ میں طائف کا رہنے والا ہوں۔ یہ سنا کر آپ نے اسے دھمکایا کہ اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ اس مسجد میں آوازیں بلند نہیں کی جاتیں۔ (وقال الوقاء)

سیدنا امام مالک علیہ الرحمۃ نے تمام عمر مدینہ منورہ میں بسر کی پاسبان ادب کبھی مدینہ شریف کے حرم کی حد میں بول و براز نہیں کیا۔ (شفاء شریف)

غرضیکہ کس کس صاحب نظر کا تذکرہ کیا جائے یوں تو حیات مصطفیٰ کا تصور ہی احترام و عقیدت کی حد تھا کہ حضور ہماری آوازوں کو اسی طرح سماعت فرما رہے ہیں جس طرح حیات ظاہری میں فرماتے تھے۔ اور اسی لیے وہ بلند آہنگ لہجے میں بات کرتے ہوئے اس احساس کے ساتھ لرز اٹھتے تھے کہ کہیں گستاخی کا ارتکاب نہ ہو جائے کیونکہ یہاں تو یہ تمنا چل رہی ہوتی ہے کہ



تختِ ختمِ نبوت نمبر

تختِ ختمِ نبوت رسالت تک

۔ اپنی پلکوں سے دریا پرہ دستک دینا      اونچی آواز ہوئی عمر کا سرمایہ گیا

اس تناظر میں یہ امر مسلمہ ہے کہ محبت اسی محبوب پر اپنی جان قربان کرنا ہے جو صورت و سیرت میں اکمل ترین ہے اور جو اس کی ظاہری آنکھوں سے نہاں ہو کر بھی اسکے قلب و جاں میں عیاں ہے۔ جسے ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کیلئے عشاق کی نگاہیں ہمیشہ ہجر کی نمی سے وضو کرتی رہتی ہیں مگر جب قرآن حکیم کے مقدس متن کے پیش نظر میں جھانکتے ہیں تو اس محبوب رب لم یزال کا نوری سراپا نگاہ باطن کو خیرہ کرنے لگتا ہے۔ دراصل حضور ﷺ کی حیات باطنی اور آپ کی بے عیب شخصیت کا تصور ہی وہ قوت ہے جو چاہنے والوں کے دلوں میں ہر آن موجزن رہتی ہے۔ یہی قوت کبھی عشق و عقیدت کا روپ اختیار کرتی ہے اور کبھی محبت و وارفتگی کے نام پر جان سپردگی کے آداب سکھاتی ہے۔ کبھی مردہ رکوں میں خون زندگی بن کر دوڑتی اور کبھی پیچھے دلوں کی کھیتوں کو شہید الفت مولانا کفایت علی کافی رحمۃ اللہ علیہ کے جذبہ شہادت کے نام پر احساساتِ عشق حضور کے اس گلاب کی تازگی عطا کرتی ہے۔

۔ پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

اس وقت جب کہ میں تختِ ناموس مصطفیٰ ﷺ کے نام پر تاریخ و احادیث کے حوالے سے جھگڑاتے ہوئے ستاروں کو کججا کر کے انہیں ایک کہکشاں کا روپ دینے کی کوشش کر رہا ہوں تو میرے سامنے کھت و نور کی اس طور جلوہ گری نظر آتی ہے کہ میری باطنی نگاہیں تاریخ کی اوٹ میں پناہ لے کر بھی اس کی لمعہ افشانیوں کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ میں ماضی حال اور مستقبل کے حوالے سے تاریخی حقائق کو ترتیب کا روپ دینا چاہتا ہوں مگر عشق و عقیدت کے ایمان افروز نظار اپنی اپنی اولیت اور زمانی و مکانی فوقیت ثابت کرنے کے لیے میرے خامہ عاجز اور ذہن ناچختہ کی سعی کو آزمائش میں ڈال دیتے ہیں۔ واقعات اور تختِ مقام مصطفیٰ کے نام پر قربانیوں کو ترتیب دینا مجھے اپنے بس سے باہر نظر آتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ چودہ صدیوں کے ایمان افروز افق پر تو اتر سے بکھری ہوئی داستانِ عقیدت کو ترتیب دینا کسے آتا ہے۔ یہاں تو قدم قدم پر جان کی بازی لگتی ہے۔ دل و جان مذر کرنے پڑتے ہیں۔ یہاں لفظوں کی مناجات نہیں بلکہ عمل کی سوغات مقبول ہوتی ہیں۔ یہاں اشعار کے بے رنگ کجرے نہیں بلکہ شہادت کے لہو رنگ گلدستے بار یاب ہوتے ہیں۔

۔ یہ شہادت گدا الفت میں قدم رکھنا ہے      لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

کفار سیدنا زید کو اپنی بستی میں لے جا کر ظلم و تشدد کی انتہاء کر دیتے ہیں انہیں کانٹوں پر گھسیٹا جاتا ہے، پتھروں کی بارش کی جاتی ہے لباس تار تار ہے جسم فگار ہر بن مو سے لہو رس رہا ہے۔ میلوں تک گھسیٹ کر لے جانے کے بعد ایک

تخت ناموس نبوت نمبر

تخت ناموس رسالت تک

میدان کو ان کا مقتل بنا دیا جاتا ہے۔ سولی گاڑ دی جاتی ہے۔ کفار کا سردار نہایت تکبر سے پوچھتا ہے کہ! [[زید اب تو تم کہتے ہو گے کہ میں نے اسلام قبول کیا اور کاش اس وقت پچانسی کے پھندے میں میری گردن نہ ہوتی بلکہ محمد کی گردن ہوتی]]۔ (نور اللہ)

تو اس وقت زید نے اپنے جسم کی بکھرتی ہوئی قوتوں کو سبکا کیا پچانسی کے پھندے کو راہ وفا کا نذرانہ سمجھ کر قبول کرتے ہوئے جو جواب دیا قیامت تک ناموس مصطفیٰ کے لیے جان لٹانے والوں کو عقیدت کا چلن سکھاتا رہے گا میں پلکوں کے کناروں پر لرزاں آنسوؤں کو روک کر تاریخ کی زبان سے سیدنا زید کا یہ جواب سن کر اپنی نامسلمانی پر پشیمیاں ہونے لگتا ہوں کہ۔

مجھے ہو ناز قسمت پر اگر نام محمد پر  
یہ سرکٹ جائے اور تیرا سر پارس کو ٹھکرائے  
یہ سب کچھ ہے کوارا پر یہ دیکھا جا نہیں سکتا  
کہ ان کے پاؤں کے ٹکڑے میں اک کا ثنا بھی چھپ  
جائے

اور پھر تاریخ کے حوالے میں تخت ناموس مصطفیٰ کا زریں عنوان بن کر مجھے غزوہ اُحد کا وہ مجاہد بھی یاد آتا ہے جو زخموں سے چور ہے اس کے جسم کا کوئی عضو ایسا نہیں جہاں تیروں اور تلواروں کے زخم نہ لگے ہوں اس پر نزع کا عالم طاری ہے۔ اسکے ساتھی اسے پانی پلانے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ کہتا ہے کہ میری آخری تمننا مصطفیٰ کی زیارت ہے جس کے لیے قربان ہو رہا ہوں آخری سانسوں میں وہ سامنے ہوں۔ حضور ﷺ کو اطلاع ملتی ہے آپ اس مجاہد کی طرف چلتے ہیں ادھر سے وہ اپنی بکھرتی ہوئی سانسوں کی ڈور کو سمیٹتے ہوئے محبوب دو عالم کی طرف بڑھتا ہے۔ گھٹکتے گھٹکتے وہ سلطان دو عالم کے قریب پہنچ گیا میرے آقا کی چشمِ رحمت نواز نے اس کی طرف دیکھا۔ محبوب و محبت کی نگاہیں ملیں۔ دونوں طرف آنسو تھے۔ ایک طرف کے آنسوؤں میں رحمت بے کراں کی جلوہ سامانی تھی تو دوسری طرف کے اشکوں میں سرخروئی کی شادمانی۔

ماضی سے حال کی جانب تاریخ کا سفر جاری ہے۔ یہ روشنی کا سفر ہے۔ کہیں کہیں ایسے فرعونوں کی آوازیں ابھرتی ہیں جو انا ولا غیری کے طلسم کا شکار ہو کر ناموس مصطفیٰ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں مگر فوراً ہی وقت کی بساط پر ایسے فداکارانِ حضور بھی ابھرتے نظر آتے ہیں جو ان فرعونوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ناموس مصطفیٰ



تختِ ختمِ نبوت نمبر

تختِ ناموس رسالت تک

کا پرچم اس بلندی پر لہرا دیتے ہیں کہ طاغوتی قوتوں کا ہر جھکڑا سے سرگوں کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ مجددِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیات ناموس رسالت کے چراغ کو ایک لمحہ کے لیے بھی گل نہیں ہونے دیتیں۔ حتیٰ کہ انگریزی استبدادیت کے مہیب سائے برصغیر پاک و ہند کے مسلم تشخص کو ختم کر کے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔

برطانوی سامراج نے اگرچہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی جیت لی تھی مگر وہ اس حقیقت سے بہرہ ور ہو چکا تھا کہ اس کے مظالم مسلمانوں کو تو کچل سکتے ہیں مگر ان کے باطن میں پوشیدہ روح اسلام کو مٹا نہیں سکتے۔ مولانا کفایت علی کافی، مولانا غلام امام شہید، مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا عنایت اللہ کاکوروی، مفتی صدر الدین آزاد، مولانا احمد اللہ مد راسی اور جنرل بخت خان کی صورت میں شمعِ ناموس رسالت کے پروانوں کی فداکاری کا لانا ثانی جذبہ دیکھ چکا تھا اور اس نے سمجھ لیا تھا کہ

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

یہی روح محمد ہے جسے ہم تختِ ناموس رسالت کے جذبے کا دوسرا نام دے سکتے ہیں۔ اس مقصد کی خاطر اس نے تہذیب و تمدن کے کتنے ہی جال پھیلائے۔ مصلحت اندیشی کے سبق پڑھائے۔ ہندو عفریت نے برطانوی سامراج کا پورا پورا ساتھ دیا۔ ہر دو باطل قوتوں کی ایک ہی تمنا تھی کہ مسلمان اپنے ماضی سے دستبردار ہو کر ہندو قومیت سے رشتہ استوار کر لیں۔ مگر یہاں شیخ احمد سرہندی، امام احمد رضا فاضل بریلوی، حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کی تعلیمات دلوں کو اسلامی نظریاتی تشخص کی قدر و قیمت سے بہرہ ور کر رہی تھیں۔ مسلمانوں پر انتہائی کھٹن وقت تھا۔ ایک طرف برطانوی استعماریت کی قبر سامانیاں اور دوسری طرف ہندو سامراج کی ازلی اسلام دشمنی۔ ان سب کے ساتھ قومیت پرست مسلم علماء کا نظریہ وطنیت اور پھر اس پر مستزاد مرزا غلام احمد قادیانی کی خانہ ساز نبوت۔ کلمہ حق کہنے پر زبان کھتی تھی۔ غلامانِ رسول پر عرصہ حیات تنگ تھا۔ ان تمام اسلام دشمن قوتوں کا ایک ہی مدعا تھا کہ اسلامیانِ ہند کے باطن سے اس جذبے کو کھرچ کر ختم کر دو جو ناموس رسالت پر معمولی ساحف بھی برداشت نہیں کر سکتا اور جب میدانِ وفا میں آگے بڑھتا ہے تو قلت و کثرت نتائج اور انجام و عواقب سے بے نیاز ہو کر فقط محبتِ رسول اور ناموس مصطفیٰ ہی کو مقدم جانتا ہے۔

اس جذبہ محبتِ رسول کو ختم کرنے کے لیے مسلمانوں کی پرسکون زندگی کو تہہ بالا کرنے کی خاطر انگریزوں اور ہندوؤں نے وقت کے سمندر میں کتنے ہی پتھر پھینکے مگر وہ مسلمانوں کے جذبہ عشقِ رسول کو ختم نہ کر سکے۔ مختلف ادوار میں غیرتِ اسلامی سے بہرہ ور اصحابِ ایمان آگے بڑھتے رہے اور ہر ایک شاتمِ رسول کو عبرت ناک انجام سے دوچار

تختِ ختمِ نبوت نمبر

تختِ ناموس رسالت تک

کرتے رہے۔ حتیٰ کہ راجپال نے رنگیلا رسول کی صورت میں بحر سکوں پذیر میں ایک بہت بھاری پتھر دے مارا۔ اگر مجاہدِ رسول ﷺ اس چوٹ کو برداشت کر جاتے تو پھر ناموس رسالت پر پے درپے حملوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ مگر غازی خدا بخش اور غازی عبدالعزیز کے بعد ناموس رسالت کے عظیم پاسدار غازی علم الدین شہید نے راجپال کو اس طرح سے کیفر کردار تک پہنچایا کہ پھر کسی کو راجپال کہلانے یا کسی گستاخ رسول کو ناموس مصطفیٰ کے تقدس پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اس ایک مرد حق نے وہ کام کر دکھایا جو بعض اوقات ایک منظم سپاہ سے بھی ممکن نہیں ہے۔ اور یہ بھی ناموس رسالت کی بالاتر کی کا اعجاز ہے کہ اس دور پر آشوب میں ایک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کارِ سپاہ۔

غازی علم الدین شہید تو عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے نام پر فدا ہو گئے مگر ہمارے لیے پیغام چھوڑ گئے کہ محبت رسول فقط زبانی دعاوی کا نام نہیں بلکہ یہ تو موت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا دوسرا نام ہے۔ آج غازی علم الدین شہید کا نام محض ایک شخص کا نام نہیں بلکہ یہ تو جرأت و ہمت کا استعارہ ہے۔ حمیتِ اسلامی کا شہ پارہ ہے۔ شوکتِ ایمان کی تنویر ہے۔ تحفظِ ناموس رسالت کی عملی تفسیر ہے۔ وقت کے قرطاس پر خون کی دھاروں سے نقشِ لا الہ الا اللہ رقم کرنے کا فسانہ ہے۔ اپنے آقا و مولا ﷺ سے غلاموں کی وابستگی کا جذبہ بے کرانہ ہے۔

مملکتِ خداداد پاکستان جو غازی علم الدین شہید اور ان جیسے دوسرے عشاقِ مصطفیٰ ﷺ کی قربانیوں کا ثمرہ ہے۔۔۔ مگر اس ملک میں جو کہ فقط اور فقط اسلام اور حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا تحفظِ ناموس رسالت کے لیے ہم نے اب تک کیا کیا ہے؟۔

☆ کیا اب بھی ایسی دل آزار تحریریں نہیں لکھی جا رہیں جن سے ناموس رسالت اب پر زد پڑتی ہے؟  
☆ کیا وقت کے راجپالوں نے اپنے لیے نئے نئے روپ اور چہرے تلاش نہیں کر لیے؟  
☆ شرارِ بولہبی کے مقابلے میں ہم اپنی مصلحت اندیشیوں کی بدولت چراغِ مصطفوی کی لو کو دھم کرنے کا باعث تو نہیں بن رہے؟

☆ تقسیمِ ہند سے قبل غیر مسلم حضور کی شان میں معمولی سی گستاخی کرتا تھا تو پوری اُمتِ اسلامیہ کا غیض و غضب اُٹھ فشاں بن جاتا تھا۔ آج اس سے بڑا ظلم اپنوں کے ہاتھوں ہو رہا ہے مگر ہم ہیں کہ دلوں سے عشق کی آگ کے بجھنے کا آخری منظر دیکھنے کے معنی بنے بیٹھے ہیں۔



کتنے ہی سوالات ہیں جو ناموس مصطفوی کے حوالے سے ہمیں الجھن پڑ رہے ہیں مگر ہم نے اپنی خرد کو رہن رکھ کر اپنی متاع فکر کو متاع رایگاں سمجھ لیا ہے۔ ہمارے احساسات پر آہستہ آہستہ مصلحت اندیشی کا کھرا جتا جا رہا ہے۔ لیکن تاریخ اس حقیقت ازلی کی شاہد ہے کہ عشق سرور کو نین محض وقتی جذبہ نہیں بلکہ یہ تولاہوری اور سرمدی نغمہ ہے جو زمان و مکان کے فاصلوں اور تاریخی مسافتوں کو ایک آن میں ختم کر کے غلاموں کا رشتہ اپنے آقا و مولا سے جوڑ دیتا ہے۔ ہمارا رسول لا قانی ہے۔ اسکے اقوال ارشادات فرمودات اور احکامات غیر قانی ہیں اس کی سیرت کے نقوش دائمی اور اس کے وجود کا احساس ہمارے اپنے وجود کے ہونے کی دلیل ہے۔

ورفتا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر

ذکر اُونچا ہے تیرا بول ہے بالا تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے

جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

## تحفظ ختم نبوت وقت کی اہم ضرورت

### محمد اختر الاسلام علی

منصب نبوت و رسالت وہ منصب ہے جو منجانب اللہ عطا ہوا کرتا ہے، اس کے حصول میں کسی دنیاوی عمل اور کوششوں کی کار فرمائی نہیں ہوا کرتی، ایسا بھی نہیں کہ کوئی اپنی عبادت و ریاضت کی بنا پر اس منصب پر قائل ہو جائے، بلکہ اللہ رب العزت جسے چاہتا ہے خاص اپنے فضل و کرم سے اس منصب کے لیے جن لیتا ہے۔ ”ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء“ لیکن اسکے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ مسئلہ عہد رسالت ہی سے حساس رہا ہے، ابتدائے اسلام سے ہی جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے اور امت میں فتنہ انگیزی کرتے رہے۔ کہ خود مرکار دوعالم ﷺ کے مبارک عہد میں اسود غسی اور مسیلہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ اور حضور ﷺ نے اسود غسی کی سرکوبی اور اسکے قتل کیلئے دو جلیل القدر صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھیجا اور حضرت فیروز دہلی کے ہاتھوں وہ بد بخت کیفر کر دیا کو پہنچا، جب اس کی خبر مرگ وصال آنحضرت ﷺ کو ملی تو آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا، اور حضرت فیروز دہلی کو دعائیں دیں اور کامیاب و کامران فرمایا۔

چونکہ یہ مسئلہ ضروریات دین سے تھا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے آنے کے بعد خدا کی طرف سے اور کوئی نبی نہ بھیجا جائے گا لہذا اس کا رختی مرتبہ ﷺ نے بھی واضح لفظوں میں فرمادیا کہ ”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ (ترمذی ج ۲ ص ۳۵) میں خاتم النبیین ہوں مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اب میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور خود قرآن مجید اسکی صاف تصریح فرما رہا ہے کہ!

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَ  
لَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (سورة  
احزاب ۳۳، ۴۰) پچھلے۔ (کنز الایمان)

اور یہ تو بدیہی بات ہے کہ کار نبوت اللہ کے بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ہوتا ہے گمراہوں کو صراط مستقیم پر چلانے کے لیے ہی نبی مبعوث کیے جاتے ہیں حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ علیہم السلام تک اللہ نے یہ سلسلہ جاری رکھا پھر اپنے آخری نبی حضرت محمد عربی روجی فدا ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے رسول بنایا اور دین اسلام کو مکمل کر دیا کہ اب اسکے بعد کوئی نیا دین نہیں آئے گا قیامت تک کے لیے صرف یہی دین اسلام صراط مستقیم ہے اور لوگوں کا محبوب مذہب جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے!



الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل

کر

وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ

دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور

لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا ۝ (سورۃ المائدہ

تمہارے

لیسا اسلام کو دین پسند کیا) (کنز الایمان)

(۳:

تو جب اسلام اپنی مکمل اور آخری شکل میں جلوہ فگن ہو گیا اور اس کے قوانین تمام شعبہ ہائے زندگی کو محیط ہو چکے اور ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ قرآن نازل ہو چکا جو آج تک اپنی اصل ہیئت پر موجود ہے تو پھر کسی اور دین کی قطعی ضرورت نہیں کہ یہ اسلام کی حقانیت کے منافی ہے اسلام ہی وہ سچا اور لافانی مذہب ہے جو رہتی دنیا تک کے لیے ہدایت و کامیابی کا ضامن ہے اس میں کسی کو ذرہ برابر چوں چرا کی گنجائش نہیں اس کے قوانین اٹل اور فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں۔

اسلام کے ابتدائی ادوار سے ہی فساد اور بگاڑ کی وبا اسلام و مسلمین میں در آئی طرح طرح کے فتنے اور مسلمانوں کے مابین گمراہ فرقتے پیدا ہوتے گئے اور کیوں نہ ہو کہ یہ صادق و مصدوق کا قول ہے کہ ”میری امت فرقوں میں بٹ جائے گی“ لیکن اسکے ہی ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہنمائی اور دین اسلام کے خلاف پیدا شدہ گمراہیوں کے تدارک کے لیے انبیاء کرام کی وراثت کے امین علمائے کرام کو پیدا فرماتا رہے گا کیونکہ سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے اب کوئی نیا نبی آنے سے رہا۔ لہذا یہی نائبین رسول ہیں جنہوں نے قوم کی رہنمائی کی ذمہ داری اپنے سر لیکر اسے بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں اور اسلام کے خلاف فتنوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

آج جو سب سے بڑا فتنہ ہمارے سامنے سر اٹھائے کھڑا اور اسلام کے لیے سب سے بڑا خطرہ بنا ہوا ہے وہ ”فتنہ قادیانیت“ جسے پیدا ہوئے کم و بیش ایک صدی کا عرصہ گزر گیا۔ علمائے اسلام نے ابتداء ہی سے اس کی گرفت فرمائی، اسکی گمراہیوں اور کفریات کو اجاگر کیا، علمائے عرب و عجم نے بالاتفاق انہیں مرتد و کافر کہا، اس خصوص میں امام احمد رضا کا نام سرفہرست ہے، جہاں آپ نے ڈھیر سارے تجدیدی کارنامے انجام دیے، وہیں رد قادیانیت میں بھی آپ نے نمایاں کردار ادا کیا اور کئی رسالے تالیف فرمائے اور قادیانیوں پر علمائے عرب بالخصوص حرمین شریفین کے لگائے گئے فتاویٰ کو ”حسام الحرمین“ میں جمع کیا۔ فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں کہ!

”علمائے کرام حرمین شریفین نے قادیانی کی نسبت بالافتاق فرمایا کہ من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر جو اسکے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر“ (فتاویٰ رضویہ ج ۵/۵۱)

قادیانیوں کی حقیقت مزید واضح کرتے ہوئے احکام شریعت میں فرماتے ہیں!

”قادیانی مرتد منافق ہیں، مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات

دین میں سے کسی شے کا منکر ہے“ (احکام شریعت حصہ اول ص ۱۱۲)

ختم نبوت کا عقیدہ اجماعی ہے جس پر چودہ صدیوں سے مسلمانوں کا اجماع رہا ہے کہ ہمارے نبی محمد عربی ﷺ آخری نبی ہیں اور ان پر سلسلہ رسالت ختم ہو چکا ہے اور یہ مسئلہ ضروریات دین سے ہے جس کا منکر بالاجماع کافر ہے بے شمار احادیث و آثار و آیات قرآنیہ شاہد ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ہی خاتم النبیین اور ختم المرسلین ہیں اب ان کے بعد کسی نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا تو وہ جھوٹا مکار فریبی ہے اور اس کے کفر و ارتداد میں کوئی شک نہیں۔

علمائے کرام کی مساعی جلیلہ کے باعث وقتی طور پر یہ فتنہ دب گیا، مگر مکمل طور سے یہ ختم نہیں ہو سکا، بلکہ دھیرے دھیرے پھٹتا گیا اور اسکے ماننے والے چوری چھپے اپنا کام کرتے رہے، لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے رہے، اپنا لٹریچر دولتِ افرنک کی بنیاد پر خوب پھیلاتے رہے، قادیانی پورے چابکدستی سے دیہاتوں اور قصبات میں اپنا تسلط جمانے کی کوششیں کر رہے ہیں، انکے مبلغین اور نمائندے جگہ جگہ پھر رہے ہیں اور سادہ لوح سیدھے سادے عوام کو بہکا رہے ہیں اور عوام کو ہنر باغ دکھا کر اپنے دامِ تزویر میں پھانسنے کی کوششیں کر رہے ہیں اور اپنے لٹریچر کی اشاعت میں پانی کی طرح روپیہ بہا رہے ہیں۔

آج ضرورت ہے اس پر بند لگانے کی آج ضرورت ہے اس کے لیے ہم پورے طور پر کمر بستہ ہو جائیں اور اس محاذ پر اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دیں اپنے مدرسوں کے نصاب میں فتنہ قادیانیت کے رد و مناظرہ کا فن داخل کریں ان کے فتنوں سے مقابلے اور محاسبہ کرنے کا ڈھنگ طلبہ کو سکھائیں، فتنہ قادیانیت کے خطرناک منصوبوں سے انہیں آگاہی کریں تاکہ ہماری آئندہ نسل اپنے آپ کو اس فتنے سے مقابلے کے لیے تیار پائے، ذیل میں تاریخِ فتنہ



قادیانیت اور اس کے بانی اور اسکے کفریات و نفوٹات پر اجمالاً روشنی ڈالی جا رہی ہے۔  
فتنہ قادیانیت:

اس جماعت کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی بقول اپنے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پنجاب کے مقام ”قادیان“ ضلع کورداسپور میں پیدا ہوا۔ عربی فارسی کی تعلیم اس دور کے اساتذہ سے پائی اور طب کی تعلیم اپنے والد مرزا غلام مرتضیٰ سے لی۔ ۲۳ سال کی عمر میں انگریزی حکومت میں ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے آفس میں معمولی کلرک کی حیثیت سے اپنی ملازمت کا آغاز کیا اس نوکری کو اس نے اپنے لیے ترقی کا پہلا زینہ بنایا اور تاج برطانیہ کا قرب حاصل کر گیا۔ دھیرے دھیرے اس نے حکومت برطانیہ میں اپنا اعتماد بحال کر لیا۔ برطانوی سامراج کو بھی کسی ایسے ہی خوشامدی اور ابن الوقت کی تلاش تھی جو افتراق و انتشار بین المسلمین کی صلاحیت رکھتا ہو اور کار فتنہ گری میں ماہر ہو۔ ٹیلیٹ کے پجاریوں نے مرزا کو کار آمد سمجھ کر اسے سبز باغ دکھانا شروع کیا، اور اپنی مقصد بر آری کے لیے اسے استعمال کرتے رہے، مرزا نے بھی خوب حق نمک ادا کیا۔ انگریزوں کے اس ریزہ خوار نے وقاداری میں کوئی کمی نہ کی اسکے تئیں انہیں اپنے مذموم مقاصد میں کامیابی ملتی گئی۔

۱۸۷۶ء میں مرزا کے والد چل بے۔ باپ کی موت سے تو ایک طرف مرزا کو مکمل آزادی مل گئی اب اس کی سرپرستی کرنے والا کوئی نہ رہا پھر تو اس نے انگریزوں کے سپرد کردہ کاز کو اور تیز تر کر دیا۔ اس پر انگریزوں کی حوصلہ افزائی اور مادی وسائل کی فراہمی نے مزید مواقع فراہم کیے سب سے پہلے اس نے اپنے منصوبے کے مطابق اپنے آپ کو مجدد دامت ہونے کا دعویٰ کیا پھر اس نے دعویٰ کیا کہ اس پر الہامات ہوتے ہیں پھر ۱۸۸۸ء میں دعویٰ کیا کہ وہ مہدی موعود ہے، رفتہ رفتہ اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ مسیح کا مثیل کہنا شروع کیا، اور ان کی شان میں نازیبا الزامات اور رکیک اتہامات تراشے، انکی عفت مآبی پر حملہ کیا، انکے آباء و اجداد کو جی بھر کے گالیاں دیں، اور اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل ثابت کیا۔ پھر ظلی، بروزی اور غیر تشریحی نبی بنا اور بالآخر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا کھلام عی بن گیا اور اپنے آپ کو محمد رسول اللہ ثابت کیا جیسا کہ اس کا بیٹا مرزا بشیر الدین لکھتا ہے۔

”مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی خود محمد رسول اللہ ہیں۔ جو اشاعت اسلام کے لیے

دوبارہ تشریف لائے۔ اس لیے ہم مرزائیوں کو دوسرے کلمے کی ضرورت نہیں ہاں! محمد

رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“ (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

بلکہ یہی نہیں یہاں تک لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنحضرت ﷺ سے افضل و اعلیٰ ہے اس کے معجزات

حضور سے زیادہ تھے اسکی روحانیت حضور ﷺ سے بڑھی ہوئی تھی۔

”مرزا قادیانی کی روحانیت آنحضرت ﷺ سے قوی، اکمل اور ارشد ہے۔“ (خطبہ

الہامیہ درخزان ج ۱۶، ۲۷۱، ۲۷۲)

مرزا بشیر الدین القادیانی نے اپنے باپ کی نبوت کے اثبات کے لیے ایک کتاب ”ہیئت النبوة“ نامی لکھی اس میں مرزا کو اسی معنی نبی تسلیم کیا ہے جیسا کہ اگلے زمانے کے انبیاء کرام مبعوث ہوتے رہے اور جس طرح انکی نبوت کا منکر کافر ہے ویسے ہی جو آج مرزا کی نبوت تسلیم نہ کرے کافر ہے اور جو مسلمان مرزا کی نبوت پر ایمان نہ لائے وہ بھی کافر و مرتد اور نجات سے محروم ہے۔ ذیل میں ہیئت النبوة سے چند عبارتیں پیش کی جا رہی ہیں جن سے مرزا کا دعویٰ نبوت ظاہر ہوتا ہے۔

☆ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ (تمہ ہیئت الوحی ص ۱۶۸ از مرزا بخوالہ قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم النبوة مطبوعہ ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ)

☆ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول و نبی ہیں (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء بحوالہ مذکورہ)

☆ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء ص ۱۱ بحوالہ مذکورہ)

☆ خدا تعالیٰ قادیان کو اس طاعون کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس رسول کا تخت گاہ ہے (دافع البلاء ص ۱۰ بحوالہ مذکورہ)

یہ صرف چند عبارتیں ہیں جس میں صاف و صریح ادعائے نبوت علاوہ ازیں ایسی بے شمار عبارتیں ہیں جن میں اس نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اپنی نبوت کے اثبات میں دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالے ہیں لیکن اسی پر بس نہیں اس دعویٰ نبوت کے علاوہ بھی اس نے اور بہت سے دعوے کیے کبھی اپنے آپ کو الوہیت کے منصب پر فائز کیا تو کبھی ابن اللہ بن گیا کبھی عیسیٰ ابن مریم بنا اور کہیں ہندوؤں کا کرشن اور بھی بنا کوارا کر لیا تا کہ مشرکین ہند کو بھی اپنے دام فریب میں پھنسا سکے اور انکا بھی ایک جتھا پیدا ہو سکے اور بھی نہ جانے کیا کیا اوٹ پٹانگ دعوے کیے اسی سے اسکی نفسانیت اور ہوا و حرص کا پتہ چلتا ہے اس کے ان ڈھیر سارے دعوؤں کو دیکھنے پر ایک سنجیدہ شخص لامحالہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ بیک وقت اتنے متضاد و باہم دعوے کرنے والا کوئی قاتر العقل اور احمق ترین شخص ہی ہوگا۔ اور مرزا کے ناپاک کپڑے مرزا بشیر الدین نے ہیئت النبوة میں اپنے باپ کی ناجائز نبوت کی دلیل پر چند فرضی الہامات بھی گڑھے ہیں مثلاً



☆ هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق وتهذيب الاخلاق

☆ انا ارسلنا احمد الي قوم فاعرضوا وقالوا كذب اشر

☆ انى مع الرسول اقوم والوم من يلوم

☆ انى مع الرسول اقوم وافطر واصوم

☆ انى مع الرسول اقوم ومن يلومه الوم

یہ ہیں اسکے وہ الہامات جو بقول اس کے اس پر اترے ایک عام شخص بھی جانتا ہے کہ نبوت و رسالت کا خاصہ بندوں کی ہدایت و رہنمائی ہوا کرتا ہے اور نبی پر اسی زبان و بیان میں وحی والہامات ہوتے ہیں جو زبان اس کی قوم میں رائج ہوتی ہے ورنہ پھر نبوت کا اصل کام پورا ہی نہ ہو سکے گا کیونکہ جس زبان سے قوم آشنا ہوگی اسی زبان میں پیغام موثر ہوگا لیکن یہ کیسا نبی ہے کہ قوم اس کی پنجابی، زبان اس کی پنجابی اور الہام کبھی عربی میں کبھی انگریزی میں اور کبھی پنجابی میں اترتا ہے اس کے کذب پر یہی دلیل کافی ہے۔ ہاں! یہ بھی الہام ہے مگر الہام ربانی نہیں بلکہ الہام شیطانی۔ ان کفریہ اور خود ساختہ شیطانی الہامات کے بعد نتیجے کے طور پر مرزا بشیر الدین سوال کرتا ہے کہ!

”کیا سب نبیوں کو ہم اس لیے نبی نہیں مانتے کہ خدائے تعالیٰ نے انکو نبی کہا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ وہی خدا جس نے موسیٰ سے کہا تو نبی ہے تو وہ نبی ہو گیا اور عیسیٰ سے کہا کہ تو نبی ہے تو وہ نبی ہو گیا، لیکن آج مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی سے کہتا ہے کہ تو نبی ہے تو وہ نبی نہیں ہوتا۔۔۔ اگر مسیح موعود نبی نہیں تو دنیا میں آج تک کوئی نبی نہیں ہوا“ (ہیثمۃ النبوة ص ۲۲۰، ۲۲۱)

یہ تو چند نمونے مشتے از خروارے ہیں ورنہ مرزا کے کفریات و ہنوات حد و شمار سے سوا ہیں جنہیں اگر جمع کیا جائے تو ایک دفتر تیار ہو جائے آج ضرورت ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو اس فتنے سے آگاہ کریں انہیں بتائیں کہ یہ ایمان کے ڈاکو اور لٹیرے ہیں۔ قادیانیوں کے خلاف مستقل تحریک چلانے کی ضرورت ہے تاکہ انکی اصل شکل و صورت عام مسلمانوں کے سامنے آجائے اور انکے مکروہ خدو خال روشنی میں آجائیں جس سے بچا جاسکے اور مسئلہ ختم نبوت سے واضح طور پر ہر مسلمان کو روشناس کرایا جائے تاکہ وہ ان کے دام بھرنگ سے بچ سکیں انکے گندے اور گھناؤنے عقائد منظر عام پر لائے جائیں۔ ابھی حال ہی میں استاذ گرامی ادیب عصر حضرت علامہ فروغ احمد مصباحی مدظلہ شیخ الجامعہ دارالعلوم علیمیہ جہاد شاہی بستی کی ایک تحقیقی تصنیف ”قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت“ ورلڈ اسلامک

مشن ہالینڈ کے تعاون سے شائع ہو کر منظر عام پر آئی ہے جو اس موضوع پر ایک لا جواب کتاب ہے میں نے اس مضمون میں اس سے کافی مدد لی ہے اور بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل۔

☆ جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوة (۱۳۱۷ھ)

☆ السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (۱۳۲۰ھ)

☆ قهر الدیان علی مرتد بقادیان (۱۳۲۳ھ)

☆ الحسین ختم النبیین (۱۳۲۶ھ)

☆ الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی (۱۳۳۰ھ)

ضرور مطالعہ میں لائے جائیں جن سے قادیانیت کی پوری تفصیل اور ان پر شرعی حکم سامنے آجائیگا۔ امن شریعت حضرت علامہ مفتی محمد رفاقت حسین مظفر پوری رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ رشید حضرت صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت) کی ایک نہایت عمدہ تحقیقی کتاب ہے ”قادیانی کذاب“ اسکو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ عام فہم انداز میں اس موضوع پر اپنی مثال آپ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں جادہ مستقیم پر گامزن رکھے، گمراہیوں اور گمراہ گروں سے بچائے اور حفظ امان میں رکھے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



## نبوت، شعور نبوت اور ختم نبوت

پروفیسر محمد عارف خان

شعور حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ سلسلہ نبوت اللہ تعالیٰ کا الوہی نظام ہے جس کے ذریعے وہ کائنات و انسان کی راہنمائی فرماتا ہے۔ نبوت الوہی مقصد کی پابند ہے۔ راہنمائی جو انبیاء کے ذریعے ہوتی رہی ہے اُسے شعور نبوت کہا جاسکتا ہے شعور نبوت پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آخر الزماں نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک ایک تسلسل سے آگے بڑھا ہے۔ پہلے حضرت انسان آدم علیہ السلام کو شعور نبوت سے نوازا گیا۔ یہ شعور نبوت انسان کو منتقل ہوتا رہا انسان کا ذاتی شعور ارتقاء نبوت کیساتھ بتدریج بلند سے بلند تر ہوتا رہا اور یوں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ایسی نبوت عطا کی گئی جو ارتقاء نبوت کے لحاظ سے بھی مکمل تھی اور انسان کے شعور ذات کی راہنمائی کے لیے بھی مکمل طور پر کفایت کرتی ہے۔ اس نبوت کا امتیاز قرآن مجید اُس کی حفاظت کا الہی بندوبست اور شعور نبوت کی کاملیت ہے۔ شعور نبوت و ختم نبوت فریضہ نبوت سے منسلک ہے۔ نبوت کے اختتام کا اعلان ہوا مگر فریضہ نبوت ابھی باقی ہے۔ شعور نبوت بطور صحیفہ الہی و پیغام الہی مکمل ہوا ہے مگر بطور عمل یہ ارتقاء انسان کے سماجی سیاسی اور معاشی میدان میں جاری رہے گا۔ فریضہ نبوت عمل کی وہ گھاٹی ہے جس پر سے انسان کو ابھی گزرنا ہے۔ راز نبوت ابھی تک پوری طرح منکشف نہیں ہوا ہے قرآن آئے چودہ صدیاں گزر چکی ہیں مگر قرآن کا پیغام پوری طرح واضح و آشکار نہیں ہوا ہے قرآن زندہ اور تازہ کتاب ہے۔ اسکی زندگی مسلمہ اور اس کی تازگی اٹل ہے۔ انسان کے لیے اس کے اندر ابھی بہت کچھ ہے مگر یہ منکشف ہوگا تو کیسے؟ جبکہ نبوت کا اختتام ہو چکا ہے۔

نبوت کی تکمیل آپ ﷺ پر ہو چکی ہے۔ شعور نبوت کی تکمیل ابھی باقی ہے۔ ختم نبوت کا اعلان اُس وقت ہوا جب انسان کا شعوری ارتقاء اُس سطح پر ترقی کرنا گیا جہاں نظام نبوت کی شخصی ضرورت باقی نہیں رہی بلکہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے ارتقاء نبوت کے ذریعے وہ استعداد بخش دی جو آئندہ کی منزلیں وہ ختم نبوت کے تحفہ قرآن مجید سے روشنی لے کر خود آگے بڑھے گا۔ قیامت تک کے لیے اور نبی نہیں آئے گا اور آپ ﷺ اور آپ پر نازل ہونے والا صحیفہ قیامت تک کے لیے انسان کی راہنمائی کے لیے کفایت کرے گا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ فلسفہ ختم نبوت اور علم جدید کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن حکیم کا مطالعہ کیا جائے تاکہ یہ زندہ کتاب تازہ پھول و برگ و بار لائے۔ ان شاء اللہ۔

☆☆☆☆

☆☆☆☆

☆☆☆☆

## محبان اہل بیت کہاں ہیں؟

مولانا حافظ غلام حسین کلیا لوی

مصطفیٰ کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت کی محبت ایمان کا جزو ہی نہیں بلکہ جان ایمان ہے۔ اس کے بغیر انسان نہ تو قرب خداوندی حاصل کر سکتا ہے نہ قرب مصطفیٰ ﷺ۔ خداوند قدوس اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی اُمت سے تمام احسانات کا بدلہ اہل بیت کی محبت کی صورت میں مانگنے کا حکم دیتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے!

قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة في القربى ط

ترجمہ: اے میرے محبوب ﷺ فرما دیجیے میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت و مودت۔ اے عبد اللہ کے یتیم! آمنہ کے چاند! اے میرے پیارے اور لاڈلے رسول ﷺ آپ اعلان فرما دیجئے! اے میرے اُمتیو! اے میرا کلمہ پڑھنے والو! میں نے تمہیں ایمان کی دولت سے سرفراز کیا میں نے تمہیں ہدایت کا راستہ دکھایا تمہیں میرے صدقے جان ملی، اولاد ملی قرآن ملا، رمضان ملا، جہان ملا، ایمان ملا۔ حتیٰ کہ رحمان ملا، میرے صدقے تمہیں سب کچھ ملا۔ میں اس کا صلہ اور اجر تم سے کچھ نہیں مانگتا مگر اپنی قرابت کی محبت و مودت۔ اے میرے پیارے اُمتیو! تم میرے آل سے محبت کرنا۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پیار کرنا، تم میری لخت جگر فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی توقیر کرنا، تم میرے نواسوں سے محبت و عقیدت رکھنا یہ میرے احسانات کا بدلہ اور صلہ ہوگا۔

لیکن ایک فتنہ اٹھا جس کا نام قادیانیت ہے۔ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی، جہنم مکانی، نسل شیطانی نے اشارہ فرنگی پر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ قادیان کے اس دجال، انگریز کے دسترخوان کے ککڑوں پر پلنے والے اس جہنمی کتے نے اسلام کی مقدس شخصیات کے متعلق وہ توہین آمیز کلمات کہے کہ پڑھ اور سن کر دماغ کی شریانیں پھٹنے لگ جاتی ہیں۔ آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ مرزا قادیانی اور اسکی ناپاک ذریت کے زہر آلودہ قلم سے ویسے تو کوئی مقدس، ہستی محفوظ نہیں۔ خداوند قدوس کی ذات سے لیکر انبیاء اولیاء، صلحاء حتیٰ کہ ادنیٰ مسلمان تک کوئی ایسی ذات نہیں جس کو ان کی بچھو نماز بانیں نیش زنی نہ کرتی ہوں۔ لیکن یہاں صرف ان کی اہل بیت اطہار کی شان میں کی گئی گستاخیوں کی نشاندہی کی جائے گی۔ قادیانیوں کی کفریہ تحریریں نقل کرتے ہوئے ہاتھ ڈمگانے لگتا ہے۔ قلم ٹوٹنے لگتا ہے۔ دل لرزنے لگتا ہے۔ لیکن وقت پکار پکار کر کہتا ہے کہ آقائے نامدا ﷺ کے دیوانوں اور پروانوں کو بتادو کہ کفر و ارتداد کے بچھو کس کس طرح نیش زنی کرتے ہیں۔ لیکن کلیجہ تھام کر لکھ رہا ہوں۔ دل پر ہاتھ رکھ کر استغفر اللہ پڑھتے ہوئے ملاحظہ فرمائیے۔



**سرکارِ دو عالم ﷺ کی شانِ اقدس میں قادیانیوں کی گستاخیاں:**  
حضور نبی کریم ﷺ کی توہین:

”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“ (نعمو باللہ) اخبار الفضل قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

نبی پاک کو کئی الہام سمجھ نہ آئے:

”نبی سے کئی غلطیاں ہوئیں، کئی الہام سمجھ نہ آئے۔“ (ازالہ اوہام مطبع لاہوری ۲/۳۶۳ مصنفہ مرزا قادیانی)

نبی پاک ﷺ اشاعتِ دینِ مکمل طور پر نہ کر سکے:

”نبی ﷺ سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہو سکی۔ میں نے پوری کی ہے۔“ (معاذ اللہ) (حاشیہ تحفہ کلثویہ ص ۱۱۵)

نبی پاک ﷺ سور کی چربی والا خیر کھاتے تھے:

”آنحضرت ﷺ عیسائیوں کے ہاتھ کا خیر کھالیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ اس میں سور کی چربی پڑتی ہے۔“ (مکتوبات مرزا قادیانی اخبار الفضل ۲۲ فروری ۱۹۲۳ء)

روضہ رسول ﷺ کی توہین:

”روضہ اطہر مصطفیٰ ﷺ نہایت متعفن اور حشرات الارض کی جگہ ہے۔“ (معاذ اللہ) (حاشیہ تحفہ کلثویہ ص ۱۲)

حدیث مصطفیٰ ﷺ کی توہین:

”میری وحی کے مقابلے میں حدیث مصطفیٰ کوئی شے نہیں۔“ (معاذ اللہ) (اعجاز احمدی ص ۵۶)

درویش شریف کی توہین:

مرزا قادیانی اپنے بارے میں لکھتا ہے ”خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔“ (نعمو باللہ) (رسالہ درود شریف بحوالہ الاربعین نمبر ۲ ص ۱۵ تا ۱۸ نمبر ۳ ص ۲۶ تا ۲۷ مصنفہ مرزا دجال)

مرزا قادیانی نبی پاک ﷺ کا مظہر:

”پس چونکہ میں اسکا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔“ (نورِ باللہ) (نزول المسیح ص ۲)

مرزا قادیانی نبی پاک ﷺ کا وجود:

”خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔“ (نورِ باللہ) (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰)

نبی ﷺ کا قادیان میں مرزا قادیانی کی صورت میں نزول:

”تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا تا کہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔“ (نورِ باللہ) (کلمۃ انفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی لعنتی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجیوس ۱۱۵ نمبر ۳ ج ۱۳)

مرزا قادیانی محمد ثانی:

”کیونکہ وہ محمد ہے کو ظلی طور پر پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا۔ پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔ کیونکہ محمد ثانی اس محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷)

مرزا قادیانی کو نبی پاک ﷺ کی چادر پہنائی گئی:

”اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پرانا بلکہ خود محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی اور وہ خود ہی آئے ہیں۔“ (ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۳۰ نمبر ۱۹۰۱ء منقول از جماعت مبایعین کے عقائد صحیح رسالہ منجانب قادیانی جماعت قادیان ص ۱۷)

اگر نبی ﷺ کا منکر کافر تو مرزا قادیانی کا منکر بھی کافر:

”اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم ﷺ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے۔ اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نورِ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ آپ کا انکار کفر نہ ہو۔“ (نورِ باللہ) (کلمۃ انفصل مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجیوس ۱۲۷ نمبر ۳ ج ۱۳)

نبی پاک ﷺ اور مرزا قادیانی میں کوئی فرق نہیں:



تھک ختم نبوت نمبر

عجائب اہل بیت کہاں ہیں؟

”اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق پکڑتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔“ (نورۃ اللہ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۸)

مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ نہ ماننا قرآن کی مخالفت ہے:

”اور جس نے مسیح موعود کی بعثت کو نبی کریم کی بعثت ثانی نہ جانا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ایک دفعہ پھر دنیا میں آئے گا۔“ (کلمۃ الفضل مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی مندجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز قادیان ص ۱۰۵ نمبر ۳ ج ۱۳)

مرزا قادیانی تیرہ سو سال قبل رحمۃ اللعالمین بن کر آیا:

”یہ وہی فخر اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ اللعالمین بن آیا تھا اور اب اپنی تکمیل تبلیغ کے ذریعہ ثابت کر گیا کہ واقعی اس کی دعوت جمیع ممالک و ملل عالم کے لئے تھی۔“ (نورۃ اللہ (اخبار الفضل قادیان ج ۳ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

قادیانیوں کو نئے کلمہ کی ضرورت نہیں:

”اگر ہم بالفرض حال مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں جیسا کہ وہ (مرزا قادیانی) خود فرماتا ہے! ”صادو جودی وجودہ“ (نیز) ”من فرق بنی و بین مصطفیٰ فمنا عرفی و ماورائی“ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت آخرین مہم سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود (مرزا صاحب) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“ (کلمۃ الفضل مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی مندجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز قادیان ص ۱۵۸ نمبر ۳ ج ۱۳)

ان عقائد کو چشم عدل سے پڑھنے اور دماغ انصاف سے پرکھنے والو! خدا را بتاؤ! قادیانی کلمہ طیبہ میں محمد ﷺ رسول اللہ سے کیا مراد لے رہے ہیں؟

مرزا قادیانی کی شان:

قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کی ٹھیک وہ شان وہی نام رتبہ ہے جو آنحضرت ﷺ کا

تھا۔ (نورۃ اللہ) (اخبار الفضل ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء قادیانی مذہب ص ۲۷۵)

تمام انسانوں کے لیے نبی اور رسول:

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ چودھویں صدی کے تمام انسانوں کے لیے نبی اور رسول مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ (نور بالہ (مذکرہ ص ۳۶۰)  
مرزا رحمۃ اللعالمین ہے:

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین مرزا غلام احمد ہے۔ (نور بالہ (مذکرہ ص ۸۳)  
مرزا سید الاولین و آخرین ہے:

مرزائی اخبار الفضل مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ مرزا وہی ختم المرسلین تھا۔ وہی فخر الاولین و آخرین ہے۔ جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ اللعالمین بن کر آیا تھا۔ (قادیانی مذہب ص ۲۶۳)  
مرزا قادیانی باعث تخلیق کائنات ہے:

قادیانی عقیدہ ہے کہ آسمان و زمین اور تمام کائنات کو صرف مرزا قادیانی کی خاطر پیدا کیا گیا۔ (نور بالہ (ہقیقۃ الوحی ص ۹۹)  
مرزا قادیانی کی روحانیت آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھی:

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ روحانی ترقیات کی طرف پہلا قدم تھا اور مرزا قادیانی کے زمانے میں روحانیت کی پوری تکمیل ہوئی۔ (نور بالہ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷)  
مرزا قادیانی کو بڑی فتح نصیب ہوئی:

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو چھوٹی فتح نصیب ہوئی تھی اور بڑی فتح مبین مرزا قادیانی کو ہوئی۔ (نور بالہ (خطبہ الہامیہ ص ۱۹۳)  
مرزا قادیانی کا اسلام افضل ہے:

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے کا اسلام پہلی رات کے چاند کی طرح ناقص اور بے نور تھا اور مرزا قادیانی کے زمانے کا اسلام چودھویں رات کے چاند کی طرح تاباں اور درخشاں ہے۔ (نور بالہ (خطبہ الہامیہ ص ۹۳)  
مرزا قادیانی کے معجزے آنحضرت ﷺ سے زیادہ ہیں:

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے معجزات تین ہزار تھے (تختہ کلڈ ویہ ص ۶۳) اور مرزا قادیانی کے معجزے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ (نور بالہ (ہقیقۃ الوحی ص ۶۷) قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کا وحی ارتقاء



آنحضرت ﷺ سے زیادہ ہے۔ نعوذ باللہ (ریویو مئی ۱۹۲۹ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۳۱)

آنحضرت ﷺ مرزا قادیانی کی شکل میں دوبارہ تشریف لائے ہیں:

محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں  
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر قادیان ج ۲ ش ۳۲ مورخہ

۱۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء) نعوذ باللہ

نبیوں سے مرزا قادیانی کی بیعت کا عہد:

قادیانی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک ہر ایک نبی سے مرزا قادیانی پر ایمان لانے اور اس کی بیعت و نصرت کرنے کا عہد لیا تھا۔ نعوذ باللہ (اخبار الفضل ۲۶ فروری ۱۹۲۳ء۔ قادیانی مذہب ص ۳۴۰)

آنحضرت ﷺ کی پیروی باعث نجات نہیں:

قادیانی عقیدہ ہے کہ اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کی پیروی باعث نجات نہیں بلکہ صرف مرزا قادیانی کی پیروی سے نجات ہوگی۔ نعوذ باللہ (اربعمین ص ۷۳)

مرزا قادیانی جو چاہے کر سکتا ہے:

قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ مرزا قادیانی کے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔ (مذکرہ ص ۵۲۵، ۶۵۶، ۸۶۲۔ ہیئتہ الوحی ص ۱۰۵) نعوذ باللہ۔

یہ ہیں قادیانیوں کے وہ کفریہ عقائد جنہیں پڑھ کر رکوں میں خون کھولنے لگتا ہے۔ اور ہر پڑھنے والا مسلمان غم و غصہ کا ایک مجسم طوفان بن جاتا ہے اور اس کے دل میں قادیانیت کا سر کچلنے کا جذبہ جہاد جوش مارنے لگتا ہے۔  
محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق جو رحمۃ للعالمین ہیں، راحت العاشقین ہیں، انیس الغریبین ہیں، شفیع المذنبین ہیں، جو سراپا معجزہ بن کر آئے۔ جن کی ادنیٰ سی بے ادبی موجب کفر ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ جنکی خاطر اللہ تبارک تعالیٰ نے سارا جہاں بنایا اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو کائنات کا وجود بھی نہ ہوتا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہوں

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

وہ محمد رسول اللہ ﷺ جن کے متعلق قرآن اعلان کرتا ہے!

لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمومنين  
رؤف الرحيم ۝

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول تشریف لائے۔ تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر گراں گزرتا ہے۔ تمہاری بھلائی کے چاہنے والے مومنوں پر رحم کرنے والے مہربان ہیں۔

تمہاری تکلیف وہ برداشت نہیں کر سکتے۔ تکلیف تمہیں ہوتی ہے اور بے چین وہ ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے کسی رشتے کو کسی رشتے سے اتنی محبت نہیں جتنی سرکارِ دو عالم ﷺ کو اپنی اُمت سے ہے۔ ماں باپ بھی قیامت کے دن چھوڑ جائیں گے لیکن امام الانبیاء ﷺ اپنی اُمت کو کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ ایسا شفیق و کریم نبی کو نہیں ملا۔ اللہ تبارک تعالیٰ اس اُمت کو بھی مشفق نبی کے احسانات کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔  
قادیانیوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخیاں:

”پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو اب نئی خلافت کو لو۔ ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے۔ تم اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔“ معاذ اللہ (ملفوظات احمدیہ از مرزا قادیانی ج ۱ ص ۱۳۱)  
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: ”انت منی وانا منک“ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اور فرمایا سرکارِ دو عالم ﷺ نے کہ سوائے منافق کے کوئی علی سے بغض نہیں رکھ سکتا۔ (ترمذی شریف) معلوم ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت ایمان کی علامت ہے اور آپ کی عداوت منافقت کی علامت ہے۔  
قادیانیوں کی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی:

”حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ تم مجھ سے ہو۔“ العیاذ باللہ (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص ۱۱ مصنفہ مرزا ملعون)

ہائے وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کے متعلق سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”فاطمہ بفعثہ منی فمن اغضبها اغضبنی“ (الحديث بخاری شریف ص ۵۶۲) فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسکو ناراض کیا اس نے مجھ کو ناراض کیا۔ وہ فاطمہ جنہوں نے وصال کے وقت وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ رات کے اندھیرے میں اٹھایا جائے تاکہ جیسے زندگی میں مجھے کسی غیر محرم آنکھ نے نہیں دیکھا تھا میرے جنازے پر بھی کسی غیر محرم کی نظر نہ پڑے۔ جن کے پُل صراط سے گزرنے کے وقت یہ اعلان کیا جائے گا کہ اے اہل محشر! نگاہیں نیچی کر لو



تھوڑے ختم نبوت نمبر

عجائب الہیہ کہاں ہیں؟

فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اہل صراط سے گزر رہی ہیں۔ خدا نے آپ کو اتنا پردہ دیا کہ فرشتے بھی آپ کو دیکھ نہ سکیں۔ لیکن قادیان کے حرام زادے کے زہر آلود قلم نے امام الانبیاء علیہ السلام کی لاڈلی بیٹی کی عصمت کا بھی کچھ لحاظ نہ کیا۔

**قادیانیوں کی حضرات حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہما جمعین کی شان میں گستاخیاں:**

مرزا امام حسن و حسین سے افضل:

”اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں ہاں سمجھا۔“ نعوذ باللہ (اعجاز احمدی ص ۵۲)

حسین دشمنوں کے کشتہ اور مرزا خدا کا کشتہ:

”میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔“ معاذ اللہ (اعجاز احمدی ص ۸۱ مصنفہ مرزا

قادیانی)

مرزا حسین رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر:

اے قوم شیعہ! تو اس بات پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا متجلی ہے کیونکہ میں سچ مچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے جو اس حسین سے بڑھا ہوا ہے۔“ معاذ اللہ (دافع البلاء ص ۲۰ مصنفہ مرزا قادیانی)

ذکر حسین رضی اللہ عنہ ایک مصیبت:

”تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا صرف حسین ہے۔ کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے کستوری کی خوشبو کے پاس کوہ (ذکر حسین) کا ڈھیر ہے۔“ نعوذ باللہ (اعجاز احمدی ص ۸۲ مصنفہ مرزا قادیانی)

مرزا کی ہر گھڑی کی قربانی سو حسین کی قربانی کے برابر:

کربلا است سیر بر آئم صد حسین است در گریبانم

کہ میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ میں سو حسین کے برابر ہوں۔ لیکن میں (مرزا بشیر الدین ابن مرزا قادیانی) کہتا ہوں اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔“ (خطبہ مرزا بشیر الدین مندوبہ الفضل ج ۱۳ ش ۸۰ جنوری

۱۹۲۶ء)

مرزا کی بیٹی سارے انبیاء کی بیٹی:

”عزیز امتہ الحفیظ سارے انبیاء کی بیٹی ہے۔“ (افضل قادیان ج ۲ ص ۱۵۶ مورخہ ۱۷ جون ۱۹۱۵ء)

حسین کو مجھ سے کیا نسبت:

”افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو اہیت کا درجہ بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں ان سے تو زید بنی اچھا رہا جس کا نام قرآن میں موجود ہے۔۔۔۔۔ میں مسیح موعود نبی اور رسول ہوں۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو مجھ سے کیا نسبت ہے؟“ (زول اسح ص ۴۴)

حضرت امام حسین و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان حدیث کی رو سے:

نبی پاک ﷺ نے فرمایا! ”ان الحسن والحسین سید الشباب اهل الجنة۔ حسن اور حسین دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔“ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۳۲) کہیں فرمایا! ”الحسن والحسین هما ریحانی من الدنیا۔ حسن اور حسین دونوں میرے دنیا کے پھول ہیں۔“ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۳۱)

حسین منی وانا من الحسین احب الله من احب حسينا (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۳۲) حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں اور اللہ اس سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت کرتا ہے۔ رسول خدا ﷺ یوں دعا فرماتے ہیں! اللهم انی احبهما فاحبهما واحب من احبهما اے اللہ میں حسن و حسین سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے اس سے بھی محبت فرما۔“

یہ ہے شان اہل بیت قرآن وحدیث کی رو سے۔ لیکن قادیانیوں نے جو اسلام اور اہل اسلام کے ازلی دشمن ہیں مسلمانوں کا رشتہ سرکار دوعالم ﷺ اور آپ کے گھرانے سے توڑنے کے لیے اہل بیت کی محبت مسلمانوں کے دلوں سے ختم کرنے کے لیے مسلمانوں کے ایمان لوٹنے کے لیے کس قدر دیدہ دلیری کا مظاہرہ کیا ہے۔ اہل بیت اطہار پر کس طرح رکیک حملے کیے ہیں۔ لیکن ہم مسلمان ہیں شمع ختم نبوت کے پروانے کہلاتے ہیں۔ مجبان اہل بیت کہلاتے ہیں۔ لیکن ختم نبوت کے ان ڈاکوؤں کے ساتھ اہل بیت کے دشمن قادیانیوں کیساتھ ہمارے دوستانہ تعلقات ہیں۔ ہم ان کیساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ انکی محفلوں میں شریک ہوتے ہیں۔ انکو گلے لگاتے ہیں اور بعض ہمارے مسلمان بھائیوں کے دلوں سے دینی غیرت وحمیت اس قدر مٹ چکی ہے کہ انکی بیٹیاں قادیانیوں کے گھروں میں بیابھی ہوئی ہیں اور بعض نے قادیانی عورتوں سے شادیاں رچا رکھی ہیں۔ مسلمانوں! یاد رکھو کوئی ہمارا رشتہ دار ہو بھائی ہو باپ ہو بیٹا ہو جو



تھم ختم نبوت نمبر

مجان اہل بیت کہاں ہیں؟

محمد ﷺ کا نہیں وہ ہمارا بھی نہیں۔ لیکن دنیا کے کسی کونے میں رہتا ہو کسی قبیلے اور خاندان سے تعلق رکھتا ہو جو محمد عربی ﷺ اور آپ کی آل پاک کا غلام ہے وہ ہمارے سر کا تاج ہے اور جو سر کا ردیہ ﷺ اور آپ کے اہل بیت کا دشمن ہے وہ ہمارے پاؤں کی ٹھوکر ہے۔ قادیانی خاندان نبوت کے دشمن ہیں انکا ٹکراؤ براہ راست سرور کائنات ﷺ اور آپ کے اہل بیت کیساتھ ہے لیکن اے مسلمان! ختم نبوت کے ان لٹیروں کے ساتھ اہل بیت کے ان غداروں کے ساتھ کھاتے پیتے وقت انکی محفلوں میں شریک ہوتے وقت امام الانبیاء ﷺ کے ان باغیوں کو سینے سے لگا کر اظہار محبت کرتے وقت تیرا ضمیر تجھے ملامت نہیں کرتا تیری غیرت کو جوش نہیں آتا۔ تجھے اپنے نبی سے حیا نہیں آتی۔ ارے تجھے فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے شرم نہیں آتی۔ تجھے امام حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت کا کچھ لحاظ نہیں۔ ارے تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کچھ اہمیت نہیں دیتا اگر تو اپنے نبی امام الانبیاء ﷺ کی نور نظر لخت جگر فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی عزت کو اپنی عزت سے مقدم سمجھتا تو ان کے دشمن اور گستاخ قادیانیوں کو دیکھ کر آگ بگولا ہو جاتا۔ تیری آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ تیرے لبوں پر تبسم نہ آتا لیکن خاندان نبوت کے یہ دشمن اور گستاخ قادیانی تیرے سامنے دمناتے پھرتے ہیں۔ انھیں دیکھ کر تیری کیفیت نہیں بدلتی۔ تیرے ماتھے پر دشمن تک نہیں آتی تو نے کبھی سوچا ہے؟ تو نے کبھی غور و فکر کیا ہے؟ تیرے سامنے کس کے گھر کی کھتی اجاڑی جا رہی ہے؟ کس کے باغ کے پھول توڑے جا رہے ہیں؟ کس کے جگر کے ٹکڑوں پر کاری ضربیں لگائی جا رہی ہیں؟ کس کے دل کو دکھایا جا رہا ہے؟ کس کی روح کو ٹپایا جا رہا ہے؟ کیا فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو نبی پاک ﷺ نے اپنے جگر کا ٹکڑا نہیں فرمایا؟ کیا حسن و حسین سرکارِ دو عالم ﷺ کے باغ کے پھول نہیں؟ انکا دل دکھانے سے محمد رسول اللہ ﷺ کا دل نہیں دکھتا؟ کیا اہل بیت کی شان میں کی گئی گستاخیوں سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی روح انور تڑپتی نہیں ہے؟ کیا گنبد خضرا سے یہ صدا نہیں آرہی ہے کہ اے میرے پروانو! کہاں ہو؟ میری عزت کے تحفظ کی خاطر کٹ مرنے والو! کہاں ہو؟ میری خاطر ظلم تم سہنے والے بلال و خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے مستانو! کہاں ہو؟ اے مجان اہل بیت تم کہاں ہو؟ کیا آج تم میں سے کوئی نہیں جو میرے اہل بیت کے خلاف استعمال ہونے والی زبان کو کاٹ کر رکھ دے۔ میری اور میرے اہل بیت کی شان میں کی گئی گستاخیوں پر مبنی قادیانی لٹریچر کو جلا کر رکھ کر دے۔ مسلمانوں! اگر ہم تحفظ ناموس رسالت کے لیے گستاخان اہل بیت کو ٹھکانے لگانے کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو پھر ہم سے تو گلی کا کتابھی اچھا ہے ہم اس سے بھی گئے گزرے ہیں کہ وہ گلی محلے کا حق نمک خوب ادا کرتا ہے۔ جس کا کھانا ہے ساری رات اسکا پہرہ دیتا ہے اور اس کے اہل عیال اور مال کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ اپنی جان دے دیتا ہے لیکن اپنے مالک کے گھر پر کسی ڈاکو کو ڈاکہ نہیں ڈالنے

تحفظ ختم نبوت نمبر

عجائب الہیہ کہاں ہیں؟

دیتا لیکن ہم محمد عربی ﷺ کا صدقہ کھاتے ہیں اور ہمارے زندہ رہتے ہوئے قادیانی مردود مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔ خاندان نبوی ﷺ پر رکیک حملے کرتے ہیں اور ہم ایوں پر مہر سکوت لگا کر بیٹھے ہیں۔ ہم کتے سے بدتر نہیں تو اور کیا ہیں؟ اگر ہم ختم نبوت کا تحفظ نہیں کر سکتے تو پھر ہماری نمازیں بیکار ہیں ہماری عبادت و ریاضت فضول ہے ہمارے ان بے روح سجدوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ ہمارے بلند و آہنگ عشق و محبت کے دعوے جھوٹے ہیں ناموس رسالت کا تحفظ سب سے پہلے۔ سارا دین بعد میں اگر ناموس رسالت کا تحفظ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ گنبد خضرا کی زیارت کیلئے تڑپنے والے! اللہ ہر مسلمان کو یہ تڑپ نصیب فرمائے روضہ رسول ﷺ پر حاضری دینے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ اگر رسول خدا ﷺ نے یہ فرمایا کہ تمہارے وطن میں میری عزت محفوظ نہیں تم یہاں کیا لینے آئے ہو تو کیا جواب دو گے؟ اگر آقا ﷺ نے رخ انور پھیر لیا تو کہاں جاؤ گے؟ پھر کس کا سہارا لو گے؟ پھر اندھیری راتوں کے طویل سجدوں کی کیا حیثیت ہوگی؟ پھر ہماری تسبیحیں مہلکیں کس کام آئیں گی۔

نماز اچھی حج اچھا روزہ اچھا زکوٰۃ اچھی  
مگر میں باوجود اسکے مسلمان ہو نہیں سکتا  
نہ کٹ مروں میں جب تک خواجہ بھٹا کی عزت پر  
خدا شاہد ہے کال میرا ایمان ہو نہیں سکتا

صرف نماز روزہ ہی بیکار نہیں بلکہ جو محمد عربی ﷺ کی عزت کے تحفظ کی خاطر کٹ مرنے کا عزم نہیں رکھتا اسکے ایمان کا ہی کوئی ثبوت نہیں۔ ناموس نبوت کے تحفظ کے لیے قربان ہو جانے کا نام ہی ایمان ہے۔ آل رسول ﷺ کے قدموں پر نثار ہو جانے کا نام ایمان ہے۔ ورنہ نہ ہمارا دین ہے نہ ہماری زندگی کا کوئی مقصد ہے۔ زندگی وہی ہے جس کا ایک ایک لمحہ ختم نبوت کا پرچم اٹھاتے ہوئے دشمنان رسول ﷺ ٹکراتے ہوئے گزرے جس کا اک ایک لمحہ آل رسول ﷺ کے غداروں سے برسر پیکار گزرے۔ ورنہ ہماری زندگیوں پہ تھ ہے۔ ایسی زندگی سے موت بہتر ہے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کا دم بھرنے والو:

ہم شہادت کر بلا کتنے جوش و خروش سے بیان کرتے ہیں کہ نواسہ رسول ﷺ نے اپنے نانا جان کے دین کے تحفظ کی خاطر حق کی سر بلندی کی خاطر اپنے بھائی غازی عباس رضی اللہ عنہ کے بازو قلم کرائے۔ اپنے جوان بیٹے علی اکبر کی جوانی کی قربانی دی۔ معصوم علی اصغر کے خشک حلق میں تیر پیوست ہوتے دیکھے۔ قاسم کو قربان ہوتے دیکھا۔ اپنی بہن زینب کی کوہ خالی ہوتے دیکھی۔ میدان کر بلا کو اپنے خاندان کے خون سے رنگین ہوتے دیکھا۔ اپنے جگر کے



کھڑوں کو کھڑے کھڑے کر دیا بالآخر اپنا سر بھی قلم کر دیا۔ لیکن نانا جان کے دین پر آنچ نہ آنے دی۔ اور ہم نے کبھی یہ نہ سوچا کہ ہم نے اسلام کی خاطر کیا قربانی دی ہے۔ ہم نے دین حق کی سر بلندی کے لیے کیا کیا خرچ کیا؟ ہمارا تو اسلام کی خاطر کبھی خون کا ایک قطرہ تک نہیں ٹپکا۔ پسینہ بھی نہیں بہا اور دعویٰ ہمارا یہ ہے کہ ہم اسلام کے سپاہی ہیں ہم اسلام کے کیسے سپاہی ہیں؟ اسلام پر تو قادیانی کتے حملہ آور ہیں اور ہم آنکھیں بند کیے بیٹھے ہیں۔ ہم بے حس نہیں تو اور کیا ہیں؟ کیا سرکارِ دو عالم ﷺ کے احسانات کا بدلہ یہی ہے؟ کیا شہید کربلا کی غلامی کا حق یہی ہے؟ اے مسلمان تیری غیرت کہاں کھو گئی؟ تجھے کیوں بے غیرتی کا سانپ سونگھ گیا؟ تو بیدار کیوں نہیں ہوتا؟ تیرا جوش و جذبہ کیوں ختم ہو گیا؟ اٹھ امام الانبیاء ﷺ کی عزت کی پاسبانی کر۔ ختم نبوت کا تحفظ کر۔ محمد عربی ﷺ کے باغ کے پھولوں کو توڑنے والوں کے ہاتھ توڑ دے۔ خاندان نبوت کے خلاف استعمال ہونے والی زبان کے کھڑے کھڑے کر کے کتوں کے آگے پھینک دے۔ خاندان نبوت ﷺ کی غلامی کا حق ادا کر دے۔ قادیانیت کے خلاف جہاد کر مکرین ختم نبوت کے لیے قہر صدیق بن جا۔ کملی والے کے ان باغیوں کو ٹھکانے لگا دے۔ یہ راج پال کی روحانی اولاد ہیں انکے لیے غیرت غازی علم دین بن جا۔ مرزائیت کا سر کچل کے رکھ دے۔ کتے مار ہم کا آغاز کر اور انکو واصل جہنم کر دے۔ قادیانیت کو بحرِ قلزم میں غرق کر دے۔ مرتدین کے سر کی چوٹی پر آسمانی بجلی بن کر گر اور ان ملعونوں کو پاش پاش کر دے۔ ان گستاخانِ رسول ﷺ کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دے تاکہ گنبد خضرا میں محمد عربی ﷺ کی روح انور خوشی سے جھوم اٹھے کہ میری عزت کے محافظ ابھی زندہ ہیں۔ مرنے کے بعد کل جب تجھے قبر میں آمنہ کے لال دیکھیں تو مسکرا کر فرمائیں تو تو ہمارا ہے تو تو ہماری ناموس کا پاسبان ہے میں تیری نجات کا ذمہ دار ہوں تو میری شفاعت کا حق دار ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شمع ختم نبوت کا پروانہ بنائے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

## قادیانیت اور تحصیل گوہر خان

(ابتداء سے قیام پاکستان تک)

حسن نواز شاہ

تحصیل گوہر خان میں مذہبی سرگرمیوں، رجحانات اور علمائے کرام کے کردار و خدمات پر اب تک باضابطہ کوئی مستند کاوش میرے علم میں نہیں یا شاید اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی اب جہاں تک تحصیل کے حوالے سے قادیانیت کے فروغ اور اس کے رد میں علمائے کرام کی سعی کا تعلق ہے اس بارے میں اب تک کسی نے واضح تحقیق نہیں دی، لے دے کے تاریخ راولپنڈی (جلد دوم)، تاریخ گوہر خان اور ضلع راولپنڈی تاریخ احمدیت میں مختصر اس پر کلام کیا گیا ہے لیکن وہ بجائے خود اغلاط سے بھرپور ہے۔ مثلاً تاریخ راولپنڈی میں لکھا ہے کہ:-

” (راجہ محمد فضل) مرزا غلام احمد کے خاص مصاحبین میں سے تھا، ترقی کرتے کرتے رضوان یعنی مرزا غلام احمد کے دربان کا خطاب پایا۔ رضوان کی اجازت کے بغیر کوئی مرزا کو مل نہیں سکتا تھا۔ نور الدین احمد خلیفہ اول سے زیادہ محمد فضل کا مقام تھا اور یہ امر لازمی تھا کہ اگر محمد فضل آخری ایام میں مرزائیت سے منحرف نہ ہو جاتا تو خلیفہ بھی ہوتا۔ قادیانیوں کا اخبار ”الفضل“ کہا جاتا ہے کہ راجہ محمد فضل کے نام کی مناسبت سے جاری کیا گیا ہے۔“ (۱)

اس اقتباس کے بارے میں جب مولوی صاحب کے پوتے ڈاکٹر منیر الدین احمد (پ: ۲۲ نومبر ۱۹۳۲ء) سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ:-

”یہ کہ ”دادا جان مرزا غلام احمد قادیانی کے رضوان (دربان) تھے، جن کی اجازت کے بغیر کوئی شخص مرزا صاحب سے نہیں مل سکتا تھا۔“ دادا جان کو قادیان میں بہت کم رہنے کا موقع ملا ہے۔ جب کہ دربان کو ہمہ وقت مرزا صاحب کی خدمت میں رہنا چاہیئے۔ یا یہ کہ ”اگر آپ آخری ایام میں مرزائیت سے منحرف نہ ہو جاتے تو خلیفہ بننے اور نور الدین خلیفہ اول نہ ہوتے۔“ مولوی حکیم نور الدین مرزا صاحب کی وفات پر ۱۹۰۸ء میں خلیفہ منتخب ہوئے تھے اور دادا جان ۱۹۳۶ء میں احمدیت سے تائب ہوئے تھے۔ دوسری طرف آپ نے ۱۸۹۷ء کو قادیان میں پہلی ہی ملاقات میں مولوی حکیم نور الدین صاحب سے کہہ دیا تھا کہ ان کو مرزا صاحب کی خلافت ملے گی اس چیز کا ذکر دادا جان کی سوانح حیات میں آچکا ہے۔ پھر یہ کہنا کہ ”اخبار“ الفضل“ کا نام دادا جان کے



نام کی مناسبت سے رکھا گیا تھا، یہ دعوئی بھی بے بنیاد ہے۔“ (۲)

اب تاریخ کوثر خان میں مولوی صاحب کے بارے میں دی گئی معلومات کتنی مستند ہیں اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مولوی صاحب کا نام فضل احمد لکھا ہے۔ (۳) یہی حال ضلع راولپنڈی تاریخ احمدیت کا ہے، اس کے مصنف نے مولوی صاحب کے بارے میں لکھا ہے کہ:

”آپ اپنے زمانہ کے ممتاز عالم دین قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی کے فارغ التحصیل اور عربی کے

مضمون کے کولڈ میڈلسٹ تھے؟“ (۴)

اگرچہ ڈاکٹر منیر الدین نے مولوی صاحب کی سوانح حیات میں تحصیل علوم کی تفصیلات لکھ دی ہیں، اس کے باوجود جب اقتباس مذکور بالا کے بارے میں استفسار کیا گیا تو انہوں نے جواباً لکھا کہ:

"My grand father did not go for study to Al.Azhar.He had his schooling in Changa Bangial from his maternal uncle Maulavi Umar Bakhsh.(5)

اور اسکی تصدیق مولوی صاحب کے اپنے بیان سے بھی ہوتی ہے جس میں انہوں نے تحصیل علم کے بارے میں لکھا ہے کہ:-

”تدرس وتعلم ببلاد مختلفة وفي نواحه وطنه.“ (۶)

فروغ قادیانیت کا مختصر پس منظر:

تحصیل کوثر خان میں قادیانیت کے دونوں مکاتب فکر یعنی قادیانی و لاہوری گروہوں سے تعلق رکھنے والے موجود رہے ہیں لیکن زیادہ فروغ قادیانی گروہ کو ہی حاصل ہوا اور زیادہ تر افراد اسی سے متعلق رہے۔ تحصیل میں قادیانیت کے فروغ کا سبب دو قادیانی مبلغ تھے، ایک مولوی محمد فضل خان چنگوی (ان کا تعلق قادیانی گروہ سے رہا) اور دوسرے لاہوری گروہ سے تعلق رکھنے والے مولوی غلام ربانی کشمیری۔ مولوی فضل تو عمر کے آخری سالوں میں قادیانیت سے تائب ہو گئے تھے البتہ مولوی غلام ربانی تا دمِ وفات لاہوری گروہ سے منسلک رہے۔ ذیل میں دونوں کے مختصر احوال درج ہیں:

مولوی محمد فضل خان چنگوی:

آپ ۱۸۶۸ء کو چنگا نکیاں میں غلام محمد خان کے ہاں راجپوت برادری میں پیدا ہوئے۔ (۷) درس نظامی کی

تختہ ختم نبوت نمبر

قادیانیت اور تحصیل کوثر خان

تحصیل اپنے ماموں مولوی محمد عمر بخش نقشبندی مجددی (م: ۱۸۸۷ء) (۸) سے کی جو نقشبندی سلسلہ کے شیخ اور کئی کتب کے مصنف تھے۔ (۹) انگریزی اور جدید علوم کی تحصیل کے لیے ۱۸۸۵ء میں آپ نے مشن ہائی سکول راولپنڈی میں داخلہ لیا۔ (۱۰) مولوی محمد عمر کی صحبت کی بدولت تصوف کے ذوق کا پیدا ہونا فطری امر تھا نیز عملی تصوف میں شیخ کی ضرورت واضح ہے پس اسی اصول کی روشنی میں آپ نے اپنے ماموں سے بیعت کی درخواست کی لیکن انہوں نے جوہ انکار کر دیا۔ آخر کار آپ نقشبندی مجددی سلسلہ کے ایک اور شیخ خواجہ فقیر محمد تیرائی (۱۲۱۳-۲۹ محرم ۱۳۱۵ھ) سے بیعت ہوئے اور تصوف کی کتب بالخصوص شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی (۵۶۰-۶۳۸ھ) کی امہات کتب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ خواجہ تیرائی نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا نیز آپ کو بیعت کرنے کا بھی حکم دیا۔ (۱۱) ۱۸۹۶ء میں جب آپ چک امرال، ضلع جہلم میں صوبیدار میجر و آئری پکتان شیر باز خان کے بچوں کی اتالیقی کے سلسلہ میں مقیم تھے، قادیانیت کی طرف راغب ہوئے اور مئی ۱۸۹۶ء کو بانی 'جماعت احمدیہ میرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۵ء-۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) کو خط لکھا جس کا جواب میرزا صاحب نے ۲۹ مئی ۱۸۹۶ء کو تحریر کیا۔ (۱۲) بعد ازاں میرزا صاحب نے آپ کو قادیان بلایا اور ۱۶ جنوری ۱۸۹۷ء کو آپ ان سے بیعت ہوئے میرزا صاحب نے انہیں اپنے تین سوتیرہ خاص اصحاب میں شامل کیا، آپ کا نمبر ایک سو پچاسواں تھا۔ (۱۳)

مرزا صاحب سے قربت:

جیسا کہ ذکر ہو چکا کہ مولوی صاحب، مرزا صاحب کے تین سوتیرہ اصحاب خاص میں شامل تھے، اسی طرح مرزا صاحب نے ۲۳ فروری ۱۸۹۸ء کے ایک اشتہار بعنوان "بھنور نواب لفظیٹیٹ کورز بہادر دام اقبالہ" میں اپنے نمایاں پیروکاروں کے ناموں کی فہرست دی تھی اس فہرست میں مولوی صاحب کا نام ۲۵۷ نمبر پر درج ہے۔ (۱۴) ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء کو مرزا صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں پیر مہر علی شاہ کلڑوی (۱۸۵۹-۱۲ مئی ۱۹۳۷ء) کو عربی میں تفسیر نویسی کا چیلنج کیا اس اشتہار میں اکیس مؤیدین کے نام بطور گواہ مرقوم ہیں جن میں سترہویں نمبر پہ مولوی صاحب کا نام بھی موجود ہے۔ (۱۵) اسی طرح مرزا صاحب نے اپنی تصنیف حقیقۃ الوحی میں مولوی صاحب کے چند واقعات کو اپنی صداقت کے نشان طور پہ شامل کیا۔ (۱۶)

آپ کی بدولت تحصیل کوثر خان اور گردنواح میں قادیانیت کو بہت فروغ ملا تا رنج راولپنڈی (جلد دوم)

میں لکھا ہے کہ:

"ضلع ہذا میں مرزائیت کی اشاعت راجہ محمد فضل آف چنگامیرا تحصیل کوثر خان اور ملک غلام نبی



آف پنڈوری داخلی چک بلی خان کے باعث ہوئی۔“ (۱۷)

مولوی صاحب کی وجہ سے ان کی برادری کے بالخصوص اور گرد و نواح کے بالعموم (ضلع راولپنڈی تاریخ احمدیت میں البدروالحکم کے حوالے سے درج فہرست اور مولوی فضل خان، ایک عالم ربانی کی سوانح حیات کے مطابق تقریباً تین درجن سے زائد مردوزن نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت اختیار کی۔ (۱۸) ڈاکٹر منیر الدین کے بقول:

”اجی (مولوی محمد فضل) کے ذریعے ان کے قریبی رشتہ داروں کی اکثریت نے احمدیت کو قبول کر لیا تھا

البتہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس گاؤں میں احمدیت صرف ایک کنبے تک ہی محدود رہی۔“ (۱۹)

ڈاکٹر منیر الدین نے اسی بارے ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ:-

”آپ کی مساعی کے نتیجے میں آپ کے خاندان کے اکثر افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے

تھے، چنانچہ آپ کی اپنی ڈھوک اور ہمسایہ ڈھوک حیات بخش کی نصف آبادی جس کا آپ سے قرابت

داری کا رشتہ تھا احمدی ہو گئے تھے۔“ (۲۰)

ضلع راولپنڈی تاریخ احمدیت میں مرزا قادیانی سے بلا واسطہ یا بذریعہ خط بیعت کرنے والے جن افراد کی فہرست دی گئی ہے ان میں کچھ افراد چنگا نکیاں کے قریبی گاؤں ڈھوک جڈارن کے ہیں اور ایک صاحب موضع جاتلی کے ہیں۔ (۲۱) جبکہ مولوی نبی بخش (ضلع راولپنڈی سے مرزا قادیانی کے ہاتھ پہ بیعت ہونے والے پہلے فرد) کی زوجہ کا تعلق موضع سید کسراں سے تھا۔ (۲۲)

ترک قادیانیت:

مولوی صاحب تقریباً چالیس سال تک قادیانیت سے وابستہ رہے، لیکن اس کے باوجود عمر کے آخری دور میں آپ جماعت سے الگ ہو گئے اور اپنے نایب ہونے کا واضح اعلان کیا، رجوع کے بعد جلد ہی آپ وفات پا گئے جس کی وجہ سے مراجعت کی خبر عام نہ ہو سکی یہی سبب ہے کہ ابوالقاسم رفیق دلاوری (۱۸۸۳-۱۹۶۰ء) نے آئمہ تلمیس یا غارگران ایمان میں مفت روزہ زمیندار میں مولوی صاحب کے ۱۹۳۳ء میں شائع ہونے والے مضمون کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

”فضل احمد مرزائی موضع چنگا نکیاں ضلع راولپنڈی کا ایک مشہور مرزائی ہے، اس کا دعویٰ ہے کہ میں

مرزا صاحب کا ظہور ہوں۔ کہتا ہے مرزا صاحب کی عمر اسی سال کی تھی لیکن جب وہ اپنی عمر کے ساٹھ سال

گزار چکے تو باقی ماندہ بہت سالہ عمر مجھے تفویض فرما کر وادی آخرت کو چل دیئے اب میں ہی حقیقی مرزا صاحب ہوں اس شخص کا ایک مضحکہ خیز مضمون جو سراسر تہلیوں، لن ترانیوں اور طحانہ خیالات سے مملو تھا ۱۹۳۳ء کے آخر میں جریدہ ”زمیندار“ میں شائع ہوا تھا۔“ (۲۳)

رفیق دلاوری کا قہاس پہ ڈاکٹر منیر الدین تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"The contention of Abu'l Qaasim Rafiq Dilaawari regarding Maulavi Muhammad Fazl Khan regarding His claim to have been given the rest of the life of Mirza Ghulam Ahmad is absolutely wrong. it is his own invention. No where my grand father ever made such a claim, which is more than laughable. Mr. Dilaawari has not provided any proof of his claim. It is true that my grand father respected Mirza Ghulam Ahmad and never made derogatory remarks about him. This only shows that he was a cultured man, who respected even after leaving Jama'at Ahmadiyya its founder. He, however, said in very clear terms that Mirza Ghulam Ahmad was mistaken in interpreting his Ilhaams." (24)

اسی طرح لباب المعارف العظمیہ (جلد دوم) میں جو ۱۳ جنوری ۱۹۳۹ء / ۲۱ ذیقعد ۱۳۵۷ھ کو شائع ہوئی مولوی عبدالرحیم کلاچوی (م: ۱۹۵۰ء) نے اسرار شریعت کے تعارف کی ذیل میں لکھا ہے کہ :-

”مولوی فضل خان ساکن چنگا نکلیال، ضلع راولپنڈی جو پہلے احمدی تھا، بعد میں اپنے آپ کو نبی مہم کہنے لگا۔“ (۲۵)

ترک قادیانیت اور دوبارہ شرف باسلام ہونے کے سلسلہ میں چند حوالہ جات :

مولوی صاحب کے ترک قادیانیت کے بارے داخلی شہادتوں کے سلسلہ میں دواہم مآخذ ہیں ایک تو خادم



تھکا ختم نبوت نمبر

قادیانیت اور تحصیل کو حرم خان

المسلمین کے نام سے ان کے مطبوعہ بمقلٹس کی سیریل اور دوسرے ان کے الہامات کے مجموعے یعنی کتاب الالہامات اور الہامات الہیہ اور ان کے آخری دنوں کی ڈائری ان میں الہامات کے نسخہ ہائے خطی اور ڈائری، مولوی صاحب کے پوتے ڈاکٹر منیر الدین کے پاس کمر فیلڈ (جرمنی) میں ہیں، جبکہ خادم المسلمین کے بمقلٹس بھی سوائے نمبر ۱۳ اور نمبر ۱۶ کے اب تک خاصی کوشش کے باوجود مجھے دستیاب نہ ہو سکے، پس داخلی شواہد کے سلسلہ میں میرا انحصار مولوی صاحب کے پوتے ڈاکٹر منیر الدین کی تصانیف ہیں جن میں انہوں نے اپنے دادا کی کتب سے اقتباسات دیئے ہیں ذیل میں ان کی تصانیف سے چند حوالہ جات ملحوظ سنیں پیش خدمت ہیں:

☆ حدیث یاراں کے نام سے ڈاکٹر منیر الدین اور سعید احمد ہمدانی کے مکاتیب دہلی سے شائع ہوئے ان میں سے ڈاکٹر منیر الدین نے چند ایک مقامات پہ مولوی صاحب کی ترک قادیانیت کے بارے صراحت سے لکھا ہے ۱۵ جولائی ۱۹۹۲ء کے ایک مکتوب بنام سعید احمد ہمدانی میں لکھتے ہیں کہ:

”کیا انسان تھا میرا دادا، جس کو دنیا نے نہ پہچانا۔ جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر انہوں نے اپنا نام گنوا دیا اور آخری سالوں میں جماعت کو خیر آباد کہہ کر اپنا نام اس جماعت کی تاریخ سے نکلوا دیا، ایسی دلیری بہت کم لوگوں سے سرزد ہوتی ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے، جیسے وہ ابن عربی والے ملا متی صوفیوں میں سے تھے جنہیں دنیا کی کوئی پرواہ نہ تھی۔“ (۲۶)

۳ نومبر ۱۹۹۳ء کے مکتوب میں لکھا ہے کہ!

”میں نے اپنے دادا جان پر کتاب کا آغاز کر دیا ہے، جہاں ایک طرف مجھے لطف آرہا ہے، وہاں دوسری طرف مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ دادا جان کو کس روحانی تکلیف سے گزرنا پڑا تھا۔ جب احمدیت کو قبول کیا تو سب لوگوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور جب چالیس سالوں کے بعد احمدیت کو خیر باد کہا تو ان کے بچوں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا، اس بات کا ذکر ان کی تحریروں میں بار بار ملتا ہے۔“ (۲۷)

۱۵ اگست ۱۹۹۵ء کے محررہ ایک خط میں لکھتے ہیں کہ

”فتوحات مکیہ کے بارہ میں ایک حوصلہ افزا خط پبلشر کا ملا ہے۔ میں نے اسے لکھا تھا کہ میرے دادا جان نے احمدیت سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور یہ اعلان ہندوستان بھر کے اخباروں میں چھپا تھا اس پر جو نوٹ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث میں لکھا تھا وہ اس شعر پر ختم ہوتا تھا۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی“ (۲۸)

اقتباس مذکورہ بالا میں پبلشر کے نام جس خط کا ذکر آیا ہے وہ فتوحات مکیہ کی جدید اشاعت میں شامل ہے، اس میں صراحت کے ساتھ مرقوم ہے کہ مولوی فضل خان قادیانیت سے تائب ہو گئے تھے۔

”میرے دادا جان کا جماعت احمدیہ سے تعلق رہا تھا البتہ انہوں نے احمدیت سے اپنی توبہ کا اعلان کر دیا تھا جو ہندوستان کے اخبارات میں شائع ہوا تھا میں نے خود تین اخبارات میں اسے دیکھا ہے۔ جن میں سے اہم ترین مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا اخبار ”الجمہوریت“ تھا انہوں نے اس پر جو نوٹ دیا تھا اس کے یہ الفاظ قابل غور ہیں: ”بہر حال ہمیں خوشی ہے کہ مولوی صاحب آج کامل محمدی اور مکمل اہل سنت بن کر جماعت المسلمین میں داخل ہو گئے ہیں اس خوشی میں ہم یہ شعر پڑھتے ہیں:

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

دادا جان نے اپنے رسالہ خادم المسلمین نمبر ۵ میں لکھا تھا:

”میں اس سلسلہ کے بانی کو الہام کی غلطیوں میں الجھا ہوا سمجھتا ہوں۔ موجودہ قادیانی ولاہوری سلسلہ احمدیہ کے ہر دو پیشوا اور ان کے پیروؤں کو گراہی میں گرفتار دیکھتا اور راہ راست سے بھٹکا ہوا جانتا ہوں۔ میں ان سے خدا تعالیٰ کے حکم سے الگ ہو چکا ہوں۔“ (اپریل ۱۹۳۷ء)

میں چونکہ دادا جان پر ایک کتاب لکھ رہا ہوں اس لئے میں نے پوری تحقیق کر کے تسلی کر لی ہے کہ وہ احمدیت سے جدا ہو گئے تھے۔ میں بھی ان نتائج میں احمدیت سے تعلق نہیں رکھتا۔“ (۲۹)

۲۵ جولائی ۱۹۹۵ء کے مکتوب میں بھی پبلشر کے تاظر میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے حوالے سے مولانا کے

تائب ہونے کا ذکر موجود ہے۔ (۳۰)

قادیانی مؤرخ کی کواعی:

خواجہ منظور صادق، ضلع راولپنڈی تاریخ احمدیت میں رقمطراز ہیں:

”مگر بد قسمتی سے انہوں نے بعد میں حضرت مصلح موعود کے دور خلافت میں ۱۹۳۷ء میں جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور یوں جماعت سے قطع تعلق کر لیا۔“ (۳۱)

اسی سلسلہ میں مؤرخ قادیانیت مولوی دوست محمد شاہد کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”مؤرخ احمدیت مولانا دوست محمد شاہد اس سلسلہ میں یہ کہتا ہے کہ: ”چنگا بنگیال کے مولوی فضل صاحب (یکے از ۳۱۳ نمبر ۱۵۰) نے اسی طرح ۱۹۳۷ء میں جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی تھی جس طرح



حکیم عبدالحکیم پٹیلوی صاحب (یکے از ۳۱۳ نمبر ۱۵۹) حضرت مسیح موعود کی زندگی میں خارج از جماعت کر دیئے گئے۔ مولوی محمد فضل کو علم کا غرور ہی لے ڈوبا اور عجیب و غریب دعاوی کے بعد جماعت احمدیت سے علیحدگی اختیار کر لی جو ہندوستان کے تین اخبارات (جن میں ”الہمدیث“ بھی تھا) میں شائع ہوا۔ یہ شخص چنگا بنکیال میں ہی دفن ہے۔“ (۳۲)

علاقائی حوالے:

مولوی صاحب کے رجوع کی خبر علاقہ بھر میں معروف ہے، یہی وجہ ہے کہ مختلف علاقائی علماء و مشائخ کے ہاتھوں پہ تائب ہونی کی روایات زبان زد عام ہیں۔ ذیل میں ہم ان تمام روایتوں کا جائزہ لیتے ہیں، ان روایات کا مصدق یا غیر مصدق ہونا الگ معاملہ ہے لیکن یہ مولوی صاحب کے ترک قادیانیت اور رجوع کی روایات کو تقویت ضرور دیتی ہیں۔

روایت اول:

راشد عزیز وارثی رقمطراز ہیں کہ:

”مولوی فضل صاحب ساکن چنگا بنکیال (تحصیل کوڑہ خان ضلع راولپنڈی) کے متعلق حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثی نے بارہا جو گفتگو فرمائی اور ان کے جو احوال بیان فرمائے ان کا خلاصہ یہ ہے:

”ابتداءً مولوی فضل سنی العقیدہ حنفی بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ سلسلہ قادریہ نوشاہیہ کے پیروی گھرانے میں بیعت تھے اور نور و صلہ والے نابینا حافظ عبدالکریم نوشاہی صاحب سے خصوصی تعلق رکھتے تھے۔ مولوی فضل جب مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہوئے تو آبائی مذہب و مسلک چھوڑ دیا اور تمام بزرگان سے تعلق منقطع کر لئے۔ جس کی وجہ سے نور و صلہ والے حافظ صاحب بے حد کڑھتے تھے، انہوں نے بہت زور لگایا کہ مولوی فضل راہِ راست پر آجائے لیکن بات نہ بنی۔ حضرت حاجی حافظ اکمل شاہ وارثی (خطیب برٹش انڈین آرمی، فاضل درس نظامی جامعہ چشتیہ کڑی شریف تحصیل و ضلع جہلم) کے حافظ عبد الکریم نوشاہی کے مرشد اور حضور نوشہ پاک کے خاندان سے خصوصی تعلقات تھے۔ اسی نسبت سے حافظ اکمل شاہ صاحب اور حافظ عبد الکریم صاحب میں انس و محبت کا بہت گہرا رشتہ تھا۔ جس کی وجہ سے حافظ اکمل شاہ صاحب اکثر حافظ عبد الکریم صاحب کو ملنے نور و صلہ جاتے اور ان کے پاس کئی کئی روز قیام فرماتے۔ آخری مرتبہ بھی حافظ اکمل شاہ صاحب حافظ عبد الکریم صاحب ہی کے ساتھ چنگا بنکیال آئے

یہیں ان کا وصال ہوا اور سلسلہ وارثہ کے طریقہ کار کے مطابق یہیں ان کی تدفین کر دی گئی۔ حافظ عبد  
الکریم صاحب نے حافظ اکمل شاہ صاحب کو مولوی فضل کے متعلق بتایا اور اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ حافظ  
اکمل شاہ صاحب نے فرمایا کہ حافظ جی پریشان نہ ہوں ہر کام کا ایک وقت معین ہوتا ہے۔ فقیر کسی پر زور  
زبردستی نہیں کرتا، اُسے فی الحال اُس کے حال پر چھوڑ دیں، جب وقت آئے گا تو وہ خود واپس پلٹے گا اور  
پھر کبھی گمراہ نہ ہوگا اس نے جس عظیم ہستی کا دامن پکڑا ہے وہ اسے بے ایمان نہیں مرنے دے گی۔ حافظ  
عبدالکریم صاحب یہ سن کر خاموش ہو گئے اور پھر وہ وقت آ گیا کہ جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا تھا  
ہوایوں کہ ایک دن حافظ اکمل شاہ وارثی نانکہ میں ہوا کہ جو خان سے چنگا نکلیاں آرہے تھے کہ راستے میں  
حبیب چوک کے پاس مولوی فضل کچھ لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا، جیسے ہی نانکا قریب پہنچا مولوی فضل نے  
نانکا روکنے کا اشارہ کیا۔ حضرت نے کوچوان کو فرمایا نانکا رو کو جیسے ہی نانکا رکا مولوی فضل روتے ہوئے  
حضرت کے پاؤں پکڑ کر عرض گزار ہوا کہ حضور اب میری بس ہو گئی ہے اب مجھے کلمہ پڑھا دیں۔ آپ نے  
فرمایا کہ کلمہ تو تم کو پڑھا ہی دیں گے لیکن جو تم نے..... پھیلایا ہے اور جن بے شمار لوگوں کو تم نے گمراہ  
کیا ہے، ان سب کا کیا بنے گا اس پر مولوی فضل نے کہا حضور آپ مجھے کلمہ پڑھا دیں میرا آخری وقت  
اب قریب ہے۔ میں باقی زندگی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنے تمام باطل خیالات و نظریات سے تائب ہو کر  
کوشہ نشینی میں گزارنا چاہتا ہوں۔ میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں اور آئندہ کسی کو گمراہ نہیں کروں گا۔ حضرت  
نے وہیں انہیں کلمہ پڑھایا اور پھر مولوی فضل اس کے بعد کافی عرصہ زندہ رہے لیکن انہوں نے پھر باقی  
زندگی اپنے گھریا چنگا نکلیاں کی مسجد میں گزاری اس کے بعد نہ وہ کسی سے ملے، نہ کہیں آتے جاتے اور نہ  
ہی کبھی کوئی تحریری یا تقریری کام کیا۔“ (۳۳)

تبصرہ:

مولوی فضل صاحب کی بیعت و خلافت نقشبندی سلسلہ میں خواجہ فقیر محمد سے تھی نہ کہ سلسلہ قادریہ نوشاہیہ  
میں۔ علاوہ ازیں حافظ اکمل شاہ وارثی سے مولوی صاحب کی ملاقات بھی مشکوک ہے کیونکہ حیات اکمل المعروف حافظ  
پنجابی، جو باہتمام فقیر عزت شاہ وارثی، ۲۰۰۲ء کو چھپرہ سے شائع ہوئی کے مندرجات کے مطابق: حافظ اکمل شاہ وارثی،  
سید وارث علی شاہ (م نکم مفر ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) کے وصال (۱۹۰۵ء) کے بیالیس برس بعد تک مڈالہ، پیران کلیر اور  
انبالہ میں مقیم رہے۔ (۳۳) ۱۹۲۷ء میں حج پر تشریف لے گئے اور واپسی دیوٹی، مڈالہ اور انبالہ میں مقیم رہے اور قیام



تھنہ ختم نبوت نمبر

قادیانیت اور تحصیل کوٹہ خان

پاکستان کے اعلان کے بعد لاہور پہنچے (۳۵) قیام پاکستان کے بعد راولپنڈی تشریف لاتے تو لال کرتی میں مائی صندل وارثیہ کے ہاں قیام فرماتے۔ (۳۶) مولوی اکبر ساکن موہڑہ گکڑیال سے آپ کی دیرینہ رفاقت تھی اور انہی کے توسط سے حافظ عبدالکریم قادری نوشاہی، سجادہ نشین نور و صلہ سے ربط ہوا جو تادم آخر رہا۔ (۳۷)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے کسی صورت حافظ اکمل شاہ وارثی کی قیام پاکستان سے قبل اس علاقہ میں آمد ثابت نہیں ہوتی، اور مولوی فضل صاحب کا انتقال ۱۲ جون ۱۹۳۸ء کو ہو گیا تھا لہذا دونوں کی باہمی ملاقات کے وقوع پہ شاید مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ اسی طرح مولوی صاحب کا حافظ عبدالکریم نوشاہی سے بیعت ہونا یا ان کا شاگرد ہونا بھی مشکوک ہے کیونکہ حافظ عبدالکریم اپنے والد میاں کمال الدین (م: مارچ ۱۹۲۲ء) کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے میاں کمال الدین کے چھ بیٹے تھے جن میں آپ کا نمبر چوتھا تھا۔ (۳۸) بوقت سجادگی آپ نو عمر ہی تھے کیونکہ پچپن سال سجادگی پہ فائز رہنے کے بعد ۱۰ اپریل ۱۹۷۷ء کو آپ نے وفات پائی۔ (۳۹)

روایت دوم:

جناب طارق مجاہد چٹلمی (پ: یکم دسمبر ۱۹۵۵ء) راوی ہیں کہ:

”مجھ سے قاضی عبدالواحد (۱۹۱۵-۱۶ اگست ۲۰۰۰ء) نے بیان کیا تھا کہ مولوی فضل خان صاحب ان کے

نانا کے ہاتھ پتا نب ہوئے تھے۔“ (۴۰)

تبصرہ:

مجاہد اہل بیٹکے صفحہ پچاس پہ قاضی عبدالواحد کے والد گرامی مولوی عبدالکیم کو میاں کمال الدین کا داماد لکھا گیا ہے۔ (۴۱) اب مولوی عبدالکیم کے سر اور قاضی عبدالواحد کے نانا یعنی میاں کمال الدین کی تاریخ وفات مؤلف مجاہد اہل بیٹکے مطابق مارچ ۱۹۲۲ء میں ہوئی۔ (۴۲) اور ۱۹۲۲ء تک تو مولوی صاحب قادیانیت سے وابستہ تھے، پس مذکور بالا روایت بھی تاریخ کی کسوٹی پہ پوری نہیں اترتی۔

روایت سوم:

جناب اظہر محمود صاحب جن کا تعلق چنگا نکیل ہی سے ہے وہ اپنے بزرگوں سے سماعت شدہ روایت بیان کرتے ہیں کہ: مولوی صاحب، مولوی علی احمد (ان کا تفصیلی تذکرہ آگے آئے گا) کے توسط سے حافظ عبدالکریم نقشبندی (۷ جمادی الاول ۱۲۶۳-۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ) کے ہاتھ پتا نب ہوئے تھے۔ (۴۳)

تبصرہ:

اس روایت کی بھی دیگر ذرائع سے تصدیق نہیں ہو سکی اور بالیقین یہ بھی خلاف واقعہ ہے۔

روایت چہارم:

دوران تحقیق جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کا جنازہ مولانا صدیق اکبر (۳ اپریل ۱۹۱۱ء - یکم اپریل ۲۰۰۳ء) (۲۳) نے پڑھایا تھا، یہ مولانا علی احمد کے عزیز تھے اور موضع بلویا (تحصیل کہوٹہ) کے رہنے والے تھے ۵ مارچ ۲۰۰۸ء کو میں مولانا صاحب کے بارے میں معلومات لینے بلویا پہنچا تو مولانا کے صاحبزادے ماسٹر اختر حسین (پ: ۱۱ اپریل ۱۹۲۹ء) نے مجھے چند صفحات فراہم کئے (بقول ان کے یہ یادداشتیں مولانا صدیق اکبر نے انہیں نوٹ کرائی تھیں) ان صفحات پہ ایک تو مولانا کی تحصیل علوم کی تفصیلات تھیں نیز یہ دعویٰ بھی درج تھا کہ مولوی صاحب، تیس سال لگاتار بحث و تمجیس اور ساٹھ سال قادیانیت سے منسلک رہنے کے بعد مولانا کے ہاتھ پہ نائب ہوئے نیز یہ بھی مرقوم ہے کہ جب مولوی صاحب ایک دن اچانک نماز مغرب ادا کرنے مسلمانوں کی مسجد میں تشریف لائے اور بعد ازاں ایسی نماز اپنے نائب ہونے کا واضح اعلان کیا نیز اس موقع پہ ایک تحریری یادداشت بھی تیار کی گئی۔

تبصرہ:

روایت مذکورہ بالا میں لگاتار تیس سال بحث نیز مولوی صاحب کا ساٹھ سال قادیانیت سے منسلک رہنا دونوں خلاف واقعہ ہیں کیونکہ مولانا صدیق اکبر تحصیل علوم سے فراغت کے بعد ۱۹۳۶ء میں بطور امام مسجد مقیم ہوئے اور ۱۹۴۱ء تک ان کا وہاں قیام رہا نیز مولوی صاحب ساٹھ نہیں بلکہ چالیس سال قادیانیت کے ساتھ منسلک رہے اس روایت میں بھی خلطِ بحث ہے، حقیقت کیا ہے اس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

روایت پنجم:

اس روایت کے راوی مولوی صاحب کی بی برادری کے ماسٹر خدا داد (پ: یکم جنوری ۱۹۲۱ء) ہیں، ان کے

بقول:

”نوشہرہ ضلع کجرات کے سجادہ نشین میاں نواب علی (نوشاہی پجاری) (۲۵) چنگا میں تشریف فرما تھے، چنگا میں ان کے مریدین کا خاصا حلقہ تھا اور وہ جب بھی دورے پہ تشریف لاتے تو ہفتہ عشرہ قیام فرماتے تھے وہ یہیں قیام پذیر تھے کہ ایک دن نماز مغرب کے وقت مولوی صاحب اہل سنت کے ساتھ نماز پڑھنے تشریف لائے اذان ہو چکی تو میاں نواب علی صاحب نے مولوی صاحب کو نماز پڑھانے کے لیے کہا مگر مولوی صاحب نے انکار کیا اور مولوی صدیق اکبر (جو اس وقت امام مسجد تھے) کو امامت کے



لیے کہا اور انہی کی امامت میں نماز ادا کی بعد از نماز جب نمازیوں نے مولوی صاحب سے اس خلاف واقعہ امر کے بارے استفسار کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ”میں گمراہی پہ تھا اللہ نے مجھے ہدایت دی“ یہاں تک کے واقعے کا میں خود شاہد ہوں، اس سے آگے کی روایت میں نے دوسروں سے سنی، میں نے خود میاں صاحب سے سماعت نہیں کی، یعنی دوسرے دن جب میاں صاحب سے لوگوں سے پوچھا کہ حضرت وہ تو قادیانی تھے اور آپ نے انہیں امامت کے لیے فرمایا؟ اس پر میاں صاحب نے فرمایا: ”کل صبح سے شام تک میرا ان سے مکالمہ ہوتا رہا جس میں بالآخر انہوں نے ہمارے حقائق کو تسلیم کیا بعد از نماز ایک تحریر بھی لکھی گئی۔“ (۴۶)

رولہت ششم:

اس روایت کے راوی مولانا صدیق اکبر ہیں، ان کے بقول: جب بابا فقیر محمد سے کسی نے مولوی صاحب کے قادیانی ہو جانے کے بارے استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا: جی، ہو تو گیا ہے لیکن اس کی موت گمراہی پر نہیں ہوگی۔ نتیجہ:

اب تک دستیاب نامہ کے مطابق میں اس نتیجے پہ پہنچا ہوں کہ مولوی صاحب کا ترک قادیانیت کا فیصلہ خود ان کے غور و فکر کا نتیجہ تھا، اگرچہ ترک قادیانیت کے فیصلے تک وہ تدریجاً پہنچے مگر ان اسباب کی تلاش ضروری ہے کہ جن کی بدولت انہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اتنی طویل جذباتی وابستگی کے باوجود جماعت احمدیہ کو خیر آباد کہا۔ مولوی صاحب کی شخصیت پر ہر دور میں شیخ اکبر ابن عربی کے اثرات رہے، خواجہ فقیر محمد سے بیعت ہونے کے بعد انہوں نے تصوف کی کتب کا مطالعہ شروع کیا تو اس دوران انہیں ابن عربی کو پڑھنے کا بھی موقع ملا، ابن عربی کی طلسماتی شخصیت نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اس حصار سے وہ آخر دم تک نکل نہ پائے، انہیں اثرات کا نتیجہ تھا انہوں نے صاحب الہام ہونے کا دعویٰ کر دیا، بلکہ وہ مرزا صاحب سے بھی پہلے صاحب الہام ہونے کا دعویٰ تھے، اس دور میں چونکہ مرزا صاحب ہی ایک شخصیت تھے جو صاحب الہام ہونے کا دعویٰ اور اپنی صداقت کے لئے پیش کوئیاں بھی کرتے رہتے تھے، الہامات اور پیش کوئیاں کی قدر مشترک ہی مولوی صاحب کی مرزا صاحب سے قربت کا بنیادی سبب بنی، اب مرزا صاحب کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ میں الہام کو وہ بنیادی حیثیت حاصل نہ رہی، بلکہ امیر جماعت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے انہیں الہامات کی اشاعت سے بھی روکا، یہ دونوں امور ان کی تصوراتی دنیا میں بھونچال کے لیے کافی تھے، مزید جلتی پہ تیل کا کام مرزا محمود کے جھنسی اسکینڈلز نے کیا جس کی بدولت انہیں

قادیانیت پہ از سر نو غور کرنے کا موقع مل گیا جو بالآخر ترک قادیانیت کے فیصلے منتهی ہوا مگر اس کے باوجود بانی جماعت کی تکریم ان کے دل میں موجود رہی، مگر یہ تکریم ایسی ہی تھی جیسا ایک استاد کی ہونہ کہ ایک مدعی نبوت و مسیح موعود کی۔

اس کا ایک بڑا نفسیاتی ثبوت ان کے ان رجسٹروں میں ملتا ہے جن کا نام انہوں نے موافقات الہامات رکھا تھا، ان رجسٹروں میں ان کے الہامات و پیش گوئیاں مرقوم ہیں یا چسپاں اور ان کے ساتھ اخبارات کی کٹنگ جن میں ان پیش گوئیوں کے عملی ظہور کی خبریں ہیں، انہیں رجسٹروں میں مولوی صاحب کے کچھ ایسے مطبوعہ و دشرز بھی چسپاں ہیں کہ جن کے پاورق پہ وہ اپنا نام و پتہ اس طرح لکھتے تھے: M.Fazal, an apostle of the

promised messiah of Qadian. ایسی تمام نسبتوں کو مولوی صاحب نے خود اسی قلم سے کہ جس سے وہ اپنے الہامات قلمبند کرتے تھے اس طور مٹایا ہے کہ پڑھانہیں جاتا، اس سے ان کے نفسیاتی تناظر کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، بلکہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء / ۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ میں خادم المسلمین نمبر ۱ بعنوان ”المکتوب المکتوف لے جلالتہ الملک والئی عراق خلد اللہ ملکہ“ میں ”الهام فی النبوة“ کی سرخی کے تحت لکھا تھا کہ:

”اعلموا یا اخوتی انی سمعت من حضرة الله تعالى بواسطة محمد رسول الله عليه السلام مسئلة النبوة:

قال: (۱) لا نبی بعد محمد (۲) لا نبوة جدیدة بعد نبوة محمد (۳) لا شریعة بعد شریعة محمد“ (۴۷)

اسی پمفلٹ کے آخر میں خود کو: احقر العباد میرفتی تحفہ رسول اللہ ﷺ المسمی والمشتہر فی الناس مولوی محمد فضل خان ابن غلام محمد، خادم المسلمین..... (۴۸) لکھا ہے، اسی طرح ۲۸ رجب ۱۳۵۵ھ / ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۶ء کے خادم المسلمین نمبر ۳ کے آخر میں خود کو میرفتی تحفہ رسول اللہ ﷺ لکھا۔ (۴۹)

اب جبکہ مولوی صاحب ترک قادیانیت کر چکے تو انہیں یہ احساس ضرور تھا کہ ان کی بدولت بہت لوگ گم کردہ راہ ہوئے تھے اس کے ازالے کے لیے انہوں نے شاید بطور حکمت عملی بانی جماعت کے بارے سخت لب و لہجہ اختیار نہیں کیا بلکہ شائستہ انداز میں قادیانیوں کو دعوت فکر ضروری، یہی وجہ ہے کہ دیگر تارکان قادیانیت کی طرح وہ مرزا صاحب کے بارے میں سخت لہجہ اختیار نہیں کرتے، میرے اس قیاس کی دلیل وہ پمفلٹس ہیں جو خادم المسلمین کے نام سے انہوں نے شائع کئے اور ان کے مخاطبین بھی قادیانی حضرات ہی ہیں۔ کو یہ الگ بات کہ نہ تو قادیانیوں نے مولوی صاحب کی بات پہ کان دھرا اور نہ ان کے الہامات کو درخور اعتنا سمجھا۔ اگرچہ یہ الگ حل طلب معاملہ ہے کہ شخصی الہامات کی شرعی حیثیت کیا ہے اور دوسروں کے لیے ان کے ان رد و قبول کا اصول کیا ہوگا؟ نیز مولوی صاحب کے ان الہامات کا ذریعہ کیا تھا جو انہیں بطور قادیانی ہوئے اور ان الہامات کا مآخذ کیا تھا جو انہیں ترک قادیانیت کے بعد ہوئے؟



اگرچہ مولوی صاحب کے نیرہ ڈاکٹر منیر الدین احمد نے ان کی سوانح حیات میں ترک قادیانیت کا ایک مستقل باب باندھا ہے اور بتدریج ترک قادیانیت کے احوال کو مرحلہ وار بیان کیا ہے اور میں نے بھی چند خارجی شواہد اس مقالہ میں جمع کر دیئے ہیں مگر اس کے باوجود اس باب میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے کیونکہ دوران تحقیق مجھے ایک تو مولوی صاحب کے الہامات کے مخطوطے میسر نہ آ سکے کہ جن میں ان کے آخری دنوں تک کے الہامات درج تھے، نہ ان کی ذاتی بیاض ہاتھ اسکی اور نہ ہی وہ وصیت نامہ جو انہوں نے اہل دیہہ کے سامنے مسجد میں لکھا تھا جس کی نشاندہی ماسٹر خدا داد اور مولانا صدیق اکبر کرتے ہیں علاوہ ازیں مجھے ان کے خادم المسلمین کے عنوان کے تحت شائع ہونے والے کتابچوں کی مکمل فائل بھی نہ مل سکی کہ میں حتمی طور پر کسی نتیجے پہ پہنچتا ڈاکٹر منیر الدین نے اگرچہ مولوی صاحب کے ترک قادیانیت پہ تفصیلی کلام کیا ہے اور مولوی صاحب کا قادیانیت کو ترک کرنا بھی مسلمہ ہے لیکن اس کے باوجود ڈاکٹر منیر الدین نے باقی قادیانیت کے بارے انکے آخری دنوں کے الہامات سے کوئی اقتباس نہیں دیا، لہذا راقم احتیاط مولوی صاحب کا فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہے کہ وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں یا آنے والے کسی محقق پر جو وہ وصیت نامہ تلاش کر پائے گا نیز ان کے الہامات کے مخطوطات اور بیاض کا تفصیلی تنقیدی جائزہ لینے کے بعد کسی نتیجے پر پہنچے گا کہ آخری ایام میں مولوی صاحب کے دل میں مرزا صاحب کی تکریم کی نوعیت کیا تھی واللہ اعلم بالصواب

تصانیف:

ستیاب مآخذ میں اب تک آپ کی درج ذیل کتب کے نام سامنے آئے ہیں:

تھنہ الصوفیہ

مکتوبات محمدی

خزینۃ الاسرار

تفسیر سورۃ فاتحہ

اسرار شریعت (سہ جلد)

فتوحات مکیہ (اردو ترجمہ)

وفات:

آپ نے ۱۳ جون ۱۹۳۸ء کو وفات پائی۔ (۵۰) ماسٹر راجہ خدا داد کے بقول:

”مولوی صاحب نے وفات سے ایک دن پہلے اپنا تابوت نکلوایا اسے دھلویا نیز اپنا کفن بھی نکلو کر رکھ

لیا۔ بعد ازاں کوئی چیز خریدنے دوکان پہ گئے تو کسی نے حال پوچھا تو کہنے لگے ٹھیک ہوں اور پھر اچانک کچھ یاد آنے پہ فرمانے لگے افوہ! آج تو مجھے باہر نکلنے کا حکم نہیں تھا۔ دوکان سے واپس آنے کے تھوڑی دیر بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت چونکہ قادیانیوں کے بارے واضح فتویٰ نہیں تھا اور اس گاؤں میں قادیانی و غیر قادیانی تقریباً ایک ہی برادری سے تعلق رکھتے تھے لہذا دونوں فریق باری باری جنازہ پڑھتے تھے؛ یعنی اگر قادیانی مرتا تو پہلے قادیانی اور پھر مسلمان جنازہ پڑھتے اور اسی طرح اگر کوئی مسلمان فوت ہوتا تو پہلے مسلمان جنازہ پڑھتے بعد ازاں قادیانی مولوی صاحب کی وفات پہ ان کے بیٹوں نے پہلے نمازہ ادا کرنے کا خیال ظاہر کیا تو راجہ غلام جیلانی (۵۱) جو ایک نہایت سخت گیر انسان تھے نے بڑی سختی سے انہیں کہا یہ سب کو معلوم ہے کہ مولوی صاحب قادیانیت ترک کر کے تائب ہو گئے تھے، اس بارے ایک واضح یادداشت بھی موجود ہے لہذا ان کا جنازہ پہلے مسلمان پڑھیں گے اور کسی نے مزاحمت کی تو آپ لوگ مجھے جانتے ہی ہیں۔ (۵۲) لہذا پہلے مسلمانوں نے جنازہ پڑھا اور نماز جنازہ مولانا صدیق اکبر ساکن بلویا جو ان دنوں یہاں مسلمانوں کی مسجد میں امام تھے نے پڑھایا۔ بعد ازاں قادیانیوں نے فتنی تھا (۵۳) کی امامت میں جنازہ پڑھا۔“ (۵۴)

(ii)

لاہوری گروہ:

اس گروہ کے روح رواں کوٹ حبیب اللہ (داخلی کیبل) جو ڈھوک کشمیر یاں / ڈھوک ڈاکٹر سرور کے نام سے معروف ہے، کے مولانا غلام ربانی کشمیری تھے۔ ان کی کوششوں اور کاوشوں سے تحصیل کے مغربی حلقے میں لاہوری گروہ کا خاصا حلقہ تشکیل پا گیا۔ قبل اس کے کہ میں اس حلقہ کی سرگرمیوں اور اس کے تذکرہ علمائے اہل سنت کی کوششوں کا جائزہ لوں، یہاں مختصر احوال مولانا غلام ربانی کے پیش خدمت ہیں:

مولوی غلام ربانی کشمیری ۱۸۸۷ء کو کوٹ حبیب اللہ / ڈھوک کشمیر یاں میں جناب فضل الدین کے گھریدا ہوئے۔ مشن ہائی سکول راولپنڈی سے میٹرک کیا اور وہیں قادیانیت سے متاثر ہو کر شامل جماعت ہوئے۔ کوٹھ حاجی اقبال ضلع نوابشاہ (سندھ) میں چونکہ ان کی زمین تھی سو ۱۹۶۷ء میں سارا خاندان وہیں منتقل ہو گیا، ان کا تعلق لاہوری گروپ سے تھا اور یہ وابستگی تا دم وفات رہی۔ مگر عمر کا آخری حصہ انہوں نے نہایت خاموشی کیساتھ بسر کیا اور جماعت



تھیں ختم نبوت نمبر

قادیانیت اور تحصیل کوثر خان

کے پیغام کے ابلاغ میں کوئی دلچسپی نہیں لی، جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ آپ کے تینوں صاحبزادے جناب ممتاز احمد (۱۹۱۶-۱۹۸۰ء)، جناب خورشید احمد (۱۹۲۶-۲۰۰۲ء) اور جناب جمشید احمد (پ ۲۶ اپریل ۱۹۳۰ء) والد کے مذہب پہ عمل پیرا نہیں ہوئے۔ جناب جمشید احمد ماشاء اللہ حیات میں اور جماعت اسلامی سے منسلک ہیں۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۷۹ء کو مولانا غلام ربانی کا انتقال ہوا اور کوٹھ حاجی اقبال (ضلع نواب شاہ) میں ہی دفن ہوئے۔ (۵۵) مولوی صاحب کی وجہ سے کوٹھ حبیب اللہ کے تمام مکین لاہوری گروہ سے وابستہ ہو گئے، نیز ڈھوک بہاول بخش کے بھی کئی افراد متاثر ہوئے قریبی گاؤں کیلیل معروف سماجی شخصیت صوبیدار میجر راجہ خان بہادر کی واحد اولاد زینہ راجہ کرامت حسین بھی شامل جماعت ہو گئے جس کی نتیجے میں کئی مناظرے و مباحثے وغیرہ ہوئے ان کی تفصیلات آگے اپنے مقام پر آئیں گی۔

(iii)

رد قادیانیت:

تحصیل میں رد قادیانیت کے سلسلہ میں علمائے اہل سنت اور عوام کی خدمات پہ تحریری مواد یقیناً بہت کم ہے۔ یہ بھی خدا مغفرت فرمائے حاجی راجہ محمد اشفاق احمد خان (۳۰ مارچ ۱۹۳۳- جون ۲۰۰۸ء) کا کہ انہوں نے خاصا ریکارڈ ابھی تک سنبھالا ہوا تھا اور مقالہ ہذا کی ترتیب کے دوران ملاقات پہ انہوں نے سارا مواد راقم کے کتابخانہ کے لیے عنایت کر دیا تھا، اس کی بدولت کئی گم شدہ کڑیوں کو جوڑنے میں خاصی مدد ملی مواد کی کمیابی کی بدولت یہ ممکن ہے کہ ان میں کوئی اہم نام رہ گیا ہو۔

مولانا غلام رسول قطبالوی:

۲۰ جولائی کو مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک اشتہار اشتہار دعوت مع ضمیمہ ضیاء الاسلام پریس قادیان سے شائع کرایا اس اشتہار کے ضمیمہ میں پیر مہر علی شاہ کلڑوی کے علاوہ چھپاسی دیگر علماء و مشائخ کو بھی چیلنج کیا گیا، ان علماء و مشائخ میں ایک نام موضع قطبال تحصیل کوثر خان کے مولانا غلام رسول قطبالوی کا بھی تھا جو سترویں نمبر پہ مرقوم تھا۔ (۵۶) آپ دارالعلوم نعمانیہ میں کافی عرصہ شیخ الحدیث رہے۔ اندازاً ۱۹۲۰ء میں آپ نے وفات پائی، موضع قطبال میں ہی دفن ہوئے۔ (۵۷)

مولانا علی احمد:

آپ موضع چنگا نکیل میں غلام حسین کے ہاں اعوان برادری میں پیدا ہوئے، تحصیل علوم کی تفصیلات تو

تھانہ ختم نبوت نمبر

قادیانیت اور تحصیل کوثر خان

میر نہ آسکیں البتہ آپ کا علاقہ بھر میں فتویٰ رائج تھا، راقم کے کتب خانے میں آپ کے چند غیر مطبوعہ فتاویٰ موجود ہیں۔ (۵۸) آپ کی نسبت بیعت حافظ محمد عبدالکریم نقشبندی سے تھی نیز آپ ان سے خلافت سے بھی سرفراز تھے، مولانا چونکہ اپنے خطبات میں مثنوی مولانا روم کے اشعار بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے لہذا حافظ صاحب انہیں مولوی مثنوی کہہ کر مخاطب فرمایا کرتے تھے۔ (۵۹) مولوی صاحب نے یکم ستمبر ۱۹۳۶ء کو وقات پائی اور ڈھوک بارغ نزد چنگا بنگیال میں دفن ہوئے۔ (۶۰) قاضی محمد واصل (پ: ۲۶ نومبر ۱۹۳۸ء) اپنے والد گرامی قاضی محمد باقر فریالوی (۱۹۱۰ء-۹ مئی ۱۹۹۳ء) سے شنیدہ ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ: جب پیر مہر علی شاہ کلڑوی، مرزا قادیانی کے چیلنج کے سلسلہ میں لاہور تشریف لے جا رہے تھے تو انہوں نے میرے دادا صاحب مولانا محمد یوسف فریالوی (م: ۲ مئی ۱۹۳۲ء) اور مولانا علی احمد کو کوثر خان ریلوے اسٹیشن پر بلوایا، دونوں سے قادیانیت کے بارے سوالات کئے اور دونوں میں سے مولانا علی احمد کو اپنے ساتھ لاہور لے گئے۔ (۶۱) اس روایت کی ابھی تک کسی اور ذریعہ سے تصدیق نہیں ہو سکی۔

مولانا سید محمد شاہ نواز:

آپ کوٹ جائی (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) میں پیدا ہوئے علوم متداولہ کی تحصیل کے بعد خواجہ احمد میروی (۱۲۵۰-۵ محرم ۱۳۳۰ھ) سے بیعت ہوئے ان کی وفات کے بعد خواجہ امیر احمد بسالوی (م: ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۹ء) نے آپ کو خلافت سے نوازا پیر مہر علی شاہ کلڑوی کے حسب ارشاد موضع کورسیاں میں مستحلاً آباد ہو گئے، انتہائی مختصر عرصہ میں نہایت کامیابی کیساتھ دین حق کی اشاعت کی، علاقہ بھر شاید ہی کوئی ایسا مبلغ ہوا ہوگا جس نے چند سالوں میں عوام کی کایا کلپ کی ہو، رد شیعیت میں آپ کا نمایاں کردار ہے ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۳۸ھ کو آپ نے وفات پائی، مزار موضع کورسیاں میں ہے۔ (۶۲)

مولانا شاہ نواز نے جہاں رد شیعیت میں نمایاں کردار ادا کیا وہیں آپ نے رد مرزائیت میں بھی جابجا وعظ فرمائے اور عوام کو اس فتنہ سے روشناس کرایا ٹھا کرہ موہڑہ کے جمعدار راجولی (م: ۱۹۳۳ء) کے روزنامے میں ۱۱ اپریل ۱۹۲۵ء بروز جمعہ کی تاریخ کے تحت درج ہے کہ:

”موضع خوالی میں مولوی محمد شاہ نواز صاحب کا وعظ ہوا۔ نیز مرزائیوں کے ساتھ مناظرہ بھی طے تھا، ہمیں سے مولوی کرم دین [مولانا کرم الدین دبیر] بھی آئے تھے، جب کہ مرزائیوں کی طرف سے مولوی غلام ربانی کشمیری ساکن ڈھوک کشمیر یاں مع اپنے بھائی [محمد کفایت علی] بھی آگئے مگر ہار مان گئے بہت



زیادہ مخلوق حاضر تھی۔“ (۶۳)

راقم جب جمعہ درراجولی کے روزناچے سے مولانا شاہ نواز کی تبلیغی سرگرمیوں کو مرتب کر رہا تھا تو اس دوران مولانا غلام ربانی کے صاحبزادے جمشید احمد صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے خوالی میں منعقدہ مناظرہ کے بارے راولپنڈی کے ایک قادیانی فخر الدین ولد شکر الدین (۶۴) کہ جن کے مولانا غلام ربانی کے ساتھ خاصے مراسم تھے کا ایک مکتوب بنام جمشید احمد کا ذکر کیا اور میری درخواست پہ اس کا عکس بھی بھجوا دیا اس مکتوب میں مرقوم ہے کہ:

”ایک دفعہ مولوی شاہ نواز نے جو اس علاقہ میں بہت بڑا صوفی نوحی عالم سمجھا جاتا تھا مرحوم مرزا صاحب غلام ربانی کو مباحثے کا چیلنج دے دیا اس مولوی کے ساتھ ہمیشہ پانچ چھ لٹھ مار [مدد] حواری رہا کرتے تھے اور یہ تین بھائی ہی اس علاقہ میں احمدی تھے۔۔۔۔۔ جب مرزا صاحب کے احباب اور خیر خواہوں کو اس مباحثے کا علم ہوا تو انہوں نے مولوی شاہ نواز اور اس کے لٹھ مار [مدد] ”گارڈز“ اور اس کے اثر و نفوذ کے پیش نظر محترم مرزا صاحب کو پہلو تپی اور دستبرداری کا مشورہ دیا جسے انہوں نے قبول نہ کیا اور تاریخ مقررہ اور مقام مقررہ پر اپنے چند رشتہ داروں کے ساتھ پہنچ گئے مولوی صاحب کے ساتھی بھی جوش و خروش سے وہاں اکٹھے ہو رہے تھے مولوی شاہ نواز نے از خود مباحثہ سے انکار کر دیا اس پر لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں اور اجتماع منتشر ہو گیا کچھ من چلے حامی مولوی صاحب کے پاس پہنچے کہ: ”جناب آپ نے انکار کیوں کر دیا؟ آپ تو جتھے والے تھے اور اگر مخالف کے دلائل آپ توڑ نہ سکتے تھے تو آپ کے لٹھ ماران کے سر توڑ دیتے۔“ مولوی صاحب نے انہیں سختی سے ڈانٹا اور کہا: ”تم نہیں جانتے، خاموش رہو، (مرزا) غلام ربانی یہاں پستول سے مسلح ہو کر آیا تھا، جونہی لٹھ مار گارڈ لٹھاٹھاتے تو اس نے پستول داغ دینا تھا اور ہمیں ڈھیر کر دیا ہوتا،“ جمشید بھائی! یہ واقعہ مجھے مرحوم مرزا صاحب نے اپنی زبانی سنایا تھا، میں کو ایسی دیتا ہوں کہ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔“ (۶۵)

تیسرہ:

اقتباس مذکورہ بالا پہ تفصیلی تیسرہ کے لیے طوالت کا خوف حائل ہے، سو چند بنیادی گزارشات پیش خدمت

ہیں:

الف: مکتوب نگار کے بقول مولانا غلام ربانی اپنے چند رشتہ داروں کے ہمراہ مناظرہ کے لیے پہنچے۔ جبکہ اسی مکتوب میں مرقوم ہے کہ مولانا ربانی اور ان کے دو اور بھائی احمدی تھے اور بقول جمشید احمد صاحب عمر کے آخری حصہ میں ان

تھنا ختم نبوت نمبر

قادیانیت اور تحصیل کوثر خان

کے برادری کے ساتھ تعلقات بحال ہوئے تھے آخری عمر میں تعلقات کی بحالی سے مطلب یہی ہے کہ احمدیت اختیار کرنے کے بعد برادری سے ان کے تعلقات خراب ہو چکے تھے اس تناظر میں ان کے رشتے داروں کا مناظرہ میں ساتھ ہونا خلاف واقعہ ہے۔

ب: مکتوب نگار کا یہ کہنا کہ مولانا شاہ نواز نے مناظرہ سے انکار کر دیا تھا اور وجہ انکار کوئی کا خوف تھا، یہ دونوں باتیں خلاف واقعہ ہیں ایک تو مناظرہ مولانا محمد کرم الدین دیر نے کرنا تھا نہ کہ مولانا شاہ نواز نے جیسا کہ روزنامہ نگار نے بھی لکھا ہے۔ کیونکہ مولانا شاہ نواز کا جب بھی کہیں مناظرہ طے پاتا تو وہ مناظرہ کے لیے مولانا کرم الدین دیر کو یا مولانا نظام الدین ملتانی کو یا مولانا ابو محمد مسعود سیالکوٹی کو بلواتے تھے نیز مولانا شاہ نواز کے ساتھ چھ لٹھ بردار نہیں ہوتے بلکہ پچاس ساٹھ افراد ساتھ ہوتے تھے جو آگے آگے کلمہ و درود پڑھتے جاتے تھے نیز غزالی اور گردونواح میں کثیر تعداد ان کے مریدین و عقیدت مندوں میں شامل تھی ان حقائق کی روشنی میں مولانا شاہ نواز کا کوئی سے ڈر جانا عبث ہے۔ کیونکہ جس شخص کی ساری زندگی ہی پولیس اور مخالفین سے آنکھ میچولی کھیلتے ہوئے گزری ہو وہ دوبندوق سے ڈر جائے یہ ناممکن ہے۔

ج: مکتوب نگار چونکہ لاہوری گروپ سے متعلق ہیں اور مکتوب الیہ مسلمان سواس تناظر میں مکتوب نگار کا یہ کہنا: ”جمشید بھائی! یہ واقعہ مجھے مرحوم مرزا صاحب نے اپنی زبانی سنایا تھا، میں کو ای دیتا ہوں کہ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔“ مکمل واقعہ لکھنے کے بعد بالخصوص یہ جملہ لکھنے میں کیا مقاصد پوشیدہ ہیں اہل نظر خوب سمجھتے ہیں۔  
مولانا محمد عالم صحالوی:

آپ ۱۸۷۴ء کو وضع صحال کی اعوان برادری میں پیدا ہوئے۔ بالترتیب بھوئی گاڑ (ضلع انک)، ڈھوک میکی (ضلع انک)، جامعہ نعمانیہ (لاہور) اور علی گڑھ میں مولانا لطف اللہ علی گڑھی (۱۲۳۴-۱۳۳۴ھ) سے اکتساب علوم کیا بعد ازاں مختلف مقامات پہ امامت و خطابت و تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ قاضی تحصیل کوثر خان بھی تھے، جبکہ نسبت سے سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری (۱۲۵۴-۱۳۲۶ھ) سے تھی ۱۶ جولائی ۱۹۶۳ء کو آپ نے وفات پائی، اپنے گاؤں میں ہی مدفون ہیں۔ (۶۶) آپ نے لاہوری گروہ کے سرکردہ مولوی غلام ربانی کشمیری کا خوب تعاقب کیا اور اس فتنہ کی سرکوبی میں خاصی لگ و دو کی، اسی سلسلہ میں کئی مقدمات کا بھی آپ کو سامنا رہا پس منظر اس کا یہ ہے کہ جب صوبیدار میجر خان بہادر (م: ۱۹۳۵ء) کے فرزند راجہ کرامت حسین (۱۹۱۷-۱۹۳۰ء) جوان دنوں کو رڈن کالج راولپنڈی میں انٹر کے طالب علم تھے نے جب قادیانیت اختیار کی



تھکا ختم نبوت نمبر

قادیانیت اور تحصیل کوڑہ خان

تو صوبیدار میجر موصوف نے بہر طور اپنے بیٹے کو سمجھانے کی کوشش کی اور اس سلسلہ میں ۲۸ مارچ ۱۹۳۸ء کو ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں علمائے اہل سنت نے تقاریر کیں (۶۷)، اس جلسہ میں کن علماء نے شرکت کی یہ تو معلوم نہیں ہو سکا البتہ صوبیدار میجر صاحب کے روزنامے میں درج ہے کہ مورخہ ۵ مارچ ۱۹۳۸ء کو انہوں نے جمعیت العلماء راولپنڈی کے امیر، شاید مولانا محمد عبدالحئی (م: دسمبر ۱۹۶۸ء) سے ملاقات کی۔ (۶۸)

اس جلسہ کے نتیجے میں علاقہ بھر میں مولوی غلام ربانی اور اہلیانِ ڈھوک کشمیریوں کا معاشرتی بائیکاٹ کیا گیا، تو ایک دن مولوی صاحب اپنی ڈھوک کے چند قادیانیوں کے ہمراہ مولانا صحاحی لوی جوان دنوں چک چکوڑہ میں بطور امام مقیم تھے سے جا کر ملے اور قادیانیوں سے بے نزاکت کے غیر شرعی ہونے پر فتویٰ کی درخواست کی اور اپنی مشکلات کا رونا رویا مولانا صحاحی لوی نے مولانا کشمیری اور ان کے ہمراہیوں سے فرمایا کہ آپ قادیانیت سے تائب ہو جائیں تو سبھی مسائل حل ہو جائیں گے: بقول اللہ دے ساکن کالا کجراں (۶۹):

مولوی صاحب نے فرمایا توبہ کروں گناہوں  
دل تھیں مسلمان ہو جاؤ مڑ کے اچھے راہوں  
آپے مسلمان تباؤے بن جاؤں گے بھائی  
نال تباؤے حسد عداوت پھیر نہ کرن کائی  
فتوے میرے دی پھر ہرگز لوڑ نہ رھی کوئی  
توبہ کر کے مرزے دلوں خبر لوکاں جد ہوئی  
کل علمائے دین تانوں مومن گندے ناہیں  
مومن بن جاؤ توبہ کر کے من نیک صلاحیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

تھکا ختم نبوت نمبر

قابلیت اور تحصیل کو حق خان

اس رقعے دی نقل تانوں شعراں وچ سناواں  
 سنگر خان، لوراسب خان دا رقعے تے سرتاواں  
 صرف لفظ بسم اللہ خط دے سرتے لکھیا ہوا  
 الرحمن لکھن دی اس نوں شرم آؤدی سے کویا  
 بعد سلاموں رقعے اندر لکھیا اس مرزائی  
 ڈھوکے وچہ اسلامی جلسہ کناں ہے ہن بھائی  
 کجھ علماء فیروزپوروں تے آؤسن کجھ لاہوروں  
 جلسہ خوب ہووے گا آؤسن عالم کجھ پشوروں

مگر بجائے مولانا صاحب لوی کے مشورے پہ کان دھرنے کے، مولوی صاحب کشمیری نے یوں کیا کہ واپس آکر ایک تحریر  
 ترتیب دی، بقول اللہ دتہ (۷۰):

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



مولوی محمد صاحب جو ہیں صحابہ والے  
 سدے اسان مناظرے کارن تاں بھی آؤ نالے  
 چوی پنچی تاریخ مقررہ جون مہینہ ہوئی  
 ہے اطلاع اساڈی طرفوں آ جاوے ہر کوئی  
 جدم مولوی عبدالواحد رقعہ پڑھیا بھائی  
 مرزائیاں دی دھوکے بازی رقعہ وچوں پائی  
 مولوی صاحب محمد عالم نوں خبر نہ کیتی کوئی  
 نہ کوئی شرط مناظرے والی نال انہاں طے ہوئی  
 کیسی چال ایہہ مرزائیاں نے اس دھاڑے جلی  
 مولوی صاحب محمد عالم نوں خبر نہ کوئی گھلی  
 باقی ہو ر گراویں رقعہ بھیج دتے ہر جانی  
 سوچیا انہاں جو رقعہ سن آؤسی بہت لوکائی  
 مولوی صاحب نہ ڈردے آئے اسں کہساں اس ویلے  
 باقی مسلمان اسانوں آؤسن تھہ اکیلے  
 منتر ساڈا پھر جاوے گا دلوں فریب بنائے  
 سب نوں کہساں مولوی صاحب ڈردے مول نہ آئے

جب اسی قسم کا دعوت نامہ موضع کبیل کے صوبیدار میجر (ر) راجہ خان بہادر (ان کے مختصر احوال آگے آرہے ہیں) کو ملا تو انہوں نے مولانا صحالوی سے ایک دستی رقعہ کے ذریعے استفسار کیا تو مولانا رقعہ ملتے کبیل آپہنچے اور اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور وہیں بیٹھے بیٹھے ایک رقعہ مولوی غلام ربانی کو لکھا اور استفسار کیا کہ آپ لوگوں نے مجھے باضابطہ اطلاع کیوں نہیں دی؟ قہہ مختصر مولوی صاحب اور مرزائی وفد کی آپس میں بات چیت جاری تھی کہ اتنے بردیا نہ سے مولوی عبدالواحد عبدی آپہنچے اور یوں ان تینوں افراد صوبیدار میجر خان بہادر، مولانا صحالوی اور مولوی عبدی صاحبان نے تاریخ مقررہ کا چیلنج قبول کر لیا، اس میں انتظامات مناظرہ و جلسہ صوبیدار صاحب کے ذمے ڈالے گئے جب کہ علمائے کرام کو لانے کا فریضہ مولوی عبدی نے اپنے سر لیا۔

دوسرے دن روپڑ شریف علاقہ سواں میں سالانہ عرس تھا اور مولوی عبدی مسند نشین خانقاہ خواجہ عبدالرب عثمانی (م: ۱۹۳۳ء) سے بیعت تھے، مولوی عبدی عرس میں شریک ہوئے اور بعد از ختم عرس خواجہ صاحب کی خدمت میں تمام تفصیل کوش گزار کی، خواجہ صاحب نے عرس میں شریک مولانا شمس الدین (پنڈی گھیب)، مولانا عبدالرحیم (چکوال) اور مولانا محمد مسعود (الہڑ/سیالکوٹ) کو مولوی عبدی کے ساتھ مرزائیوں سے مناظر کے لیے بھیج دیا۔ بوقت مناظرہ چکوال سے مولانا محمد اسماعیل بھی آشریک ہوئے موہڑہ نوری اور کبیل کے درمیان تالاب پہ مقررہ تاریخ کو جلسہ ہوا جس میں علاقہ بھر سے لوگوں کی خاص تعداد شریک ہوئی، سب انسپکٹر تھانہ جاتی بھی مع چند جوانوں کے پہنچ گئے تاکہ کسی قسم کی بد مزگی پیدا نہ ہو۔ بعد نماز جمعہ جلسہ کا باقاعدہ آغاز کیا گیا اور رات گئے مولانا صحلولی چیلنج کرتے رہے کہ لاؤ اگر تمہارا کوئی مناظر ہے تو لیکن صبح تک مرزائیوں کا کوئی آدمی جلسہ گاہ میں نہ آیا بعد ازاں مولانا صحلولی جلسہ میں موجود پٹواری حلقہ امیر حسین شاہ کو مولوی ربانی کی طرف بھیجا، مولوی صاحب پٹواری کیساتھ آگئے اور شرائط مناظرہ لکھی گئیں، جب شرائط لکھی جا چکیں تو خدا جانے مولوی صاحب کے من کیا آئی کہ انہوں شرائط والا ورق بصد تضرع واپس مانگ لیا اور مناظرہ سے انکار کر دیا اور واپس اپنے گھر چلے گئے۔ بعد نماز ظہر موجود علمائے کرام نے رد مرزائیت پہ تقاریر کیں اس جلسہ میں مفتی علاقہ مولانا محمد رضا کالسی بھی موجود تھے۔ (۷۱) اس جلسہ کی روداد مولوی عبدالواحد عبدی فرمائش پہ کالا کجراں ضلع جہلم کے شاعر اللہ دتہ پنجابی نظم میں ترتیب دی اور یہ ۱۹۳۸ء میں مرکفائل الیکٹرک پریس راولپنڈی سیف فتح یزدانی برگر وہ قادیانی یعنی مناظرہ اہل اسلام با مرزائیاں در مقام موہڑہ نوری و شکست مرزائیاں کے نام سے شائع ہوئی۔ رسالہ کے آخر میں ”یہ رسالہ علمائے کرام سے تصدیق شدہ ہے“ کی سرخی کے تحت لکھا ہے کہ:

”ہم نے اس رسالہ کو پڑھا ہے، شاعر نے مناظرہ کا حال پنجابی نظم میں بیان کیا ہے، یہ واقعہ صحیح اور درست اور تمام علمائے اہل سنت والجماعت کا یہ اتفاق ہے کہ فرقہ مرزائی خواہ قادیانی ہو یا لاہوری ہو دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہیں، کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت والوہیت ہے، وہ قطعاً خارج عن الایمان ہیں اس لئے اس فرقہ سے برتاؤ کرنا جائز نہیں، شادی وغنی میں، جمعہ اور جماعت میں اور نماز جنازہ میں ان ہر گز شریک نہ ہونے دیا جائے وعلینا الا البلاغ

الراقم: مولانا محمد رضا کالسی عفی عنہ، تحصیل چکوال، بقلم خود مفتی عطا محمد رومی عفی عنہ، تحصیل چکوال، بقلم خود ابو الفضل محمد کرم الدین ازبھیں، تحصیل چکوال، جناب مولوی مولانا بخش عفی عنہ، خطیب جامعہ مسجد



راولپنڈی، جناب محمد عبدالحی صاحب مدرس مدرسہ احیاء العلوم وناظم جمعیت العلماء راولپنڈی۔“ (۷۲)

اس جلسہ کے بعد جب قادیانی حضرات سے مکمل معاشرتی بائیکاٹ کیا گیا تو مولوی غلام ربانی نے اپنی تعلقات کو بروئے کار لاتے ہوئے علاقہ کے نیشنلسٹ ذیلدار ٹھکر علی رضا سے اپنی مشکلات کا رونا رویا، جس کے نتیجے میں ٹھکر علی رضا نے مولوی غلام ربانی کو اور مولانا صحناوی کو ٹھاکرہ (تحصیل کوثر خان) بلوایا جہاں صبح سے لے کر ظہر تک بہر طریق ٹھکر علی رضا اور دیگر علاقائی زعماء مولانا صحناوی پر دباؤ ڈالتے رہے کہ وہ معاشرتی بائیکاٹ کا فتویٰ واپس لے لیں لیکن مولانا صحناوی اکیلے ہوتے ہوئے بھی ان کے دباؤ میں نہ آئے، بوقت ظہر جمعہ دارالرا جوی کو کسی طریقے سے اس کی بھٹک پڑ گئی اور وہ انہیں اپنے گھر لے گئے اس ناکام کوشش کے بعد مولوی ربانی موضع جند (تحصیل ضلع چکوال) میں امیر حزب اللہ سید محمد فضل شاہ جلالپوری (۳ نومبر ۱۸۹۳ء - یکم دسمبر ۱۹۶۶ء) جو اپنے تبلیغی دورے پہ علاقہ میں آئے ہوئے تھے اور موضع جند میں حوالدار ملک محمد عباس علی (م: ۱۰ فروری ۱۹۳۳ء) کے ہاں مقیم تھے کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا رونا رویا پیر صاحب نے مولانا صحناوی کو جو پیر صاحب کے دادا سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری سے بیعت تھے کو جند بلوایا، مولانا نے تمام صورت حال پیر صاحب کے گوش گزار کی پیر صاحب نے جب مولوی سے استفسار کیا تو مولوی سے ان عقاید کا انکار کیا کہ جس کی بنیاد پر فتویٰ دیا گیا تھا، ان کے انکار پہ پیر صاحب کی ہدایت پہ مولانا صحناوی نے اپنے سابقہ فتویٰ سے رجوع کر لیا اس سلسلہ میں ایک فتویٰ بھی شائع کیا جس کے ناشر مولانا کے عزیز مولانا عبدالحق صحناوی تھے۔ یہ فتویٰ تو راقم کی نظر سے نہیں گزرا البتہ اس کا ذکر اس کے جوابی فتویٰ میں ملتا ہے، جسے مولوی عبد الواحد عبدی نے ترتیب دے شائع کیا تھا۔ جوابی فتویٰ مولانا شمس الدین (پنڈی گھیب) کا ہے اور مولانا نور حسین (خطیب جامع مسجد فتح جنگ)، مولانا مولانا بخش (خطیب جامع مسجد راولپنڈی)، مولانا غلام محمد گھوٹوی (مقیم کلاڑہ)، سید محمود علی شاہ (خطیب جامع مسجد ڈھوک رتہ امرال، راولپنڈی)، مولانا محمد عبدالحی (مدرس مدرسہ احیاء العلوم، ناظم جمعیت العلماء راولپنڈی) کی تائیدات کے ساتھ لکشی آرٹ پر ٹنگ پرپس سے شائع ہوا تھا اس قضیہ کا انجام کیا ہوا یہ ہر دست تحقیق طلب ہے۔

صوبیدار میجر راجہ خان بہادر:

آپ راجہ احمد خان کے ہاں موضع کبیل میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور انڈین آرمی میں بھرتی ہو گئے اور بطور صوبیدار میجر فوج سے ریٹائر ہوئے آپ نے تین شادیاں کیں جن میں سے پہلی شادی سے کرامت حسین پیدا ہوئے، صاحبزادے کورڈن کالج راولپنڈی میں ایف کے طالب علم تھے کہ دوران تعلیم قادیانیت

تھیں ختم نبوت نمبر

قادیانیت اور تحصیل کوٹہ خان

سے متاثر ہو گئے۔ یہ سچ ہے کہ اگر راجہ خان بہادر کہ جن کے قاضی محمد عالم صحیح لوی کے ساتھ گہرے خاندانی مراسم تھے اور اس کی بدولت نیز دینی رجحان کے زیر اثر انہوں نے اپنے واحد اولادِ زینہ کو عاق کر دیا اور مولانا غلام ربانی اور ان کی ہم عقیدہ افراد کی تبلیغی سرگرمیوں کے آگے نہایت مضبوط بندھ باندھا، مذکورہ بالا مناظرہ موہڑہ نوری کا اہتمام اور کل مصارف صوبیدار منیجر صاحب نے برداشت کئے اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر وہ معاشرتی و معاشی ناموری کو قادیانیت کے فروغ کو روکنے کے لیے بطور مثبت اقدام استعمال نہ کرتے تو ڈھوک بہاول بخش بالخصوص اور گردونواح میں بالعموم قادیانیت کے پھیلنے کے خاصے امکان تھے۔ مرزائیوں نے کیسے کیسے حربے اور ہتھکنڈے آپ کو اپنے سانچے میں ڈھالنے کے لیے اس کا اندازہ ان مکاتیب و رقعات سے ہوتا ہے جو مرزائیوں نے آپ کو تحریر کئے۔ آپ کی جملہ مساعی اور خلوص کا نتیجہ تھا کہ آپ کے صاحبزادے عمر کے آخری دنوں میں مرزائیت سے تائب ہو گئے اور باقاعدہ مولانا محمد عالم صحیح لوی کو اپنا تو بہ نامہ لکھ کر دیا اور ان کے ہاتھ دوبارہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جون ۱۹۳۵ء کو صوبیدار منیجر صاحب کا انتقال ہوا، نماز جنازہ قاضی محمد عالم صحیح لوی نے پڑھایا، موصوف کبیل ہی میں مدفون ہیں۔ جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والی تحصیل کی معروف شخصیت حاجی راجہ محمد اشفاق احمد خان آپ ہی کے صاحبزادے تھے۔ (۷۳)

قاضی محمد کوہر علی علوی:

آپ موضع لودے میں قاضی فضل الدین لودوی کے گھرانے میں پیدا ہوئے علوم مروجہ کی تحصیل اپنے والد گرامی سے کی۔ آپ کی بیعت اول اپنے والد گرامی سے تھی ان کی وفات کے بعد خواجہ احمد نبی معروف بہ زلفاں

والی سرکار (۱۲۸۰-۱۳۳۵ھ) (۷۴) سے تجدید بیعت کی اور خواجہ محمد سید شاہ چوراسی (۱۲۷۹-۱۳۵۷ھ) (۷۵) سے خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز ہوئے۔ (۷۶) آپ کئی علماء و مشائخ کے استاد تھے، ان میں خواجہ محمد شفیع چوراسی (۱۳۱۶-۱۳۸۶ھ) (۷۷) مؤلف برکات نقشبندیہ مع انوار تیراسی (۱۹۵۷ء)، قاضی ارشاد الہی لودوی متخلص بہ فیضی (۱۹۱۷-۹ فروری ۱۹۸۵ء)، قاضی وجیہ السیماعرقانی (۱۳ اکتوبر ۱۹۲۰ء-۲۲ فروری ۱۹۹۱ء)، مفتی احمد عزیز اللہ شامل ہیں۔ (۷۸) بھنگالی کے معروف نقشبندی شیخ، پیر سید عبداللہ شاہ (۱۹۲۵-۱۹۸۸ء) بھی آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔ (۷۹) ۵ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ/۱۳ جنوری ۱۹۵۱ء کو آپ نے وفات پائی، موضع لودے میں ہی مدفون ہیں۔ (۸۰) حسب ذیل تحریریں آپ سے یادگار ہیں:



تھیں ختم نبوت نمبر

قادیانیت اور تحصیل کو حرم خان

احکام رسم الحقیقی / اجماع الانوار الممعة فی مسئلۃ الجمعة / الانصاف فی مسائل الاحناف / البرہان فی حرمتہ  
 غراب الاقح من الحيوان / البراہین العشرہ فی اثبات الحس علی حقیقت الخلافۃ الراشدۃ المبشرہ / التبیان فی حرمتہ غراب  
 الاقح من الحيوان / الجواہر العلی فی القصائد والفتاویٰ فی اللسان العربی الجلی / جواہر آبدار / جواہر علویہ باشعار الصریفیہ  
 والنحویہ / الجواہر العلیہ فی اثبات الخلافۃ الراشدۃ / الجواہر العلیہ فی جواب مسئلۃ الديوبندیہ / حقوق الامام و امامتہ  
 العالی / حکمتہ اللہ البالغہ (کلاس) / حکمتہ اللہ البالغہ (خورد) / رسالہ فی مسئلۃ الذبح فوق العقدہ / رسالہ فی مسئلۃ ما اهل  
 بہ لغیر اللہ / الشرفۃ والنظامۃ فی عدم وقوع الطلاق بغیر الاضافۃ / العسل العشاق فی علم القوانی / عطر التصانيف فی علم  
 التصريف / غایۃ الصحو فی وقایۃ النحو / الفضل والعمۃ فی فضل العلم والحکمہ / القصیدۃ العلویہ فی علوم الہیۃ والحکمۃ / القول  
 السدید فی وجوب التقليد / القول المحکم فی حیات عیسیٰ ابن مریم / کشف الستر واللبس فی مسئلۃ حرکت النفس وسکون  
 الارض / نعم الصنيع / انوار الممعة فی فتویٰ الجمع / البواقیت والجواہر فی الذکر بالجبر (۸۱)

قاضی فضل احمد لودھیانوی کی معروف تصنیف انوار آفتاب صداقت میں آپ کی بھی تقریظ شامل ہے آپ ان دنوں  
 مسجد پٹلیاں لوہاری منڈی لاہور میں بطور امام اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ (۸۲) اردو قادیانیت کے سلسلہ  
 میں القول المحکم فی حیات عیسیٰ ابن مریم (غیر مطبوعہ) آپ سے یادگار ہے۔  
 اس عنوان پر مزید تحقیق کے لیے ملاحظہ فرمائیے:

### اشتعارات

مولوی عبدالواحد عبیدی (مرتب و اشتمار)  
 الاستفتاء (اشتمار) ہجرونہ، کتاب خانہ راقم  
 الاستفتاء (تردید فتویٰ مولوی محمد عالم شالچ کردہ مولوی عبدالحق امام مسجد موضع کبیل (اشتمار) ہجرونہ، کتاب خانہ راقم  
 مولا بخش، مولانا (مرتب و اشتمار)  
 تردید فتویٰ کرامت حسین مرزائی (اشتمار) ہجرونہ، کتاب خانہ راقم کتب / مجلات اللہ دتہ، ساکن کالا کجراں  
 (جہلم) فتح یزدانی برگروہ قادیانی (پنجابی / منکوم / پنجابی) ہجرونہ، کتاب خانہ راقم حسن نواز شاہ  
 امام احمد رضا خاں بریلوی اور علمائے کوجرخان، مشمولہ، معارف رضا، کراچی، سالنامہ،  
 ۲۰۰۶ء، (حالات، مولوی میر غلام مصطفیٰ)  
 عبدالواحد عبیدی، مولوی

مرزائیوں کی بول گئی کڑوں کڑوں (پنجابی/منظوم/مطبوعہ)

مرزائیوں کا کفر نامہ (پنجابی/منظوم/مطبوعہ)

مراسلت

مکتوبات و رقعات (از مرزائیہ کوٹ حبیب اللہ بنام صوبیدار میجر خان بہادر)، مخزنہ، کتاب خانہ راقم  
تشرک: مقالہ ہذا کی تیاری میں درج ذیل حضرات کا مشکور نہ ہونا بالیقین غیر احسن ہوگا: حاجی راجہ محمد اشفاق  
احمد خان (کیبل)، پروفیسر راجہ آصف محمود (چنگا نیکیال)، ڈاکٹر منیر الدین احمد (کمر فیلڈ/جرمنی)، اظہر محمود (چنگا  
نیکیال)، جمشید احمد (کراچی)، مفتی محمد مختار علی رضوی (چچی بہادر)، مرزا تجل حسین جلال (نوالی)، مفتی طارق محمود  
نقشبندی (ڈھونگ)، صوفی مسعود احمد شاہ (ڈھوک کوہر شاہ)، ملک محمد اقبال (کیال)، راجہ وقار احمد (حبیب چوک)۔

### حوالہ جات و حواشی

- ۱- منہاس، راجہ محمد عارف، تاریخ راولپنڈی، لاہور، ایم ایم اینڈ سنز پرنٹرز و پبلشرز، کیم  
نمبر ۱۹۸۶ء، اول، ۲/۱۹۷-۱۹۸
- ۲- احمد، منیر الدین، مکتوب بنام ما، کمر فیلڈ (جرمنی)، ۱۵ جنوری ۲۰۰۸ء
- ۳- راجہ، اکرام الحق، تاریخ کوہر خان، لاہور، مکتبہ داستان، مئی ۱۹۹۳ء، اول، ص ۸۹-۹۰
- ۴- صادق، خواجہ منظور، ضلع راولپنڈی تاریخ احمدیت، راولپنڈی، جماعت احمدیہ راولپنڈی، جون  
۲۰۰۳ء، اول، ص ۷۳
- ۵- احمد، ای-میل بنام ما، ۱۵ جنوری ۲۰۰۷ء

۶- محمد فضل، اسرار شریعت (عربی)، مہر پاروق، نج

المصلى، چنگا نیکیال، مؤلف، ۱۳۳۲ھ/۱۹۲۳ء، اول، ص ۵۱۸  
۷- ڈاکٹر منیر الدین احمد لکھتے ہیں: ”اجی نے اپنا سن پیدائش ”اسرار شریعت“ جلد اول کے عربی ترجمے کے  
خاتمے پر ۱۲۸۵ ہجری قمری دیا ہے، جبکہ اپنی قلمی سوانح حیات میں ۱۲۸۶ ہجری مطابق ۶۸-۱۸۶۷ء لکھا  
ہے۔“ (احمد، منیر الدین، مولوی محمد فضل خان، ایک عالم ربانی کی داستان حیات، ۲۰۰۰ء، ص ۱۵)

۸- ان کے بارے ڈاکٹر منیر الدین نے لکھا ہے کہ: ”یہ وہ بزرگ ہیں کہ جن کا سفید مزار چنگا نیکیال کی ڈھوک  
حیات بخش کے پرانے قبرستان کی سب سے اونچی جگہ بنا ہوا ہے، جہاں پر آج بھی دو روز دیک سے نوپا ہوتا جوڑے



سلام کرنے اور برکت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ (مولوی محمد فضل خان، ص ۱۵)

ایک اور مقام پہ لکھا ہے کہ: ”مولوی محمد عمر بخش کے ہاتھ پر لوگ بیعت کیا کرتے تھے، وہ نقشبندی مجددی طریقہ کے شیخ تھے اور ان کے پیروکاروں اک سلسلہ بہت وسیع تھا لوگ دور دور سے ان سے فیضیاب ہونے کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ (ص ۱۹)

۹- ایضاً، ص ۱۶: احمد، منیر الدین، سعید ہمدانی، حدیث یا راں: دہلی، معیار پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء، ص ۲۵۶

۱۰- ایضاً، ص ۱۶

۱۱- ایضاً، ص

۱۲- ایضاً، ص ۳۳-۳۶

۱۳- ایضاً، ص ۳۹: میرزا صاحب نے اپنی تصنیف انجام آتھم مع ضمیمہ میں اپنے تین سوتیرہ اصحاب خاص کی فہرست دی ہے اس میں ایک سو پچاسویں نمبر پہ مولوی صاحب کا نام بھی موجود ہے۔ (غلام احمد، میرزا، انجام آتھم مع ضمیمہ، قادیان، مطبع ضیاء الاسلام، [۱۸۹۷ء]، ص ۳۲۷)

۱۴- بہاولپوری، مولوی عبداللطیف (مرتبہ)، مجموعہ اشتہارات، ربوہ، الشریکۃ الاسلامیہ، ۲۹/۳

۱۵- بہاولپوری، ۳۳۲/۳

۱۶- غلام احمد، مرزا، حقیقۃ الوحی، قادیان، مطبع میگزین، مئی ۱۹۰۲ء، ص ۳۸۱-۳۸۳

۱۷- منہاس، ۱۹۸-۱۹۷/۲

۱۸- صادق، خواجہ منظور، ضلع راولپنڈی تاریخ احمدیت، راولپنڈی، جماعت احمدیہ راولپنڈی، جون

۲۰۰۳ء، اول، ص ۱۸۲-۱۸۷

۱۹- احمد، مولوی محمد فضل خان، ایک عالم ربانی کی داستانِ حیات، ص ۶۱

۲۰- ایضاً، ص ۱۰۸

۲۱- خدا بخش ولد محسن خان (البدور، قادیان، ۲۳-۳۰ جنوری ۱۹۰۳ء، بحوالہ، صادق، ص ۱۸۶)

۲۲- صادق، ص ۲۵

۲۳- دلاوری، ابوالقاسم رفیق، آئینہ تلخیص یا غار نگران ایمان، لاہور، دارالتصنیف، جنوری

۱۹۳۷ء، اول، ص ۵۱۷

- ۲۳- احمد، ای۔ میل بنام، ۲۴ مارچ ۲۰۰۸ء
- ۲۴- عبدالرحیم، مولوی، لباب المعارف العلمیہ، لاہور، فیروز پرنٹنگ ورکس، ۱۳ جنوری ۱۹۳۹ء
- ۲۱/ ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ، ۲۹/۲
- ۲۶- احمد، ہمدانی، ص ۲۷۳-۲۷۴
- ۲۷- ایضاً، ص ۳۰۵-۳۰۶
- ۲۸- ایضاً، ص ۳۵۷
- ۲۹- احمد، ڈاکٹر، مکتوب بنام حاجی محمد ارشد قریشی، بمبرگ، ۲۱ جولائی ۱۹۹۵ء، مشمولہ، فتوحات مکیہ، لاہور، تصوف فاؤنڈیشن، ۱۳۲۰ھ/۱۹۹۹ء، ص ۹۵
- ۳۰- احمد، ہمدانی، ص ۳۳۹
- ۳۱- صادق، ص ۷۳
- ۳۲- صادق، ص ۷۳-۷۴
- ۳۳- وارثی، راشد عزیز، مکتوب بنام، گھوٹی (ضلع جہلم)، ۲۲ اپریل ۲۰۰۸ء
- ۳۴- حیات اکمل المعروف حافظ پنجابی، چھپر شریف، باہتمام، فقیر عزت شاہ وارثی، ۷ مارچ ۲۰۰۲ء، ص ۲۸
- ۳۵- ایضاً، ص ۵۱
- ۳۸- علوی، عبد المجید، مجاہد اہل بیت = تذکرہ اولیائے کرام وصلہ شریف، کوہ خان، دارالادب، (س۔ن) ص ۳۳
- ۳۹- ایضاً، ص ۳۶
- ۴۰- جہلمی، علاؤ طارق مجاہد، ٹیلیفونک گفتگو از راقم، یکم جولائی ۲۰۰۷ء
- ۴۱- علوی، ص ۵۰
- ۴۲- ایضاً، ص ۳۳
- ۴۳- اظہر محمود، گفتگو از راقم، چنگہ نگیاں، ۲۳ فروری ۲۰۰۸ء
- ۴۴- مولانا صدیق اکبر، ۱۳ اپریل ۱۹۱۱ء کو مولوی فقیر محمد (م ۱۶ اگست ۱۹۳۷ء) کے ہاں موضع بلویا تحصیل کہوئی کی



انوان برادری میں پیدا ہوئے قرآن پاک اپنے ولید گرامی سے پڑھا بعد ازاں اپنے نہال موضع چنگا بنکیال آگئے، جہاں بالترتیب پرائمری سکول دریاہ سیکن اور مڈل سکول قاضیاں سے پرائمری اور مڈل تک تعلیم حاصل کی، بعد ازاں مروجہ دینی علوم کی تحصیل بالترتیب شمس آباد (ضلع انک) اور علی سیداں (ضلع سیالکوٹ) سے کی۔ آپ کی نسبت بیعت پیر مہر علی شاہ کلڑوی سے تھی۔ ۱۹۳۶ء میں علوم دین کے بعد چنگا بنکیال میں بطور امام مسجد مقیم رہے۔ ۱۹۴۱ء میں پاکستان نیوی میں بطور پیش امام بھرتی ہوئی اور ۱۹۴۴ء میں بوجہ ملازمت ترک کر کے واپس گاؤں آگئے جہاں کھیتی باڑی کو ذریعہ معاش بنایا اور قریبی گاؤں ہنیر میں ساٹھ سال جمعہ پڑھایا۔ یکم اپریل ۲۰۰۳ء کو آپ نے وفات پائی اور موضع بلویا میں ہی دفن ہوئے۔ صاحبزادہ ساجد الرحمن نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

۳۵- میاں نواب علی، مؤسس سلسلہ نوشاہیہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری (۹۵۹-۱۰۵۴ھ) کے خلیفہ پیر محمد حیار نوشاہی (۱۰۱۳-۲۵ رجب الاول ۱۱۱۹ھ) کی اولاد میں سے تھے اور میاں میراں بخش بن سلطان بالا نوشہروی کے صاحبزادے اور سجادہ نشین بھی آپ نے ۱۰ رمضان ۱۳۵۹ھ کو وفات پائی اور نوشہرہ میں دفن ہوئے۔ آپ سے ایک تالیف ”اذکار الامرار“ یادگار ہے جو ۱۳۷۶ھ کو شائع ہوئی۔

(نوشاہی، سید شریف احمد شرافت، شریف التواریخ، جلد دوم/ حصہ دوم/ موسوم بہ طبقات نوشاہیہ، ساہیوال، ادارہ معارف نوشاہیہ، ۱۴۰۲ھ/ ص ۱۷۳۳-۱۷۳۸)

۳۶- خداداد، ماسٹر راجہ، گنگو از راقم، چنگا بنکیال، ۲۷ فروری ۲۰۰۸ء

۳۷- فضل خان، مولوی محمد، خادم المسلمین نمبر ۳، راولپنڈی، لکشی آرٹ پریس، ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء/ ۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ، ص ۳

۳۸- ایضاً، ص ۲

۳۹- فضل خان، مولوی محمد، خادم المسلمین نمبر ۳، راولپنڈی، لکشی آرٹ پریس، ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء/ ۲۸ رجب ۱۳۵۵ھ، ص ۲

۵۰- منیر الدین، ص

۵۱- راجہ غلام جیلانی مولوی صاحب کے چچا زاد قاضی کریم اللہ کے بیٹے تھے۔ نیز غلام جیلانی کی زوجہ زریگم اور مولوی صاحب کی بہو اقبال فاطمہ زوجہ راجہ عبدالرحمن آپس میں بہنیں تھیں۔ (آصف محمود، پروفیسر راجہ، گنگو از راقم، چنگا بنکیال، ۱۱ اپریل ۲۰۰۸ء)

۵۲- ڈاکٹر منیر الدین نے اس بارے لکھا ہے کہ:

"Also I don't think that Raja Ghulam Rabbani uttered those words, which were attributed to him. He could not behave to our family in this manner. My father and his brother were on their own not against the performance of 'Janaza' by non-Ahmadis." (E-mail to me: 6/05/08)

۵۳- مفتی نٹھا خان جماعت احمدیہ چنگانکیال نمبر ۱ کے امیر تھے، اندازاً ۱۹۷۰ء میں فوت ہوئے (آصف محمود، پروفیسر راجہ، گنگو از راقم، چنگانکیال، ۱۶ اپریل ۲۰۰۸ء) ڈاکٹر منیر الدین کا کہنا ہے کہ:

"I also doubt that from the Ahmadi side, it was Naththa Khan, about whom you can find an introduction in my book, who led the prayers. At that time the Imam of the Ahmadis was Maulavi Shah Wali, who happened to be a nephew of Maulavi Umar Bakhsh Naqshbandi." (Ibid)

- ۵۴- خداداد، ماسٹر راجہ، گنگو از راقم، چنگانکیال، ۲۷ فروری ۲۰۰۸ء
- ۵۵- جمشید احمد ولد غلام ربانی، ٹیلی فونک گنگو از راقم، کراچی، ۷ جولائی ۲۰۰۶ء
- ۵۶- بہاولپوری، مولوی عبداللطیف (مرتبہ)، مجموعہ اشتہارات، ربوہ، شرکت الاسلامیہ، ۲۳۰/۳
- ۵۷- حسن نواز شاہ، امام احمد رضا خاں بریلوی اور علمائے کوجر خان، مشمولہ، معارف رضا، کراچی، ۲۰۰۶ء، سالنامہ، ص ۲۱۸
- ۵۸- فاضل، قاضی محمد، گنگو از راقم، چنگانکیال، ۲۷ فروری ۲۰۰۸ء
- ۵۹- عالم الدین، قاضی، آثار الکریم، لاہور، انجمن حمایت الاسلام، سن، ص ۳۳۳
- ۶۰- بشیر احمد، مولوی، یادداشت دریا ض مولانا علی احمد بنوالی، کتابخانہ راقم
- ۶۱- واصل، قاضی محمد، گنگو از راقم، فریال



- ۶۲ - حسن نواز شاہ، ص ۲۱۹-۲۲۰
- ۶۳ - راجولی، صوبیدار، روزنامہ، ٹھاکرہ موہڑہ، ماسٹر مسعود احمد
- ۶۴ - یہ بھی لاہوری گروہ سے تعلق رکھتے تھے، یادِ رفتگاں - یعنی تذکرہ انصارِ احمدیہ، حصہ دوم (لاہور، احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام، اگست ۱۹۶۹ء) میں ان کا ایک مضمون گنج ہائے گراں مایہ، راولپنڈی کی چند بزرگ شخصیات (ص ۱۵۰-۱۶۷) شامل ہے۔
- ۶۵ - فخر الدین، مکتوب بنام مرزا جمشید احمد، راولپنڈی، ۱۵ دسمبر ۱۹۹۲ء
- ۶۶ - حسن نواز شاہ، ص ۲۲۱-۲۲۲
- ۶۷، ۶۸ - خان بہادر، صوبیدار، منیجر، روزنامہ، کبیل، مملوکہ، حاجی راجہ محمد اشفاق احمد خان، ص ۹۱ ب
- ۶۹ - اللہ دتہ ہمایاں، فتح یزدانی بر گروہ قادیانی - یعنی مناظرہ اہل اسلام بامر زائیاں در مقام موہڑہ نوری و شکست مرزائیاں، راولپنڈی، مرکز اعلیٰ الیکٹرونک پریس، ۱۹۳۸ء، ص ۴
- ۷۰ - ایضاً، ص ۳-۵
- ۷۱ - ایضاً، ص ۵-۱۰
- ۷۲ - ایضاً، ص ۱۶
- ۷۳ - اشفاق احمد خان، حاجی راجہ محمد، گفتگو از راقم، کبیل، ۱۰ محرم ۱۴۲۹ھ
- ۷۴ - ان کے احوال کے لیے ملاحظہ فرمائیے: مجددی، محمد یوسف، جواہر نقشبندیہ، فیصل آباد، مکتبہ انوار مجددیہ، مارچ ۲۰۰۳ء، سوم، ص ۲۶۵-۲۷۰
- ۷۵ - ان کے احوال کے لیے ملاحظہ فرمائیے: چکاروی، غلام حسین نقشبندی مجددی نوری، باغ تیراہی غنچہ چوراہی اشتر بہ مست حال بیاباکی چال - یعنی شجرہ طیبہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ چکاریہ، راول پنڈی، راول پنڈی پریس، (س۔ن) ص ۳۲-۴۰؛ مجددی، محمد یوسف، ص ۳۷۸-۳۸۲
- ۷۶ - ظفر اقبال، قاضی، تذکرہ علمائے لودے (غیر مطبوعہ)
- ۷۷ - ان کے احوال کے لیے ملاحظہ فرمائیے: مجددی، محمد یوسف، ص ۳۸۲-۳۸۴
- ۷۸ - ظفر اقبال
- ۷۹ - امین، راجہ محمد، راحت المریدین، عارفوالہ، مرتب، مئی ۱۹۸۷ء، ص ۶۴

۸۰۔ فیضی، قاضی محمد ارشاد الہی، فیض الرب لیبیان احوال الاب، لودے، مصنف، (س۔ن) ص ۲۳

۸۱۔ سعیدی، مولانا حافظ محمد عبدالستار، مراۃ الصانف، لاہور، مکتبہ قادریہ، ستمبر ۱۹۹۸ء جمادی الاول

۱۴۱۹ھ، دوم، ارباب ادا شاریہ

۸۲۔ لودھیانوی، قاضی فضل احمد، انوار آفتاب صداقت، لاہور، کریپی پریس، [۱۹۲۰ء] ص ۸-۹

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆



WWW.NAFSEISLAM.COM



## عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت

محمد احمد ترازی (ایم اے)

اسلام کی پوری تاریخ میں اس اجماعی عقیدے کا اظہار اس طرح سے ہوتا رہا ہے کہ جب بھی کبھی کوئی جھوٹا مدعی نبوت پیدا ہوا اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ یہ عمل اس عقیدے کے تحفظ کا ایسا عملی ثبوت ہے۔ جس کا اظہار اسلام کے ہر دور میں ہوتا رہا ہے۔ اور انشاء اللہ ہوتا رہے گا۔

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے اُن اجماعی عقائد میں سے ہے۔ جس کو دین اسلام اصول اور ضروریات دین میں شمار کرتا ہے۔ واضح رہے کہ ضروریات دین کی اصطلاح سے مراد وہ قطعی اور یقینی امور ہیں۔ جو آنحضرت ﷺ سے بطریق تواتر قطعی ثابت ہوں۔ اور حد تواتر یعنی شہرت عام تک پہنچ چکے ہوں۔ اور ان امور کو عام طور پر مسلمان جانتے ہوں۔

## عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت

اسلامی عقائد حکومت میں عقیدہ ختم نبوت کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اگر کوئی شخص اسلام کے تمام تر عقائد پر غیر متزلزل یقین رکھتا ہو۔ لیکن وہ اگر نبی آخر الزماں ﷺ کی ختم نبوت سے متعلق معمولی سے بھی شک و شبہ میں مبتلا ہے تو وہ کسی بھی صورت مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسا شخص بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آج تک پوری امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی نبوت و رسالت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند ہو گیا ہے۔ اور اب آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ لہذا اب اگر کوئی شخص کسی بھی معنوں میں دعویٰ نبوت کرتا ہے وہ بالاتفاق امت کافر و مرتد اور کذاب و دجال قرار دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور ﷺ کو کئی القابات اور ناموں سے مخاطب کیا ہے۔ ہر نام اور ہر لقب آپ ﷺ کیلئے کسی نہ کسی اعزاز کا مظہر ہے۔ رب کریم، آپ کو محمد، کبھی احمد، کبھی مذیر، کبھی اُمّتی، کبھی برہان، کبھی داعی اللہ، کبھی سراج منیر، کبھی شاہد و مشہود، کبھی صادق، کبھی نبیین، کبھی منزل و مدثر، کبھی مطاع و مبشر، اور کبھی رحمۃ اللعالمین کہہ کر پکارتا ہے۔ اور ان سب القابات کے ساتھ ایک مقام پر آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہہ کر وہ امتیازی شان اور خصوصیت عطا کی جو دیگر تمام خصوصیات سے جدا اور انفرادی ہے۔ اور اس لفظ خاتم النبیین کے اندر آپ کی وہ امتیازی، انفرادی، اعزازی، اور خصوصی شان پوشیدہ ہے جس میں کوئی نبی اور رسول زندہ یا مرہ بھی آپ ﷺ

تحفظ ختم نبوت نمبر

عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت اور اہمیت

کا شریک نہیں ہو سکتا۔ سلیئے بالیقین کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے یکتا اور خالق و مالک ہونے میں وحدہ لا شریک ہے۔ بالکل اُسی طرح حضور ﷺ بھی اپنے خاتم النبیین ہونے میں وحدہ لا شریک ہیں۔ کو کہ بظاہر سلسلہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضور اقدس ﷺ پر اختتام پر پہنچتا ہے۔ بزم جہاں میں بعثت کے اعتبار سے سب پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی نبی نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں ہے۔ سلیئے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اور یہی اسلام کا وہ عظیم الشان عقیدہ ہے۔ جسے عقیدہ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔ اور جس پر دین اسلام کی عظیم الشان عمارت قائم ہے۔ دراصل یہی وہ عقیدہ ہے جو اسلام کا قلب و جگر، روح و جان، اور مرکز و محور ہے۔ اس عقیدے میں معمولی سی لچک اور نرمی انسان کو ایمان کی روشن بلندیوں سے اٹھا کر کفر کی ذلت آمیز گہرائیوں میں پھینک دیتی ہے۔

ختم نبوت کے اس عقیدے پر قرآن مجید میں کم و بیش سو سے زائد آیات مبارکہ اور زخیرہ حدیث میں دوسو سے زائد احادیث متواترہ شاہد ہیں۔ جو اس عقیدے کی حقانیت کی واضح دلیل ہیں۔ اور دلالت و ثبوت کے اعتبار سے ہر قسم کے شک و شبہ سے پاک ہیں۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے۔ کہ کسی مسئلہ میں قرآن کریم کی ایک آیت مبارکہ بھی قطعی الدلالت ہو تو مضمون کی قطعیت کیلئے کافی ہوتی ہے۔ چہ جائیکہ قرآن کریم کی ایک سو سے زائد آیات ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ اور اسی طرح احادیث نبویہ بھی تواتر کے ساتھ ایسی موجود ہیں۔ جس کی نظیر احادیث متواترہ کے زخیرے میں نہیں۔ کو یا قرآن وحدیث میں اس قطعیت کی نظیر کسی اور مسئلہ میں نہیں ملے گی۔ جس طرح توحید الہی تمام ادیان کا اجماعی عقیدہ ہے۔ بالکل اسی طرح ختم نبوت کا عقیدہ بھی تمام کتب الہیہ، تمام انبیاء کرام اور تمام ادیان سماویہ کا متفق علیہ اور اجماعی عقیدہ ہے۔ آغاز انسانیت سے لے کر آج تک اس عقیدے پر اُمت کا ہمیشہ اتفاق رہا ہے کہ خاتم النبیین صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کی ذات مبارکہ ہے۔ اور سلسلہ نبوت آپ کی ذات مبارکہ پر ختم ہو چکا ہے۔ اسلام کی پوری تاریخ میں اس اجماعی عقیدے کا اظہار اس طرح سے ہوتا رہا ہے کہ جب بھی کبھی کوئی جھوٹا مدعی نبوت پیدا ہوا۔ اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ یہ عمل اس عقیدے کے تحفظ کا ایسا عملی ثبوت ہے۔ جس کا اظہار اسلام کے ہر دور میں ہوتا رہا ہے۔ اور انشاء اللہ ہوتا رہے گا۔

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے اُن اجماعی عقائد میں سے ہے۔ جس کو دین اسلام اصول اور ضروریات دین میں شمار کرتا ہے۔ واضح رہے کہ ضروریات دین کی اصطلاح سے مراد وہ قطعی اور یقینی امور ہیں۔ جو آنحضرت ﷺ



سے بطریق تواتر قطعی ثابت ہوں۔ اور حد تواتر یعنی شہرت عام تک پہنچ چکے ہوں۔ اور ان امور کو عام طور پر مسلمان جانتے ہوں۔ عہد نبوت سے لے کر آج تک ہر مسلمان اس بات پر ایمان رکھتا آیا ہے۔ کہ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہے۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں لاکھوں علمائے اُمت نے اس عقیدے کو قرآن وحدیث کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے واضح فرمایا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوئے نبوت سے قبل کبھی یہ بحث پیدا نہیں ہوئی کہ نبوت کی کچھ اقسام ہوتی ہیں۔ اور ان میں سے کچھ خاص قسم کی نبوت آنحضرت ﷺ کے بعد بھی (نمود باللہ) باقی ہیں۔ یا نبوت تشریحی، غیر تشریحی، یا ظلی و بروزی یا مجازی اور لغوی وغیرہ اس کی اقسام ہیں۔ قرآن وحدیث کے پورے ذخیرے میں اس بات کا کہیں کوئی اشارہ تک موجود نہیں ہے۔ بلکہ پوری اُمت مسلمہ اور علمائے اُمت نے نبوت کی یہ قسمیں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوئے نبوت سے قبل نہ دیکھیں۔ اور نہ ہی سنیں۔ دور نبوی سے صحابہ کرام و تابعین اور دور حاضر تک پوری اُمت مسلمہ اس عقیدے پر متفق اور قائم رہی کہ آنحضرت ﷺ کی ذات مبارکہ پر ہر طرح کی نبوت و رسالت کا نہ صرف اختتام ہوا ہے۔ بلکہ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ بلا استثناء آخری نبی و رسول ہیں۔ اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا، اور کسی بھی قسم کی کوئی نبوت خواہ وہ تشریحی ہو یا غیر تشریحی، کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔ اور آپ ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کذاب و دجال شمار ہوگا۔

### اجماع کی شرعی حیثیت اور مقام

ہزاروں درود و سلام اُس ذات اقدس پر جس کی بعثت کے طفیل آج ہم جیسے خطا کار و گناہ گار بھی خیر الائمہ، اُمت وسطہ، اُمت مرحومہ، اور شہدائے خلق کے القاب سے پکارے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کے طفیل رب تعالیٰ نے ہزار ہا انعام و اکرام اور امتیازی شان و شوکت اس اُمت کو عطا فرمائی۔ اس کی اہمیت اس بات سے واضح ہے۔ کہ اس اُمت کے علمائے مجتہدین اگر کسی مسئلہ میں ایک حکم پر اتفاق کر لیں۔ تو یہ حکم بھی ایسا ہی واجب الاتباع اور واجب التعمیل ہوتا ہے۔ جیسے قرآن وحدیث کے صریح احکام۔

بالفاظ دیگر ہم اس بات کو اس طرح بھی بیان کر سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر جب نبوت ختم کر دی گئی تو آپ ﷺ کے بعد دنیا میں کوئی ہستی معصوم باقی نہیں رہی۔ جس کے حکم کو غلطی سے پاک اور ٹھیک حکم خداوندی کا ترجمان کہا جاسکے۔ اس لیے رحمت خداوندی نے اُمت محمدیہ ﷺ کے مجموعہ کو ایک بنی معصوم کا درجہ دے دیا تاکہ ساری اُمت جس چیز کے اچھے یا برے ہونے پر متفق ہو جائے۔ وہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے

نزدیک ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ اُمت کے مجموعہ نے سمجھا ہے۔ اس بات کو آپ ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا، ”**لن تجتمع امتی الضلالة**“ یعنی میری اُمت کا مجموعہ کبھی بھی گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتا۔

جس طرح قرآن مجید و احادیث سے احکام شرعیہ ثابت ہوتے ہیں۔ بالکل اُسی طرح بتصریح نصوص قرآن وحدیث اور باتفاق علمائے اُمت کے اجماع سے بھی قطعی احکام ثابت ہوتے ہیں۔ البتہ اس میں چند درجات ہیں۔ جس کے متعلق علمائے اصول کا اتفاق ہے۔ کہ اگر کسی مسئلے پر تمام صحابہ کرام کی آراء بتصریح جمع ہو جائیں وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیات۔ اور اگر یہ صورت ہو کہ بعض نے رائے دی۔ اور باقی صحابہ نے اس کی تردید نہیں کی بلکہ سکوت اختیار کیا تو یہ بھی اجماع صحابہ میں داخل ہے۔ اور اس سے جو حکم ثابت ہوتا ہے وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے احادیث متواترہ کے احکام قطعی ہوتے ہیں۔ اس لیے اجماع کو تمام اذلہ شرعیہ میں سب سے زیادہ فیصلہ کن دلیل کے طور پر مانا جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن وسنت کے معنی ومنہوم متعین کرنے میں رائے مختلف ہو سکتی ہے۔ لیکن اجماع میں اس کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی ہے۔ علامہ ابن تیمیہ کے مطابق ”اجماع صحابہ حجت قطعیہ ہے اس کا اتباع فرض ہے۔ بلکہ وہ تمام شرعی حجتوں سے زیادہ موکد اور سب سے مقدم ہے۔“

### عقیدہ ختم نبوت پر سب سے پہلا اجماع اُمت

حضور اکرم ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد اُمت محمدیہ میں جو سب سے پہلا اجماع ہوا وہ اس مسئلہ پر تھا کہ جو شخص حضور ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرے اس کو قتل کر دیا جائے۔ کیونکہ اس کی بنیاد خود حضور اکرم ﷺ نے جھوٹے نبوتِ اسودغسی کے قتل پر ایک صحابی کو مامور کر کے متعین فرمائی۔ اور ان صحابی رسول نے آپ ﷺ کے حکم کی بجا آوری اسودغسی کا سر قلم کر کے کی۔

مسئلہ کذاب نے بھی حضور ﷺ کے زمانے میں دعویٰ نبوت کیا۔ آپ ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد پہلی مہم جہاد جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں روانہ فرمائی۔ وہ جھوٹے نبوتِ مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروکاروں کے خلاف تھی۔ جمہور صحابہ اکرام ومہاجرین وانصار نے مسیلمہ کذاب کو محض دعویٰ نبوت کی وجہ سے اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی بناء پر کافر سمجھا۔ اور باجماع صحابہ و تابعین ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ یہ اسلام کا سب سے پہلا اجماع ہے۔ حالانکہ مسیلمہ کذاب بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح آنحضرت ﷺ کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا، بلکہ بعتہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی جھوٹی نبوت کا بھی مدعی تھا۔ یہاں تک کہ اس کی اذان میں برابر اَشْهَدُ



**اَنْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پکارا جاتا تھا۔ اور وہ خود بھی بوقت اذان اس کی شہادت دیتا تھا۔ مسلمانہ کذاب حضور ﷺ کی نبوت اور قرآن پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ نماز، روزہ اور دیگر افعال اسلامی بھی ادا کرتا تھا۔ مگر ختم نبوت کا انکار اور اپنے دعوے نبوت کی وجہ سے باجماع صحابہ کافر سمجھا گیا۔ اسی وجہ سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ اکرام، مہاجرین و انصار اور تابعین کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانہ کذاب کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا۔ اس جنگ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسلمانہ کذاب سمیت اس کے (28000) اٹھائیس ہزار جوان مارے گئے۔ مسلمانوں کی جانب سے اس جنگ میں شہید ہونے والے جلیل القدر صحابہ کرام کی تعداد (1200) بارہ سو سے زائد تھی، جس میں (700) سات سو سے زائد صحابہ کرام حافظ القرآن اور عالم دین تھے۔ یہاں یہ بات انتہائی قابل توجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی حیات ظاہری میں اسلام کے تحفظ اور دفاع کیلئے جتنی جنگیں لڑی گئیں۔ ان سب میں شہید ہونے والے کل صحابہ کرام کی تعداد (259) ملتی ہے۔ جبکہ عقیدہ ختم نبوت کیلئے لڑی جانے والی جنگ یمامہ میں (1200) بارہ سو جلیل القدر صحابہ کرام و حفاظ کرام کی کثیر تعداد شہید ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ یہ وہ صحابہ کرام ہیں۔ جو آپ ﷺ کی زندگی کی کل کمائی اور گراں قدر اثاثہ ہیں۔ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور دفاع کی جنگ میں اس کثیر تعداد کا جام شہادت نوش کرنا دراصل اس عقیدے کی عظمت، اہمیت اور حیثیت کو قیامت تک کیلئے متعین کرتا ہے۔

### صحابہ کا عقیدہ ختم نبوت پر غیر متزلزل یقین

جمہور صحابہ کرام میں سے کسی ایک نے بھی مسلمانہ کذاب کے خلاف اس مہم میں شرکت سے انکار نہیں کیا۔ اور کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں، کلمہ کو ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، نماز، روزہ، حج زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ ان کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے اور نہ ہی کسی صحابی نے مسلمانہ کذاب سے پوچھا کہ تو کس قسم کی نبوت کو دعویٰ کرتا ہے۔ مستقل نبوت کا دعویٰ ہے یا ظلی نبوت یا پھر بروزی نبوت کا دعویٰ ہے۔ نہ ہی کسی صحابی نے مسلمانہ کذاب سے اس کی نبوت کے دلائل اور براہین پوچھے اور نہ ہی کوئی مجروحہ دکھانے کا سوال کیا۔

جنگ یمامہ میں منکرین نبوت کی سرکوبی کیلئے صحابہ کرام کی کثیر تعداد کی شرکت سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے نہ تو وقت کی نزاکت کا احساس کیا، نہ ہی مسلمانوں کی بے سروسامانی ان کے عزائم کی راہ میں رکاوٹ بنی۔ اور نہ ہی مسلمانہ کذاب کی جماعت کی اذان و نماز اور تلاوت و اقرار نبوت اور تمام اسلامی احکام کا ادا کرنا۔ بلکہ وہ اس سب کے باوجود منکرین ختم نبوت سے نمٹنے کیلئے باجماع و اتفاق اٹھ کھڑے ہوئے۔ حالانکہ اس

وقت اسلام سخت بے سرو سامانی کی حالت میں تھا۔ آنحضرت ﷺ کا وصال ظاہری ہو چکا تھا۔ اسلام کے بیرونی دشمن یہود و نصاریٰ اور مشرکین جو ہر وقت موقع کے منتظر رہتے تھے۔ اس وقت مسلمانوں کو نگل جانے کے خواب دیکھنے لگے۔ ادھر خود مسلمانوں کے بہت سے قبائل اطراف مدینہ میں مرتد ہو کر ان کے ساتھ مل گئے تھے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کے فتنے نے طوفان کی شکل اختیار کر لی تھی۔ ایسے نازک ترین حالات کے باوجود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور جمہور صحابہ کرام نے ان میں سے کسی بات کی بھی پرواہ نہیں کی۔ بلکہ اسلامی حکومت کے استحکام اور حالات کو قابو میں کرنے کیلئے سب سے پہلا کام ہی منکرین ختم نبوت کا قمع کر کے یہ ثابت کر دیا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور دفاع ہی اسلام کی بجا اور استحکام کا ضامن ہے۔ اور امت محمدیہ میں جو فرقہ کسی اور مدعی نبوت کی پیروی اختیار کرے وہ اسلام اور مسلمانوں سے اتنا ہی بعید ہے۔ جتنا کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین۔

صحابہ کرام نے اس عقیدے کے تحفظ اور دفاع کیلئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ اور انہیں اس عقیدے کے اٹھار میں زرا سی لغزش بھی کوارہ نہیں تھی۔ اسد الغابہ کے مطابق حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے یمامہ کے قبیلہ بنو حنیفہ کے مسلمانوں کی طرف بھیجا، مسلمانوں نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم کو ابی دیتے ہو کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں میں کو ابی دیتا ہوں اس بات کی کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ پھر مسلمانوں نے آپ سے پوچھا کہ کیا تم اس بات کی کو ابی دیتے ہو کہ میں (مسلمانوں کا) بھی اللہ کا رسول ہوں۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا میں بہرہ ہوں تیری یہ بات نہیں سن سکتا۔ مسلمانوں کا بار بار آپ سے یہی سوال کرتا رہا اور آپ ہر بار اسے یہی جواب دیتے رہے۔ مسلمان ہر بار آپ کے مایوس کن جواب پر آپ کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو شہید کر دیا گیا۔ حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے ایک ایک کر کے اپنے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دنا کوارہ کر لیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ کی نبوت میں کسی جھوٹے نبی کی نبوت کی شراکت کوارہ نہیں کی۔

### عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کیوں ضروری ہے؟

ہم اچھی طرح جانتے ہیں جس طرح درخت کا تصور بغیر جڑ کے اور عمارت کا تصور بغیر بنیاد کے محال ہے۔ بالکل اسی طرح اسلام کا تصور بھی بغیر عقیدہ ختم نبوت کے محال ہے۔ اسلام کی عظیم الشان عمارت کی بنیاد اسی عقیدے پر قائم و دائم ہے۔ ختم نبوت کے تصور کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کا اپنے نبی سے تعلق اور رشتہ اتنا مضبوط



تحفظ ختم نبوت نمبر

عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت اور اہمیت

پائیدار اور ازلی وابدی ہے کہ وہ آپ ﷺ کے بعد کسی اور کی آمد کا تصور بھی نہیں رکھتے اور نہ ہی رکھ سکتے ہیں، کیونکہ جوں ہی ان کی نگاہیں کسی اور کی طرف اٹھیں گی۔ ان کے سارے پرانے رشتے نا طے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیں گے۔ نہ ہی اللہ سے ان کا تعلق قائم رہے گا، نہ ہی نبی ﷺ سے، نہ ہی صحابہ و اہلبیت سے، نہ ہی امہات المؤمنین اور بزرگان دین سے اور نہ ہی قرآن و سنت سے۔ کیونکہ مسلمانوں نے اللہ کو پہچانا ہی آپ ﷺ کی وساطت سے ہے۔ سنت کی روشنی آپ سے ملی۔ صحابہ سے تعلق بنا تو آپ ﷺ کے حوالے سے گویا نبی کے دامن سے وابستہ ہوئے تو سارے رشتے قائم ہو گئے۔ اور نبی کا دامن چھوٹا تو سارے رشتے ٹوٹ گئے۔ اس لیے امت مسلمہ چودہ سو سال سے اس امر کے بارے میں انتہائی حساس رہی کہ فطرت نبوت میں کہیں کوئی شکاف نہ پڑنے پائے۔ اور اگر کبھی باطل کی ریشہ دوانیوں سے ایسا ہونے کے امکانات نظر آئے بھی تو امت نے جو ان جسموں کو دیوار بنا کے اس ناپاک منصوبے کو ناکام و نامراد کر دیا۔ اور قصر اسلام کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے کر رسول اللہ ﷺ کے ذاتی خدمت گار کے طور پر سامنے آئے گویا وہ اس طرح رب العزت، انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام، اہل بیت، امہات المؤمنین، اولیائے اکرام قرآن و حدیث اور حرمین شریفین کی عزت و ناموس کے تحفظ کی مقدس ذمہ داری بھی نبھاتے ہیں۔ اور ان سب سے اپنا تعلق مضبوط بناتے ہیں۔

خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عقیدہ ختم نبوت کے سب سے پہلے محافظ ہیں۔ اور اس عقیدے کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کیلئے اصحاب رسول نے اپنے خون کی قربانی دی۔ اصحاب رسول کا مقدس ابو عقیدہ ختم نبوت کے باغیچے کو سیراب کرتا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کے سپہ سالار اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام کے دور سے لے کر 1953ء اور 1974ء کی تحریک ختم نبوت تک ہزاروں علماء، صلحا، مشائخ اور امت محمدی کا یہی چلن رہا ہے کہ جب بھی تقاضائے محبت بڑھتا ہے۔ امت دل و جان ہتھیلی پر سجا کر میدان کارزار میں عقیدہ ختم نبوت کے دفاع کیلئے موجود ہوتی ہے۔ کیونکہ امت محمدیہ اچھی طرح جانتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس کا تحفظ اور ختم نبوت سے محبت کا مطلب حضور اکرم ﷺ سے محبت و الفت ہے۔ اور ختم نبوت سے دوری کا مطلب آپ ﷺ سے دوری ہے۔ اور حضور ﷺ کی ذات مبارکہ سے دوری امت کسی طور بھی کوارہ نہیں کر سکتی ہے۔ کیونکہ یہ امت ہمیشہ حضور ﷺ سے قربت کے بہانے ڈھونڈتی ہے۔ اور عقیدہ ختم نبوت سے بڑھ کر کہیں قربت و محبت نہیں مل سکتی ہے۔ اسی لیے امت مسلمہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے ہمیشہ متحد و متفق رہی۔ اور اس عقیدے کا دفاع و تحفظ امت مسلمہ کے ایمان کا ہمیشہ سے لازمی جز رہا ہے، اور رہے گا۔

## تحفظ عقیدہ ختم نبوت اُمت کی وحدت اور کامیابی کا راز

حضور اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے عقیدے میں دراصل اُمت مسلمہ کی وحدت اور کامیابی کا راز مضمر ہے۔ اور یہی وہ عقیدہ ہے جس پر اُمت مسلمہ چودہ سو سال سے کبھی بھی تذبذب اور اختلاف رائے کا شکار نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ جب بھی کسی کاذب نے اس متفقہ عقیدے کے خلاف رائے دی، اُمت نے اُسے سرطان کی طرح اپنے جسم سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا۔ اس لیے کہ اُمت اچھی طرح جانتی ہے۔ کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ یا منکرین ختم نبوت کا استیصال درحقیقت دین کا ہی حصہ ہے۔ اور اس کی سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ دین اسلام کی تمام نعمتوں کا اتمام آپ ﷺ کی ذات اقدس پر ہوا ہے۔ اور اسی وجہ سے رب تعالیٰ نے اس شعبہ کو بھی آپ کی ذات مبارکہ سے وابستہ فرما دیا ہے۔ لہذا یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ نے سب سے پہلے خود اپنے زمانے میں پیدا ہونے والے جھوٹے مدعیان نبوت کا استیصال کر کے قیامت تک کیلئے اُمت مسلمہ کو منکرین عقیدہ ختم نبوت سے نمٹنے کی راہ عمل متعین فرما کر سنت مبارکہ جاری فرمائی۔

روایت کے مطابق اسود عسی کے استیصال کیلئے خود نبی اکرم ﷺ حضرت فیروز دہلیوی رضی اللہ عنہ اور طلحہ اسدی کے مقابلے میں جہاد کیلئے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ آپ ﷺ کا یہ عمل مبارک قیامت تک کیلئے اُمت مسلمہ کیلئے ایسی مثال ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ اُمت مسلمہ کی فلاح و بقاء اور خیر و برکت اس عقیدے کے تحفظ سے وابستہ ہے۔ اور اگر کوئی جھوٹا مدعی نبوت اس متفقہ عقیدے میں نقب لگانے کی کوشش کرتا ہے۔ تو عقیدہ ختم نبوت پر کامل یقین رکھنے والوں پر لازم ہے کہ وہ جان جوکھوں میں ڈال کر نہ صرف اس عقیدے کا تحفظ کریں۔ بلکہ منکرین ختم نبوت کو کیفر کردار تک بھی پہنچائیں۔ چنانچہ خیر القرون سے لے کر آج تک اُمت مسلمہ ایک لمحے کیلئے بھی اس فرض سے غافل نہیں ہوئی ہے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM



## فتنہ انکار ختم نبوت اور اسکا منطقی انجام

### ملک محبوب الرسول قادری

سنت الہیہ یہ ہے کہ وہ اپنی مخلوق کی رہنمائی کے لیے اشرف المخلوقات انسانوں میں سے مختلف ادوار میں انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرماتا رہا اور پھر اس نے کمال فضل و کرم فرماتے ہوئے سب سے آخر میں سید الانبیاء امام المرسلین حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیج کر انکی ختم نبوت کا اعلان یوں فرمایا!

”محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں“ (الاحزاب ۴۰)

مفردات راغب میں ہے کہ!

”حضور ﷺ کو خاتم النبیین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو کمال و اتمام تک پہنچا دیا۔ اس صورت میں آپ نے نبوت کو ختم کر دیا۔۔۔ تفسیر ابن جریر میں ہے کہ! ”وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جنہوں نے نبوت کو ختم کر دیا پس مہر نبوت لگادی گئی اب یہ حضور ﷺ کے بعد قیامت تک کسی کے لیے کھولی نہیں جائے گی۔۔۔ حضور سید الانبیاء ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ! ”میں تخلیق سے پہلے اور بعثت میں ان سے آخر میں ہوں ایک روایت میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ انبیاء میں اوّل حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخر میں، میں محمد ﷺ ہوں۔۔۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ سے کفر مٹ جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔۔۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ! ”میری امت میں تمیں کذاب پیدا ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک (جھوٹی) نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں“۔ معلوم ہوا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی اساس ہے۔ بقول اقبال!

۔ لانی بعدی ز احسان خداست

حضور سید عالم ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق مسلمانہ کذاب سے لیکر مرزا غلام احمد قادیانی تک مختلف ادوار میں کئی سیاہ باطن افراد نے نبوت کے جھوٹے دعوے کیے اور عبرت اک انجام کو پہنچتے رہے۔۔۔ مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۹ء-۱۹۰۸ء) کا وجود گذشتہ صدی میں سب سے بڑے فتنے کے طور پر منصفہ شہود پر آیا۔ اور اپنی قبیل کے سابقہ تمام پیشروؤں کی طرح نہایت عبرت اک انداز میں اپنے انجام بد کو پہنچا۔۔۔ وہ استعماری ایجنٹ تھا اس لیے اس نے حق نمک ادا کرتے ہوئے ہر مرحلے میں انگریزوں سے ہمیشہ وفاداری کا عملی مظاہرہ کیا مختلف ادوار میں اس نے مختلف

تحفظ ختم نبوت نمبر

فتنہ انکار ختم نبوت اور اسلام کا منطقی انجام

دعاویٰ کیے اور بالآخر قصر نبوت میں ڈاکہ زنی کا مرتکب ہوا۔ مرزا قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کے آغاز میں خود ہی کہا کہ!

”میرے پانچ اصول ہیں جن میں دو حرمت جہاد اور اطاعت برطانیہ ہیں۔“ (تبلیغ

رسالت

ص ۱۰۷)

اسی طرح اسی کتاب کی ساتویں جلد میں رقمطراز ہے کہ! ”مجھے مسیح و مہدی جان لینا ہی حکم جہاد کا انکار ہے“ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لیے تو کہا تھا کہ!

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے  
دنیا میں اب رہی نہیں تلواریں کارگر  
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں  
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر  
تج و تفنگ دست مسلمان میں ہے کہاں؟  
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر  
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل  
کہتا ہے کون؟ اس کو مسلمان کی موت مر  
تعلیم اس کو چاہیے تک جہاد کی  
دنیا کو جس کے پنجہ خونیں سے ہو خطر  
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے  
یورپ زدہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر  
ہم پوچھتے ہیں شیخ کیسا نواز سے  
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر  
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات  
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے در گذر



تحفظ ختم نبوت نمبر

فتنہ انکار ختم نبوت اور اس کا منطقی انجام

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں واقعی مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا سرفہ کیا مگر قرآن وحدیث کے مطالب میں قلمیں لگائیں۔ خود کو تمام انبیاء کا بروز کہا۔ جہاد فتنہ کیا۔ برطانیہ کی اطاعت لازم کی۔ حتیٰ کہ ان تمام مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر ڈالا جو اس کے قائل نہ تھے۔ لیکن جب یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ مرزا غلام احمد برطانوی استعماری کی پیداوار ہے انکے پیروکار مسلمانوں کے روپ میں برطانوی جاسوس ہیں اور ان کے دو کام ہیں ایک مسلمان ریاستوں کی جاسوسی، دوسرے ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی چاکری۔ لہذا ان حالات میں مرزائیوں کا مقاطعہ غیرت مسلم کی اساس ہے جس پر خصوصاً عمل درآمد کی ضرورت ہے اس وقت حضرت تاجدار کلڑہ سیدنا پیر مہر علی شاہ کلڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم روحانی و علمی شخصیات نے دجال قادیان کا ناقضہ بند کیا۔ آغا شورش کاشمیری ملفوظات طیبہ مرتبہ فقیر محمد، مولوی عبدالحق کے حوالے رقمطراز ہیں!

”حضرت پیر مہر علی شاہ بیسویں صدی کے آغاز میں مشائخ پنجاب کے سلسلہ کی سب سے بڑی روحانی شخصیت تھے۔ آپ ۱۸۹۰ء میں حج کیلئے تشریف لے گئے تو آپ نے دیا رسول اللہ ﷺ ہی میں رہنے کا فیصلہ کر لیا لیکن حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کشف کی بناء پر آپ سے کہا کہ آپ کے ہاں ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہونے والا ہے اسکا سد باب آپ کی ذات سے متعلق ہے آپ وہاں خاموش بھی بیٹھے رہے تو بھی ملک کے علماء اس فتنہ کی زد سے محفوظ رہیں گے اور علامۃ المسلمین اسکی دستبرد سے بچ جائیں گے۔“ چونکہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی اساس ہے اس لیے اس کے خلاف زبان دراز کرنے والے اسلام کے بنیادی و کلیدی معتقدات کے منکر ہونے کے سبب مسلمان نہیں کافر ہیں۔ اہل علم میں اس بات پر بھی بحث جاری رہی کہ قادیانی کافر ہیں یا مرتد؟ شرعاً مرتد واجب القتل ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس دجل و فریب سے نمٹنے کیلئے پورے برصغیر کے کونے کونے میں موجود اہل ایمان حرکت میں آ گئے بلکہ اس کی صدائے بازگشت دیا غیر میں بھی سنائی دے رہی تھی چونکہ مسئلہ براہ راست عظمت مصطفیٰ ﷺ تھا اور حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کا تو فتویٰ ہے کہ! ”ایک گستاخ کی زندگی پوری امت کی موت کے مترادف ہے اور اگر ایک بھی امتی زندہ ہے تو کسی گستاخ رسول ﷺ کو زندہ رہنے کا حق نہیں دیا جاسکتا۔ یعنی جس گلی سے گستاخ نکلتا اسی گلی سے حضور ﷺ کا غلام اٹھ کر اسکا کام تمام کر دے۔“ قادیانی دجال کے مقابلے اور اسکی جھوٹی نبوت کا تاج محل مٹی میں ملانے کے لیے سیدنا امام احمد رضا بریلوی، سیدنا پیر مہر علی شاہ، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، علامہ اقبال، سفیر اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی، پروفیسر محمد الیاس برنی، مولانا سید دیدار علی شاہ الوری، مولانا قاضی عبد الغفور قادری (نچہ شریف) مولانا غلام قادر بھیروی، حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی، حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان

تحفظ ختم نبوت نمبر

فتنہ انگار ختم نبوت اور اس کا منطقی انجام

بریلوی، حضرت مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی، ابوالحسنات مولانا سید احمد قادری، ابوالبرکات مولانا سید محمد احمد قادری، بابا بوجی حضرت خواجہ پیر سید غلام محی الدین گیلانی کلڑوی، حضرت قاضی سلطان محمود آوان شریف، حضرت مولانا محمد ذاکر محمدی شریف (جھنگ) حضرت پیر عبدالعزیز چاچڑوی، مولانا اصغر علی روجی، مولانا کرم الدین دبیر، حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری، مفتی غلام جان ہزاروی، مولانا لطف اللہ حیدر آبادی، قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی، شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی، مجاہد ملت مولانا عبدالحمید بدایونی، مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا غلام دنگیر قصوری سمیت ہزاروں علماء و مشائخ اہلسنت نے مختلف ادوار میں بھرپور انداز میں اپنے اپنے حصے کا کردار ادا کیا۔ پنجاب میں سب سے پہلے مولانا غلام قادر بھیروی نے مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر فرمایا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی (۱۹۱۵ء۔ ۱۹۷۰ء) مولانا عبد الحمید بدایونی (۱۸۹۸ء۔ ۱۹۷۰ء) شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی، ابوالحسنات مولانا سید احمد قادری، مولانا شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی اور پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری نے قیادت کی۔ مولانا سید محمد ظلیل قادری اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی سمیت تین شخصیات کو اسی تحریک میں قادیانیوں کے خلاف موومنٹ چلانے کے جرم میں سزائے موت سنائی گئی جس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ مولانا سید ابوالحسنات قادری جو سیدنا امام احمد رضا بریلوی کے خلیفہ مجاز تھے وہ ۱۹۵۳ء کی تحریک کے قافلہ سالار تھے اور انکی مسجد وزیر خان اس تحریک کا مرکزی صدر مقام تھی۔ ان زعماء نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۳۰ء۔ ۱۹۵۱ء) نے ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو سیالکوٹ میں مرزا قادیانی کو مناظرے کا چیلنج کیا۔ مرزا موجود تھا۔ میدان چھوڑ کر بھاگ گیا اور پھر اس کے بعد اسے ساری زندگی سیالکوٹ آنے کی جرات نہ ہوئی، تاجدار کلڑہ، نائب غوث اعظم حضرت پیر مہر علی شاہ کلڑوی نے ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی کا چیلنج مناظرہ و مبالغہ قبول کیا اور بادشاہی مسجد لاہور میں تشریف لائے مگر مرزا قادیانی میدان میں آنے کی جرات نہ کر سکا اور بالآخر اسی مبالغے کے نتیجے میں اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ مرزا قادیانی کی زندگی واقعی سراپا شرمندگی تھی۔ لیکن اس کے چیلے اسے مجدد وقت، مہدی، مسیح موعود، کرشن رام اور ایک رسول مانتے ہیں۔ یہ اسلام اور پاکستان کے یکے دشمن ہیں لیکن بد قسمتی سے وطن عزیز پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ قادیانی تھا پاک فضا یہ کا سابق سربراہ ازمارشل ظفر چودھری قادیانی تھا کلیدی اسامیوں پر ایک سازش کے تحت قادیانی افراد کو تعینات کیا گیا اور وہ اس قوم پر مسلط رہے پاکستان میں سرکودھا سے فیصل آباد روڈ پر ایک آبادی کوربوہ (چناب نگر) کا نام دے کر اس کو مئی اسرائیل بنانے کی کوششیں کی گئیں۔ مرزا بشیر الدین کی قبر کا کتبہ آج بھی سوچنے والوں کو انکے بھیا تک ارادوں



کی خبر دے رہا ہے کہ جب حالات سازگار ہو جائیں تو میری میت کو یہاں سے نکال کر قادیان میں دفن کیا جائے، جماعت پر فرض ہے کہ وہ میری اس وصیت پر ہر لحاظ سے پورا پورا عمل کرے۔ (قادیانیت کا سیاسی تجزیہ)

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے آغاز میں قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی نے ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کے فلور پر قادیانیوں کو ملکی آئین کے مطابق بھی غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے تاریخی قرارداد پیش کی، جس پر ۱۲۲ ارکان اسمبلی نے فوری دستخط کیے بعد ازاں بھی ارکان اسمبلی شامل ہوتے رہے اور بالآخر انکی کل تعداد ۳۷۷ ہو گئی، اور بہت سارے ممبران اس عظیم سعادت سے محروم رہے۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں مولانا اشرف علی تھانوی سمیت کئی علماء اس کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر کرنے کے سلسلے میں سوچتے رہے اور یہ فتویٰ جاری نہ کر سکے یونہی اسمبلی میں ۱۹۷۴ء کی اس تاریخی قرارداد پر دستخط کرنے کے لیے اصرار اور بھرپور کوشش کے باوجود مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا عبدالحکیم دستخط کرنے سے محروم رہے جبکہ کتنے سعادت مند افراد نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی ناموس کے تحفظ کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے اور ہمیشہ کے لیے شہادت کا عظیم تمغہ و مرتبہ حاصل کر لیا۔

۔ ایں سعادت بزدور بازو نیست

اس تحریک میں مولانا شاہ احمد نورانی کے ساتھ انکی جماعت کے دیگر تین ارکان حضرت مولانا محمد ذاکر محمدی شریف (جھنگ) شیخ الحدیث مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری اور مولانا سید محمد علی رضوی نے بھرپور کردار ادا کیا۔ اس وقت قومی اسمبلی میں جمعیت علماء پاکستان پہلی پارلیمانی پارٹی تھی۔ قادیانی جماعت کا سربراہ اپنا موقف پیش کرنے کیلئے خود حاضر ہوتا رہا، اور بالآخر پارلیمنٹ نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ملکی آئین کے مطابق قادیانی اور لاہوری تمام مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا، اور مولانا شاہ احمد نورانی کی اس تاریخی قرارداد کے نتیجے میں یہ تاریخ ساز فیصلہ پوری مسلم برادری کا سرخوشی سے بلند کر گیا، اور تب سے اب تک قادیانی ذریت برادر ماتم کناں ہے اور اپنے باطل نظریات کی سزا بھگت رہی ہے، اور یہ سزا تو صرف ظاہری دنیا کی عارضی سزا ہے شام رسول کے لیے اصل سزا تو قبر اور حشر میں اللہ رب العالمین کی طرف سے تیار کی گئی ہے جو دائمی ہے اور سخت ترین ہے۔ رب کریم تاجدار ختم نبوت ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ہر مسلمان کو ختم نبوت کا عرفان عطا فرمائے اور صاحب لولاک پیغمبر ﷺ کے فیضان سے ہمارے ظاہر و باطن کو نور و معطر کرے۔ آمین

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

## تحفظ عقیدہ ختم نبوت

حافظ محمد مسعود رضوی

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على خاتم الانبياء والمرسلين المبعوثين من الله من الشيطان الرجيم  
بسم الله الرحمن الرحيم۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط  
وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا O ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ  
نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

وقال النبي عليه الصلوة والسلام انا خاتم النبيين لا نبي بعدي۔ (ابو داؤد)

فرمان مصطفوی ﷺ ”میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں“

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے ان چند بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر امت کا اجماع رہا ہے۔ اگرچہ بد قسمتی سے امت مسلمہ کئی فرقوں میں بٹ گئی۔ باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن و سکون کو درہم برہم کیا۔ اور فتنہ و فساد کے بھڑکتے ہوئے شعلوں نے بڑے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا۔ لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس پر متفق اور مجتمع نظر آئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔ اور حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ چنانچہ گزشتہ تقریباً چودہ صدیوں میں جس نے نبی بننے کا دعویٰ کیا اسکو مرتد قرار دے کر قتل کر دیا گیا۔ اور اسکے خلاف علم جہاد بلند کر کے اسکی جھوٹی شہرت کو خاک میں ملا دیا گیا۔ مسیلمہ کذاب نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نتائج کی پروا کیے بغیر اسکے خلاف لشکر کشی کی۔ اور تب تک چین کا سانس نہ لیا جب تک اس جھوٹے نبی کو موت کے گھاٹ نہ اتار دیا گیا۔ بے شک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شہید بھی ہوئے جن میں سینکڑوں حفاظ کرام اور جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شامل تھے لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اتنی قربانی دے کر بھی اس فتنے کو زیر کرنا اور کچلنا ضروری سمجھا۔ بے شک آپ نورِ صدیقیت سے دیکھ رہے تھے کہ اگر زرا سا بھی تسائل برتا تو امت مسلمہ سینکڑوں گروہوں میں نہیں سینکڑوں امتوں میں بٹ جائے گی۔ ہر امت کا اپنا نبی ہو گا اور وہ اسی کی شریعت اور سنت کو اپنائے گی۔ اس طرح اس رحمت للعالمین کے زیر سایہ اسلام کے پلیٹ فارم پر انسانیت کے اتحاد کی ساری امیدیں ختم ہو جائیں گی۔ اور اُنسی رسول اللہ



الیکم جمیعاً“ کا سہانا منظر کبھی بھی نظر نہیں آئے گا۔

اسلام کی تاریخ میں جب بھی کسی سر پھرے طالع آزمایا فتنہ پرواز نے اپنے آپ کو نبی کہنے کی جرأت کی اس کو قتل کر دیا گیا۔ انگریز کی غلامی کے دور (برصغیر) میں ملت اسلامیہ کو حطرح دوسرے کئی مصائب سے دوچار ہونا پڑا اسی طرح ایک جھوٹی نبوت قائم کر کے اُمت میں انتشار پیدا کیا گیا۔ وہ مدعی نبوت بظاہر عیسائیت کا رد کرتا تھا اور پادریوں سے مناظرے کرتا تھا اسکے باوجود انگریز کا پرلے درجے کا وقار تھا۔ ملکہ انگلستان کی شان میں اس نے ایسے تعریفی پمفلٹ لکھے کہ کوئی باغیرت مسلمان انکو پڑھنا بھی کوارا نہیں کرتا۔ انگریز کی اسلام دشمنی اظہر من الشمس ہے انگریز نے اسکی نبوت کو اپنی سنگینوں کے سایہ میں پروان چڑھنے کا موقع دیا اور اسکو قبول کرنے والوں کیلئے بے جا نوازشات کے دروازے کھول دیئے۔ ہر مرزائی کیلئے کسی استحقاق کے بغیر اچھی سے اچھی ملازمت مختص کر دی گئی سیاسی میدان میں بھی اسکو آگے بڑھانے کی کوشش کی گئی۔ بے شک وہ شخص عیسائیت کے خلاف لکھتا اور بولتا تھا لیکن انگریز نے اس کے ذریعہ اُمت مسلمہ میں ایک نئی اُمت پیدا کر کے اور انکے بنیادی متفق علیہ عقائد میں تشکیک پیدا کر کے جو مقصد عظیم حاصل کرنے کی سعی کی وہ بہت بڑا کامنامہ تھا اور اپنے دور رس نتائج کے اعتبار سے بڑا اہم تھا۔ مگر قدرت مسکرائی کہ نادانو! یہ آخری پیغمبر ﷺ کا آخری دین ہے جس کی حفاظت میرے ذمے ہے اور جو ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے کیلئے بھیجا گیا ہے۔ ہاں تم اپنی عاقبت جتنی چاہو خراب کر سکتے ہو مگر یہ گلستان کبھی خزاں رسیدہ نہ ہوگا۔ یہ شمع ہمیشہ روشن رہے گی اسکی لو کبھی جھپک نہیں سکتی۔ تم اپنی آگ میں جل مرو گے مگر اس عرش آشیاں ”بیت الغور“ پہ کبھی آنچ نہ آسکے گی۔ اسلیے کہ ہمیشہ حسین، ائمہ اہلبیت، احمد بن حنبل، نعمان بن ثابت، غزالی، عبدالقادر جیلانی، معین الدین چشتی، نظام الدین اولیا، مہر علی شاہ، احمد رضا خان، عبدالستار خان نیازی، شاہ احمد نورانی جیسے جیالے اور غازی اور انکے تبعین اور تائبین اسکے امانت دار رہیں گے۔ جو ہوش سنبھال کر قوم کے گرد و پیش پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں گے اور ”یاران بے ایمان“ کو رنگ برنگے ملبوسات میں دیکھ کر انکے لیوں پر مسکراہٹ کھیل جایا کرے گی۔ کویا کہہ رہے ہوں۔

ہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدرت رانی شناسم

”علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل“ کے حقیقی مصداق علمائے اہلسنت نے ہمیشہ قرآن و سنت کے منافی عقائد کے حامل رونما ہونے والے فرقہ باطلہ کی بیخ کنی کی۔ جہاں پر انہوں نے دیگر فتنوں کو اپنے بیان تحریر کے ذریعے پکڑا اور ”ذیاب فی ثیاب“ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی کی حال جماعتوں پر ان کے اقلام برق صاعقہ بن کر

گرتے رہے وہیں انھوں نے عقیدہ ختم نبوت پر بھی برا اعتبار سے جہاد فرمایا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ ایک ہی نعرہ مستانہ لگاتے نظر آتے تھے کہ!

خون دل دے کے نکھاریں گے رخ برگ گلاب ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے  
انھوں نے ظلم وعدوان سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں نفرت و اعتراض کے تند و تیز تیروں کا سامنا کیا۔ مگر بڑی  
بے باکی سے بلا لحاظ لومۃ الائم کلمہ حق بلند فرماتے رہے اور انکی زبان حال پکار پکار کر کہتی رہی کہ!  
دارہوسولی ہو پھاڑوں کی نظیر نغمہ پناہر بلندی سے سناسکتے ہیں ہم

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆



WWW.NAFSEISLAM.COM



## محبت سب سے، نفرت کسی سے نہیں

"Love for all, hatred for none"

محمد متین خالد ایڈوکیٹ

آنجہانی مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

”یاد رکھو منافق وہی نہیں ہے جو ایٹھے عہد نہیں کرتا یا زبان سے اخلاص ظاہر کرتا ہے مگر دل میں اس کے کفر ہے بلکہ وہ بھی منافق ہے جس کی فطرت میں دورگی ہے۔ (ملفوظات ج 6 ص 174 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے اس قول کی روشنی میں ہم قادیانی جماعت کا مشہور نعرہ "Love for all, hatred for none" یعنی ”محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں“ کا جائزہ لیتے ہیں۔ یہ نعرہ قادیانیوں کا مرکزی مونوگرام ہے۔ قادیانی جماعت نے اپنی ویب سائٹ کے پہلے صفحہ پر سب سے اوپر نمایاں طور پر اسے چسپاں کر رکھا ہے۔ قادیانی اسے اپنے ذاتی لیٹر ہیڈ، ای میلر وغیرہ میں ایک تحریر کی و دعوتی نعرے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ہر قادیانی لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے اپنی تقریر و تحریر میں اسے بکثرت استعمال کرتا ہے۔

17 مئی 2005ء کو قادیانی جماعت کا موجودہ خلیفہ مرزا مسرور دورہ افریقہ کے دوران جب یوگنڈا پہنچا تو اس نے وہاں کے صحافیوں کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے کہا کہ میرا پیغام ہے:

"Love, love and love peace, peace and peace"

مزید کہا:

"Love for all hatred for none" ہمارا سلوگن ہے۔

مزید کہا:

”ہم امن کا ہی پیغام دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ایک دوسرے کے ساتھ محبت و پیار سے رہیں۔“ (الفضل انٹرنیشنل لندن 24 تا 30 جون 2005ء)

دلوں کو موہ لینے والا یہ انتہائی خوبصورت نعرہ درحقیقت منافقت پر مبنی اور حقائق کے بالکل خلاف ہے۔ قادیانیوں کی عملی زندگی میں یہ چیز کہیں نظر نہیں آتی۔ خود قادیانی جماعت کے بانی آنجہانی مرزا قادیانی کی تحریریں اقوام عالم بالخصوص مسلمانوں کے خلاف گندی گالیوں اور بے پناہ نفرت و حقارت سے بھری ہوئی ہیں۔ عیسائیوں کے بارے میں مرزا قادیانی کا مندرجہ ذیل بیان پڑھیں اور آپ خود فیصلہ کریں کہ قادیانی جماعت اپنے نعرہ ”محبت سب سے“

سے نفرت کسی سے نہیں“ میں کسی قدر تخلص ہے۔

”میں عیسائیوں کے خود ساختہ خدا کی نسبت تمام مسلمانوں سے زیادہ کراہت اور نفرت رکھتا ہوں۔ یہاں تک کہ اگر کل مسلمانوں کی نفرت عیسائیوں کے خدا کی نسبت ترازو کے ایک پلہ میں رکھ دی جائے اور میری نفرت ایک طرف تو میرا پلہ اس سے بھاری ہوگا۔“ (ملفوظات ج 3 ص 330 از مرزا قادیانی)

اسی سلسلہ میں ایک دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

”شکر کی بات ہے کہ ایک مرتبہ خود مجھے بھی ایسی حالت پیش آئی۔ سردی کا موسم تھا۔ مجھے غسل کی حاجت ہو گئی۔ پانی گرم کرنے کے لیے کوئی سامان اس جگہ نہ تھا۔ ایک پادری کی لکھی ہوئی کتاب میزان الحق میرے پاس تھی، اس وقت وہ کام آئی۔ میں نے اس کو جلا کر پانی گرم کر لیا اور خدا تعالیٰ کا شکر کیا۔ اس وقت میری سمجھ میں آیا کہ بعض وقت شیطان بھی کام آ جاتا ہے۔“ (ملفوظات ج 8 ص 314 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر نفرت و حقارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ایک رات اُسے غسل کی حاجت ہوئی اور اس نے پانی گرم کرنے کے لیے ایک پادری کی کتاب ”میزان الحق“ کو چوہے میں رکھ کر آگ لگا کر پانی گرم کیا۔ حالانکہ یہ قوی امکان ہے کہ کتاب میزان الحق میں حوالہ کے طور پر قرآن مجید کی آیات بھی ہوں گی۔ احادیث مبارکہ بھی درج ہوں گی۔ لیکن مرزا قادیانی نے کمال گستاخی کرتے ہوئے اسے مذرا تیش کر دیا اور وہ بھی کس مقصد کے لیے؟ بجائے اس پر شرمندہ ہونے کے مرزا قادیانی اپنے اس کارنامے پر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ قادیانی بتائیں کہ کیا یہ محبت والا کام ہے یا نفرت والا۔ کیا قادیانی کس شخص کو اجازت دیں گے کہ وہ غسل کے لیے مرزا قادیانی کی کتابیں جلا کر اس سے پانی گرم کرے اور بعد میں یہ کہے: ”محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں۔“

مسلمانوں کے خلاف مرزا قادیانی کی نفرت و حقارت ملاحظہ فرمائیں:

□ ”اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔“ (انوار اسلام ص 30 مندرجہ روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا قادیانی)

□ ”تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة و ينتفع من معارفها و يقبلني و يصلق دعوتي۔ الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون۔“

(ترجمہ) ”میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر ریڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں



کی۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص 547، 548 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 547، 548 از مرزا قادیانی)

سوچنا چاہیے کہ دنیا کی سوا رب آبادی میں سے کتنے لوگ مرزا قادیانی کی کتابوں کو محبت و مودت کی نظر سے دیکھتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں؟

خود مرزا قادیانی کے پہلے دونوں بیٹوں مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد نے ہمیشہ اپنے باپ کی مخالفت کی۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا باپ نبوت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی کے شرعی حقوق پورے نہیں کرتا۔ مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے فضل احمد کو اپنی تمام جائیداد سے عاق کیا۔ (باوجود یہ کہ عاق کرنے والے پر حضور نبی کریم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے) اور ان کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات نیکی، بدی، خوشی، غمی وغیرہ میں شرکت ختم کر دی۔ مرزا قادیانی نے اپنے پہلے دونوں بیٹوں کے بارے میں ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا:

□ ”سواب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔“

(مجموعہ اشتہارات ج اول ص 221 از مرزا قادیانی)

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا فضل احمد، مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا تھا (اسی لیے مرزا قادیانی نے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا۔ بحوالہ انوار خلافت ص 91 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 149 از مرزا بشیر الدین محمود بن مرزا قادیانی) وہ مرزا قادیانی کی کتابوں کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھتا تھا اور اس کی دعوت کی تصدیق بھی نہیں کرتا تھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ بھی مرزا قادیانی کے فتویٰ ”ذریۃ البغایا“ کی زد میں آتا ہے؟ قادیانیوں کو اس پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

مشہور روحانی بزرگ حضرت پیر مہر علی شاہ کلڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

□ مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور کجگو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے کلڑوہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔“ (اعجاز احمدی ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا قادیانی)

عجیب بات ہے کہ مخالفت حضرت پیر مہر علی شاہ کلڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے کی اور لعنت کلڑوہ کے تمام رہنے والوں پر کی اور وہ بھی قیامت تک۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کلڑوہ کی سر زمین پر کوئی قادیانی آباد ہو گیا تو کیا وہ بھی اس ابدی لعنت کا مستحق ہوگا؟

مولانا سعد اللہ کے بارے میں لکھا:

□ ”اور لیسوں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔ سفیہوں کا نطقہ بد کو ہے اور

خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو طمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔“

(ہیئۃ الوحی تہ ص 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 445 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی معلم اخلاقیات کا خصال حمیدہ کے ساتھ متصف ہونا ضروری سمجھتا ہے۔ اس کا کہنا ہے:

□ ”اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے۔“

(چشمہ مسیحی ص 12 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 346 از مرزا قادیانی)

□ ”میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔“

(آسمانی فیصلہ ص 10 مندرجہ روحانی خزائن ج 4 ص 320 از مرزا قادیانی)

□ ”خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق۔۔۔ اور تہذیب اخلاق کے

ساتھ بھیجا۔“

(اربعین نمبر 3 ص 84 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 426 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے بڑے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کا کہنا ہے۔

□ ”جب انسان دلائل سے شکست کھاتا اور ہار جاتا ہے تو گالیاں دینی شروع کر دیتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ

گالیاں دیتا ہے اس قدر اپنی شکست کو ثابت کرتا ہے۔“

(انوار خلافت ص 20 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 80 از مرزا بشیر الدین محمود)

افسوس! مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں بے شمار جگہ اپنے مخالفین کے بارے میں نہایت غیر شائستہ اور

اخلاق سے گری ہوئی زبان استعمال کی۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر صرف چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

□ اے مردار خور مولویو (انجام آہنم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، مندرجہ روحانی خزائن ج

11 ص 305 از مرزا قادیانی)

□ اندھیرے کے کیڑو (انجام آہنم ضمیمہ ص 21، حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص

305 از مرزا قادیانی)



- اے بد ذات (انجام آتھم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا قادیانی)
- اے خبیث (انجام آتھم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا قادیانی)
- اے پلید و جال (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا قادیانی)
- اسلام کے عار مولویو (انجام آتھم ضمیمہ ص 48، روحانی خزائن ج 11 ص 332 از مرزا قادیانی)
- اے نابکار (انجام آتھم ضمیمہ ص 50، روحانی خزائن ج 11 ص 334 از مرزا قادیانی) (بد کردار)
- اے بد ذات فرقہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا قادیانی) مولویاں
- الو (ضمیمہ ابن احمد یہ پنجم ص 165، روحانی خزائن ج 21 ص 332 از مرزا قادیانی)
- امام الفتن (اتمام الحجہ ص 24، روحانی خزائن ج 8 ص 303 از مرزا قادیانی)
- انسانوں سے بدتر اور (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا قادیانی) پلیدتر
- اے بد بخت مغتریو (انجام آتھم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا قادیانی)
- ایہا الکذبون (انجام آتھم ص 224، روحانی خزائن ج 11 ص 224، از مرزا قادیانی) الغالون

□ اے شیخ احقان (انجام آہٹم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا قادیانی)

□ ایہا الشیخ الفضال (انجام آہٹم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا قادیانی)

□ اول درجہ کے کاذب (آئینہ کمالات اسلام ص 601، روحانی خزائن ج 5 ص 601 از مرزا قادیانی)

□ نگہ اسلام مولوی (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا قادیانی)

□ اے کوتاہ نظر مولوی (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا قادیانی)

□ اے نفسانی مولوی (ازالہ اوہام ص 105، روحانی خزائن ج 3 ص 105 از مرزا قادیانی)

□ اے غبی (کم عقل) (مواہب الرحمن ص 131، روحانی خزائن ج 352 ص 19 از مرزا قادیانی)

□ انسانیت کے پیرایہ (نور الحق حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 4، 5 از مرزا قادیانی)

سے بے بہرہ اور

□ اے بے ایمان (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا قادیانی)

□ بد بخت پلید طبع (ایام الصلح ص 165، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مولوی مرزا قادیانی)

□ بے ایمان اور (انجام آہٹم ضمیمہ ص 22 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 306 از مرزا قادیانی)



- بد ذات (انجام آتھم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا قادیانی)
- بندروں (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا قادیانی)
- باطل پرست بٹالوی (انجام آتھم ص 59، روحانی خزائن ج 11 ص 59 از مرزا قادیانی)
- بدکار آدمی (شہادت القرآن ص 84، روحانی خزائن ج 6 ص 380 از مرزا قادیانی)
- برہنہ (نور الحق ص 3 حصہ اول، روحانی خزائن ج 8 ص 5 از مرزا قادیانی)
- بھیڑیے (اعجاز احمدی ص 39، روحانی خزائن ج 19 ص 150 از مرزا قادیانی)
- بچھو (اعجاز احمدی ص 75، روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا قادیانی)
- بے حیاء (مذکرہ الشہادتین ص 38، روحانی خزائن ج 20 ص 40 از مرزا قادیانی)
- بڑا خبیث (حقیقۃ الوحی تتمہ ص 107، روحانی خزائن ج 22 ص 543 از مرزا قادیانی)
- پلید ملاؤں (ایام الصلح ص 165، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا قادیانی)
- پلید جاہلوں (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 414 از مرزا قادیانی)

- پلیدر (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا قادیانی)
- پلیدل (انجام آہتمم ضمیمہ ص 4، روحانی خزائن ج 11 ص 288 از مرزا قادیانی)
- پلید دجال (انجام آہتمم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا قادیانی)
- ثناء اللہ کو علم اور (اعجاز احمدی ص 43، روحانی خزائن ج 19 ص 155 از ہدایت سے ذرہ مس مرزا قادیانی) نہیں
- ثناء اللہ تجھے جھوٹ کا (اعجاز احمدی ص 51، روحانی خزائن ج 19 ص 163 از مرزا قادیانی) دودھ پلایا گیا
- جاہل سجادہ نشین (انجام آہتمم ضمیمہ ص 18 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 302 از مرزا قادیانی)
- جنگل کے وحشی (انجام آہتمم ضمیمہ ص 49، روحانی خزائن ج 11 ص 333 از مرزا قادیانی)
- جانور (نزول المسیح ص 8، روحانی خزائن ج 18 ص 386 از مرزا قادیانی)
- جنگلوں کے غول (اعجاز احمدی ص 81، روحانی خزائن ج 19 ص 193 از مرزا قادیانی)
- جھوٹ کا کوہ کھایا (انجام آہتمم ضمیمہ ص 50، روحانی خزائن ج 11 ص 334 از مرزا قادیانی)
- جھوٹ بولنے کا (نزول المسیح ص 9، روحانی خزائن ج 18 ص 387 از مرزا قادیانی) سرغنہ



□ چار پائے ہیں نہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 10، روحانی خزائن ج 11 ص 294 از  
آدی مرزا قادیانی)

□ حرامی (شہادۃ القرآن ص 3 ج، روحانی خزائن ج 6 ص 380 از  
مرزا قادیانی)

□ حرام زادہ (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 32 از مرزا  
قادیانی)

□ حرص کے جنگل کے (نور الحق ص 89 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 120 از  
شیطان مرزا قادیانی)

□ حلال زادہ نہیں (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا  
قادیانی)

□ حاطب لیل (آئینہ کمالات اسلام ص 600، روحانی خزائن ج 5  
ص 600 از مرزا قادیانی)

□ خبیث طبع (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11  
ص 305 از مرزا قادیانی)

□ خنزیر سے زیادہ پلید (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11  
ص 305 از مرزا قادیانی)

□ خالی گدھے (انجام آتھم ضمیمہ ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از  
مرزا قادیانی)

□ خبیث نفس (شہادۃ القرآن ص 5، روحانی خزائن ج 8 ص 382 از  
مرزا قادیانی)

□ خبیث طینت (انجام آتھم ضمیمہ ص 8، روحانی خزائن ج 11 ص 292 از  
مرزا قادیانی)

□ غبیث فرقہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 9 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 293 از مرزا قادیانی)

□ خناسوں (انجام آتھم ص 17 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 17 از مرزا قادیانی)

□ حبیب ابن حبیب (نور الحق ص 64 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 87 از مرزا قادیانی)

□ خراب عورتوں اور (نور الحق ص 123 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 163 از مرزا قادیانی)

□ دجال کی نسل (ضیاء الحق ص 9، روحانی خزائن ج 9 ص 259 از مرزا قادیانی)

□ غبیث القلب (انوار اسلام ص 21، روحانی خزائن ج 9 ص 23 از مرزا قادیانی)

□ خشک دماغ (ست بچن ص 9، روحانی خزائن ج 10 ص 121 از مرزا قادیانی)

□ دل کے مجذوم (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا قادیانی)

□ دجال (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا قادیانی)

□ دنیا کے کیڑے (براہین پنجہ ص 143، روحانی خزائن ج 21 ص 311 از مرزا قادیانی)

□ دلیہ الارض (ازالہ اوہام ص 510، روحانی خزائن ج 3 ص 373 از مرزا قادیانی)



- دنیا کے کتے (استثناء ص 20، روحانی خزائن ج 12 ص 128 از مرزا قادیانی)
- دجال اکبر (انجام آتھم ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 47 از مرزا قادیانی)
- دیوٹوں (مجموعہ اشتہارات ج 1 ص 125 از مرزا قادیانی)
- دیوانے دردوں (ضیاء الحق ص 35، روحانی خزائن ج 9 ص 296 از مرزا قادیانی)
- دجال فریبہ (انجام آتھم ص 204، روحانی خزائن ج 11 ص 204 از مرزا قادیانی)
- دجال مکینہ (انجام آتھم ص 206، روحانی خزائن ج 11 ص 206 از مرزا قادیانی)
- دجال کے ہمراہیو (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا قادیانی)
- ذیل (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا قادیانی)
- ذلت کے سیاہ داغ (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا قادیانی)
- ذریت شیطان (انجام آتھم ضمیمہ ص 24 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا قادیانی)
- ذلت کے روسیاهی (انجام آتھم ضمیمہ ص 59، روحانی خزائن ج 11 ص 343 از مرزا قادیانی)
- کے اندر غرق (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا قادیانی)
- رئیس الدجالین (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا قادیانی)

- رئیس المحدثین (انجامِ اسٹیم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا قادیانی)
- راس الغاوین (انجامِ اسٹیم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا قادیانی)
- رئیس المصلفین (انجامِ اسٹیم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا قادیانی)
- رڈیوں کی اولاد (آئینہ کمالات اسلام ص 548، روحانی خزائن ج 5 ص 548 از مرزا قادیانی)
- رئیس المتکبرین (آئینہ کمالات اسلام ص 599، روحانی خزائن ج 5 ص 599 از مرزا قادیانی)
- سوروں (انجامِ اسٹیم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا قادیانی)
- سیاہ داغ (انجامِ اسٹیم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا قادیانی)
- سگان قبیلہ (انجامِ اسٹیم ضمیمہ ص 229، روحانی خزائن ج 11 ص 229 از مرزا قادیانی)
- سلطان المتکبرین (انجامِ اسٹیم ضمیمہ ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا قادیانی)
- سہماء (انجامِ اسٹیم ضمیمہ ص 253، روحانی خزائن ج 11 ص 253 از مرزا قادیانی)
- سفیہوں کا نطقہ (تمہِ حقیقۃ الوحی ص 14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا قادیانی)



- سانپوں (نورالحق ص 23 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 32 از مرزا قادیانی)
- سڑے گلے مردہ (انجامِ آہٹمِ ضمیمہ ص 62، روحانی خزائن ج 11 ص 346 از مرزا قادیانی)
- شیطان (انجامِ آہٹمِ ضمیمہ ص 4، روحانی خزائن ج 11 ص 288 از مرزا قادیانی)
- شیطین الانس (انجامِ آہٹمِ ضمیمہ ص 18 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 302 از مرزا قادیانی)
- شیخ نجدی (انجامِ آہٹمِ ضمیمہ ص 198، روحانی خزائن ج 11 ص 198 از مرزا قادیانی)
- شیخ احمقان (انجامِ آہٹمِ ضمیمہ ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا قادیانی)
- شیخ الفضل (انجامِ آہٹمِ ضمیمہ ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا قادیانی)
- شقی (انجامِ آہٹمِ ضمیمہ ص 252، روحانی خزائن ج 11 ص 252 از مرزا قادیانی)
- شغال (آئینہ کمالات اسلام ص 4 60، روحانی خزائن ج 5 ص 295 از مرزا قادیانی)
- شیطنیت کی بدبو (آئینہ کمالات اسلام ص 1 30، روحانی خزائن ج 5 ص 301 از مرزا قادیانی)
- شیخ نامہ سیاہ (آئینہ کمالات اسلام ص 6 30، روحانی خزائن ج 5 ص 306 از مرزا قادیانی)

□ شیخ مفضل (کرامات الصادقین ص 27، روحانی خزائن ج 7 ص 69 از مرزا قادیانی)

□ شریہ بھیڑیے (انجام آیتھم ص 9، روحانی خزائن ج 11 ص 9 از مرزا قادیانی)

□ شیخ ضال بٹالوی (انجام آیتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا قادیانی)

□ شیخ الضالہ (اعجاز احمدی ص 76، روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا قادیانی)

□ شیخ چالباز (کرامات الصادقین ص 22، روحانی خزائن ج 7 ص 65 از مرزا قادیانی)

□ شیطین (نزول المسح ص 11، روحانی خزائن ج 18 ص 389 از مرزا قادیانی)

□ شریہ النفس (آریہ دھرم ص 31، روحانی خزائن ج 10 ص 31 از مرزا قادیانی)

□ ضال بٹالوی (انجام آیتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا قادیانی)

□ ضلالت پیشہ (حقیقۃ الوحی ص 311، روحانی خزائن ج 22 ص 324 از مرزا قادیانی)

□ طوائف (انجام آیتھم ضمیمہ ص 23 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 307 از مرزا قادیانی)

□ عالم طبع (دافع البلاء ص 18، روحانی خزائن ج 18 ص 238 از مرزا قادیانی)



□ علیہم نعال لعن اللہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از  
الف الفرة مرزا قادیانی)

□ عبد الشیطان (انجام آتھم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از  
مرزا قادیانی)

□ عورتوں کے عار (اعجاز احمدی ص 83، روحانی خزائن ج 19 ص 196 از  
مرزا قادیانی)

□ عبد الحق کا منہ کالا (انجام آتھم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از  
مرزا قادیانی)

□ غالون (انجام آتھم ص 224، روحانی خزائن ج 11 ص 224 از  
مرزا قادیانی)

□ غوی فی البطالة (انجام آتھم ص 230، روحانی خزائن ج 11 ص 230 از  
مرزا قادیانی)

□ غاوین (انجام آتھم ص 254، روحانی خزائن ج 11 ص 254 از  
مرزا قادیانی)

□ غول (انجام آتھم ص 252، روحانی خزائن ج 11 ص 252 از  
مرزا قادیانی)

□ غشی (انجام آتھم ضمیمہ ص 33، روحانی خزائن ج 11 ص 317 از  
مرزا قادیانی)

□ غدار زمانہ (اعجاز احمدی ص 77، روحانی خزائن ج 19 ص 190 از  
مرزا قادیانی)

□ غول البراری (کرامات الصادقین ص (د)، روحانی خزائن ج 7 ص 152  
از مرزا قادیانی)

□ غزنویوں کی جماعت (انجام آتھم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342، پر لعنت 343 از مرزا قادیانی)

□ فرعون سے مراد شیخ (انجام آتھم ضمیمہ ص 56، روحانی خزائن ج 11 ص 340 از محمد حسین بٹالوی مرزا قادیانی)

□ فمت یا عبد اللہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا قادیانی)

□ فاسق آدمی (تمہ حقیقۃ الوحی ص 14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا قادیانی)

□ قوم کے خناسوں (انجام آتھم ص 17 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 17 از مرزا قادیانی)

□ کتے (استثناء ص 20، روحانی خزائن ج 12 ص 128 از مرزا قادیانی)

□ کج طبع (آئینہ کمالات اسلام ص 301، روحانی خزائن ج 5 ص 301 از مرزا قادیانی)

□ کوئی نظر مولوی (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا قادیانی)

□ کوڑمختری (زول المسیح ص 66، روحانی خزائن ج 18 ص 444 از مرزا قادیانی)

□ کذاب (تمہ حقیقۃ الوحی ص 128 / ج، روحانی خزائن ج 22 ص 565 از مرزا قادیانی)

□ کیرا (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص 165، روحانی خزائن ج 21 ص 332 از مرزا قادیانی)



- کینہ دور (چشمہ معرفت ص 131 ج 2، روحانی خزائن ج 23 ص 336 از مرزا قادیانی)
- کینگی (مواہب الرحمن ص 13، روحانی خزائن ج 19 ص 352 از مرزا قادیانی)
- کرگس (اعجاز احمدی ص 43، روحانی خزائن ج 19 ص 155 از مرزا قادیانی)
- کج دل (کرامات الصادقین ص 6، روحانی خزائن ج 7 ص 48 از مرزا قادیانی)
- کینوں (الہدی ص 18، روحانی خزائن ج 18 ص 262 از مرزا قادیانی)
- کینہ (انجام آتھم ص 206، روحانی خزائن ج 11 ص 206 از مرزا قادیانی)
- کتوں (انجام آتھم ضمیمہ ص 25، روحانی خزائن ج 11 ص 309 از مرزا قادیانی)
- کلانعام (انجام آتھم ص 265، روحانی خزائن ج 11 ص 265 از مرزا قادیانی)
- گندی روجو (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا قادیانی)
- گدھے (انجام آتھم ضمیمہ ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از مرزا قادیانی)
- گمراہ (تمہ حقیقۃ الوحی ص 115، روحانی خزائن ج 21 ص 320 از مرزا قادیانی)

□ گرگ (مواہب الرحمن ص 13، روحانی خزائن ج 19 ص 352 از  
مرزا قادیانی)

□ گمراہی اور حرص جنگل (نور الحق ص 89 ج 1، روحانی خزائن ج 8 ص 120 از مرزا  
کے شیطان قادیانی)

□ لیموں (تمہ ہدیۃ الوحی ص 14-15 ج، روحانی خزائن ج 22  
ص 445 از مرزا قادیانی)

□ لاف و گزاف کے (برائین احمدیہ پنجم ص 149، روحانی خزائن ج 21 ص 317  
بیٹے از مرزا قادیانی)

□ مردار خور (انجام آتھم ضمیمہ 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11  
ص 305 از مرزا قادیانی)

□ منحوس چہروں (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از  
مرزا قادیانی)

□ مفتریو (انجام آتھم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342  
از مرزا قادیانی)

□ ملعونین (انجام آتھم ص 252، روحانی خزائن ج 11 ص 252 از  
مرزا قادیانی)

□ مٹھوں (آئینہ کمالات اسلام ص 2 40، روحانی خزائن ج 5  
ص 402 از مرزا قادیانی)

□ مردار (نزول المسیح ص 224، روحانی خزائن ج 18 ص 602 از  
مرزا قادیانی)

□ ملعون (تمہ ہدیۃ الوحی ص 14-15 ج، روحانی خزائن ج 22  
ص 445 از مرزا قادیانی)



□ مفہد (تمہ حقیقۃ الوحی ص 14-15 ح، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا قادیانی)

□ گس طینت (آسمانی فیصلہ ص 32، روحانی خزائن ج 4 ص 342 از مرزا مولویوں قادیانی)

□ حبیط الحواس (استثناء ص 20، روحانی خزائن ج 12 ص 128 از مرزا قادیانی)

□ مخالفوں کی ذلت (انجام آہنم ص 28 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 312 از مرزا قادیانی)

□ مولویوں کی ذلت (انجام آہنم ص 24 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا قادیانی)

□ مولوی سخت ذلیل (انجام آہنم ص 24 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا قادیانی)

□ مکذوبوں (انجام آہنم ص 224، روحانی خزائن ج 11 ص 224 از مرزا قادیانی)

□ منحوس (تمہ حقیقۃ الوحی ص 14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا قادیانی)

□ مغرور (تمہ حقیقۃ الوحی ص 115، روحانی خزائن ج 22 ص 551 از مرزا قادیانی)

□ مجنون درندہ (آسمانی فیصلہ ص 14، روحانی خزائن ج 4 ص 324 از مرزا قادیانی)

□ ناپاک طبع (ایام الصلح ص 165، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا قادیانی)

- نادان بطلوی (انجام آتھم ص 20 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 20 از مرزا قادیانی)
- خاق زده (انجام آتھم ص 24 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا قادیانی)
- نیم عیسائیو (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا قادیانی)
- نالائق نذیر حسین (انجام آتھم ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 45 از مرزا قادیانی)
- نجاست خور جانور (زول المسیح ص 8، روحانی خزائن ج 18 ص 386 از مرزا قادیانی)
- نابکاروں (انجام آتھم ضمیمہ ص 24 (حاشیہ)، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا قادیانی)
- نادان صحابی (برائین احمدیہ پنجم ص 120، روحانی خزائن ج 21 ص 285 از مرزا قادیانی)
- نالائق چیلوں (ضیاء الحق ص 27، روحانی خزائن ج 9 ص 285 از مرزا قادیانی)
- ناپاک فرقہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 23 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا قادیانی)
- وہ گدھا ہے نہ انسان (انجام آتھم ضمیمہ ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از مرزا قادیانی)
- جنگل کے وحشی (انجام آتھم ضمیمہ ص 49، روحانی خزائن ج 11 ص 333 از مرزا قادیانی)
- ولد الحرام (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا قادیانی)



□ ولد الحلال نہیں (انوار اسلام ص 29، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا قادیانی)

□ واہ رے شیخ جلی کے (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 40 از مرزا بڑے بھائی قادیانی)

□ والد جال البطل (انجام آتھم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا قادیانی)

□ ہامان (انجام آتھم ضمیمہ ص 56، روحانی خزائن ج 11 ص 340 از مرزا قادیانی)

□ ہندو زادہ (انجام آتھم ص 59، روحانی خزائن ج 11 ص 59 از مرزا قادیانی)

□ ہوا و ہوس کا بیٹا (اعجاز احمدی ص 43، روحانی خزائن ج 19 ص 154 از مرزا قادیانی)

□ ہزار لعنت کا رسہ (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 77 از مرزا قادیانی)

□ بچو گرگ (مواہب الرحمن ص 131، روحانی خزائن ج 19 ص 352 از مرزا قادیانی)

□ بچو جین (مواہب الرحمن ص 138، روحانی خزائن ج 19 ص 359 از مرزا قادیانی)

□ یہودی صفت (انجام آتھم ضمیمہ ص 3، روحانی خزائن ج 11 ص 287 از مرزا قادیانی)

□ یادہ کوہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 19 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 303 از مرزا قادیانی)

□ یہودی سیرت (انجام آہٹم ص 24 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا قادیانی)

□ یہودی (انجام آہٹم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا قادیانی)

□ یا شیخ الصلوات (اعجاز احمدی ص 76، روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا قادیانی)

□ یک چشم (انجام آہٹم ضمیمہ ص 24 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا قادیانی)

□ یہودیت کا خمیر (انجام آہٹم ضمیمہ ص 21 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا قادیانی)

□ یہ غول البراری (کرامات الصادقین ص 4)، روحانی خزائن ج 7 ص 152 از مرزا قادیانی)

اس قسم کی سینکڑوں گالیاں ہیں جو مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین کو دیں، یہاں محض نمونہ بیان کی گئی ہیں۔  
اس کے باوجود مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے:

□ ”ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔“

(ست پنچن ص 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 133 از مرزا قادیانی)

مزید لکھا:

□ ”بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے

جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے“

(قادیان کے آریہ اور ہم، از مرزا قادیانی ص 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 458)

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے:

□ ”لعنت بازی صدیقیوں کا کام نہیں۔ مومن احسان نہیں ہوتا۔“

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص 660 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 456 از مرزا قادیانی)



الموفق انى كتبت هذه الرسالة قد الصيغة الجملة  
 متد مداه وعرقته ممداه واكثرهم نارا نكرا  
 فاردوا ان نجبرهم من غلب الحرام. وتريهم  
 القنا هذا الكتاب مع انعام كثير من اجاب  
 لعل من انى مثله وارى الجائب. وهو  
 والطفت وادق. وسميته الحصة الاولى

# فورا الحق

"عسى ربكم ان يرجمكم  
 وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم  
 للكافرين حصيرا ان هذا القرآن  
 يهدى للتي هي اقوم ويبشر المؤمنين

□ مرزا قادیانی کی خوش اخلاقی اور دوسروں سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ اس نے کسی پر لعنت ڈالی تو بجائے یہ کہنے کے کہ تجھ پر 1000 بار لعنت ہو یا تحریری طور پر اسے اس طرح لکھ دیتا مگر اس نے باقاعدہ لعنت نمبر 1 لعنت نمبر 2، لعنت نمبر 3..... لعنت نمبر 1000 تک لکھ دیا۔

(نورالحق ص 118 تا 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 158 تا 162 از مرزا قادیانی)

دلچسپ بات یہ ہے کہ قادیانی جماعت اُسے ”سلطان القلم“ کہتی ہے۔ قارئین کرام کی طبع ضیافت کے لیے مرزا قادیانی کی اصل کتاب سے اس اہم حوالہ کا عکس پیش کیا جاتا ہے۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ قادیانی اپنے نعرہ ”محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں“ میں کہاں تک مخلص ہیں؟

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

اگلے صفحات پر مرزا قادیانی کی کتاب ”نورالحق“ کا عکس ملاحظہ فرمائیں

نفیس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



لکاذبین۔

ہیں۔

هَذَا الْاِنْشَاءُ فِي صُورَةِ اِذَا اَتُوا بِرِسَالَةٍ مِثْلِ

یہ کہ یہ انعام اس صورت میں ہے کہ جب بالمتقابل رسالہ بھیج

تَبَيَّنُوا اَنْفُسَهُمْ كَمَا تَبَيَّنُوا وَمِثْلَ بَهِيَّتِ - وَا

اثبت اور مشابہت کو ثابت کریں۔ لیکن

اَسْتَطَاعُوا عَلٰى هَذِهِ الْمَطَالِبِ وَمَا تَرَكَوْا

اور ان مطالب پر قدرت نہ پاسکیں

حِ كِتَابِ اللّٰهِ الْفُرْقَانِ وَمَا تَابُوا مِنْ اَنْ يَّسْ

کتاب اللہ کی جرح و تمجید سے باز نہ آویں

سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ خَاتَمُ

سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشنام دہی سے رکیں اور نہ

اَنْ لَّيْسَ بِفَصِيحٍ وَمَا تَرَكَوْا سَبِيلَ التَّحْقِيْرِ وَاللّٰ

قرآن فصیح نہیں ہے اور نہ توہین اور تحقیر کے طریق

لَعْنَةٍ فَلْيَقُلِ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ اٰمِنٌ

سب سے پہلے انعام کو مان لیں۔

Visit <http://seislamofseis.com>



Vol#3, Chapter 285  
ت ٢٧٨ أُعْنِت ٢٧٩ أُعْنِت ٢٨٠ أُعْنِت ٢٨١ أُعْنِت ٢٨٢  
ت ٢٨٦ أُعْنِت ٢٨٧ أُعْنِت ٢٨٨ أُعْنِت ٢٨٩  
ت ٢٩٣ أُعْنِت ٢٩٤ أُعْنِت ٢٩٥ أُعْنِت ٢٩٦  
ت ٣٠٠ أُعْنِت ٣٠١ أُعْنِت ٣٠٢ أُعْنِت ٣٠٣  
ت ٣٠٤ أُعْنِت ٣٠٥ أُعْنِت ٣٠٦ أُعْنِت ٣٠٧  
ت ٣١١ أُعْنِت ٣١٢ أُعْنِت ٣١٣ أُعْنِت ٣١٤  
ت ٣١٨ أُعْنِت ٣١٩ أُعْنِت ٣٢٠ أُعْنِت ٣٢١  
ت ٣٢٥ أُعْنِت ٣٢٦ أُعْنِت ٣٢٧ أُعْنِت ٣٢٨  
ت ٣٣٢ أُعْنِت ٣٣٣ أُعْنِت ٣٣٤ أُعْنِت ٣٣٥  
ت ٣٣٩ أُعْنِت ٣٤٠ أُعْنِت ٣٤١ أُعْنِت ٣٤٢  
ت ٣٥٤ أُعْنِت ٣٥٥ أُعْنِت ٣٥٦ أُعْنِت ٣٥٧  
ت ٣٦٣ أُعْنِت ٣٦٤ أُعْنِت ٣٦٥ أُعْنِت ٣٦٦  
ت ٣٧٠ أُعْنِت ٣٧١ أُعْنِت ٣٧٢ أُعْنِت ٣٧٣  
ت ٣٧٧ أُعْنِت ٣٧٨ أُعْنِت ٣٧٩ أُعْنِت ٣٨٠  
ت ٣٨٤ أُعْنِت ٣٨٥ أُعْنِت ٣٨٦ أُعْنِت ٣٨٧  
ت ٣٩١ أُعْنِت ٣٩٢ أُعْنِت ٣٩٣ أُعْنِت ٣٩٤  
ت ٣٩٨ أُعْنِت ٣٩٩ أُعْنِت ٤٠٠ أُعْنِت ٤٠١  
ت ٤٠٥ أُعْنِت ٤٠٦ أُعْنِت ٤٠٧ أُعْنِت ٤٠٨  
ت ٤١٢ أُعْنِت ٤١٣ أُعْنِت ٤١٤ أُعْنِت ٤١٥  
ت ٤١٩ أُعْنِت ٤٢٠ أُعْنِت ٤٢١ أُعْنِت ٤٢٢  
ت ٤٢٦ أُعْنِت ٤٢٧ أُعْنِت ٤٢٨ أُعْنِت ٤٢٩  
ت ٤٣٣ أُعْنِت ٤٣٤ أُعْنِت ٤٣٥ أُعْنِت ٤٣٦  
ت ٤٤٠ أُعْنِت ٤٤١ أُعْنِت ٤٤٢ أُعْنِت ٤٤٣  
ت ٤٤٧ أُعْنِت ٤٤٨ أُعْنِت ٤٤٩ أُعْنِت ٤٥٠  
ت ٤٥٤ أُعْنِت ٤٥٥ أُعْنِت ٤٥٦ أُعْنِت ٤٥٧  
ت ٤٥٩ أُعْنِت ٤٦٠ أُعْنِت ٤٦١ أُعْنِت ٤٦٢





## کاش ہم بھی بیدار ہوں

پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

خدارا آنکھ کھول اور دیکھ تو اے ملتِ بیضا کہ تیری کیا روش ہے اور کیا رفتار دنیا کی

ادھر دنیا و مافیہا سے تو اس وقت تک غافل ادھر اسلام پر برسوں سے پیہم یورش اُحد کی

ڈیڑھ سو سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا کہ مشرقی پنجاب کے قصبہ قادیان میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام مرزا غلام قادیانی تھا۔ بقول اسکے اس کا باپ بھی اسلام کا عدا تھا۔ چنانچہ اُس نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کا ساتھ دینے پر اپنے بدیسی آقاؤں کی غلامی کو ترجیح دی اُس کا بڑا بھائی دینا گڑ کا تھانیدار تھا۔ اور یہ خود غلامی میں سب سے آگے نکل گیا یعنی انگریزوں سے سودا بازی کر کے نبوت کا مدعی بن بیٹھا۔ انگریز مسلمانوں کے نظریہ جہاد سے بہت خطرہ محسوس کرتے تھے انھوں نے پہلے چند ملاؤں کو خرید لیا جن کے ذریعے جہاد کے ختم ہونے کا فتویٰ لیا۔ اس طرح ملا تو بدنام ہو گئے اور جو انگریز کا اصل مقصد تھا وہ پورا نہ ہوا۔ انھوں نے سوچا جو حکم وحی کے ذریعے نافذ ہوا اُسے صرف فتویٰ سے نہیں روکا جاسکتا لہذا ایک جدید نبوت کا سہارا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے کئی ضمیر فروشوں سے رابطے کیے اور باقاعدہ اُن سے سیالکوٹ کے ڈی سی آفس میں انٹرویو لیے۔ آخر کار انھیں مرزا قادیانی پسند آ گیا جو کویا اُس دور کا سب سے بڑا ملحد، دین فروش، جھوٹا مفسد اور کمینہ کاذب تھا۔ ظاہر ہے اُس نے ہر شرط پوری کر دی اور باقاعدہ طور پر انگریزوں کی وحی قبول کرنے پر تیار ہو گیا۔ سچ فرمایا سچے اللہ نے سچے قرآن میں!

أُولَئِكَ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ

لَيُؤْخَذُوكُمُ إِلَىٰ (سورة انعام آیت ۱۲۱)

اور بے شک شیطان ضرور اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں تاکہ تم سے جھگڑیں۔

مرزا قادیانی کچھ عرصہ سیالکوٹ کینٹ کی مسجد مبارک میں بھی زیر تعلیم رہا تھا۔ سنا ہے کہ اُس کے استاد اپنی فراست مومنانہ سے دیکھ کر کہا کرتے تھے کہ مرزا ملحد و مرتد ہو گا۔ اس بد نصیب کو بجائے اسکے کہ اپنی دین فروش اور ضمیر فروش پر کوئی خلش محسوس ہوتی اپنے آپ کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا کہنے پر فخر کرتا رہا۔ دیکھیے ذرا اس کا حال۔ باپ غدار، بھائی انگریزوں کا تھانیدار اور خود انگریزوں کا خود کاشتہ پودا اور وہ بھی خاددار۔ ایک عرصے تک انگریزوں کے نان و نمک پر گزارا کر کے بڑی ذلت سے آخر بیت الخلا میں مر گیا اور جس ریل گاڑی کو خرد جال کہتا تھا اس میں لاہور سے قادیان لا کر دفن کیا گیا۔ مگر جس اولاد کو پیچھے چھوڑ گیا اور جس اُمت کی تربیت کر گیا اسکی غلامی میں کوئی فرق نہیں

تحفظ ختم نبوت نمبر

کاش ہم بھی پیدا ہوں

آیا۔ بلکہ گردش روزگار کے ساتھ ساتھ جہاں بھی اسے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا موقع ملا اس نے پہنچایا۔ سچ کہا کسی شاعر نے!

سب دنیا پس از مردن بھی دامگیر دنیا ہو کہ اس کتے کی مٹی سے بھی کتا گھاس پیدا ہو

پاکستان کی تحریک چلی تو ان کا قبلہ لندن ہی رہا اور انھوں نے مسلمانوں کی بڑھ چڑھ کر مخالفت کی۔ پاکستان کا قیام قریب آیا تو انھوں نے علاقہ قادیان کو الگ یونٹ بنوانے کے لیے کوروا سپور کو اقلیت میں بدل دیا اور پٹھانکوٹ سے کشمیر کا راستہ بھارت کو دے دیا۔ پاکستان بن گیا، قادیانی ادھر آگئے مگر کیوں؟ شرفساد کے لیے۔ آج بھی انکی سوچ تبدیل نہیں ہوئی۔ مرزا بشیر الدین محمود کو ربوہ میں المٹا فن کیا گیا ہے اور اسکی وصیت ہے کہ اسے قادیان دفن کیا جائے۔

پاکستان کے عظیم بانی حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ بیماری میں مبتلا رہ کر ۱۹۴۸ء میں رابعی ملک بجا ہو گئے۔ چودھری ظفر اللہ خان قادیانی جسے وزیر اعظم لیاقت علی خان نے کسی مخصوص مجبوری کی بنا پر وزارت خاجہ کا قلمدان سونپا تھا نے حضرت قائد اعظم کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ ۱۷، ۱۸ مئی ۱۹۵۲ء کو قادیانیوں نے جہانگیر پارک کراچی میں اپنے سالانہ جلسے کا اہتمام کیا اور ظفر اللہ قادیانی کا خصوصی خطاب ”اسلام زندہ مذہب ہے“ کے عنوان سے رکھا۔ اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے عوامی دباؤ پر ظفر اللہ کو خطاب کرنے سے روکا تو اس نے جواب دیا۔ وزارت سے استعفیٰ دے سکتا ہوں مگر مذہبی پیشوا کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس نے شرکت کی، خطاب کیا اور اصل اسلام کو مردہ اور قادیانیت کو زندہ اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی۔ (جسٹس منیر انکوائری رپورٹ ص ۷۷)

تمام ملک میں شورش برپا ہوئی اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی جس کے اولین مرکزی صدر غازی کشمیر حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ حالات کو پرسکون دیکھنے کیلئے علماء کا ایک وفد لے کر وزیر اعظم (خواجہ ناظم الدین) کے پاس گئے اور اُسے سمجھایا کہ حالات قابو سے باہر ہو رہے ہیں۔ ظفر اللہ خان قادیانی کو فی الفور کابینہ سے نکال دیا جائے۔ ویسے بھی یہ باہر جا کر اسلام کی نہیں قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے اور اسلام دشمنوں کا ایجنٹ ہے۔ وزیر اعظم نے جواب دیا!



”آپ مطالبہ تو کر رہے ہیں کہ سر ظفر اللہ خان کو علیحدہ کر دیا جائے مگر آپ اس مشکل کا اندازہ نہیں کر سکتے کہ اگر ہم سر ظفر اللہ خان کو علیحدہ کر دیتے ہیں تو ہمارے کتنے کام بگڑ جائیں گے اور ہم کن مشکلات میں پھنس جائیں گے۔“

علامہ ابوالحسنات جلال میں آکر فرمانے لگے!

”خواجہ صاحب ہم تو اللہ کے نیک بندے سے ملنے اور اپنی گذارشات عرض کرنے آئے تھے ہمیں معلوم نہ تھا کہ ہم سر ظفر اللہ خان کے بندے سے ملاقات کر رہے ہیں“

بہر حال تحریک چلی مسلمانوں نے قربانیاں دیں، وزارت عظمیٰ پر خواجہ ناظم الدین رہا اور نہ وزارت علیا پر ممتاز دولتانہ۔ ہاں شمع رسالت کے بزرگوں نے جانوں کے نذرانے دے کر یا قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے اپنے عشق کالوہا منوالیا اور ایک عرصے تک ایوان اقتدار پر جاں نثاران عظمت رسول ﷺ کی بیعت چھائی رہی۔

ذوالفقار علی بھٹو کی وزارت عظمیٰ کے دوران مرزائیوں کے حوصلے پھر بلند ہو گئے انھیں خیال تھا کہ بھٹو اسلام کے بارے میں آزاد منہس سا آدمی ہے۔ لہذا انھوں نے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر چند نو جوانوں پر جو ایک سیاہی دورے سے واپس آرہے تھے۔ مسلح حملہ کر دیا۔ چنانچہ پھر شورش اٹھی اور آخر کار بھٹو حکومت نے عوامی دباؤ اور پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلے سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دے دیا۔ چنانچہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء سے یہ آئینی طور پر بھی غیر مسلم ہیں۔ یعنی قادیانی بھی اور لاہوری پارٹی والے بھی جو مرزا کو نبی کی بجائے مجید دانتے ہیں۔

چونکہ قادیانی اپنے آغاز ہی سے شرانگیز اور فطرت کے اعتبار سے مفسد ہیں، اس لیے کھل کر یا چھپ کر انکی مفسدانہ کاروائیاں جاری ہی رہیں۔ حتیٰ کہ قانون کو پھر ایک بار انگڑائی لیتی پڑی اور ملت کی بیداری سے متاثر ہو کر جناب جنرل ضیاء الحق نے ۱۹۸۴ء اقتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ کر دیا جس کی رو سے مرزائی اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہہ سکتے ہیں نہ اُمہات المومنین اور صحابہ کرام جیسی اصطلاحات اپنے مرزا قادیانی کے متعلقین کیلئے استعمال کر سکتے ہیں، نیز اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ بھی نہیں کر سکتے۔ حتیٰ کہ دکانوں پر کلمہ شریف یا کوئی آیت وغیرہ بھی نہیں لکھ سکتے۔

آرڈیننس تو یہی ہے اور نافذ بھی ہے مگر حکومتوں کے معاملات تقریباً اُسی قسم کے ہیں جیسے خواجہ ناظم الدین نے بیان کیے تھے۔ چنانچہ قادیانی لوگوں نے عموماً اپنی شرارتوں میں کوئی کمی نہیں کی۔ سب سے زیادہ دکھ کی بات یہ ہے کہ انھیں فوج جیسے حساس ادارے سے بھی نکالا نہیں گیا بلکہ مدتوں تک ایٹمی توانائی کا کویا مدارالمہام وہ ناپاک شخص رہا جو جنوبی قسم کا قادیانی تھا اور جسے نوٹس پرائز بھی اُس کی قادیانیت کی وجہ سے اسلام کے بدترین دشمنوں یعنی یہودیوں

نے دیا تھا۔ وہ پاکستان کے خلاف جاسوسی کرتا تھا اور یوں اُس نے وطن عزیز کو حد درجہ نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کی۔

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تقریباً تمام عالم کفر اسلام کو عموماً اور پاکستان کو خصوصاً صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہے۔ اسلام دشمنوں کا سب سے بڑا سرغنہ امریکہ ہے اور اسرائیلی ریاست کو یا اس کی ناز پروردہ سدھائی ہوئی کتیا ہے۔ انجمن اقوام متحدہ ایک فاحشہ عورت ہے جو امریکہ کے اشارے پر ناچ رہی ہے۔ امریکہ خود سب سے بڑا دہشت گرد ہے مگر دھونس دھاندلی سے جس کو چاہتا ہے دہشت گرد قرار دے دیتا ہے۔ اُس کی متعصبانہ فطرت کسی نہ کسی مسلمان کو اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنائے رکھتی ہے۔ ہمارا جرم ضعیفی دیکھیے ہم کھل کے اپنے دشمن کو بھی دشمن نہیں کہہ سکتے۔ وہ ہم پر اور ظلم کرتا ہے۔ ہم اُسے مہربان کہتے ہیں۔ وہ ہمیں مارنے کی تیاری کرتا ہے ہم اُسے بھی اس کا انداز معشوقانہ سمجھتے ہیں۔ ہمارے ہاں دونوں حزب اقتدار اور حزب اختلاف امریکہ کو اپنا حاجت روا سمجھتے ہیں اور اس کے ہلکے سے قبضہ کو اپنی کامیابی کی علامت سمجھتے ہیں لہذا اُسے کسی قیمت پر بھی ناراض نہیں کرنا چاہتے۔ ہم تو ہم ہیں ہم سے زیادہ اُسے حرم کے پاسبانوں نے سرچڑھا رکھا ہے۔ وہ اسلام دشمنی کی وجہ سے یہود کی طرح قادیانیت کی پرورش بھی کرتا ہے۔ امریکی دباؤ کے تحت ہم نے قادیانیوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ وہ ملکی قوانین کی دھجیاں اڑائیں یا آئین پاکستان کی بے حرمتی کریں ہم انھیں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ وہ ہمارے ایٹمی پروگرام کے خلاف پروپیگنڈا کریں ہمارے راز دشمنوں تک پہنچائیں وطن عزیز میں اپنا لٹریچر پھیلائیں ہمارے دین کے خلاف ہرزہ سرائی کریں ہم اس لیے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ امریکہ کے منظور نظر ہیں۔ مرزائی یورپ افریقہ امریکہ اور دوسرے براعظموں میں ہی نہیں مسلمان ملکوں میں بھی بیسیوں مشنوں کے ذریعے قرآن پاک کے غلط ترجمے اور اسلام کا محاذ اللہ قادیانی ایڈیشن عام کر رہے ہیں اور خود وطن پاک بھی انکے مکروہ منصوبوں کی زد میں ہے کیوں؟ اس لیے کہ ہم بیدار ہوں اور اتحاد و تنظیم سے دشمنوں کی سازشوں کا جواب دیں۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆



حضور علیہ السلام کی رسالت ختم نبوت پر انبیاء علیہ السلام کی

## مستند شہادتیں

سید منور علی شاہ بخاری قادری

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بشارت:

توراة کی کتاب استثناء باب ۱۸ آیت ۱۵-۱۹ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں!

”خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے تیرے بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نئی مبعوث کرے گا تم اس کی طرف کان لگانا اور خداوند نے مجھے کہا کہ انھوں نے جو کچھ کہا سو خوب کہا میں ان کے لیے ان کے بھائیوں سے تجھ سا ایک نئی اٹھاؤں گا اور اپنا کلام اس کے مونہہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہ سب ان سے بیان کرے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میرے کلام کو جو وہ میرے نام سے بیان کرے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔“

اس بشارت کے مخاطب بنی اسرائیل ہیں یہ بات علم الانساب سے ثابت ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل کے سوا اور کسی نسل کے لوگ نہیں ہیں اس بشارت کے مصداق حضور پاک علیہ السلام ہی ہیں پھر جس نبی کی بشارت حضرت موسیٰ علیہ السلام دے رہے ہیں اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ میرے مانند ہوگا اور تاریخ عالم میں صرف حضرت محمد ﷺ ہی ایک نبی ہیں جن کی زبان سے مثیل موسیٰ ہونے کا دعویٰ نکلا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے!

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا لَا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۖ (سورة الحجر آیت ۱۵) ترجمہ کنز الایمان: بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے تم پر حاضر ناظر ہیں جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے کسی نبی نے اشارۃً بھی اس کا دعویٰ نہیں کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دوسری بشارت:

اسی کتاب استثناء کے باب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں!

”خداوند سینا سے آیا اور ان پر سعید سے طلوع ہوا وہ کوہ قارآن سے جلوہ گر ہوا وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے واسطے ہاتھ پر ان کے لیے ایک آئین شریعت تھی۔“

حضرت جبقو نبی علیہ السلام کی بشارت:

حضرت جبقو نبی جن کا صحیفہ بائبل کے عہد عتیق میں شامل ہے اس طرح بشارت دیتے ہیں!

”خدا تمان سے آیا اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے ظاہر ہوا اس کے جلال نے آسمانوں کو ڈھانپ لیا اور اس کی حمد سے زمین مجھو ہو گئی اسکی تجلی نور کے مانند تھی اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلیں اور وہاں اس کی قدرت مستور تھی وہ کھڑا ہوا اور اس نے زمین کو کپکپا دیا۔ اس نے نگاہ کی اور قوموں کو لرزادیا۔ قدیم پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے اور پرانی پہاڑیاں اس کے آگے دھنس گئیں۔“ (باب ۳ آیت ۶-۳)

ان دو وحیوں کو یوں میں آنحضرت ﷺ کے مقام ظہور کی صاف تصریح کر دی گئی ہے جس میں کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی کواعی:

حضرت یحییٰ علیہ السلام جب مبعوث ہوئے تو یہودیوں نے یروشلیم سے کانٹوں کو یہ تحقیق کرنے کے لیے بھیجا کہ یہ کون سے نبی ہیں؟ ان کی اس ملاقات اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے جواب کی کیفیت یوحنا کی انجیل باب اول آیت ۱۹-۲۷ میں اس طرح بیان کی گئی ہے!

”جب یہودیوں نے یروشلیم سے کانٹن یہ پوچھنے کو بھیجے کہ تو کون ہے؟ تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ انھوں نے پوچھا کہ پھر تو کون ہے؟ کیا الیاس ہے؟ اُس نے کہا کہ میں الیاس نہیں ہوں پھر کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں پس انھوں نے اس سے کہا کہ پھر تو کون ہے؟ تاکہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں جیسا کہ سعیاہ نبی نے کہا ہے بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو۔ یہ لوگ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ انھوں نے اس سے سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ الیاس ہے اور نہ وہ نبی ہے تو پھر پتسمہ کیوں دیتا ہے؟ زمانہ گزشتہ کی بشارتوں کے بنا پر یہودی تین نبیوں کی آمد کے منتظر تھے ایک حضرت الیاس علیہ السلام دوسرے حضرت مسیح علیہ السلام اور تیسرے وہ نبی۔“

بائبل کے تمام مفسرین تسلیم کرتے ہیں کہ یہاں وہ نبی سے اس بشارت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کتاب استثناء باب ۱۸ میں کی ہے اور اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نبی حضرت الیاس اور حضرت مسیح علیہم السلام کے علاوہ ایک تیسرے نبی تھے اور وہ تیسری حقیقت منظرہ جس کو وہ نبی سے تعبیر کیا گیا ہے ذات



محمدی کے سوا اور کوئی نہ تھی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارتیں:

پہلی بشارت:

متی کی انجیل باب ۲۱ آیت ۳۳-۳۶ میں کاشتکاروں کے سردار حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک گفتگو نقل کی گئی ہے جس میں تمام انبیاء کی بعثت خود اپنی بعثت اور جناب حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثت کو تمثیل کے پیرایہ میں نہایت لطیف طریقہ سے بیان کیا گیا ہے!

”ایک گھر کا مالک تھا جس نے انگوروں کا باغ لگایا اور اسکے چاروں طرف احاطہ گھیرا اور اس میں حوض کھودا اور برج بنایا اور اسے باغبان کو ٹھیکہ پر دیکر پر دیں چلا گیا جب پھل کا موسم قریب آیا تو اس نے اپنے نوکروں کو پکڑ کر کسی کو بیٹا کسی کو قتل کیا اور کسی کو سنگسار کیا۔ پھر اس نے اور نوکروں کو بھیجا جو پہلے نوکروں سے زیادہ تھے۔ مگر باغبانوں نے اُنکے ساتھ بھی وہی سلوک کیا آخر اُس نے اپنے بیٹے کو اُن کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کریں گے جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا وارث تو یہی ہے آؤ اسے قتل کر کے اسکی میراث پر قبضہ کر لیں۔ چنانچہ اسے پکڑ کر باغ سے باہر نکالا اور قتل کر دیا۔ جب باغ کا مالک آئے گا تو ان باغبانوں کیساتھ کیا کرے گا؟ کاشتکاروں نے کہا! کہ وہ ان بُرے آدمیوں کو بری طرح ہلاک کرے گا اور باغ کا ٹھیکہ اور باغبانوں کو دیگا جو موسم پر اس کو پھل دیں گے۔ یسوع نے ان سے کہا۔ کیا تم نے کتاب مقدس میں کچھ نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو مزاروں نے رد کیا وہی کونہ کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے پس میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دی جائے گی۔ جو کوئی اس پتھر پر گرے گا اسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے مگر جس کسی پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔“

اس تمثیل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نوکروں سے مراد وہ انبیاء علیہ السلام ہیں جو ابتداء آفرینش سے مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ بیٹے سے مراد خود حضرت مسیح علیہ السلام ہیں جن کے لیے انجیل میں یہ لفظ مخصوص اصطلاحی لفظ کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اب رہا باغ کا مالک جس کے لحد میں آنے کا ذکر کیا گیا ہے تو وہ آنحضرت ﷺ ہیں اسکے سوا کوئی اور نہیں ہے۔

اور یہ واقعہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے مجھ خدا کی بادشاہت بنی اسرائیل سے چھینی گئی اور اس زیر دست قوم کو عطا ہوئی جسکا نام امت مسلمہ ہے۔ جس نے باغ کی باغبانی بہترین طریقہ پر کی جس کے پتھر پر گرنے والا پاش

پاش ہو گیا اور ہر چیز جس پر وہ گرا آخر کار سرمہ کی طرح پس کر رہ گیا۔  
دوسری بشارت:

یوحنا باب ۱۲ آیت ۱۵-۱۷ میں زیادہ وضاحت کے ساتھ ظہور قدسی کی پوٹن کوئی کی گئی ہے جناب مسیح علیہ السلام اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہتے ہیں!

”اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے احکام پر عمل کرو گے اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا وکیل بخشے گا کہ اب تک تمہارے ساتھ رہے یعنی حق کی روح جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ اسے دیکھتی ہے اور نہ جانتی ہے۔“

یہاں لفظ وکیل یونانی قارقلیط کا ترجمہ ہے جسے انگریزی میں advocate اور comperter کے الفاظ سے داد کرتے ہیں اردو کی انجیلوں میں اس کو وکیل شفیع اور تسلی دینے والا کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اس بشارت میں صرف ایک دوسرے نبی کے آنے کی پوٹن کوئی ہی نہیں کی گئی ہے بلکہ یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ اس آنے والے نبی پر نبوت ختم ہو جائے گی۔ اور اسکی شریعت ایک دائمی شریعت ہوگی کیونکہ وہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔

تیسری بشارت:

یوحنا باب ۱۲ آیت ۲۵-۱۳ میں خاتم النبیین ﷺ کی آمد کا ان الفاظ اعلان کیا گیا ہے!

”میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن وکیل جو روح القدس ہے جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور میرے پاس اس کا کچھ نہیں ہے۔“

اس بشارت میں حضرت مسیح علیہ السلام نے تین باتوں کی تصریح کی ہے!

(۱) قارقلیط کو حضرت مسیح علیہ السلام پر فضیلت حاصل ہے اور مسیح علیہ السلام کے پاس اس کا کچھ حصہ نہیں ہے۔

(۲) قارقلیط تمام عالم کا سردار ہوگا

(۳) جس شریعت کو حضرت مسیح علیہ السلام غیر مکمل چھوڑ گئے اسے قارقلیط مکمل کرے گا ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

چوتھی بشارت:

یوحنا باب ۱۵ آیت ۲۵ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا گیا ہے یہ اس لیے ہوا کہ وہ قول پورا ہو جو



انکی شریعت میں آیا ہے کہ انھوں نے مجھ سے بے سبب عداوت کی لیکن جب وہ وکیل آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روح حق جو باپ کی طرف سے نکلتی ہے تو وہ میری کو ابی دے گا۔“

اس بشارت میں صاف کہا گیا ہے کہ خود حضرت مسیح علیہ السلام کی قوم نے ان کی تکذیب کی مگر آنے والا وکیل یا فارقلیط ان کی تصدیق کرے گا اور اس حقیقت پر قرآن مجید شاہد ہے کہ بنی اسرائیل کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جیسی تصدیق اور ان کی رسالت پر جیسی کو ابی صاحب قرآن ﷺ نے دی ہے ویسی آج تک کسی نے نہیں دی۔ وہ آپ علیہ السلام ہی تھے جنھوں نے سیدہ مریم علیہ السلام سے ایک کریمہ الزام کو دور کیا۔ وہ آپ ﷺ ہی تھے جنھوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی صداقت کا اعلان کیا۔ وہ آپ علیہ السلام ہی تھے جنھوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے تمام۔۔۔ اور انکے لائے ہوئے سارے۔۔۔ کو تسلیم کیا اور ان کو الوہیت کے اتہام سے پاک کر کے انھیں اللہ کے ایک جلیل القدر نبی کی حیثیت میں پیش کیا۔ پس حضرت مسیح علیہ السلام کی اس بشارت کا مصداق آپ علیہ السلام کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

پانچویں بشارت:

یوحنا کے باب ۱۶ آیت ۷-۱۳ میں حضرت مسیح علیہ السلام نے نہایت صراحت کیا تھا بعثت سید المرسلین ﷺ کی بڑھن کوئی کی ہے فرماتے ہیں!

”لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا ہی تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ وکیل (فارقلیط) تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اس کو تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی حق کی روح آئے گی تو تمہیں حق کی راہ دکھائے گی اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گی بلکہ جو کچھ سنے گی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی (یعنی غیب کی خبریں دے گی جس پر قرآن کی آیتیں اور حدیثیں شاہد ہیں الحمد للہ) اور میرا جلال ظاہر کرے گی۔“

اس بشارت میں سیدنا مسیح علیہ السلام نے صاف صاف فرما دیا ہے کہ ان کی بعثت کے وقت دنیا اس قابل نہیں ہوئی تھی کہ ایک مکمل اور دائمی شریعت کو برداشت کر سکتی اس لیے اللہ تعالیٰ نے انکو اٹھالیا اور تکمیل دین الہی کا کام اس روح حق کے لیے اٹھا رکھا جو بعد میں آنے والی تھی حق کی راہ دکھانے کا وہی منہوم ہے جو قرآن مجید! ”آلِیْہِمْ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا“ سے ظاہر ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے ارشاد میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گی بلکہ جو کچھ سنے گی وہی

کہے گی جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ظاہر ہے!

”مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۚ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ“ (سورۃ النجم ۲: ۳) ترجمہ: تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مروجی جو انہیں کی جاتی ہے۔

یہ ہمارے پیارے اور آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت پر ایسی صریح شہادت ہے جس سے زیادہ صریح شہادت ملتی ناممکن ہے۔

قارئین کرام!

مختصر یہ کہ جن حضرات کو اس سے زیادہ مواد کی ضرورت ہو وہ پیر محمد کرم شاہ صاحب کی لکھی ہوئی سیرت النبی ﷺ پر کتاب سات جلدوں میں بنام ضیاء النبی ﷺ ج اول ص ۳۹۶ عنوان حضور ﷺ کا ذکر خیر تورات و انجیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



## نبوت کے جھوٹے دعویٰ اور انکا انجام

پروفیسر ڈاکٹر مفتی ناصر الدین صدیقی قادری

عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور اجماع اُمت مسلمہ سے ثابت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم فخرِ دو عالم سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ رب العزۃ کے بندے اور انبیاء و رسل علیہم السلام میں آخری ہیں۔ سلسلہ نبوت و رسالت اللہ رب العزۃ نے آپ پر ختم کر دیا ہے۔ عہد رسالت مآب ﷺ سے عصر حاضر تک بیس (۲۰) سے زائد افراد نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان سب کو برے انجام سے دوچار کیا۔ سوائے ان کے جنہوں نے توبہ کی اور تجدید ایمان کی۔ ذیل میں اُن افراد کی فہرست پیش کی جاتی ہے جنہوں نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا۔

(۱) مسیلمہ کذاب (یمامہ) نے عہد رسالت میں دعویٰ کیا تھا لیکن عہد صدیقی میں ۱۳ھ میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔

(۲) اسود بنی یمنی نے بھی عہد صدیقی میں دعویٰ کیا۔ اسے فیروز دیلمی نے قتل کیا۔

(۳) طلحہ اسدی نے بھی دعویٰ کیا تھا لیکن عہد فاروقی میں توبہ و تجدید ایمان کر کے مسلمان ہو گیا تھا۔

(۴) سجاح بنت حارث نے عہد صدیقی میں دعویٰ کیا لیکن عہد معاویہ میں توبہ کر کے مسلمان ہو گئی تھی۔

(۵) حارث نے بعد خلیفہ عبدالملک اموی دعویٰ کیا تو خلیفہ نے اپنے دربار میں اسے نیزے سے قتل کروادیا۔

(۶) مغیرہ بن سعید نے خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے عہد میں دعویٰ کیا جسے حاکم عراق خالد بن عبداللہ نے جلوا دیا تھا۔ جس نے دعویٰ کیا تھا۔

(۷) بیان بن سمعان کو بھی مغیرہ بن سعید کیساتھ جلوا دیا گیا تھا۔

(۸) صالح بن طریف ۸۷ھ تک اپنے دعوے پر قائم رہا پھر الیاس کے حق میں دستبردار ہوا۔ الیاس اور اسکا بیٹا یونس ۳۸۲ھ تک ظلماً حکومت کرتے رہے اور ہلاک ہوئے اسکے بیٹے ابوغفیر محمد بن معاذ ابوالانصار ابو مسعود عیسیٰ نے بھی دعویٰ کیا اور ۳۶۹ھ میں ایک لڑائی میں مارا گیا۔

(۹) اسحاق اخیس افریقی ۳۵۱ھ میں ظاہر ہوا اور خلیفہ جعفر منصور کے عہد میں مارا گیا۔

(۱۰) استاد یحییٰ خراسانی بھی کذاب تھا جو خلیفہ جعفر منصور کے عہد میں مارا گیا۔

(۱۱) علی بن محمد خارجی نے ۲۳۹ھ میں بحرین میں دعویٰ کیا۔ ۲۷۵ھ میں مارا گیا۔

(۱۲) حمدان بن اشعث قرمطی کوئی نے بھی دعویٰ کیا لیکن اسکا انجام تاریخ میں نہیں ملتا۔

- (۱۳) علی بن محمد فضل یمنی بغداد میں ۳۵۳ھ میں زبردے کر ہلاک کیا گیا۔
- (۱۴) حامیم بن من اللہ ۳۱۹ھ میں ایک جنگ میں مارا گیا۔
- (۱۵) عبدالعزیز باسندی، حاکم ابوعلی بن مظفر کے لشکر نے اسے ہلاک کیا۔
- (۱۶) ابوطیب احمد بن حسین حنبلی نے بھی دعویٰ کیا تھا لیکن بعد میں اس نے بھی توبہ کر لی تھی۔
- (۱۷) عبدالحق بن صبعین مری نے ۳۵۳ھ میں دعویٰ کیا اور ۶۶ھ میں فصد کھلوانے پر خون بند نہ ہونے سے ہلاک ہوا۔

- (۱۸) میر محمد حسین مشہدی نے اورنگزیب عالمگیر کے زمانے میں ہندوستان آکر دعویٰ کیا بادشاہ فرغ سیر بھی اس سے متاثر ہوا۔ یہ طبعی موت مرا۔

- (۱۹) مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۴۰ھ میں پیدا ہوا اور ۱۹۰۸ھ میں بیت الخلاء میں مرا۔

- (۲۰) محمد یوسف علی نے لاہور میں مارچ ۱۹۹۶ھ میں دعویٰ کیا جسے گرفتار کیا گیا۔

### حوالہ جات

- (۱) بحوالہ مجموعہ رسائل روضہ زانیت: امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ دارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی۔
- (۲) جز اللہ عدو: ایضاً نوری کتب خانہ لاہور
- (۳) وہابیت اور مرزائیت: مولانا ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ قادری کتب خانہ سیالکوٹ
- (۴) فتنہ انکار ختم نبوت: جنس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز کراچی
- (۵) ختم نبوت: مولانا حافظ محمد ایوب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مکتبہ رازی کراچی
- (۶) مکرین رسالت کے مختلف گروہ علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال
- (۷) نجد سے قادیان براستہ دیوبند: مولانا ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ قادری کتب خانہ سیالکوٹ
- (۸) اسواء العقاب: امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ دارہ تصنیفات امام احمد رضا کراچی
- (۹) قہر الدیان: ایضاً (۱۰) قادیانی مرتد: ایضاً
- (۱۱) مقیاس النبوة: مولانا محمد عمر چھروی رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۲) مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب پر آخری ضرب ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشن پاکستان وغیرہ۔



اس موضوع پر مزید کئی کتب موجود ہیں اور علمائے اہلسنت نے تحریک ختم نبوت میں جو خدمات انجام دیں ہیں وہ تاریخ میں ایک روشن باب ہیں۔ اللہ رب العزۃ ہمیں تحفظ ختم نبوت و ناموس رسالت کے حوالے سے بھی خدمات جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆



## عقیدہ ختم نبوت کے نفسیاتی اثرات

پروفیسر شہباز احمد چشتی ایڈووکیٹ

حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مقالے (اسلام اور احمدیت) میں عقیدہ ختم نبوت کے فکری و تمدنی پہلوؤں پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اور اس عقیدہ کے نفسیاتی پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے اقبال نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ مستقبل میں نفسیات کا کوئی طالب علم میدان عمل میں آنے اور عقیدہ ختم نبوت کے نفسیاتی پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے نفسیاتی سطح پر اس عقیدہ کی حقانیت کو ثابت کر دے۔

میں نفسیات کا طالب علم تو نہیں ہوں میرا Subject تو Law ہے میں قانون اور دین کا طالب علم ہوں تاہم اس موضوع کی افادیت کے باعث اس پر لب کشائی کی جسارت کر رہا ہوں۔

علامہ اقبال نے اپنے مقالے میں کہا کہ قادیانیوں نے اپنے باطل عقیدہ کی تائید کیلئے الشیخ محی الدین ابن عربی کے ایک قول کا حوالہ دیا ہے کہ ان کے نزدیک ایک اُمتی پیغمبرانہ مشاہدات و تجربات سے گزر سکتا ہے علامہ فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ خیال نفسیاتی طور پر پنا پختہ ہے اور اگر اسے درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس حد تک ترقی صوفی کی شخصی کامیابی ہے جس کو حاصل کرنے کے بعد وہ ہرگز یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ جو مجھے نہ مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مردود و جہنمی ہے۔ علامہ نے فرمایا کہ میں نے ابن عربی کی فتوحات مکیہ کے متعلقہ حصے کا مطالعہ کیا ہے اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قول قادیانیوں کے خلاف جاتا ہے اور ابن عربی عقیدہ ختم نبوت کے اس شدت سے قائل تھے جیسے کوئی صحیح سنی العقیدہ شخص ہو سکتا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اگر شیخ ابن عربی کو کشف کے ذریعے معلوم ہو جاتا ہے کہ مشرق میں ہندوستان کے ایک ملک میں ایک شخص پیدا ہونے والا ہے جو عقیدہ خاتمیت محمدی میں دراڑیں ڈالنے کی کوشش کریگا تو وہ یقیناً اس دور کے علماء کو متنبہ فرما دیتے کہ اس فتنہ سے بچ کر رہنا۔

جوڈ load ایک جگہ لکھتا ہے کہ! اگر کسی انسان میں علم کی وسعت ہو تو وہ مفکر یا فلاسفر ہوتا ہے اور اگر اس میں جذبات کی گہرائی ہو تو وہ تخلیقی نابعد Creative Genius ہوتا ہے۔ جبکہ قرآن مجید یہ کہتا ہے کہ جس ذات میں علم کی بلندیاں حقائق کی وسعتیں اور تخلیقی جذبات کی گہرائیاں انتہائی اعتدال کیساتھ یکجا ہو جاتیں ہیں تو اسے نبی کہا جاتا ہے۔ یہاں ایک وضاحت ضروری ہے کہ وحی چونکہ اکتسابی چیز نہیں بلکہ وہی ہے اس لیے بعض لوگ بطور خاص قادیانی یہ سمجھتے ہیں کہ نبی میں کسی ذاتی صلاحیت اور قابلیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کسی نہ کسی ذریعے سے انسانوں تک پہنچانی ہوتی ہے اس لیے اسی مقصد کیلئے جو بھی انسان سامنے آجائے خدا اسکے ذریعے وحی کو انسانوں تک پہنچا



دیتا ہے۔

اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں کہ یہ خیال بنیادی طور پر ناقص اور مقامِ نبوت سے یکسر بے خبری کا نتیجہ ہے۔ وہ وحی جسکو اٹھانے سے پہاڑ انکار کر دیں مگر انسان کامل اور قلبِ محمدی اسکو اٹھانے کے لیے تیار ہو جائے وہ عام سینہ یا عام انسان کیسے ہو سکتا ہے۔ اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ پہلے نبوت و ولایت کا بنیادی فرق واضح کر دوں تاکہ بات سمجھنے میں آسانی پیدا ہو۔

۱۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ولایت تکمیل ذات کیلئے ہوتی ہے جبکہ نبوت تکمیل شریعت کیلئے ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ولایت نبوت کا ذیلی شعبہ ہے لہذا جب اسلام کی شریعت نے یہ فیصلہ صادر فرما دیا ہے ”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضَيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا“ تو پھر شریعت کی تکمیل کے بعد نئی نبوت کا تقاضا کرنا بلکہ اسکے بارے میں سوچنا بھی نفسیاتی طور پر فکری افلاس اور نظری اپانچ پن کا نتیجہ ہے۔ اس تصور کے واضح ہو جانے کے بعد اب یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ولایت نبوت کی گراہ کو بھی نہیں پاسکتی اور ایک صوفی کا گزران دوار میں ہو ہی نہیں سکتا جن سے وحی کا نزول ہوتا ہے۔ ایک صوفی کو جو کچھ ملتا ہے وہ اسکے اپنے کسب و ہنر کا نتیجہ ہوتا ہے جبکہ نبوت یکسر ایک وہی عطیہ ہے مگر یہ بھی اچانک نہیں مل جاتی بلکہ اللہ پاک جس سینہ کو وحی کا محافظ بناتا ہے پہلے اسے ریاضت تربیت اور تزکیہ کی بھٹی سے گزارتا ہے (اگرچہ ان چیزوں کا حصول نبوت سے تعلق شرط نہیں ہے) لیکن نزول وحی کیلئے اس سینہ کو ہر کثافت سے پاک کرنا مقصود ہوتا ہے جیسے شق صدر کا واقعہ اسکی واضح دلیل ہے۔

۲۔ اور اب ایک اور لطیف نکتہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ جس کو تصوف کی دنیا میں روحانی ترقی کہا جاتا ہے وہ دراصل انسان کی نفسیاتی قوتوں کی بیداری اور نشوونما ہوتی ہے یعنی یہ اسکی داخلی قوتیں ہوتی ہیں جبکہ وحی خارج سے انکشاف حقیقت کا نام ہے جسے نزول کی اصطلاح سے تعبیر کیا جاتا ہے نبی کو جب وحی ملتی ہے تو وہ صوفی کے کشف کی طرح اسکے مستور حقائق کے پر کیف مناظر میں کھو کر خود ہی لطف اندوز ہوتا رہتا ہے بلکہ وہ مخلوق کی ہدایت کیلئے ان چھپے ہوئے حقائق کے چہرے سے نقاب پلٹ دیتا ہے۔

۳۔ علامہ اقبال نے اپنے خطبات میں سے پانچویں خطبے کا آغاز ایک صوفی بزرگ عبدالقدوس گنگوہی کے ان کلمات سے کیا ہے محمد عربی ﷺ فلک الافلاک کی بلند یوں پر پہنچ کر واپس تشریف لائے۔ خدا شاہد ہے کہ میں اس مقام پر پہنچ جاتا تو کبھی واپس نہ آتا۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ تصوف کے تمام لٹریچروں میں ان جیسے الفاظ کا ملنا غالباً مشکل ہے جو ایک فقرے کے اندر

شعور نبوت اور تصوف کے اس قدر لطیف نفسیاتی فرق کو اس طرح واضح کر دیں۔

ب۔ ایک صوفی اپنی انفرادی تجربہ گاہ سے واپس نہیں آتا اور اگر واپس آتا بھی ہے اس لیے کہ اسے واپس آنا پڑتا ہے تو اس کی یہ مراجعت بنی نوع انسان کیلئے کوئی معنی نہیں رکھتی اسکے برعکس ایک نبی کی مراجعت تخلیقی مقصد کیلئے ہوتی ہے وہ اس لیے آتا ہے تاکہ زمانے کے طوفان پر قابو پا کر تاریخ کے دھاروں کا رخ بدل کر رکھ دے ایک صوفی کیلئے اس کی انفرادی تجربہ گاہ آخری مقام ہوتی ہے۔ جبکہ ایک نبی کے دل میں اس سے ولولہ انگیز نفسی قوتیں بیدار ہوتی ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ دنیائے انسانیت میں ایک ہمہ جہت انقلاب برپا کر دیں۔

ج۔ یہ آرزو کہ جو کچھ اس نے دیکھا ہے وہ ایک جیتی جاگتی دنیا کے پیکر میں متشکل ہو جائے، نبی کے دل میں پیش پیش ہوتی ہے۔ وحی کے تجربے کی قدر و قیمت دیکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ صاحب وحی نے انسانیت کو جس قالب میں ڈھالا ہے وہ کیسا ہے اور اسکے پیغام کی روح سے جس قسم کی دنیائے تمدن و ثقافت ابھر کر سامنے آئی ہے وہ کس انداز کی ہے حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت نے انسانیت پر ہمہ جہت علمی و فکری، تہذیبی و ثقافتی، معاشی و سیاسی اور نفسیاتی اثرات چھوڑے ہیں اس وقت چونکہ ہم صرف نفسیاتی اثرات کا جائزہ لے رہے ہیں اس لیے حضور ﷺ کی نبوت کے نفسیاتی اثرات کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں جن میں ایک انفرادی نفسیاتی اثرات جبکہ دوسرے اجتماعی نفسیاتی اثرات شامل ہیں۔

#### ۱۔ انفرادی اثرات: Individual Effects

حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی ختم نبوت کے انفرادی اثرات یہ ہیں کہ پہلے تو آپ کی اپنی ذات پاک ہی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کی صورت میں انسانوں کیلئے بہترین نمونہ تھی۔ آپ کی سیرت کی مہک نے تباہ حال نسل انسانی کو انسانیت کی معراج کبریٰ سے ہمکنار کر دیا۔ آپ کی بعثت کا مقصد چونکہ ایک انسان مرتضیٰ کی تیاریاں تھیں اس لیے ہر وہ انسانی کمال یا خوبی جو کسی ذات میں پائی جاسکتی ہے وہ کلاماً محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک میں موجود تھی۔ جبکہ آپ سے پہلے حال یہ تھا کہ باقی انبیاء جو اسوہائے زندگی لیکر آئے وہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط نہیں تھے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تجرد کی گزاری اس لیے ازدواجی زندگی کیلئے آپ کی سیرت میں کوئی نمونہ نہیں تھا اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے شاہی زندگی گزاری اور فقر کیلئے ان کی زندگی میں کوئی نمونہ نہیں تھا۔ اس طرح نفسیاتی سطح پر ہر ایک انسان کامل اور انسان مرتضیٰ کا تصور ان کے پیروکاروں میں نہیں پایا جاتا تھا مگر حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت نے اس نفسیاتی بحران کا خاتمہ فرما دیا۔ اور اب ایک حاکم وقت بھی کہہ سکتا ہے کہ میں



تختِ ختمِ نبوت نمبر

عتیدہ ختمِ نبوت کے نفسیاتی اثرات

حضور ﷺ کی سیرت کا مبع ہوں اور کھلاڑا چلانے والا مزدور بھی سینہ تان کر کہہ سکتا ہے کہ میری زندگی اسوہ مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت میں ہے۔

قارئین! آپ کو یہ پڑھ کر خوشگوار حیرت ہوگی کہ انسان کی انفرادی زندگی کی تعمیر اور تشکیل کے جتنے بھی تقاضے ہیں آقائے دو جہاں ﷺ نے ان سب کی تکمیل فرمائی۔ ماہرینِ نفسیات کے مطابق کسی بھی انسان کی شخصی زندگی میں سب سے بڑی تبدیلی یہ ہے کہ اسکے نقطہ نظر اور زاویہ نگاہ کو تبدیل کر دیا جائے یعنی وہ شخص جو طلبِ دولت میں اندھا ہو چکا ہے اسکے زاویہ نگاہ میں ایسی تبدیلی لائی جائے کہ وہ فقر میں شاہی کامزہ پانے لگے۔ تاریخ کواد ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت نے یہ کام کیا۔ آپ نے اپنے کردار کی بدولت انسان کی کلیا پلٹ کر رکھ دی کہ!

☆ جو شراب اور جوئے کے رسیا تھے وہ دیکھتے ہی دیکھتے صالحیت کے پیکر بن گئے۔

☆ جو قتل و غارت گری اور خونخواری میں لطف پاتے تھے وہ رشتہ اخوت میں جڑ گئے۔

☆ جو کھیتی ہوئی بچیوں کو زندہ در کور کر دیتے تھے وہ مجسمہ رحمت بن گئے۔

☆ جن کے کردار کے نقصان کی وجہ سے سرچکرانے لگتے وہ تہذیب و تمدن کے امام بن گئے۔

الغرض حضور ﷺ کی ختم نبوت نے خاک نشینوں کو عرش نشین غلاموں کو آقائی اور آقاؤں کو خواجگی کا منصب عطا فرمایا۔ ہمارے آقا و مولا حضور پر نور ﷺ کی نبوت سے پہلے اور قرآن سے پہلے کسی ارضی و سماوی کتاب نے انسان کو اس بلند مقام پر نہیں پہنچایا جس کی خبر قرآن نے دی ہے علامہ اقبال نے ایک جگہ لکھا ہے مخر لکم مافی السموات وما فی الارض یہ الفاظ آپ کفر قرآن کے سوا کسی بھی کتاب میں نہیں ملیں گے۔ حضور ﷺ کے ایک ایک ارشاد نے آپ کے غلاموں کی زندگیوں میں ایسا انقلاب برپا کیا کہ ملائکہ بھی انکی زندگی پر رشک کرتے تھے۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا! او جشن کے بیٹے انکا انداز مخاطب سن کر حضور ﷺ کا چہرہ انور غم سے سرخ ہو گیا آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے عمر تم سے ابھی جہالت کی بو ختم نہیں ہوئی آقا ﷺ کے اس فرمان کا حضرت عمر کی نفسیات پر ایسا گہرا اثر پڑا کہ آپ نے بقیہ ساری زندگی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یا سیدی بلال کہہ کر پکارا۔

۲۔ جماعی اور معاشرتی اثرات: Collective and Social Effects

حضور ﷺ کی ختم نبوت نے جس طرح انسان کی شخصی کمزوریوں کو دور فرما کر اسے انسان مرتضیٰ بنایا اس طرح آپ نے اسلامی معاشرے کو نفسیاتی طور پر اس قدر مستحکم بنایا کہ وہ جنتِ نظیر معاشرہ کہلاتا تھا۔ ایک مغربی مفکر کہتا ہے

تختِ ختم نبوت نمبر

عتیدہ ختم نبوت کے نفسیاتی اثرات

کہ! ”مثالی معاشرہ وہ ہے جس میں ہر شخص ہی سینٹ یا ولی ہو“ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو جو معاشرہ حضور ﷺ کی تربیت سے وجود میں آیا انہیں ایک معمولی سپاہی سے لیکر ایک جرنیل تک ایک عام شہری سے لیکر سربراہ مملکت تک ہر شخص کردار کا مجسمہ اور ولایت کا پیکر نظر آتا ہے اور ولایت بھی ایسی نہیں جو دنیا سے کنارہ کشی سے عبارت ہو بلکہ وہ ایسے ولی تھے کہ انہوں نے معاشرے میں رہ کر ولیوں کی سی زندگی بسر کی اور یہ سارا نبوت محمدی ﷺ کا فیضان تھا۔ اگر ہم تاریخ کے بند درپچوں میں جھانکیں اور دیگر معاشروں اور نظام ہائے حیات کا جائزہ لیں تو کوئی معاشرہ بھی کامل واکمل نظر نہیں آتا مثلاً!

☆ اہل سپانے بدنی تربیت کو اتنی اہمیت دی کہ باقی ہر چیز کو نظر انداز کر گئے انہوں نے زندگی کے اس مادی پہلو پر زور دینے میں اس قدر غلو سے کام لیا کہ اگر کسی بچے کا جسم کمزور ہوتا تو اسے جینے کے حق سے ہی محروم کر دیا جاتا۔

☆ پھر قدیم یونانی تاریخ کو پڑھ لیں انکے ہاں جمہوریت کی بڑی دھوم دھام تھی مگر عملاً انکی نصف سے زیادہ آبادی غلاموں پر مشتمل تھی وہ حق رائے دہی اور آزادی گفتار سے بھی محروم تھے آپ کو علم ہوگا کہ آزادی گفتار کے جرم کی پاداش میں ستر اطو زہر کا پیالہ پینا پڑا۔

☆ اور اگر بدھ مت کو دیکھیں تو اس مذہب نے بدن اور اسکی ضروریات سے آنکھیں پھیر لیں۔

☆ اور الہامی مذاہب میں سے یہودیت کا مطالعہ کریں تو رسوم و رواج نے اس مذہب کی بنیادی روح کو کچل کر رکھ دیا۔ اور یہودیوں نے کہا کہ خدا کیساتھ خصوصی تعلق کی بنا پر ان کے گناہ بے اثر ہوتے ہیں جبکہ اسکے برعکس عیسائیت نے معاشرے کو بالکل آزاد چھوڑ دیا اور انہوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مصلوب ہو کر انکے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے۔

☆ پھر دیگر نظام ہائے حیات کا دو لفظی جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ کیونکہ ہم نے اپنی بنیاد ہی طبقاتی منافرت پر رکھی اور بدنی ضروریات کے تقاضوں پر اس قدر زور دیا کہ انسان کو عقل و روح کے تقاضوں سے محروم کر کے محنت کش حیوان کے درجے پر لے آئے جبکہ فاشزم نے انسان کو حیوان کے بجائے احساسات سے عاری مشین بنا دیا۔ اور سرمایہ دارانہ نظام نے نصف آبادی کو معمولی بدنی ضروریات سے محروم کر کے اعلیٰ انسانی اقدار سے ہی نیچے گرا دیا۔ اس طرح ان نئے اور پرانے نظاموں میں سے ایک نظام بھی انسانیت کا سچا خیر خواہ نہیں ہے۔ مگر جب ہم محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین کے مثالی معاشرے کو دیکھتے ہیں تو اس میں اس قدر توازن و اعتدال نظر آتا ہے کہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی کردار کی تعبیر کا کوئی کوشاں سکے توازن سے باہر نہیں ہے۔



یہ معاشرہ ایک فرد کے جسم، عقل اور روح تینوں تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ اسی متوازن معاشرے میں نہ تو اجتماعیت نے انفرادی شخصیتوں کو پھلنے پھولنے سے روکا اور نہ ہی انفرادی شخصیتوں نے اجتماعیت کو خطرے میں ڈال کر انفرادی کا ماحول پیدا کیا ان بدنی ضروریات کی تکمیل یا عدم تکمیل نے انسانوں کو حیوان بنایا اور نہ عقلی کاوشوں نے روحانیت کے چراغوں کو بجھایا اور نہ روحانی معرفتوں نے عقل و عمل کا دامن چھڑایا۔ نہ قومیت نے انسانیت کے بین الاقوامی پہلو کو نظروں سے اوجھل ہونے دیا اور نہ بین الاقوامی رجحان نے قومی ضروریات کو نظر انداز کیا۔ اور اس کردار ساز مسیحائے ﷺ نے اس معاشرہ کو اس قدر جامع و کامل بنایا کہ جبرائیل و میکائیل بھی اس معاشرے کی عظمت کو سلام کرنے لگے کیونکہ اس سے بڑا منتظم، مستحسن اور محمود معاشرہ انسانی تاریخ میں قائم ہی نہیں ہوا تھا۔

خلق و تقدیر و ہدایت ابتدا است      رحمت للعالمین انتہا است

اگر ایک اور نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو تاجدار کائنات ﷺ دنیا، قہیم اور دنیا، جدید کے درمیان بطور حد فاصل دکھائی دیتے ہیں۔ یعنی اگر یہ دیکھا جائے کہ آپ کی وحی کا سرچشمہ کیا ہے تو آپ دنیا، قہیم سے متعلق نظر آئیں گے اور اگر یہ دیکھا جائے کہ آپ کی وحی کی روح کیا ہے تو آپ دنیا، جدید کے مقتداء و پیشوا نظر آئیں گے۔ آپ کی بدولت زندگی نے علم کے ان سرچشموں کا سراغ پالیا جنکی اسے اپنی شاہراہوں کیلئے ضرورت تھی۔ آقا کے آنے سے نبوت اپنی تکمیل کو پہنچ گئی اور نبوت نے تکمیل سے خود اپنی خاتمیت کی ضرورت کو بے نقاب دیکھ لیا اس میں یہ راز اور نقطہ پنہاں ہے کہ زندگی کو ہمیشہ عہد طفولیت میں نہیں رکھا جاسکتا اسلام نے عقیدہ ختم نبوت کے ذریعے اپنی پیشوائی اور وراثتی بادشاہت کا خاتمہ کر دیا۔ اور اس عقیدہ کی سب سے بڑی عظمت یہ ہے کہ اس سے لوگوں کے باطنی واردات اور روحانی کیفیات کے متعلق ایک آزادانہ اور ناقدانہ طرز عمل قائم ہوتا ہے اس لیے عقیدہ ختم نبوت کا سب سے بڑا نفسیاتی فائدہ یہ حاصل ہوا کہ اب نوع انسانی کی تاریخ میں کوئی شخص اس امر کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ کسی مافوق الفطرت اختیار کی بنا پر دوسروں کو اپنی اطاعت پر مجبور کرے (حتیٰ کہ مسیح موعود بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے یعنی اس لحاظ سے تشریف نہیں لائیں گے کہ انکی اتباع کی جائے بلکہ وہ حضور ﷺ کے امتی بن کر تشریف لائیں گے) اس لیے ختم نبوت کا عقیدہ ایک ایسی نفسیاتی قوت ہے جو اس قسم کے تمام دعوؤں کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیتی ہے۔ اب کسی شخص کے باطنی مشاہدات کتنے ہی غیر معمولی کیوں نہ ہوں ان پر اسی طرح تنقید کی نظر ڈالی جاسکتی ہے جس طرح انسانی مشاہدات کے دوسرے پہلوؤں پر آزادانہ رائے قائم کی جاسکتی ہے۔

نشاط روح بن کر عشق کا پیام آتا ہے      مگر دل جکے زندہ ہوں انہی کے نام آتا ہے

## نبوت امامت اور قادیانیت

راجا رشید محمود

کورداسپور مغربی پنجاب بھارت کا ایک ضلع ہے ضلع کورداس پور میں ایک بستی کا نام قادیان ہے قادیان میں مرزا غلام مرتضیٰ نامی شخص سکونت پذیر تھا۔ ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں نے بہ فتاویٰ علماء انگریزوں کے خلاف تلوار اٹھائی اور برطانیہ سے آزادی کی جنگ لڑی کم و بیش چھ ماہ تک معرکہ رہا لیکن اختلاف و عدم مرکزیت کی بنا پر بے انتہا جانی و مالی قربانیاں بے ثمر رہیں۔ مگر انگریز اور مسلمان کی دشمنی مسلم ہو گئی مدت تک غیور مسلمان انگریزوں سے اٹکاٹکا جھڑپیں لیتے رہے اور آخر تک علماء کا بڑا گروہ ان سے نفرت کا اظہار کرتا رہا ان کے مقابلے میں بے ضمیر افراد کا ایک ٹولہ تھا جو گردنیں جھکا کر انگریز کی فرمانبرداری کے لیے آگے بڑھا اور زمین و جاگیر کے بٹے گلوں میں ڈال کر ملکہ و کٹوریہ کا غلام بنان زمینداروں میں غلام مرتضیٰ بھی تھا۔

مرزا غلام احمد بن غلام مرتضیٰ اپنی تصنیف ”نور الحق“ میں رقمطراز ہے!

”میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آگیا اور ہم اسکی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ نہ سما سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریز کے مرام کا ہمیشہ امیدوار اور عند الضرور خدمتیں بجالاتا رہا یہاں تک کہ سرکار انگریز نے اپنی خوشنودی چٹھیا سے اسکو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کیساتھ اسکو خاص فرمایا اور اسکی غم خواری فرمائی اور اسکی رعایت اور اسکو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا تب ان خصلتوں میں اسکا قائم مقام میرا بھائی ہوا جسکا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریز کی عنایات ایسی ہی اسکے شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال کے بعد فوت ہو گیا پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں انکے نقش قدم پر چلا اور انکی سیرتوں کی پیروی کی۔“ (نور الحق حصہ اول ص ۲۸)

انگریزوں کی تاحال وقاداری کے اس پرچارک نے دراصل اس وقت جو سب سے بڑا کام کیا وہ ”جہاد“ جیسے حکم اسلام کی نفی اور عقیدہ ختم نبوت کا انکار ہے ایک علان سے وہ استعمار یوں کا قوت بازو ہوا اور دوسرے اعلان سے اس نے بخیاں خود اسلام میں رخسہ ڈال دیا۔ غلام احمد برلاس قوم سے ہونے کا مدعی ہے (۱)۔ عبدالقادر کے بقول کوئی مستند دستاویز ایسی نہیں جس کی بنا پر صحیح تاریخ ولادت بتائی جاسکے البتہ مرزا بشیر احمد نے بعض تحریروں سے اندازہ لگایا کہ غلام احمد ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء مطابق ۱۲ شوال ۱۲۵۰ھ پیدا ہوا (۲)۔ پروفیسر محمد الیاس برنی نے اپنی معرکہ الآرا



تصنیف ”قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ“ میں مرزا کا سن ولادت ۴۰-۱۲۳۹ھ لکھا ہے (۳)۔ جنگ آزادی کے دس گیارہ سال بعد غلام احمد قادیانی نے الہام کا دعویٰ کیا ۱۸۸۸ء کے اواخر میں بیعت لینے لگا اور ۱۸۹۱ء سے مسیح و مہدی فرزند بنا اور ۱۹۰۱ء میں نبی ہونے کا دعویٰ کر کے ۱۹۰۸ء میں مر گیا۔

مسلمان پہلے ہی دن سے انہیں کافر مان رہے تھے مگر برطانوی حکومت اور اسکے زیر اثر افسر ہی انکی حمایت پر کمر بستہ رہے آخر مسلمانوں کی بھرپور جدوجہد سے مجبور ہو کر پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۱۹۷۴ء میں قادیانی اور لاہوری یعنی بقول خود انکے احمدی جماعت کے افراد کو غیر مسلم اور کافر اقلیت قرار دیا اور ۱۹۸۴ء میں اس اعلان پر عمل درآمد کے لیے حکومت کے سربراہ نے متعلقہ آرڈی نینس جاری کر دیا۔

خاتم النبیین کے نئے معنی:

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جعلی نبوت کے اثبات میں قرآنی نص میں تحریف معنوی کی اور خاتم النبیین کی نئی تعبیر کی اور لکھا!

”وہ خاتم الانبیاء ہے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ ہر اسکی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اسکی امت کے لیے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ (۴) مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے ”مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے ہم جس قوت، یقین، معرفت اور بصیرت کیساتھ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اسکا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا۔“ (۵)

مرزا صاحب نے مزید کہا!

”خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدق سمجھا جاتا ہے اسی طرح آنحضرت کی مہر اور تصدیق جس پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔“ (۶)

قادیانیوں پر اہل اسلام کی طرف سے جو اعتراض کئے جاتے ہیں انہوں نے خاتم النبیین کے معنی کے متعلق ان میں سے ایک اعتراض کا جواب یوں دیا!

”خاتم النبیین کے معنی ہیں نبیوں کی مہر جس طرح مہر کاغذ پر اپنے نقوش ثبت کرتی ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر چلنے سے حسب استعداد انسان میں آپ کے فیضان نبوت کے نقوش ثبت ہو جاتے ہیں گویا دوسرے انبیاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کا منصب دیکر یہ خاصیت بخشی ہے کہ آپ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے اور آپ کا کامل قبح نبوت کے مقام پر بھی فائز ہو سکتا ہے۔“ (۷)

نبوت کا دعویٰ:

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے اپنے آپ پر الہام ہونے کا دعویٰ کیا پھر مجدد بنے پھر بیعت لینا شروع کی پھر مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور آخر میں ان پر انکشاف ہوا کہ وہ نبی ہیں۔ ”تاریخ احمدیت“ میں ہے ۱۹۰۰ء کے آخر اور ۱۹۰۱ء کے اوائل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ؟ پر یہ انکشاف ہوا کہ مقام نبوت صرف کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہونے کا نام ہے اور نئی شریعت کا لانا پہلی شریعت کا ترمیم کرنا یا براہ راست منصب نبوت و رسالت کا حصول نبی کی تعریف میں داخل نہیں ہے۔“ (۸) تعریف نبوت کی تبدیلی کا سب سے پہلا تحریری اعلان ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو اشتہار ”ایک غلطی کا ازالہ“ (۹) کے ذریعے کیا گیا (۱۰)۔ مرزا بشیر الدین محمود (مرزا قادیانی کا بیٹا اور دوسرا خلیفہ) لکھتا ہے: ”پس یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔“ (۱۱)

مرزا صاحب نے اپنے لیے نبوت کا دروازہ کھولنے کیلئے یہ دلیل دی ہے کہ خدا پہلے تو انبیاء و رسل سے کلام کرتا تھا اب کلام نہ کرے گا تو گویا اسکی یہ صفت معطل ہو گئی۔ انہوں نے لکھا ”ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا۔۔۔ یہ خیال عام ہے کہ اس زمانے میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سنتا اور بولتا بھی ہے۔ اسکی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہو گی۔“ (۱۲)

ظلی نبی:

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کے امتی ہیں اس لیے ظلی نبی ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکام شریعت جدیدہ ساتھ رکھتی ہو یا ایسا دعویٰ ہو جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے الگ ہو کر کیا جائے لیکن ایسا شخص جو ایک طرف خدا تعالیٰ کی وحی میں امتی قرار پاتا ہے پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے یہ دعویٰ قرآن شریف کے احکام کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہ نبوت بہ



باعث اُمتی ہونے کے دراصل آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ایک ظل ہے کوئی مستقل نبوت نہیں (۱۳) ازالہ اوہام میں ہے! ”کوئی مرتبہ وکمال کا اور کوئی مقام عزت اور قربت کا بجز تجی اور کامل متابعت اپنے نبی ﷺ کے ہم ہرگز حاصل نہیں کر سکتے ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔ (۱۴) مرزا صاحب نے بی شمار مقامات پر اپنے آپ کو ظلی نبی لکھا ہے۔ چشمہ معرفت میں ہے! ”میں اس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے مگر ایک قسم کی نبوت نہیں ہوتی یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اس کا ظل ہے اور اس کی ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے اور اسی سے فیضیاب ہے۔“ (۱۵) قادیانیوں نے بھی مرزا صاحب کی نبوت کو ظل کہا ہے لیکن اس کا مرتبہ سب انبیاء سے بڑا بتایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام؟ نبی تھے۔ آپ کا درجہ مقام کے لحاظ سے رسول کریم ﷺ کا شاگرد اور آپ کا ظل ہونے کا ہے دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بہتوں سے آپ بڑے تھے ممکن ہے سب سے بڑے ہوں۔“ (۱۶)

دراصل مرزا صاحب کے دعاوی میں مد رتج کا خاص خیال رکھا گیا ہے ظلی طور پر نبی بننے بننے وہ آخر کار ظلی طور پر محمد اور احمد بن گئے آگے چل کر وہ احمد بن بیٹھے اور انہیں قرآنی آیت میں ”اسمہ احمد“ کا مصداق ٹھہرایا گیا۔ (اس کا ذکر بعد میں آئے گا) حقیقۃ الوحی میں کہتے ہیں! ”میں آدم ہوں، شیت ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسمعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف اور آنحضرت ﷺ کے نام کا مظہر اتم ہوں یوں ظلی طور پر میں محمد اور احمد ہوں۔“ (۱۷)

بروزی نبی:

کبھی مرزا صاحب اپنی نبوت کو ظلی کا نام دیتے ہیں کبھی بروزی قرار دیتے ہیں کشتی نوح میں ہے! اب بعد اسکے (خاتم الانبیاء) کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے۔ وہ ختم نبوت کا ظل انداز نہیں۔“ (۱۸) البدر کی ۴ ستمبر کی اشاعت میں کسی نے مرزا صاحب سے پوچھا کہ بروز کے کہتے ہیں انہوں نے کہا ”جیسے شیشہ میں انسان کی شکل نظر آتی ہے حالانکہ وہ شکل بذات خود الگ قائم ہوتی ہے اس کا نام بروز ہے۔“ (۱۹)

مرزا صاحب نے اپنی بیویوں کو امہات المومنین کہا۔ اپنے گھر والوں کو اہل بیت کہلویا۔ جن لوگوں نے مرزا صاحب کی زیارت کی انہیں صحابہ قرار دیا گیا اسی قسم کے ایک صحابی سید سرور شاہ قادیانی کہتے ہیں! ”بروز کے معنی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھے ہیں کہ اصل اور بروز میں فرق نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جب آنحضرت ﷺ کے ساتھ غلامی کی نسبت بیان کرتے ہیں تو فرماتے ہیں! ”من یک نظرہ ز آب زلال محمد“ لیکن آپ جب بروز کی رنگت میں جلوہ نما ہوتے تو فرماتے! ”من فرق بینی المصطفیٰ فما عرفنی ومارای“ کہ جو مجھ میں اور آنحضرت ﷺ میں زر فرق کرتا ہے اس نے نہ مجھے دیکھا اور نہ مجھے پہچانا۔“ (۲۰)

نئی شریعت نہیں لائے:

مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی اپنی نبوت کو حضور ﷺ کا ظل کہا کبھی اپنے آپ کو انکار بروز قرار دیا لوگوں کو تشریحی اور غیر تشریحی نبی کی بحث میں پھنسایا۔ پہلے زمانوں میں جو کوئی نبی ہوتا تھا وہ کسی گزشتہ نبی کی امت نہیں کہلاتا تھا کو اس کے دین کی نصرت کرتا تھا اور اس کو سچا جانتا تھا۔ مگر آنحضرت ﷺ کو ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو انکی امت سے باہر ہو۔ (۲۱)

حقیقی نبی:

مرزا صاحب نے جس طرح بتدریج ترقی کی اسکی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے لیکن یہ سمجھنا کہ مرزا صاحب کی وفات کے بعد ارتقاء کا یہ عمل جاری نہیں رہا درست نہیں۔ مرزا صاحب تو ایک مولوی سے ترقی کی منازل طے کرتے کرتے ظلی، بروزی اور نئی شریعت کے بغیر نبی بنے لیکن ان کے صاحبزادے نے ظلی، بروزی کی جگہ اپنے والد صاحب کو حقیقی نبی قرار دیا۔ درحقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنی کی رو سے جو نبی ہو اور نبی کہلانے کا مستحق ہو۔ تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں میں حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے۔“ (۲۲)

اگرچہ اس انداز میں مرزا صاحب خود حقیقی نبی نہیں کہلائے لیکن دبے لفظوں میں وہ یہ ضرور کہتے رہے کہ ان جیسا کوئی نبی نہیں تھا۔ ملاحظہ فرمائیے کہتے ہیں! ”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جس کثرت تعداد اور صفائی سے غیب کا علم حضرت جل شانہ نے اپنے ارادہ خاص سے مجھے عنایت فرمایا اگر دنیا میں اس کثرت تعداد اور انکشافات نام کے لحاظ سے کوئی اور بھی میرے ساتھ شریک ہے تو میں جھوٹا ہوں۔“ (۲۳) (گویا اتنا علم غیب تو حضرت محمد ﷺ کو بھی نہیں دیا گیا تھا) العیاذ باللہ۔ ایک طویل نظم ”دلائل صداقت مسیح موعود و تبلیغ عام“ کا ایک بند ملاحظہ ہوا اپنے بارے میں فرماتے



ہیں!

ساتھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی سال ہے اب تیسواں (۲۳) دھوئی یہ از روئے شمار  
تھا برس چالیس کا میں اس مسافر خانہ میں جبکہ میں نے وحی ربانی سے پایا افتخار  
اس قدر یہ زندگی کیا افترا میں کٹ گئی پھر عجیب تر یہ کہ نصرت کے ہوئے جاری بحار  
ہر قدم میں میرے مولانا نے دیے مجھ کو نشان ہر عدد پر حجت حق کی پڑی ہے ذوالفقار  
نعتیں وہ دیں مرے مولانا نے اپنے فضل سے جن سے ہیں معنی انعت علیکم آشکار (۲۵)  
پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مرزا صاحب نبی بن بیٹھے تو ان کی بیویاں امہات المومنین کیوں نہ ہوتیں انکے ساتھی صحابہ  
کیوں نہ کہلواتے اور ان کے گھروالے اہل بیت کیسے نہ ہوتے یہ اس بنا پر ہوا کہ مرزا صاحب کوئی ایسے ویسے نبی نہ تھے  
عین حضور ﷺ تھے (نمود باللہ) کتنی شاعر صداقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام؟ کا آنا اور آپ کے  
بعد خلیفہ اول یعنی حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ؟ کا وجود رسول کریم ﷺ کے بعد خلیفہ اول یعنی حضرت ابو بکر  
صدیق رضی اللہ کا وجود ہے۔ (معاذ اللہ) (۲۶)  
اِسْمُهُ اَحْمَدُ کا صداق کون:

مرزا صاحب کا نام غلام احمد تھا لیکن ان کے کئی الہامات میں انہیں احمد کے نام سے پکارا گیا خود انہوں نے  
اپنے بارے میں کہا!

احمد آخر زماں نام من است آخرین جائے ہمیں جام من است (۲۷)

لیکن وہ خود اس حوالے سے ارتقائی منازل ہی طے کرتے رہے انہوں نے خود یہ اعلان نہیں کیا کہ من بعدی  
اسمہ احمد کے صداق وہی ہیں اس آخری منزل پر انہیں بعد میں پہنچایا گیا۔ ان کے بیٹے اور خلیفہ دوم نے لکھا  
ہے! ”اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا اور اس کا نام احمد  
ہے۔ میرا پنا دھوئی ہے اور میں نے یہ دھوئی یوں ہی نہیں کر دیا بلکہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا  
ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نور الدین بھروی) نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا صاحب احمد ہیں چنانچہ ان کے  
درسوں کے نوٹوں میں بھی یہی چھپا ہوا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت اسم احمد کے صداق حضرت مسیح موعود علیہ  
السلام ہی ہیں۔“ (۲۸)

مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ۱۹۱۵ء کے سالانہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کھل کر کہا کہ اسمہ احمد میں حضور

محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء مراد نہیں ہیں۔ احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہی ہے میں اسکے ثبوت میں اپنے پاس خدا کے فضل سے دلائل رکھتا ہوں۔۔۔ اگر کوئی میرے دلائل کو غلط ثابت کر دے اور قرآن کریم سے اور احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت کر دے کہ احمد آنحضرت ﷺ کا نام تھا نہ کہ صفت اور یہ کہ جو نشانات احمد قرآن میں آتے ہیں وہ آنحضرت ﷺ پر چسپاں ہوتے ہیں اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ پوچھن کوئی اپنے اوپر چسپاں فرمائی ہے تو میں ایسے شخص کو ایک مقرر تاوان جو فریقین کو منظور ہو دینے کیلئے تیار ہوں۔“ (۲۹)

احمدی نام کی وجہ:

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ قادیانی یا مرزائی اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں اور عام طور پر یہ تاثر دیتے ہیں کہ وہ غلام احمد سے نسبت کی وجہ سے احمدی کہلاتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کی آیت اسمہ احمد کے مصداق ان کے غلام احمد ہی تھے یہ بات درست نہیں۔ مورخ احمدیت دوست محمد شاہد لکھتے ہیں کہ! ”پنجاب میں لوگ ہمیں مرزائی کہتے ہیں اور ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں قادیانی کے نام سے پکارتے ہیں لیکن ۱۹۰۱ء کی سرکاری مردم شماری میں یہ فرق اپنا تشخص برقرار رکھے ہوئے اندراج کروانا چاہتا تھا اس لیے مرزا صاحب نے اسے احمدی قرار دیا۔“ (۳۰)

یہ اعلان مرزا صاحب نے ۴ نومبر ۱۹۰۰ء کو اشتہار واجب الاظہار کے ذریعے سے کیا۔ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے ایک محمد ﷺ دوسرا احمد ﷺ۔۔۔ اسمہ احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اسمہ احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسمہ محمد کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی لیکن یہ پوشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جسکے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام احمد یہ رکھا جائے۔“ (۳۱)

۱۲۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ایک اور مولوی صاحب آئے اور انہوں نے یہ سوال کیا کہ خدا نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے آپ نے اپنے فرقہ کا نام احمدی کیوں رکھا ہے؟ حضور؟ نے اس سوال کے جواب میں مفصل تقریر فرمائی اور بتایا کہ جو لوگ اسلام کے نام سے انکار کریں یا اس نام کو عار سمجھیں ان کو تو میں لعنتی کہتا ہوں میں کوئی بدعت نہیں لایا جیسا کہ حبلی، شافعی وغیرہ نام تھے ایسا ہی احمدی بھی نام ہے بلکہ احمدی کے نام میں اسلام اور اسلام کے بانی احمد ﷺ کیساتھ اتصال ہے۔ آجکل اس قدر طوفان زمانہ میں کہ اول آخر کبھی نہیں ہوا۔ اس واسطے کوئی نام ضروری تھا خدا کے نزدیک جو



مسلمان ہیں وہ احمدی ہیں۔“ (۳۲)

رسول ہی رسول:

نبوت و رسالت کے بارے میں مرزا غلام احمد کے قبیحین کے خیالات اب یہی نہیں کہ ایک ظلی یا بروزی آگیا اور بس یا کچھ اور ظلی بروزی نبی بھی آئیں گے مگر وہ حقیقی نبی نہیں ہوں گے بلکہ مرزا صاحب کے صاحبزادہ صاحب خلیفہ دوم سے ۱۹۲۷ء میں سوال کیا گیا کہ کیا آئندہ بھی نبیوں کا آنا ممکن ہے تو انہوں نے کہا: ”ہاں قیامت تک رسول آتے رہیں گے جب تک بیماری ہے تب تک ڈاکٹر کی بھی ضرورت ہے۔“ (۳۳)

الہامات:

اس رسول ہندی پر الہامات بھی بہت ہوئے۔ خداوند قدوس نے تو فرمایا تھا وہاں ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ ہم نے ہر رسول پر صرف اسکی قوم کی زبان میں وحی کی لیکن مرزا صاحب پر زیادہ توحی عربی میں نازل ہوئی اگرچہ خود انہوں نے یہ کہا تھا! ”یہ بالکل لٹخا اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اسکو کسی اور زبان میں ہو۔“ (۳۴) بیشتر الہامات اس قسم کے ہیں کہ قرآنی آیات میں کچھ تحریف کر کے مرزا صاحب ولا الہام بن گیا۔ کچھ الہامات معنوی لحاظ سے عجیب و غریب ہیں مثلاً انت منی بمنزلہ ولدی تو مجھ سے بیٹے کی بجائے۔ اس سوال کے جواب میں کہ اس الہام کے معنی کیا ہیں قادیانی حضرات کا موقف ہے کسی کو بیٹے کی بجائے کہنا پیار کے اظہار کیلئے ہوتا ہے ورنہ خود مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ خدا بیٹوں سے پاک ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبل مجاز اور استعارہ میں ہے۔“ (۳۵)

قرآن پاک میں تحریف کرتے ہوئے مرزا صاحب کے خدا نے بعض جگہوں پر زبان غلط کر دی ہے یا آدم اسکن تو قرآن نے کہا تھا مرزا صاحب کا الہام میں مخاطب عورت ہوگئی لیکن فعل مذکر ہی رہا یا مریم اسکن (۳۶) اور مرزا صاحب کا خدا تو کوئی سی زبان بھی صحیح استعمال نہیں کرتا۔ چند الہامات ملاحظہ ہوں!

بہت سے سلام تیرے پر ہوں (۳۷)

"We can what we will do"

"GOD is coming by his army"

"He is with you to kill enemy" (۳۸)

ایک الہام یہ تھا!

”چون دور خسروی آغاز کرد“ مسلمان را مسلمان باز کرد“

مرزا صاحب خود اس کی تشریح میں کہتے ہیں! ”دور خسروی سے مراد اس عاجز کا عہد دعوت ہے مگر اس جگہ دنیا کی بادشاہت مراد نہیں بلکہ آسمانی بادشاہت مراد ہے جو مجھ کو دی گئی ہے۔“ (۳۹) مسیح موعود:

قارئین کرام جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بالاقط مختلف دعوے کیے ہیں یوں اپنی وفات سے کوئی ۱۸ برس پہلے ان پر یہ انکشاف ہوا کہ جس مسیح ابن مریم کے آنے کی خبر تھی وہ خود ہیں انکے سوانح نگار عبدالقادر لکھتے ہیں! ”۱۸۹۰ء کے اواخر میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس امر کا انکشاف فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے جس ابن مریم کے آنے کی خبر دی تھی وہ تو ہی ہے پہلا مسیح آسمان پر خاکی جسم کیساتھ ہرگز زندہ نہیں بلکہ وہ دیگر انبیاء کی طرح فوت ہو چکا ہے۔“ (۴۰)

۲۵ مئی ۱۹۰۸ء وفات سے ایک ماہ قبل مرزا صاحب نے اپنی آخری تقریر کے آخر میں فرمایا! ”عیسیٰ کو مرنے دو کہ اس میں اسلام کی حیات ہے ایسا ہی عیسیٰ موسوی کے بجائے عیسیٰ محمدی آنے دو کہ اس میں اسلام کی عظمت ہے۔“ (۴۱)

اس طرح مرزا صاحب مسیح موعود بن بیٹھے اور اسے قرآن سے ثابت کرنے کی خاطر لکھا! ”اور یہ کہنا کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا کہیں ذکر نہیں یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ۔۔۔ صریح طور پر فرمادیا کہ آخری زمانہ میں جبکہ آسمان اور زمین میں طرح طرح کے خوفناک حوادث ظاہر ہوں گے وہ عیسیٰ پرستی کی شامت سے ظاہر ہوں گے اور دوسری طرف یہ بھی فرمادیا ”ما کنا معذین حتیٰ نبعث رسولاً پس اس سے مسیح موعود کی نسبت پوشنگوئی کھلے کھلے طور پر قرآن شریف سے ثابت ہوتی ہے۔“ (۴۲)

مرزا صاحب کیا نہیں:

مرزا صاحب اپنے دعووں میں بڑے منہ زور واقع ہوئے ہیں انہوں نے اپنے آپ کو نبی کہا تو پھر کوئی ایسا نبی چھوڑا جس کا نام انہیں یاد آتا تھا وہ اس کا سبکی خود بننے جاتے تھے۔

میں کبھی آدم کبھی عیسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں سلیمان ہیں میری پیشمار (۴۳)

حقیقۃ الوحی میں مرزا صاحب نے اپنے آپ کو آدم، شیث، نوح، ابراہیم، اسحاق، اسماعیل، یعقوب، یوسف اور حضور ﷺ کا منظر اتم کہا ہے۔ (صفحہ ۷۲) کہتے ہیں! ”جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیے گئے ہیں اور ہر



ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو رد کو پال بھی کہتے ہیں اسکا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔۔۔ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ“۔ (۳۳)

مہدی معبود:

مرزا صاحب کے دعووں کی زد سے جب کرشن نہ بچ سکا تو وہ مہدی ہونے کا دعویٰ کیوں نہ کرتے چنانچہ وہ مسیح موعود کیساتھ مہدی معبود بھی بن گئے۔

۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء کو ایک مقدمے کے سلسلے میں جہلم پیش ہوئے تو خدام کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا: ”مسلمانوں کے تمام فرقے مہدی کے منتظر ہیں مگر مہدی تو بہر حال ایک شخص ہی ہونا تھا اور وہ میں ہوں۔“ (۳۵) اگر میں شیعوں سے کہوں کہ میں تمہارا مہدی ہوں جو کچھ تمہاری روایات میں درج ہے وہ درست ہے اور اسی طرح سنیوں اور وہابیوں کو بھی کہوں تاکہ سب مجھ سے راضی ہو جائیں تو یہ ایک منافقت ہے انکو اتنا معلوم نہیں کہ مہدی کا نام حکم عدل ہے وہ تو سب فرقوں کا صحیح فیصلہ کرے گا جسکی غلطی ہوگی اسکو بتائے گا تب وہ سچا ہوگا بس یہی وجہ ہے کہ سب فرقے دشمن ہو گئے ورنہ ہم نے انکا اور کیا قصور کیا ہے۔“ (۳۶) ۱۱۹ اپریل ۱۹۰۳ء کو مرزا صاحب نے کہا: ”جس مہدی کو لوگ مانتے ہیں وہ شکلی ہے اور اسکی نسبت احادیث میں بہت تعارض ہے لیکن ہمارا دعویٰ اس مہدی کا ہے جس کی نسبت کوئی شک نہیں۔“ (۳۷)

کسی شخص نے سوال کیا کہ شیعہ اصحاب کہتے ہیں کہ امام مہدی غار سے نکلیں گے اور وہ محمد بن حسن عسکری ہیں۔ قادیانیوں نے جواب شائع کیا محمد بن عسکری وفات پا چکے ہیں بزرگوں کی ایک جماعت کی کوہی شیعہ و سنی لڑچر میں آئی ہے کہ انہوں نے محمد بن حسن عسکری کی وفات پر ان کا جنازہ پڑھا اور انہیں مدینہ الرسول میں کفنا کر دفن کیا گیا انکو اور بعض دوسرے ائمہ کو قبل از وقت جلد بازی میں مہدی قرار دیا گیا امام مہدی نے آخر زمانہ میں غلبہ نصاریٰ کے وقت پیدا ہونا تھا وہی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام ہیں جو محمد بن حسن عسکری کے بھی بروز ہیں۔“ (۳۸)

مسیح و مہدی:

مرزا غلام احمد صاحب نے اس بات پر بہت زور دیا کہ مسیح اور مہدی اصل میں ایک ہی شخص ہے اور وہ خود ہی ہیں (حالانکہ اپنے تمام دعووں کے پیش نظر انہیں یہ کہنا چاہیے تھا کہ ہزار ہا انبیاء اور دوسرے مذاہب کے سب اوتار و غیرہ ایک ہی شخصیت تھے) کہتے ہیں: ”ان دونوں اندرونی اور بیرونی عظیم الشان قوتوں کی اصلاح کے لیے آنحضرت

ﷺ کو ساتھ ہی یہ بشارت ملی کہ ایک شخص آپ کی امت میں سے مبعوث کیا جائے گا جو بیرونی فتنہ اور صلیبی مذہب کی حقیقت کو توڑ دینے والا ہے اور اسی لحاظ سے وہ مسیح ابن مریم ہوگا اور اندرونی تفرقوں اور بے راہ رویوں کو دور کر کے ہدایت کی سچی راہ پر قائم کرے گا اس لیے مہدی کہلائے گا۔ (۳۹) نیکی کے بھی دو روز ہیں اندرونی لحاظ سے مہدی اور بیرونی لحاظ سے مسیح ابن مریم۔۔۔ مسیح اور مہدی دراصل ایک ہی شخص ہیں اور اسکے دو ہی نام ہیں جو اس کی دو مختلف حیثیتوں کو ظاہر کرتے ہیں جو دفع شر اور افاضہ خیر ہیں۔ (۵۰)

مورخ احمدیت دوست محمد شاہد لکھتے ہیں! ”مرزا صاحب نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو خدا تعالیٰ کے حکم سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور ۱۳۰ھ میں خدا کے اذن سے مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا اعلان کیا۔ (۵۱) ۱۹۰۳ء میں فرقہ بابیہ بہائیہ کے حکیم مرزا محمود ایرانی لاہور آئے اور مرزا غلام احمد قادیانی سے بحث و مناظرہ کرنا چاہا تو روزنامہ بیہ اخبار لاہور میں مرزا قادیانی کے بارے میں چھپا کو آپ نے ساتھ مسیح موعود کے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور خود کو مہدی اصلی ہونے کیساتھ مسیح کا صرف مثیل قرار دیا ہے مگر لوگ آپ کے ادعائے مہدویت پر اتنی توجہ نہیں کرتے جتنی کہ مسیحیت پر کر رہے ہیں۔ درآنجانیکہ علماء کے نزدیک مہدی آخر الزمان کی فضیلت مسیح موعود پر ثابت ہے۔ (۵۲)

مرزا بشیر الدین محمود احمد کہتے ہیں! ”حضرت مرزا غلام احمد کا دعویٰ تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خلق اللہ کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا ہے اور یہ کہ آپ وہی مسیح ہیں جن کا ذکر احادیث میں آتا ہے اور وہی مہدی ہیں جن کا وعدہ اسٹنر حضرت ﷺ کے ذریعہ دیا گیا ہے۔ (۵۳)

اس وقت کا مصلح مسیح موعود اور مہدی معہود کے سوا اور کوئی نہیں اور یہ چونکہ مسیح موعود ہونے کے مدعی صرف بانی سلسلہ احمدیہ ہیں اس لیے ان کے دعویٰ کو رد کرنا کو یا خدا تعالیٰ کی سنت کا ابطال اور رسول کریم ﷺ کے اقوال کی ہنگ ہے۔ (۵۴)

مہدی معہود ہونے کے مدعی مرزا غلام احمد کہتے ہیں! ”میں یہ پیش کوئی کرتا ہوں کہ میرے بعد قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہیں آئے گا جو جنگ اور خونریزی سے دنیا میں ہنگامہ برپا کرے۔ اور خدا کی طرف سے ہو اور نہ کوئی ایسا مسیح آئے گا جو کسی وقت آسمان سے اترے گا ان دونوں سے ہاتھ دھولو۔۔۔ جو شخص آنا تھا وہ آپکا وہ میں ہوں جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا۔ (۵۵)

امام حسین رضی اللہ عنہ سے افضل:



مرزا صاحب کے ظلی اور مردوزی نبی پھر حقیقی نبی ہونے مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تفصیلی ذکر آچکا ہے۔ اب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر مرزا صاحب کی فضیلت کا حوالہ بھی سن لیں مرزا صاحب کا مشہور شعر ہے

کر بلا بخت سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم (۵۶)

مسلمانوں کے پیہم تعاقب کے باعث اب قادیانیوں نے اس کی تاویلات کرنا شروع کر دیں ہیں اس میں بانی سلسلہ احمدیہ نے لطیف پیرایہ میں اپنی مشکلات کا ذکر فرمایا ہے۔ شعر کا سادہ مفہوم یہ ہے کہ میں ہر آن کر بلاؤں سے گزرتا ہوں اور حسین کی طرح سینکڑوں مشکلات میں گھرا ہوا ہوں۔ (۵۷)

آئیے مرزا صاحب کے ارشادات کو جانچتے ہیں کہ آیا ان کے نزدیک اس شعر کے یہی معنی ہیں جو ان کے پیروکار بیان کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں یا ان کی مراد کچھ اور ہے مرزا کہتے ہیں! ”افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ نبیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں ان سے تو زید بنی اچھا رہا جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے انکو آنحضرت ﷺ کا بیٹا کہنا قرآن پاک کی نص صریح بخلاف ہے جیسا کہ آیت ہا کان محمد ابا احد من رجالکم سے سمجھا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رجال میں سے تھے۔ عورتوں میں سے تو نہیں تھے۔ حق تو یہ ہے کہ اس آیت نے اس تعلق کو جو امام حسین کو آنحضرت ﷺ سے بوجہ پسر و دختر ہونے کے تھا نہایت ہی ناجیز کر دیا ہے خدا نے اور اسکے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا اور تمام خدا کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اسکو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو اس سے کیا نسبت ہے؟“ (۵۸) اسکے بعد قصیدہ اعجازیہ مرزا صاحب کا خاص الہام ہے۔ (۵۹) اسکے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے!

وقالو علی الحسین فضل نفسه اقول نعم واللہ ربی سیظہم

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا میں کہتا ہوں کہ ہاں اچھا سمجھتا ہوں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا۔

واما حسین فاذا کروا دشت کریلا الیٰ ہذا الایام فتبکون فانظروا

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر حسین پس تم دشت کر بلا کو یاد کر لو اب تک تم روتے ہو

وانی قتیل الحب ولكن حسینکم قتیل العدو فالفرق اجلی واظہر

اور میں محبت کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے (۶۰)

۸ جنوری ۱۹۰۳ء کو ریاست مالیر کوئٹہ کے مشیر اعلیٰ نے مرزا صاحب سے مختلف سوالات کئے ایک سوال کے جواب میں مرزا صاحب نے کہا! ”میرے اس دعوئی پر کہ میں امام حسین سے افضل ہوں شور مچایا جاتا ہے لیکن اگر پوچھا جاوے کہ آنیوالا مسیح حسین سے افضل ہے یا نہیں تو اسکا کیا جواب ہے؟“ مشیر اعلیٰ نے پوچھا پھر آپ کے نزدیک کیا ہے؟۔ مرزا صاحب نے کہا! ”خدا تعالیٰ نے تو مجھے یہی بتایا ہے کہ میں افضل ہوں۔“ (۶۱)

کربلا نیست سیر ہر آنم والے شعر کی تشریح میں میاں بشیر الدین محمود احمد لکھتے ہیں! ”لوگ اسکے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا میں حسین کے برابر ہوں لیکن میں کہتا ہوں اس بڑھ کر اسکا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔“ (۶۲)

جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کا جواب دینے والے منافقت مآب توجہ فرمائیں کہ خود ان کے نبی صاحب کیا کہتے ہیں! ”وہ لوگ جو میری اس بات سے کہ میں امام حسین سے افضل ہوں گھبراتے ہیں بجائے اسکے کہ مجھ پر اعتراض کریں صاف طور پر میرے مقابلہ میں آئیں میں ان سے پوچھوں گا کہ جس قسم کے نشانات میں اپنی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کے پیش کرتا ہوں اس قسم کے نشانات تم بھی پیش کرو اور پھر اسی قدر تعداد دکھاؤ میں مرثیہ نہیں سنوں گا بلکہ نشانات کا مطالبہ کروں گا جس کو حوصلہ ہے اور جو امام حسین کو سجدے کرتے ہیں وہ ان کے خوارق اور نشانات کی فہرست پیش کریں اور دکھائیں کہ کس قدر لوگ ان واقعات کے کواہ ہیں اس مقابلہ میں یقیناً یہ ماننا پڑے گا کہ واقعات میں قافیہ تنگ ہے۔ مبالغہ سے ایک بات کو پیش کر دینا اور ہے اور حقیقی طور سے واقعات کی بناء پر اسے ثابت کر دکھانا مشکل ہے۔“ (۶۳)

### حواشی و حوالہ جات

۱۔ عبدالقادر سابق سوداگر مل، حیات طیبہ مسجد احمدیہ لاہور ایڈیشن دوم ۹۶ ص ۱

۲۔ ایضاً ص ۱۲

۳۔ الیاس برنی پروفیسر محمد، قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ شیخ محمد اشرف تاجر کتب خانہ لاہور

۴۔ غلام احمد قادیانی مرزا، حقیقۃ الوحی ص ۲۷

۵۔ غلام احمد قادیانی مرزا، ملفوظات جلد اول ص ۳۳۲

۶۔ ملفوظات جلد پنجم ص ۲۹۰



۷۔ اسد اللہ قریشی محمد (مرتب) جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ۔ ۱۹۷۳ء ص ۹ (قادیانی اپنے آپ کو احمدی اور اپنی جماعت کو جماعت احمدیہ کہتے ہیں۔ وجہ تسمیہ اپنے مقام پر آئے گی)

۸۔ دوست محمد شاہد، تاریخ احمدیت جلد سوم ادارۃ المصنفین ربوہ سن، ص ۱۸۹

۹۔ شہار ایک غلطی کا ازالہ مشمولہ الحکم قادیان، ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء ص ۵۔ ۷

۱۰۔ دوست محمد شاہد تاریخ احمدیت جلد سوم ص ۱۹۲ (حاشیہ میں یہ وضاحت بھی ہے کہ پہلے ۱۹۰۰ء میں مولوی عبدالکریم اپنے خطبات جمعہ میں اس کا اظہار کرتے رہے ۱۷ اگست ۱۹۰۰ء کے خطبے میں مولوی صاحب نے مرزا صاحب کو مرسل ثابت کیا اور انفرق بین احد متہم والی آیت ان پر چسپاں کی جسے مرزا صاحب نے پسند کیا۔

۱۱۔ بشیر الدین محمود احمد میاں حقیقۃ النبوة ص ۱۲۱

۱۲۔ الوصیۃ بحوالہ صداقت حضرت مسیح موعود تقریر از جلال الدین شمس مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ ایڈیشن چہارم مئی ۱۹۸۳ء ص ۱۰۳، ۱۰۵

۱۳۔ غلام احمد قادیانی مرزا ضمیمہ برائین احمدیہ حصہ پنجم طبع اول ص ۱۸۱

۱۴۔ غلام احمد قادیانی مرزا، ازالہ اوہام جلد اول تالیف ۱۸۹۱ء ص ۱۳۸

۱۵۔ چشمہ معرفت ص ۳۲۳ (بحوالہ آیت خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ کا مسلک مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ سن، ص ۷

۱۶۔ افضل قادیان ۱۲۹ پرل ۱۹۲۷ء جلد ۱۳ نمبر ۸۵

۱۷۔ غلام احمد قادیانی مرزا حقیقۃ الوحی ص ۷۲

۱۸۔ غلام احمد قادیانی مرزا کشتی نوح ص ۲۳

۱۹۔ غلام احمد قادیانی مرزا ملفوظات جلد ششم ص ۱۲۲

۲۰۔ اخبار افضل قادیان ۲۶ جنوری ۱۹۱۶ء

۲۱۔ غلام احمد قادیانی مرزا ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۹

۲۲۔ بشیر الدین محمود احمد میاں القول الفیصل ص ۱۲

۲۳۔ غلام احمد قادیانی مرزا تریاق القلوب ص ۱۳۷

۲۳۔ معلوم ہوتا ہے مرزا صاحب حساب میں بھی کمزور تھے۔ ۴۰ برس کے تھے جب ان پر وحی آنا شروع ہوئی ساٹھ برس سے کچھ زیادہ عمر کے ہوئے تو نبی بننے کی تیسویں سالگرہ کیسے ہو گئی؟۔

۲۵۔ غلام احمد قادیانی مرزا درخشین اردو مجموعہ کلام ص ۹۷

۲۶۔ اخبار الفضل قادیان ۱۳ مارچ ۱۹۳۶ء جلد ۳۳ شمارہ ۶۲

۲۷۔ الفضل قادیان ۷ دسمبر ۱۹۳۳ء

۲۸۔ بشیر الدین محمود احمد میاں انوار خلافت ص ۲۱

۲۹۔ الفضل قادیان ۱۹ اگست ۱۹۱۶ء جلد شمارہ ۲۲

۳۰۔ دوست محمد شاہد مولف تاریخ احمدیت جلد سوم ادارۃ المصنفین ربوہ ص ۱۶۱

۳۱۔ غلام احمد قادیانی مرزا تبلیغ رسالت جلد خیم ص ۹۱

۳۲۔ بدر ۳ نومبر ۱۹۰۵ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم ص ۳۳۱

۳۳۔ الفضل قادیان ۲۷ فروری ۱۹۲۷ء جلد ۱۳ شمارہ ۶۸

۳۴۔ غلام احمد قادیانی مرزا چشمہ معرفت ص ۲۰۹

۳۵۔ جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات ص ۳۹

۳۶۔ غلام جیلانی برق ڈاکٹر حرف محرمانہ طابع علمی پرنٹنگ پریس لاہور بار اول ۱۹۵۴ء ص ۲۳۳، ۳۲۵

۳۷۔ غلام احمد قادیانی مرزا حقیقۃ الوحی ص ۱۰۲

۳۸۔ براہین بحوالہ حقیقۃ الوحی ص ۳۰۳ (حاشیہ میں لکھا ہے چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے اور الہام الہی میں ایک سرعت ہوتی ہے اس لیے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا

تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا۔ حقیقۃ الوحی ص ۳۰۴

۳۹۔ تجلیات الہیہ ص ۳۰ بحوالہ ہماری ہجرت اور قیام پاکستان سید زین العابدین ولی اللہ شاہ ربوہ کی سالانہ جلسہ اپریل

۱۹۴۹ء میں تقریر دارالتجلید لاہور ص ۷۲

۴۰۔ عبدالقادر سابق سوداگر مل حیات طیبہ ص ۹۸

۴۱۔ تاریخ احمدیت جلد سوم ص ۵۴۶

۴۲۔ غلام احمد قادیانی مرزا اتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۳



۳۳۔ سدا اللہ قریشی محمد، جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات ص ۳۲

۳۴۔ غلام احمد قادیانی مرزا اتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵

۳۵۔ مرزا صاحب تو کہہ رہے ہیں کہ مہدی ایک ہی ہونا تھا وہ خود ان کی صورت میں ہو گیا لیکن ”طبورہ مرزا“ کچھ اور کہتا ہے انکے بیٹے اور خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود احمد کہتے ہیں رسول کریم ﷺ کی چوٹنگوئیوں سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ بھی کئی تغیرات ہوں گے مہدی کے متعلق جو چوٹنگوئیاں ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی مہدی ہوں گے۔ ان مہدیوں میں سے ایک مہدی تو خود حضرت مرزا صاحب ہیں اور آئندہ بھی کئی مہدی آسکتے ہیں۔ اخبار الفضل قادیان ۲۷ فروری ۱۹۲۷ء سیرت المہدی حصہ سوم ص ۱۶۹۔ ۱۷۰ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم ص ۲۷۶، ۲۷۷

۳۷۔ غلام احمد قادیانی مرزا ملفوظات جلد ششم ص ۳۲۳

۳۸۔ جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات ص ۳۳

۳۹۔ ملفوظات جلد اول ص ۳۳۵

۵۰۔ ملفوظات جلد اول ص ۳۵۱، ۳۵۵

۵۱۔ دوست محمد شاہد چودھویں صدی کی غیر معمولی اہمیت احمد اکیڈمی ربوہ ۱۹۸۱ء ص ۷۴، ۷۵

۵۲۔ روزنامہ پیسہ اخبار لاہور ۷ اگست ۱۹۰۳ء بحوالہ جواب لیکچر جناب قادیانی بہائی پبلشنگ کمپنی نیو دہلی چوتھا ایڈیشن

۱۹۳۶ء ص ۱۳، ۱۴

۵۳۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد دعوت الامیر الشریکۃ الاسلامیہ رجسٹرڈ ربوہ ص ۳۸

۵۴۔ دعوت الامیر ص ۹۹

۵۵۔ غلام احمد قادیانی مرزا مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص ۵۲۰

۵۶۔ غلام احمد قادیانی مرزا اور تئمن مجموعہ کلام ص ۲۸۷

۵۷۔ جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات ص ۳۲

۵۸۔ غلام احمد قادیانی مرزا نزول المسیح ص ۲۳۵ تا ۵۰

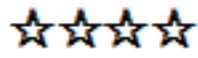
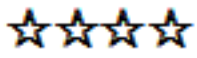
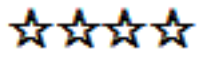
۵۹۔ برنی پروفیسر محمد الیاس قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص ۸۷۹

۶۰۔ غلام احمد قادیانی مرزا، اعجاز احمدی ص ۵۲، ۶۹، ۸۱

۶۱۔ ملفوظات جلد ششم ص ۲۸۳

۶۲۔ اخبار الفضل قادیان ۲۶ جنوری ۱۹۳۶ء خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ

۶۳۔ غلام احمد قادیانی مرزا المخطوطات جلد ششم ص ۲۰۳





## قادیانائزیشن

شیرابوطالب

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جو نظریہ، فکر اور سوچ حقانیت اور سچائی پر مبنی ہو ہمیشہ اس کے خلاف سازشوں اور قوتوں کا آغاز کیا جاتا ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا یہ ایمان ہے کہ اسلام دنیا کا سب سے سچا مذہب اور مکمل ضابطہ حیات ہے جس کی حقانیت اور صداقت پر کوئی شک و شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ دین اسلام کے اس انقلابی اور انسانیت کی فلاح پر مبنی پیغام کے باعث اول روز سے اسکے خلاف قوتوں اور سازشوں کا آغاز کر دیا گیا۔ چونکہ مسلمانوں کے عشق کا مرکز و محور ذاتِ مصطفیٰ ﷺ ہے اسی لیے دشمنانِ اسلام کے لیے یہ ضروری تھا کہ اگر وہ اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے قلبِ مسلم سے عشقِ رسول ﷺ کو ختم کیا جائے کیونکہ

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی

روحِ محمد ﷺ اسکے بدن سے نکال دو

یہی وجہ ہے کہ جب اسلام دشمنوں نے اسلام کے مقابل قوتوں کو پروان چڑھانے کا فیصلہ کیا تو ان کے مکروہ عزائم کا نشانہ ذاتِ پاکِ مصطفیٰ ﷺ ہی بنی۔ ان قوتوں کے لیے ازل سے اب تک کئی گستاخانِ مصطفیٰ ﷺ سامنے آئے مگر عشاقِ مصطفیٰ ﷺ نے ہر دور میں ان کا مقابلہ کیا کبھی ابو جہل تو کبھی مسلمہ کذاب، کبھی سلمان رشدی تو کبھی ڈنمارک کے اخبارات، غرض کہ ہر دور میں اسلام کے مقابل آنے والے چہرے تو مختلف تھے مگر ان کے پیچھے ان شدت پسند یہودی، عیسائی اور بت پرستوں کا ہی چہرہ چھپا تھا جو روحِ زمین پر مسلمانوں کے وجود کو کوارا کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ان قوتوں اور فتنہ پروروں میں ایک نام طلحون "مرزا غلام قادیانی" کا ہے جس نے آج سے کم و بیش ایک سو سال پہلے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے فتنہ قادیانیت کی بنیاد رکھی اور مسلمہ کذاب کی اولاد ہونے کا ثبوت دیا اور غلامانِ محمد ﷺ کو اذیت دینے کے لیے دشمنانِ محمد ﷺ سے مال و متاع بٹورا لیکن آج تک مسلمانانِ عالم اس فتنے کا مردانہ وار مقابلہ کر رہے ہیں۔

قادیانیوں کا اصل مقصد جہاں مقامِ مصطفیٰ ﷺ کو گھٹانا ہے وہاں یہ گروہ کسی طور اسلام اور پاکستان کا بھی حامی نہیں رہا۔ قادیانی ہمیشہ سے اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں اور اسی نظریہ کی تکمیل کی کوشش کر رہے ہیں تا کہ یہودی طرز پر قادیانی ریاست کی راہ بھی ہموار کی جاسکے یہی وجہ ہے کہ ان کے مضبوط مراکز فل ایب (اسرائیل)، بھارت، لندن، فرینکفرٹ (جرمنی) اور نیویارک (امریکہ) میں قائم ہیں۔ اپنی علیحدہ ریاست کے قیام تک قادیانی اسی کوشش

میں لگے ہیں کہ انہیں پاکستان میں وہی مقام حاصل ہو جائے جو امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہے۔ قادیانی گروہ نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ وہ مسلمانوں کی طرح رہیں، مسلمانوں جیسی عبادت گاہیں قائم کریں اُس عبادت گاہ کا نام بھی مسجد رکھیں اور اپنے نام بھی مسلمانوں کے ناموں کی مثل رکھیں تاکہ دنیا کو دھوکہ دیا جاسکے کہ قادیانی غیر مسلم نہیں بلکہ مسلمان ہی ہیں۔ اسکے علاوہ قادیانی گروہ ہمیشہ اس تاک میں رہتا ہے کہ اُسے پاکستان کے حساس اداروں کے اہم ترین عہدے میسر آسکیں جس کا آغاز چوہدری ظفر اللہ قادیانی، ڈاکٹر عبدالسلام اور ایم ایم احمد قادیانی سے ہوا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ یہ بات بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ چوہدری ظفر اللہ قادیانی نے قائد اعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ تک نہیں پڑھی بلکہ غیر مسلم سفارتکاروں کے ساتھ ہاتھ باندھ کر پیچھے کھڑا رہا اسی طرح ڈاکٹر عبدالسلام نے بھی کئی موقعوں پر قائد اعظم اور پاکستان کے خلاف بھرپور ہرزہ سرائی کر کے پاکستان دشمنی اور انگریز دوستی کا ثبوت دیا۔ 1970ء کی دہائی میں حکومت پاکستان کے اسلامی تبلیغی فنڈ زبد قسمتی سے ایم ایم احمد قادیانی کے ذریعے تقسیم ہوتے تھے اور ہر مرزائی قادیانی براہ راست ایم ایم احمد کی اجازت سے اسٹیٹ بینک پہنچتا اور بڑی آسانی سے زیر مبادلہ حاصل کر لیا کرتا تھا۔ آج بھی اس کے اعداد و شمار اسٹیٹ بینک سے حاصل کیے جاسکتے ہیں یعنی جو فنڈز اسلام کی تبلیغ پر خرچ ہونا تھے وہ قادیانیت کی ترویج و اشاعت کے لیے استعمال ہوتے رہے جس کا ذمہ دار ایم ایم احمد قادیانی تھا۔ یہاں یہ بھی بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ملک کو دو لخت کرنے کے بھی اصل ذمہ دار قادیانی ہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مشرقی پاکستان کے مسلمان ایم ایم احمد قادیانی سے سخت نفرت کیا کرتے تھے جو بجٹ میں مالیاتی تقسیم سے لے کر داخلی معاملات تک ہمیشہ وہاں کی عوام کے ساتھ نا انصافی اور زیادتی کرتا رہا جس سے ہمیں اس عظیم سانحے سے دوچار ہونا پڑا۔ ان اہم عہدوں پر متعین ہونے کے بعد قادیانی امریکی یہودی مشن کی بحکیل کے لیے ہر اول دستے کا کردار ادا کرتے ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ امریکی وزارت خارجہ نے کچھ عرصے پہلے تک اپنی official web site پر جن قوانین پاکستانی کو تبدیل کرنے کے لیے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا تھا ان میں سے ایک قانون یہ بھی تھا کہ "قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بجائے انہیں مسلمان ہی تسلیم کیا جائے۔"

ذرا غور کیجیے کہ برطانیہ جیسے مہنگے ترین ملک میں جہاں ایک ٹی وی چینل کو دیکھنے کے لیے ماہانہ 15 پاؤنڈ (=Rs.2200) ادا کرنے پڑتے ہیں وہاں قادیانیوں کا ٹی وی چینل MTA بالکل مفت دیکھا جاسکتا ہے اور حکومت برطانیہ اسے مفت صرف اس لیے پیش کر رہی ہے کیونکہ قادیانی مسلمانوں کو دشمن اور غیر مسلموں کے دوست ہیں۔ قادیانی ٹولہ ہمیشہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں اور ملت مسلمہ کا اتحاد کو نقصان پہنچانے کی کوششوں میں مصروف عمل رہتا ہے جس کے



لیے فرقہ واریت لسانیت اور عصبیت کے نام پر مسلمانوں کو آپس میں لڑایا جاتا ہے اور اس بات کے واضح ثبوت موجود ہے کہ ان تمام فسادات کی پیچھے قادیانیوں کا ہی ہاتھ ہے۔ اب آئیے یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ عقیدہ ختم نبوت کیا ہے؟ اور ہم مسلمان مرزا غلام قادیانی اور اس فتنے کے خلاف کیوں علم جہاد بلند کیئے ہوئے ہیں؟ قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ میں واضح طور پر یہ کہ دیا گیا ہے کہ "(اے لوگو) حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے (سب سے آخری نبی) ہیں اور اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے۔" (پارہ 22 سورہ الاحزاب آیت 40)

اللہ تعالیٰ کے واضح ارشادات کے بعد درج ذیل احادیث کے ذریعے عقیدہ ختم نبوت کو زیادہ بہتر طریقے سے سمجھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا اور مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی" (صحیح مسلم ج 1، جامع ترمذی ج 1 ص 188)۔ ایک اور جگہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "بے شک رسالت و نبوت ختم ہو گئی تحقیق میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ ہی نبی۔" (جامع ترمذی ج 2 ص 51) اس کے علاوہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔" (جامع ترمذی ج 2 ص 209)

یہاں مختصر قرآن و حدیث کی روش سے عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت ہو گئی ایسی کئی سومزید آیات اور احادیث اس نقطے کی دلیل کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں اس کے علاوہ ایسی روایات بھی موجود ہیں جو مستقبل میں عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ممکنہ فتنوں اور فتنہ پرستوں کی نشاندہی بھی کرتے ہیں چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بہت سے جھوٹے دجال نکل آئیں گے جو (30) کے قریب ہو گمان میں سے ہر ایک رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کریگا" (صحیح بخاری ج 2 ص 1054)

یاد رہے کہ مسلمہ کذاب نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو امیر المومنین خلیفہ رسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نتائج کی پرواہ کیے بغیر اس کے خلاف لشکر کشی کی اور اس ملعون کو موت کے گھاٹ اتار کر چین کا سانس لیا۔ بے شک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شہید ہوئے جن میں سینکڑوں حقاظر قرآن صحابہ کرام بھی شامل تھے۔ یہ نگاہ صدہیت تھی کہ آپ نے اتنے بڑے نقصان کے باوجود اس فتنے کو ختم کرنا ضروری سمجھا کیونکہ آپ دیکھ رہے تھے کہ اگر اس جھوٹی نبوت کے فتنے کو دفن نہ کیا گیا تو امت محمدی سینکڑوں امتوں میں بٹ جائے گی اور ہر امت کا اپنا نبی

ہوگا اور ہر اُمت اُس جھوٹے نبی کی شریعت کو اپنائے گی۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ مسئلہ کذاب آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کا منکر نہیں تھا بلکہ وہ اپنے دعوئی نبوت کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی رسالت کو بھی تسلیم کرتا تھا۔ آج بھی مرزا قادیانی کے پیروکار عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے حضور پر نور ﷺ کی ذات سے متعلق بظاہر ایسے ہی مثبت ردِ عمل کا اظہار کرتے ہیں لیکن مندرجہ بالا روایتوں اور قرآنی آیات کی روشنی میں تمام مکاتب فکر کے مستند علماء کرام نے یہ ثابت کیا کہ حضور کو آخری نبی نہ ماننے والا اور خود کے لیے نبوت کا دعوئی کرنے والا کافر ہے۔ یہی نہیں بلکہ جو قادیانی کو کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے یہاں تک کہ بعض حید علماء کے نزدیک قادیانیوں کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے والا اور ان کے لیے دُعا سے مغفرت کرنے والا بھی اپنے آپ کو دائرہ اسلام سے خارج ہی سمجھے۔ اسی نقطہ کی بنیاد پر سعودی عرب میں مرزائیوں اور قادیانیوں پر مکمل پابندی ہے اور اگر حکومت کے علم میں یہ بات آجائے کہ فلاں شخص قادیانی ہے اور وہ قادیانیت کی تبلیغ کر رہا ہے تو اُسے فوراً گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تحریروں کے ذریعے مسلمانانِ عالم کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ذیل میں اپنے بارے میں اُس کے اپنے خیالات کی مختصر جھلک پیش کی جا رہی ہے جس سے اُس ملعون کی ذہنی گندگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے مرزا غلام قادیانی کہتا ہے۔

1- میرا مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے بھی افضل ہے۔

(رسالہ عقائد مرزا میں اشتہار معیار الاخبار)

2- قرآن شریف خدا کی کتاب ہے اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔

3- میرا (مرزا قادیانی) کا نام اللہ نے اُمتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ (ازالہ اوہام)

4- جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے وہ خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہی اُس خدا کو

قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ (ضمیمہ انجام)

5- مرزا قادیانی نے حضور ﷺ کی معراج جسمانی کا بھی انکار کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فحش گالیاں بھی

دیں۔

ان تمام روایتوں کے باوجود بھی اگر کوئی ذی شعور مسلمان جو خود کے لیے اُمتِ محمدی اور عاشقِ رسول ﷺ ہونے کا

دعویدار ہے اور وہ اس فتنے کے خلاف خاموشی اختیار کیے ہوئے ہے اُس کے لیے حضرت پیر سید مہر علی شاہ کلڑوی

رحمۃ اللہ علیہ کا وہ خواب ہی کافی ہے جس سے متعلق آپ نے ملفوظاتِ مہر یہ (ص 65) میں لکھا کہ "میں نے خواب



میں دیکھا کہ ختمی مآب ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ مرزا قادیانی اپنی تاویلاتِ فاسدہ سے میری احادیث کو کلڑے کلڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ اس خواب کے بعد حضرت پیر سید مہر علی شاہ کلڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا اور آپ نے اپنی علمی و روحانی قوت سے اس ملعون کو ذلیل و رسوا کر دیا۔ اسی طرح سے تمام مسلک کے علماء کرام نے عقیدہ ختم نبوت کے لیے اپنی انتھک جدوجہد سے وارث الانبیاء ہونے کا حق ادا کیا جن میں قابلِ ذکر نام مولانا غلام دیگر ہاشمی، حضرت پیر مہر علی شاہ، مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی، علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی، پروفیسر الیاس برنی، پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، علامہ سید ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، مولانا سید خلیل احمد قادری، مولانا عبدالستار خان نیازی، ممتاز شیعہ عالم علامہ مظفر شمس، مفتی محمود، مولانا یوسف بنوری، پروفیسر غفور احمد، مفتی محمد حسین نعیمی، علامہ عبدالغفور ہزاروی، علامہ سید احمد سعید کاظمی، مولانا محمد سردار احمد قادری، علامہ سید محمود احمد رضوی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا محمد ذاکر، مولانا محمد علی رضوی، مولانا عبدالحق اور پھر خصوصاً قائدِ ملتِ اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے نہ صرف 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف قرارداد پیش کر کے انہیں آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دلوا دیا بلکہ یورپ، امریکہ، افریقہ اور کینیڈا سمیت دنیا بھر میں ختم نبوت کانفرنس منعقد کر کے قادیانیوں کا راستہ روک دیا۔ اگر یہاں خان عبدالولی خان، الہی بخش سومرو، چوہدری ظہور الہی، جناب شیر باز خان مزاری، جناب ذوالفقار علی بھٹو کا تذکرہ نہ کیا جائے تو یہ یقیناً نا انصافی ہوگی۔

محترم قارئین، آج کے حالات کے تناظر میں ہمیں اس پر غور کرنا چاہیے کہ پاکستان میں وہ کون سی قوتیں ہیں جو قادیانیوں کو ان کی سرگرمیاں اور تبلیغ جاری رکھنے کے لیے راسخ فراہم کر رہی ہیں، وہ کون سے صوبے کا کورز ہے جو معطل قادیانی تبلیغی طلباء کو دوبارہ یونیورسٹی میں بحال کرنے کے احکامات جاری کر رہا ہے، وہ کون سی سیاسی جماعت ہے جس کا قائد لندن میں انتقال کرنے والے قادیانی پیشوا کی نہ صرف نمازِ جنازہ میں شرکت کرتا ہے بلکہ اس کی مغفرت کی بھی دعا کرتا ہے، وہ کون سی قوت ہے جو کراچی سمیت ملک بھر بشمول آزاد کشمیر میں نہ صرف اہم عہدوں پر قادیانیوں کو متعین کر رہی ہے بلکہ نئی قادیانی آبادیاں بسائی جا رہی ہیں۔

آج کا مسلمان اور عشقِ رسول ﷺ کا دعویدار کیا کر رہا ہے؟ ہمیں دیگر سیاسی، مسلکی، معاشرتی، معاشی معاملات پر میڈیا کورج اور مارکیٹنگ نقطہ نظر سے ذرائع آمدنی و مالی فوائد کے حامل ایشوز پر تو بہت کچھ کرنے اور کہنے آتا ہے مگر اس اہم، حساس اور ایمانی معاملے پر ہمارے لب خاموش ہیں اور کہیں سے کوئی آواز نہیں آرہی حالانکہ پاکستان میں قادیانی سرگرمیاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں اور انہیں سرکاری کوارٹرز میں بسایا جا رہا ہے پولیس، وزارت

داخلہ اور اہم ایجنسیوں میں انہیں تعینات کیا جا رہا ہے۔ اس مضمون کے ذریعے حکومتِ وقت سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ قادیانی ٹی وی چینل کے نشریات روکنے کے لیے ان کا سٹیل ایٹ سسٹم جام کر دیا جائے، قادیانی ویب سائٹس کو بھی جام کیا جائے، ان کی عبادت گاہ کا نام مسجد رکھنے پر پابندی عائد کی جائے، پانچویں جماعت سے گریجویشن تک کی نصابی کتب میں عقیدہ ختم نبوت کا لازمی مضمون شامل کیا جائے، جس میں یہ واضح کیا جائے کہ حضور پر نور ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والا کافر ہے۔ کیونکہ میرے نزدیک اگر اگلے دس سال تک عالمِ اسلام اور بالخصوص پاکستان کو کسی نظر یہ سے خطرہ ہے تو وہ "قادیانائزیشن" ہے اس لیے پوری اُمتِ مسلمہ قادیانائزیشن کے خلاف اٹھ کھڑی ہو۔

فتح باب نبوت پہ بے حد دُرود ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

بے شک ہم اُمتِ محمدی ﷺ سب سے افضل اُمت ہیں اور ہم پر حضور پر نور ﷺ کو بڑا ناز تھا تو پھر آئیے اور مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے اپنی جان و مال کو قربان کرنے کا عہد کریں اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کریں۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



ختم نبوت

(تاریخی جھروکوں سے)

ختم نبوت ﷺ (تاریخی جھروکوں سے)

شیر حسین

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط  
وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

حدیث میں ہے:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنه واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ یقولون ہلا وضعت ہذہ اللبنۃ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین (بخاری شریف ج ۱/۳۵۳۵، مسلم: رقم: ۲۲۸۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا! میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے گھر بنایا پھر اس کو خوبصورت اور جمیل بنایا لوگ اسکے ارد گرد تعجب کرتے ہوئے طواف کریں اور وہ یہ کہیں یہ اعنٹ کیوں نہیں رکھی گئی پس حضور ﷺ نے فرمایا! وہ اعنٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب خاتم النبیین ج ۱ ص ۵۰۱)

۲) عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ارسلت الی الخلق کافۃ و ختم بہ النبیین۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور نبیوں کا خاتمہ مجھ پر ہوا۔ (صحیح مسلم ج ۱ کتاب المساجد ص ۲)

یہ حقیقت ہے کہ حضور سرور کائنات ختم الرسل ﷺ ہی آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہ آیا ہے اور نہ قیامت تک آسکتا ہے اگر کوئی دعویٰ نبوت کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ کافر ہے اسکا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں جب بھی کسی سر پھرے، طالع آزمایا نابکار اور فتنہ پرداز نے اپنے آپ کو نبی کہنے کی جرأت کی اسکو قتل کر دیا گیا انگریز کی غلامی کے دور میں ملت اسلامیہ کو جس طرح دوسرے کئی مصائب سے دوچار

تختِ ختمِ نبوت

(تاریخی تحریکوں سے)

ہونا پڑا اسی طرح ایک جھوٹی نبوت قائم کر کے اُمت میں انتشار پیدا کیا گیا۔ وہ مدعی نبوت بظاہر عیسائیت کا رد کرتا تھا۔ عیسائیوں سے مناظرے کرتا تھا۔ اسکے باوجود انگریز کا پرلے درجے کا وقادار تھا بلکہ انگریز کی شان میں اس نے ایسے تعریفی پمفلٹ لکھے کہ کوئی باغیرت مسلمان انکو پڑھنا بھی کوارا نہیں کرتا انگریز کی اسلام دشمنی اظہر من الشمس ہے جنہوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کا تختہ الٹ دیا سلطنت عثمانیہ کو پارہ پارہ کر دیا۔

الحمد للہ! مسلمان نبی مکرّم ﷺ کے عہد سے لیکر آج تک اسی عقیدے پر قائم ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اسلام کا دیا ہوا یہ نظام حیات بھی انہی کے صدقے سے ملا ہے انگریز اس وقت بھی مسلمانوں کو اسلام سے پھیرنے کی کوشش کر رہا ہے حالانکہ ایسے لوگوں کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو کذاب کو واصل جہنم کر دیا جب اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ مسلمان نبی اکرم ﷺ کی رسالت پر ایمان بھی رکھتا تھا اسکے باوجود ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسکو مرتد اور واجب القتل یقین کر کے اس پر لشکر کشی کی اسکو کفر کا دار تک پہنچا کر آرام کا سانس لیا۔

بر دور میں حق اور باطل نبرد آزما ہوا حق کامیاب ہوا اور باطل کو شکست ملی اسپر ہمارے علماء و مشائخ نے بہت کام کیا جو تحریری طور پر ہمارے اداروں اور ہماری لائبریریوں میں موجود ہے۔ وہ لوگ جو اسلام و حضور ختم مرتبت ﷺ کو اذیت دیتے رہے ہیں انکی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ اُمت محمدیہ ﷺ کے خلاف (لڑاؤ اور حکومت کرو) کی حکمت عملی رہی استعمال کی جائے۔ اسی ناپاک سازش کے تحت برطانوی ہند میں مرزا غلام احمد قادیانی جو کہ ایک فقیہ کا عہدہ سنبھالے ہوئے تھا سے دعویٰ نبوت کروایا گیا حضور خاتم النبیین ﷺ کی اس خاص صفت جلیلہ پر علماء و مشائخ نے رد عمل کا اظہار کیا اور آئینی طور پر ۱۹۳۷ء میں قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

اسی طرح اگر ہم پاکستان کی تاریخ پر بھی نظر دوڑائیں بقول علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب کے پاکستان کی بد قسمتی ہے کہ تقسیم ہند کے نتیجے میں قادیان (کوروا سپور سے) اٹھ کر یہ فتنہ تمام حشر سامانیوں کیساتھ پاکستان کے حصہ میں آیا اور برطانوی سامراج نے اپنی سرپرستی میں قادیان کے بدلے میں اس گروہ باطل کو انگریز کورز پنجاب کے ذریعہ سے ضلع جھنگ میں ربوہ موجودہ چناب نگر کی اراضی کوڑیوں کے دام دلا دی دوسری طرف ناعاقبت اندیش حکمرانوں جو اس فتنہ کے سیاسی نقصانات سے ناواقف تھے انہوں نے چودھری ظفر اللہ خاں قادیانی کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ نامزد کر دیا۔ خیال رہے قادیانی ٹولہ اول وقت سے ہی تقسیم ہند کے خلاف تھا اور آج بھی اس تقسیم کو ختم کرا کے اکھنڈ بھارت کے منصوبے پر عمل پیرا ہے اس تحریک سے دینی نقصان تو یہ ہوا کہ بعض نام نہاد دین سے ناواقف



تختِ ختمِ نبوت نمبر

(تاریخی تحریکوں سے)

مسلمان انگریز کی نوکری اور چھوکری کے چکر میں آکر مرتد ہو گئے اور سیاسی نقصان یہ کہ انگریزوں کی سرپرستی میں تقسیم ہند سے قبل قادیان میں اور تقسیم کے بعد ریاست میں ریاست قائم کرنے کی جرأت کی اور ظفر اللہ خان کی سرپرستی میں صوبہ بلوچستان کی پسماندگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس صوبے کو قادیانی سٹیٹ بنانے کا اعلان کیا۔

۱۹۷۳ء میں تحریک ختمِ نبوت زوروں پر چلی ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کو ایک قرارداد امرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت دینے کی خاطر حزب اختلاف کی طرف سے پیش کی گئی اس وقت بائیس افراد نے اس پر دستخط کیے البتہ مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے اس پر دستخط نہیں کیے۔ اس تمام جدوجہد کا سہرا قائد اہلسنت علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے۔

سید محمد حفیظ قیصر نے لکھا ہے! ”اس وقت کے شیخ نے بہت ہنگامہ کیا مگر وزیراعظم بھٹو مولانا الشاہ احمد نورانی سے مکالمے کے دوران اپنے منشور کے اس جملے کی بنا پر شکست کھا کر چلے گئے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ اب بھٹو کا بھی یہی موقف تھا کہ اسلام کی بات ہے اور پیپلز پارٹی اسکی مخالفت نہیں کریگی۔ آخر مولانا شاہ احمد نورانی کا سچا عشق رسول جیت گیا اور مرزا ناصر قومی اسمبلی میں ۱۸۰ سوالات میں لا جواب ہو کر شکست سے دوچار ہوا اسی طرح ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کو اس تاریخی قرارداد نے انجام تک پہنچا دیا مزید یہ کہ ۱۱۱۴ اسلامی تنظیموں اور انجمنوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کر دیا کہ قادیانیت جو اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ کہلاتی ہے یہ سب کافر ہیں۔ اب وہ وقت آن پہنچا تھا کہ پاکستان کی سیاسی تاریخ کا اس دور میں قومی اسمبلی نے یہ اعلان کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار خواہ انہیں لاہوری قادیانی کے نام سے پکارا جائے مسلمان نہیں ہیں اور یہ کہ اسمبلی میں بل پیش کیا جائے کہ اس اعلان کے دستور میں ضروری ترامیم کے ذریعے عملی جامہ پہنایا جاسکے۔

۷ ستمبر ۱۹۷۳ء کو وہ وقت آیا جس کا انتظار سن ۱۹۰۰ء سے تھا جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو کذاب کو اس کے انجام سے دوچار کیا تھا آج انہیں کی اولاد میں سے مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی قرارداد کے مطابق حکومت نے باضابطہ طور پر قادیانی گروہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا یوں امت مسلمہ کا خواب ۷۳ سال بعد حقیقت میں ڈھل گیا۔

تاریخی حقائق کے انجام کے حوالے سے اگر ہم غور کریں تو اس طرح کا جھوٹا عقیدہ رکھنے والوں کا انجام کیا ہوا ہے ہر دور میں کذاب پیدا ہوئے تو انکا انجام بھی تاریخ کے اوراق میں محفوظ کیا گیا۔

(۱) اسود عیسیٰ نے اٹھ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور فیروز دہلی نے محل میں گھس کر اسکی گردن توڑ کر اسکو ہلاک کر دیا۔

تختِ نبوت نمبر

(تاریخی حقائق سے)

(۲) مسیلمہ کذاب نے ۱۲ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا حضرت وحشی نے جنگ یمامہ میں اس کو نیزہ مار کر ہلاک کر دیا۔

(۳) مختار ثقفی نے ۲۷ھ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو معصب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسکو مارا۔

(۴) حارث کذاب دمشقی نے ۲۹ھ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا خلیفہ عبدالملک مروان کے حکم پر ہلاک کیا گیا۔

(۵) منیرہ عجمی نے ۱۱۹ھ میں نبوت کا دعویٰ باطلہ کیا خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے دور میں امیر عراق خالد بن عبداللہ قسری نے اسے زندہ جلا کر رکھ کر دیا۔

(۶) بیان بن سمعان تمیمی نے ۱۱۹ھ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا امیر عراق خالد بن عبداللہ قسری نے اسے زندہ جلا دیا۔

(۷) بہافرید نیشاپوری نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا عبداللہ ابن شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو گرفتار کر کے ابو مسلم خراسانی کے دربار میں پیش کیا جنہوں نے تلوار سے اس کا سر قلم کر دیا۔

(۸) اسحاق اخیس مغربی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا خلیفہ ابو جعفر منصور کی فوج سے شکست کھا کر ہلاک ہوا۔

(۹) استاد ربیع خراسانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا خلیفہ ابو جعفر منصور کے حکم پر خازم بن خزیمہ نے اس کی فوج کو شکست دی اور اسکو گرفتار کر کے اسکی گردن اڑا دی۔

(۱۰) علی بن محمد خارجی نے ۲۰۷ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا خلیفہ معتمد کے زمانے میں موفق نے اسکی فوج کو شکست دے کر اسکا سر کاٹ کر نیزوں پر چڑھایا۔

(۱۱) بابک بن عبداللہ ۲۲۲ھ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا خلیفہ معتصم کے حکم پر اس کا ایک عضو کاٹ کر الگ کر دیا گیا۔

(۱۲) علی بن فضل یمنی ۳۰۳ھ میں دعویٰ نبوت کیا بغداد کے لوگوں نے اسکو زہر دے کر ہلاک کر دیا۔

(۱۳) عبدالعزیز باسندی ۳۲۹ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا لشکر اسلامی نے محاصرہ کر کے شکست دی اور سر کاٹ کر خلیفہ المسلمین کو بھجوا دیا۔

(۱۴) حامیم مجلسی نے ۳۲۹ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا قبیلہ معمودہ سے احواز کے مقام پر ایک لڑائی میں مارا گیا۔

(۱۵) ابو منصور عیسیٰ برغواطی نے ۳۶۹ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا بلکین بن زہری سے جنگ میں شکست ہوئی اور ہلاک ہوا۔

(۱۶) اصغر تھلمی نے ۴۳۹ھ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا حاکم نصر الدولہ بن مروان نے ایک دستہ بھیج کر اسکو گرفتار کروایا اور جیل میں ڈال دیا جہاں یہ ہلاک ہوا۔



۱۷) احمد بن قس نے ۵۶۰ھ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا حاکم عبدالمومن نے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا جہاں یہ ہلاک ہوا۔

۱۸) عبدالحق مری نے ۳۶۸ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا اس نے ایک روز فصد کھلویا قبر الہی سے خون بہتا رہا یہاں تک کہ ہلاک ہوا۔

۱۹) عبدالحزیر طرابلسی نے ۷۱۷ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا حاکم طرابلس کے حکم پر ایک لشکر نے اس کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

(مقدمہ عقیدہ ختم نبوت)

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

## چورچائے شور

علامہ نسیم احمد صدیقی نوری

دو مختلف نظریات و ضوابط کی حامل ریاستوں کی کشمکش جب ایک دوسرے کو دلائل سے زیر نہ کر سکے تو سرد جنگ کی صورت پیدا ہو گئی تو ایک شاطر گروہ نے سازشوں کے جال بننے شروع کئے۔ مخالف سردار کی ریاست میں نقب لگانے کیلئے شاطر سردار نے اپنے کمانڈوز سے کام لیا، لیکن کمانڈو ایکشن ناکام ہو گیا کیونکہ مخالف سردار کی سپاہ چوکنی اور مستعد تھی، بیرونی حملہ آوروں پر گہری نظر تھی، فصیل شہر کے اطراف و جوانب پر محافظوں کا دستہ چاق و چوبند رہتا تھا۔ شاطر سردار نے مسلسل اور سہاویں کوشش کی کہ کسی صورت شہر کا حصار توڑنے میں کامیاب ہو جائے لیکن وہ اپنے مذموم ارادوں کو رو بہ عمل نہ لاسکا۔ تھک ہار کر اس نے کمانڈوز اور افواج کو بالائے طاق رکھ کر اپنی قوم کے ذہین و فطین افراد سے میٹنگ کی، اور اپنے ارادوں سے انھیں آگاہ کر کے ان سے تجاویز طلب کیں قوم کے دانشوروں نے مشورہ دیا کہ شہر کی فصیل کا حصار باہر سے توڑنے کے بجائے اندر سے توڑا جائے۔ شاطر سردار نے اپنی قوم کے مہاشاطروں سے اس تجویز کی وضاحت چاہی کہ "حصار شہر" کو اندر سے کیسے توڑا جائے گا؟ تو ایک فطین بولا: "میرے سردار! آپ اپنے کمانڈوز فصیل کے دروازے سے اندر داخل کیجئے" سردار نے کہا: "یہ ممکن نہیں اس لئے کہ وہ پہچان لئے جائیں گے۔" فطین بولا: "انہی کا بہروپ اختیار کر کے ایسا ممکن ہے۔" چنانچہ شاطر سردار نے اجلاس میں اس تجویز پر استصواب رائے طلب کیا، تمام شرکاء اجلاس نے اتفاق کیا۔ جب سب نے تائید کر دی تو شاطر سردار نے اپنی افواج اور کمانڈوز کا اجلاس بلا کر انھیں عملدرآمد کیلئے کہا۔ میک اپ اور گیٹ اب کے ماہرین نے کمانڈوز کے چہروں، کھڑوں اور ملبوسات کو بدل کر رکھ دیا۔ کمانڈوز مشن پر روانہ ہوئے۔ "فصیل شہر" کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا، باشندگان شہر دروازے سے آرہے ہیں اور جارہے ہیں، کوئی شناخت یا علامت طلب نہیں کی جاتی، لہذا آسانی یہ کمانڈوز بھی شہر میں داخل ہو گئے اور پہچان لئے جانے کے اندیشے تو لاحق تھے لہذا اپنے شاطر سردار کے عزائم کی تکمیل کیلئے منصوبہ بندی کرنے کے پیش نظر شہر ہی میں روپوش ہو گئے۔

بہروپے پکڑے گئے:-

یہ روپوشی اور کوشہ نشینی انھیں بے نقاب ہونے سے بچانہ سکی۔ چنانچہ گرفتار ہو گئے۔ اہلیان شہر دشمنوں کی شہر میں موجودگی اور گرفتاری سے سرا سیمہ تو ہوئے لیکن پہلے سے زیادہ متحد و مضبوط اور مربوط ہو گئے۔ دوسری جانب شاطر سردار کو جب اپنے کمانڈوز کی کوئی خبر نہ مل سکی تو وہ سمجھ گیا کہ میرا منصوبہ ناکام ہو گیا۔ اس خفت پر بہت زیادہ جھنجھلا



تھکا ختم نبوت نمبر

چورچائے شور

گیا اور اپنے فطین مشیروں کا اجلاس طلب کر لیا۔ اجلاس میں ناکامی کا سبب پر غور و خوض ہوا، اور نتیجہ یہ سامنے آیا کہ مخالفین ہمارے کمانڈوز کو چہروں اور لباس کے گیٹ اپ کے باوجود اس لئے پہچان گئے کہ جداگانہ طرز معاشرت نے انہیں بے نقاب کر دیا۔ اب کیا کیا جائے؟ اس ایجنڈا پر سنجیدگی سے غور و فکر شروع ہوا۔

غداروں کی تلاش:-

شرکاء اجلاس میں شامل ایک نہایت معمر اور نہایت زیرک و چالاک مکروہ شکل و صورت کے حامل مشیر نے کہا: "ہمیں اپنے سراغ رسانوں اور جاسوسوں کے ذریعے دشمنوں کے ایسے افراد پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے جو متاع دنیا کے لالچ میں اپنی وفاداریوں کا سودا ہم سے کرنے پر آمادہ و تیار ہوں۔ ہم ان کے جسموں کا سودا نہیں کریں گے بلکہ ان کے نظریات کا سودا کریں گے۔ ہم ان کے نظریات اپنے پاس گروی رکھیں گے اور انہیں اپنے نظریات دیں گے یہ لوگ ذہنی طور پر ہمارے غلام ہونگے مگر اپنی قوم میں انہی کی طرز معاشرت اور بود و باش کے باعث کبھی دشمن نہیں سمجھے جائیں گے منافق بن کر یہ لوگ ہماری مکاریوں اور ریشہ دوانیوں سے اپنی قوم کے نظریات کی فحشیل پر نقب لگانے میں جب کامیاب ہونگے تو پھر شہر کی فضیلتیں خود ہی کمزور ہو جائیں گی اور دشمن کی ریاست ہمارے قبضہ میں آ جائے گی" اس بڑھے فطین کی تجویز سے سب نے اتفاق کیا۔ چنانچہ جاسوسوں اور سراغ رسانوں کی ٹیم تشکیل دی گئی اور اسی بڑھے کو ٹیم کا سربراہ بنا دیا گیا۔ جسکی ریشہ دوانیوں اور فریب کاریوں کے نتیجے میں دشمنوں کی متحدہ صفیں منتشر اور پریشان ہو گئیں۔ اگرچہ پچھلے حملوں کو انہوں نے اپنے اتحاد سے ناکام بنایا تھا۔ جب دشمن ان کے درمیان آیا تو اسے اس لئے پہچان گئے تھے کہ وہ بہروپ بھر کر آیا تھا مگر اس کی نشست و برخاست، تہذیب و ثقافت اور طرز معاشرت معاندانہ تھی۔ مگر اب وہ منافقانہ حملوں کے سامنے بے بس ہو گئے اور شکست سے اس لئے دوچار ہوئے کہ دشمن کو نہ پہچان سکے۔ کیونکہ وہ صرف روپ یا لباس ہی میں مشابہ نہ تھا بلکہ حسب و نسب، تہذیب و ادب، معتقدات و معمولات اور کردار و اطوار سب میں ہم شکل، ہم سایہ، ہمزاد اور ہم جلیس تھا۔ پس پھر وہ قوم مات کھا گئی "دوست نما دشمن کا ڈر" اور "منافق کا شر" تو پ و فتنگ اور ایٹم بم سے بھی زیادہ خطرناک ہتھیار ہوتا ہے۔

سازشوں کا ماسٹر مائنڈ:-

قارئین محترم! کچھ ایسے ہی "دین اسلام" کے خلاف دشمنوں نے سازشوں کے جال بنے اور انتشار و افتراق کیلئے منافقوں اور مفسدوں نے اپنے فحاش اور فساد کے شر سے ملت اسلامیہ کی صفوں کو مسموم کیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ قوم نصاریٰ نے اپنے ہی ہاتھوں سے جنگ کی آگ بھڑکائی اور اسے "صلیبی جنگوں" کا نام دیا۔ سلطان نور

تحفظ ختم نبوت نمبر

چورچاند شور

الدین زنگی علیہ الرحمہ، جرنیل نجم الدین ایوب علیہ الرحمہ، جرنیل اسد الدین شیرکوہ علیہ الرحمہ، یوسف بن تاشفین علیہ الرحمہ، والی اندلس سلطان مودود علیہ الرحمہ، الملک العادل سلطان معظم صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ اور ان کے جانشینوں کے ہاتھوں عبرتاک شکست و ذلت سے دوچار ہوئے۔ ۱۰۹۶ء تا ۱۲۹۱ء عرصہ دو سو سال تک نصرانیوں کی جارحیت انھیں مسلمانوں پر غالب نہ کر سکی تو ان نصرانیوں نے اپنی فکر و سوچ کے زاویے تبدیل کئے۔ ابتداء میں بیان کئے گئے واقعہ کے مکروہ کردار "ماسٹر مائنڈ" بڈھے کی طرح کسی انتہائی شر پسند اور شیطانی سوچ کے حامل کھوسٹ نے فساد کا "مرکزی خیال" یوں پیش کیا کہ، "ملت اسلامیہ کے معتقدات و خیالات اور عبادات و معاملات میں مرکز و محور ایک ذات رسول اکرم ﷺ ہیں۔ ملت کا رشتہ ان ہی سے قائم ہے تو آپس میں تمام مسلمین و مومنین مربوط ہیں۔"

ربط قائم فرطت سے ہے تھا کچھ نہیں

موج ہے دریا میں بیرون دریا کچھ نہیں

اگر مسلمانوں کو جغرافیائی یا لسانی بنیاد پر لڑایا گیا تو یہ لڑائی دیر پا نہیں ہوگی اور زیادہ نقصان کے نتائج سامنے نہیں آئیں گے۔ مسلمان آپس میں لڑ کر اس "ذاتِ حکم" (یعنی رسول اکرم ﷺ) سے رجوع کرتے ہی اپنی لڑائی بھول کر ایک ہو جائیں گے تو ایسا کیا جائے کہ مسلمانوں کو باہم تنازعات میں الجھانے کے بجائے "ذاتِ حکم" ہی کو متنازع بنادیا جائے یعنی مسلمانوں کی توانائی، توجہات اور نگاہوں کے مرکز کی وحدت کو نقصان پہنچایا جائے، ان کے نزدیک ذات ختمی مرتبت ﷺ جیسا دوسرا کوئی نہیں تو کسی "جعلی اور بتا پتی دوسرے" (ڈپلیکیٹ) کی گنجائش پیدا کی جائے۔

اول: نظریاتی گنجائش کہ دوسرے نبی کا امکان ہے۔

دوم: عملی طور پر کوئی نبوت کا دعویٰ کرنا ہوا سامنے آ جائے۔

انگلش و بوٹ بنجد اور بالا کوٹ میں:-

وہ آنے والا رو بوٹ ایسا ہو کہ جس کا ریموٹ ہمارے ہاتھ میں ہو۔ بس۔۔۔۔۔ بس۔۔۔۔۔ قارئین محترم۔۔۔۔۔ یہاں تھل سے آپ پڑھیں۔۔۔۔۔ اور فقیر راقم، مکمل یقین و اعتماد اور دیانت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے لکھتا ہے۔

عرب و ہندوستان میں انگریزوں نے یہی شاخسانہ کھڑا کیا، کہ نعوذ باللہ حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری نبی نہیں ہیں۔ "ہمفرے" (برطانوی جاسوس) نے ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۲ء میں برطانیہ میں اپنے بادشاہ کو لکھا کہ



تھیں ختم نبوت نمبر

چورچائے شور

اسلام کو نقصان پہنچانے کیلئے دو آدمیوں نے اپنی دینی وقاداریوں کا مجھ سے سودا کر لیا ہے۔ ایک کا نام "محمد بن عبد الوہاب نجدی" اور دوسرے کا نام "محمد بن سعود" ہے۔ شاہ انگلستان نے "ہمفرے" کو جواب میں لکھا "مسلمانوں کے ایک "محمد الرسول اللہ (ﷺ)" کے دین کو دونوں "محمد" کے ذریعے ختم کر دو۔ چنانچہ "ہمفرے" کی شہ پر "محمد بن عبد الوہاب نجدی" نے پہلے دعویٰ نبوت کیا، لیکن جب مسلمانوں نے اس کی دماغی صحت پر شک کیا تو پھر "نجدی" نے "مصلح" ہونے کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کیا۔ نجدی نے عظمت رسول ﷺ کو گھٹانے میں مکروہ کردار ادا کیا اور مسلمانوں کے ایمان، جان، مال اور عزت و آبرو پر جارحانہ حملے کئے۔ بالکل اسی طرح ہندوستان میں متھولین بالاکوٹ "اسمعیل دہلوی" اور "سید احمد رائے بریلوی" نے مقام مصطفیٰ ﷺ کے پاسبانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کیلئے باقاعدہ اور منظم حملے انگریزوں کی مدد سے کرنے شروع کر دیئے، جسکے نتیجے میں شمال سرحدی پہاڑی علاقوں کے غیور مسلمانوں نے ایک جنگ میں متذکرہ دونوں خبیثوں کو انکے جانشینوں سمیت واصل جہنم کیا جو باقی بچے وہ اپنے پیشواؤں کی لاشیں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

روبوٹ سازی، کلوننگ، فیکٹری دیوبند میں:-

ازاں بعد انگریزوں نے اپنی مکمل عملداری کے بعد ہندوستان میں ضلع "سہارنپور" کا ایک قصبہ "دیوبند" میں ایک فیکٹری لگائی، جہاں "کلوننگ" کے سانچوں (ڈائی) میں ڈھال کر ایسے روبوٹ بنانے کا مصالحہ تیار کیا گیا، جو اللہ تعالیٰ کے تخلیق فرمانے ہی کی وجہ سے پہلے موجود "وجود" تھا۔ "دیوبند فیکٹری" میں "مقدس وجود" کو چیلنج کرنے یعنی ہم پلہ اور ہم مرتبہ روبوٹ بنانے کا مصالحہ جب تیار ہو گیا، تو پھر "قادیان" کے ایک شخص "مرزا غلام قادیانی" پر انگریزوں نے پہلے "نانوٹوی" قلم کی روشنائی کا مساج کر کے "دیوبندی مصالحہ" کا لیپ چڑھا کر "روبوٹ" بنایا۔ جس کا ریموٹ کنٹرول ہند اور ملکہ برطانیہ کے ہاتھ میں تھا۔

ہندوستان میں روبوٹ کا فساد:-

انگریز حکام نے اپنے اشاروں پر اپنے روبوٹ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلامیان ہند کے عقائد و نظریات میں فساد برپا کرنے کیلئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ انگریز حکام دیوبند فیکٹری کی نئی نئی نظریاتی پروڈکشن سے فیڈنگ لیکر مرزا غلام احمد قادیانی کو پالتے رہے اور انگریزوں کی شہ سے مرزا نے عقائد اسلامیہ پر حملے کرنے شروع کر دیئے اور پیارے آقا..... کریم آقا..... بے مثل آقا..... سب کے داتا..... مخلوق میں یکتا ﷺ کی (نمود باللہ) ہدایتی و ہمسری کا دعویٰ کرنے لگا۔

کلوننگ کے نتائج:-

مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا کہ وہ (نصو ذبا اللہ) محمد رسول اللہ ہے۔

مرزائی فساد کا حوالہ نمبر ۱:-

طعون لکھتا ہے: "محمد رسول والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم..... اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ : ۳، روحانی

خزائن، ۱۸: ۲۰۷ مطبوعہ ربوہ)

مرزا کے مطابق حضور اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کا دوبارہ دنیا میں آنا مقدر تھا، پہلی بار مکہ مکرمہ میں محمد ﷺ کی شکل میں آئے اور دوسری بار قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بروزی شکل میں آئے۔

مرزائی فساد کا حوالہ نمبر ۲:- "اور جان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے (یعنی چھٹی صدی مسیحی میں) ایسا ہی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار (یعنی تیرھویں صدی ہجری) کے آخر میں مبعوث ہوئے"۔ (روحانی خزائن، ۱۶: ۲۷۰)

"آنحضرت ﷺ کے دوبعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت ﷺ کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا، جو مسیح موعود اور مہدی موعود (مرزا قادیانی) کے ظہور سے پورا ہوا"۔ (روحانی خزائن، ۱۷: ۲۳۹)

مرزائی فساد کا حوالہ نمبر ۳:-

اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن کیا جاوے گا، جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں، یعنی مسیح موعود نبی کریم ﷺ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا"۔ (کلمۃ انفصل: ۱۰۳، ۱۰۵ مولفہ مرزا بشیر احمد مندجہ ریویو آف ریلیجز قادیان، مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

مرزائی فساد کا حوالہ نمبر ۴:-

"میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منهم لما یلحقوا بہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں، اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے، اور مجھے آنحضرت ﷺ کا



ہی وجود قرار دیا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ: ۱۰ روحانی خزائن، ۱۸: ۲۱۲)  
مرزائی فساد کا حوالہ نمبر ۵:-

"خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا وجود آنحضرت ﷺ کا ہی وجود ہے۔ یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود اور آنحضرت ﷺ آپس میں کوئی دوئی یا مغایرت نہیں رکھتے، بلکہ ایک ہی شان، ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں گویا لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہی ہیں۔" (اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۳، شمارہ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب: ۲۰۷)

مرزائی فساد کا حوالہ نمبر ۶:- "اسی کے (مرزا) طفیل آج برقی قوٹی کی راہیں کھلتی ہیں، اسی کی پیروی سے انسان فلاح و نجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے وہ وہی فخر اولین و آخرین ہے، جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا۔" (الفضل قادیان، ۲۶ ستمبر ۱۹۱۷ء بحوالہ قادیانی مذہب: ۲۱۱)  
مرزائی فساد کا حوالہ نمبر ۷:-

"کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم میں ان سے بڑھ کے موجود تھے اور وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم ﷺ سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے، اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے۔۔۔۔۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم ﷺ کے ظل ہیں۔" (ملفوظات، سوم: ۲۷۰ مطبوعہ ربوہ)  
مرزائی فساد کا حوالہ ۸:-

"جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا ہے۔" (خطبہ الہامیہ: ۱۷۱، روحانی خزائن ۱۶: ۲۵۸)  
مرزائی فساد کا حوالہ ۹:-

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا ذنی ارتقا آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔۔۔۔۔ اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے، نبی کریم کی ذنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی، اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ان کا پورا ظہور ہوا۔" (ریویو آف ریڈیجر، مئی ۱۹۲۹ء بحوالہ قادیانی مذہب: ۲۶۶)  
مرزائی فساد کا حوالہ نمبر ۱۰:-

تحفظ ختم نبوت نمبر

چورچاند شور

"اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نفوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اتنی اور اکمل اور اشہد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔" (کلمۃ الفصل، ص ۱۳۶، ۱۳۷، ہندو جہ ریویو آف ریلیجنز، مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

مرزائی فساد کا حوالہ نمبر ۱۱:-

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا، اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰، مرزا بشیر احمد، ایم اے)

مرزائی فساد کا حوالہ نمبر ۱۲:-

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔" (انوار خلافت ص ۹۰، از مرزا محمود احمد قادیانی)

اسلامیان ہند میں شورش:-

مرزا قادیانی کی گستاخانہ اور واہیات تحریر و تقریر سے اسلامیان ہند میں اضطراب اور شورش کی کیفیت برپا ہوئی۔ اکثر خاندان اور افراد مرزا قادیانی کے بکواسات کو الہام سے تعبیر کر کے اس خبیث و مردود پر ایمان لے آئے۔ پنجاب میں خصوصاً لاہور، قصور، وزیر آباد، سیالکوٹ، اوکاڑہ، جہلم وغیرہ میں بعض مکمل گھرانے قادیانی ہو گئے اور بعض خاندانوں میں کوئی ایک یا دو (مرد و عورت) قادیانی و مرزائی سحر سے آسیب زدہ ہو گئے۔ پنجاب کے شہروں میں ملعون و کذاب مرزا قادیانی کا اثر اس باعث زیادہ ہوا کہ "قادیان" "شرقی پنجاب میں اور مغربی پنجاب میں" "ربوہ" "مرکز تھا۔

مرزائی ارتداد کے بھیاں نک نتائج:-

اس ارتداد کے نتیجے میں خاندان قادیانی تو بیوی مسلمان..... باپ قادیانی تو بیٹا مسلمان..... کئی خاندان تباہ و برباد ہو گئے۔ نکاح کیلئے جن کے رشتے فنا طے ہو چکے تھے، مرزائی ارتداد کے زیر اثر جو قادیانی ہو گیا اس خاندان میں



اب شادی کی جائے یا نہیں؟ قادیانی نماز پڑھتے بھی دکھائی دیتے تھے مساجد بھی بناتے تھے اس لئے یہ سوال بھی ہوا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے کہ نہیں؟

ایمان فروش اور منافق نام نہاد مفتیوں اور مولویوں (جو برطانوی پاؤنڈ کے عوض ملت اسلامیہ میں امتیاز برپا کرنا چاہتے تھے) نے فتوے دیئے۔ "قادیانی لڑکے۔۔۔ یا قادیانی لڑکی سے نکاح کیا جاسکتا ہے۔" "قادیانی کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔"

غیر مقلدین (الجمہوریت) وہابیوں، دیوبندیوں، خارجیوں، نیچریوں، پرویزیوں وغیرہ نے قادیانیوں کے رد میں فتاویٰ تحریر نہیں کئے، کیونکہ یہ گروہ برطانوی ایجنڈے پر ہی کام کر رہا تھا۔ علماء اہلسنت کی صدائے حق:-

ایمان فروشوں نے سرزمین ہند کو "آشوب گاہ" بنا دیا۔۔۔ لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مرزائی وہابی اور دیوبندی گٹھ جوڑ کو بے نقاب کرنے کیلئے علماء حق (اہلسنت وجماعت) کو تاجدار ختم نبوت ﷺ کا پاسبان بنایا۔ مرزائیوں اور وہابیوں کی ریشہ دوانیوں اور سیہ کاریوں کو ہندوستان کے حکمرانوں، نوابوں، سیاسی راہنماؤں اور فتنہ پرور افراد (نہرائیوں، ہندوؤں اور نام نہاد مسلمانوں) نے مزید شدہ دی اور فساد کے مشن میں حصہ لے کر اپنی بد بختی پر مہر لگائی۔ مرزا غلام قادیانی دیوبند کے بازو سے بدعتیہ کی کاس شروب پی کر جوان ہوا تھا، لیکن اگر امن وامان کی خاطر ارباب حل و عقد چاہتے تو مرزائیوں، وہابیوں اور دیوبندیوں کی سرکشی کو لگام دی جاسکتی تھی۔ ہائے افسوس! کہ جو ہندوستان پر حکمرانی کرتے تھے۔۔۔ جو بعض ریاستوں کے نواب یا راجے تھے۔۔۔ جو میدان سیاست کے شہسوار تھے۔۔۔ دھوئی تو یہ کرتے تھے کہ تمام باشندگان ہندوستان باہم شیر و شکر ہیں اور نقص امن کے اسباب کی بیخ کنی کیلئے معمولی ایٹوز پر بھی وائسرائے ہند سے قیام امن کے مطالبات کرتے تھے اپنی سیاسی دکان چکانے کیلئے پریس میں مفصل اور طویل بیانات چھپوایا کرتے تھے۔ لیکن جب مسلمانوں کے چودہ صدیوں پر محیط مسلمہ عقائد و نظریات کو دیوبندیوں اور وہابیوں نے چیلنج کیا جس کے نتیجے میں مرزا قادیانی ملت کیلئے خونخوار آدم خور بن کر سامنے آیا، اور فرقہ وارانہ فسادات برپا ہونے کا امکان یقینی ہو گیا۔۔۔ فاسد عقیدوں کے پرچار کرنے والوں کو سرزنش یا تنبیہ کرنے کے بجائے۔۔۔ ان کے پریس پر پابندی یا قدغن لگانے کے بجائے "جدیدیت" کے نام پر فساد دیوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے انھیں ہوا دی گئی۔

قارئین محترم! ایسے پر آشوب دور میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ عز و جل نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کے غلاموں میں سے

تحفظ ختم نبوت نمبر

چورچائے شور

ایسے پیکران استقامت و جرأت کا انتخاب فرمایا کہ جنہوں نے مزائیوں، وہابیوں اور دیوبندیوں کی شرانگیزیوں کو لگام دینے اور قمع قمع کرنے کیلئے ہر محاذ پر ہندوستان کے ہر شہر میں بد مذہبوں کو لاکارا۔ بریلی شریف سے شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا مجدد دہلوی علیہ الرحمہ، بدایوں سے تاج اٹھول حضرت علامہ عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ، پبلی بھیت شریف سے محدث عصر حضرت علامہ وحی احمد سورتی علیہ الرحمہ، کلڑہ شریف سے شیخ المشائخ حضرت پیر طریقت سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ، قصور شریف سے علامہ غلام دنگیر قصوری علیہ الرحمہ، علی پور شریف سے امیر ملت حضرت سید جماعت علی شاہ محدث علی پور شریف علیہ الرحمہ، مراد آباد سے صدر

الافاضل حضرت علامہ مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کے علاوہ پورے برصغیر پاک و ہند کی ملت اسلامیہ کے مقتدر علماء و مشائخ اہلسنت رحمہم اللہ اجمعین نے ناموس رسالت ﷺ کی پاسبانی و حفاظت میں تن من و دھن کی قربانیوں سے دریغ نہیں کیا۔ ان مجاہدین عقیدہ ختم نبوت نے شب و روز ملت اسلامیہ کے عقائد و معمولات کی حفاظت و صیانت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے:-

علماء اہلسنت کی تحریکات کے نتیجے میں اسلامیان ہند خواب غفلت سے بیدار ہوئے تو انہیں معلوم ہوا کہ بعض مدارس میں انگریزوں کے دئے گئے چندوں پر پلنے والے مولویان دیوبند و ڈھانٹیل اور تاج برطانیہ سے ”شمس العلماء“ کے خطابات حاصل کرنے والے ”مولویان ندویان“ تیز ”سلفی“ کہلانے والے ”غیر مقلدین“ وغیرہ کے رشتے ناٹے مرزا غلام قادیانی سے استوار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں نے مرزائیوں کی تکفیر نہیں کی عام مسلمانوں کو مرزائیوں سے رشتہ مناکحت سے نہیں روکا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی بھی اجازت دی۔ جبکہ مرزائی کہتا ہے کہ ”میرے پیروکار غیر قادیانی کے پیچھے نماز نہ پڑھیں“۔ اسلامیان ہند کو ایک صدی قبل قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کرنا لے صرف علماء اہلسنت تھے جبکہ ایک صدی قبل ہی یہ طے ہو چکا تھا کہ وہابی، نجدی، مہدوی و قادیانی سب ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہیں۔ اسلامیان ہند کی اکثریت بلکہ کل عالم اسلام میں اکثریت مذہب مہذب و مسلک حق اہلسنت و جماعت کے وابستگان و حاملین کی تھی اور آج بھی بحمدہ تعالیٰ اہل سنت کثیر تعداد میں ہیں۔ بلاد عرب میں ائمہ اربعہ (امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کے علاوہ امام حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، محمد بن کعب قرظی، قتادہ، علی بن طلحہ، امام کسائی، ابن ابی شیبہ، ابن راہویہ، علی بن مدینی، ابن جریر طبری، ابوسعید کندی، ابوالخلق نیشاپوری، شیخ ابن حیان، ابوالحسن اشعری، ابونصور ماتریدی، ابوالخلق شیرازی، امام بیہقی،



تحفظ ختم نبوت نمبر

چورچاند شور

امام راغب اصفہانی، امام غزالی، امام بغوی، شیخ الاکبر ابن عربی، امام ابن جوزی، امام الحرمین الجونی، شیخ عزالدین بن عبد السلام، شیخ ابی المعالی، امام سبکی، امام خازن، امام زرکشی، امام سخاوی، امام رازی، امام سیوطی، امام شعرانی، امام عینی، امام عسقلانی، ملا علی قاری، علامہ خفاجی، علامہ ابن عابدین شامی، سلیمان کردی، ابن داؤد حنبلی، احمد برکات شافعی احمدی، مکی، عطاء المکی، سید علوی بن احمد حداد، احمد احسانی، شیخ الاسلام اسماعیل حمیمی المالکی، سید مصطفیٰ مصری البیلاقی، مفتی اعظم مکہ سید احمد دحلان شافعی، علامہ نبہانی، شیخ حسن الشطیٰ الحسینی الدمشقی، الشیخ ابراہیم حلمی القادری الاسکندری، ابی حامد بن مرزوق، شیخ سراج حنفی مکی، شیخ جعفر حسینی برزنجی وغیرہم اکابرین چودہ صدیوں میں مسلمہ سمجھے جاتے ہیں۔ عرب کے تمام علماء متذکرہ علماء اسلام سے رجوع کرتے ہیں، انکی کتب سے استفادہ کرتے ہیں، اعتقادی امور (مثلاً توسل، علم غیب رسول، اختیارات رسول و تصرفات اولیاء وغیرہ) میں متذکرہ علماء کے اقوال و فیصلے حجت تسلیم کیے جاتے ہیں۔

متذکرہ علماء اسلام مسلک اہلسنت کے حاملین تھے اور آج بھی اسلامیان عرب و ہند سب کے نزدیک مقتدر، معتبر اور جید اکابرین میں شمار ہوتے ہیں۔ قارئین محترم! سطور بالا میں درج مختصر علماء اسلام کی فہرست کی طرح ایک فہرست سطور ذیل میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ہندوستان، جنوبی ایشیا کا "بر عظیم" کہلاتا تھا۔ یہاں آباد مسلمانوں کے عقائد کسی طور پر بھی اہلیان عرب سے مختلف نہ تھے بلکہ باشندگان عرب قدیم الاسلام ہونے کے باعث، اپنے عربی حسب و نسب کے باعث اور سب سے بڑھ کر حجاز مقدس یعنی حرمین طہین سے نسبت کے باعث ہمیشہ نگاہ عقیدت کا مرکز و محور رہے ہیں۔ علماء ہند متذکرہ علماء عرب سے ہمیشہ متعارف رہے ہیں، ہاں البتہ عام اسلامیان ہند علماء عرب کی معرفت نہیں رکھتے اور اس لئے نہیں رکھتے کہ ان کے نزدیک ان کے اپنے ہندوستانی علماء ہی مرکز عقیدت اور مرجع شریعت رہے ہیں اور ان علماء بائین میں درج ذیل علماء و مشائخ عقائد اہلسنت کی شناخت و پہچان رہے ہیں۔

☆ سید سالار مسعود غازی (وصال: ۱۳ رجب ۱۴۶۳ھ / ۱۵ جون ۲۰۲۳ء)

☆ امام الاولیاء حضور داتا گنج بخش علی ہجویری (وصال: ۱۵ صفر المظفر ۱۴۶۳ھ / ۱۲ نومبر ۲۰۲۱ء)

☆ ابوالفتح عبدالصمد ابن عبدالرحمن الشعمی لاہوری (وصال: چھٹی صدی ہجری)

☆ الشیخ ابوالحسن علی بن عمر بن الحکم لاہوری (وصال: ۵۲۹ھ / ۱۱۳۳ء)

☆ سلطان الہند خواجہ خواجگان حضرت شیخ معین الدین چشتی اجمیری (وصال: ۶ رجب ۶۳۳ھ / ۱۶ مارچ ۱۲۳۶ء)

☆ محدث کبیر الشیخ رضی الدین حسن صنعانی لاہوری (وصال: صفر ۶۵۰ھ / اپریل ۱۲۵۲ء)

تھیں ختم نبوت نمبر

چورچاند شور

☆ شیخ الامام العالم المحمد شہ شیخ الاسلام ابو محمد بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی (وصال: ۷ صفر ۶۶۱ھ یا ۶۶۶ھ/ ۲۱ دسمبر ۱۲۶۱ء یا ۱۲۶۶ء)

☆ شیخ اشوٰخ العالم حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر (وصال: ۵ محرم ۶۶۳ھ، ۶۶۴ھ/ ۲ ستمبر ۱۲۶۵ء، ۱۲۶۹ء)

☆ شہباز طریقت و معرفت حضرت شیخ الصالح عثمان بن حسن مروندی معروف بہ لعل شہباز قلندر (وصال: شعبان المعظم ۶۷۳ھ/ فروری ۱۲۷۵ء)

☆ شیخ الکبیر شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی (وصال: ۹ یا ۱۲ یا ۱۳ رمضان المبارک ۷۲۳ھ/ ۱۳ اگست ۱۳۲۲ء)

☆ امام العارفین سید شاہ میر عبد الواحد بنگرامی (وصال: ۳ رمضان ۷۰۱ھ/ ۱۱ دسمبر ۱۶۰۸ء)

☆ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی (وصال: ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ/ ۳ اپریل ۱۳۲۵ء)

☆ شیخ غلام نقشبند لکھنوی (وصال: ۳۰ رجب ۱۱۲۱ھ/ ۱۵ کتوبر ۱۷۰۹ء)

☆ سلطان العاشقین حضرت سید شاہ برکت اللہ عشقی مارہروی (وصال: ۱۰ محرم ۱۱۳۲ھ/ ۱۵ اگست ۱۷۲۹ء)

☆ حسان البند شارح بخاری حضرت سید میر غلام علی آزاد بنگرامی (وصال: ۲۳ ذیقعدہ ۱۲۰۰ھ/ ۱۵ ستمبر ۱۷۸۶ء)

☆ امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (وصال: ۲۹ صفر ۱۰۳۳ھ/ ۱۲ دسمبر ۱۶۲۳ء)

☆ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی (وصال: ۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ/ ۱۹ جون ۱۶۳۲ء)

☆ شیخ الاسلام حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی (وصال: ۶ رجب ۱۱۷۲ھ/ ۱۱ مارچ ۱۷۶۱ء)

☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (وصال: ۲۹ محرم ۱۱۷۶ھ/ ۱۲ اگست ۱۷۶۲ء)

☆ نعمان ثانی حضرت مخدوم عبد الواحد صدیقی سیوہانی (وصال: ۱۳ رمضان ۱۲۲۳ھ/ ۱۲ کتوبر ۱۸۰۹ء)

☆ امام العارفین حضرت سید محمد راشد پیر سائیں روئے دہنی (وصال: یکم شعبان ۱۲۳۳ھ/ ۲۶ مئی ۱۸۱۹ء)

☆ بحر العلوم حضرت علامہ عبد العلی فرنگی محلی (وصال: ۱۲ رجب ۱۲۳۵ھ/ ۱۲ اپریل ۱۸۲۰ء)

☆ مجدد قرن ثالث عشر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (۷ شوال ۱۲۳۹ھ/ ۵ جون ۱۸۲۳ء)

☆ جرنیل اسلام حضرت شاہ احمد اللہ راسی شہید (وصال: ۲ ذیقعدہ ۱۲۷۴ھ/ ۱۵ جون ۱۸۵۸ء)

☆ امام حریت علامہ فضل حق خیر آبادی (وصال: ۱۲ صفر ۱۲۷۸ھ/ ۱۱ اگست ۱۸۶۱ء)

☆ سیف المسلول حضرت شاہ فضل رسول بدایونی (وصال: ۲ جمادی الاول ۱۲۸۹ھ/ ۸ جولائی ۱۸۷۲ء)

☆ فاتح عیسائیت مجاہد حریت حضرت علامہ رحمت اللہ کیرانوی ثم کلی (وصال: ذوالقعدہ یا رمضان ۱۳۰۸/ ۱۸۹۱ء)



☆ شیخ المشائخ حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی (وصال: ۲۳ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ / ۱۲ ستمبر ۱۸۹۵ء)

☆ سند القہماء حضرت خواجہ غلام صدیق شہدادکوٹی (وصال: ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ / ۲۸ مئی ۱۹۰۵ء)

☆ مفتی اعظم حضرت علامہ عبدالغفور ہمالیونی (وصال: ۱۱ رمضان ۱۴۳۶ھ / ۲۰ جون ۱۹۱۸ء)

☆ سند الحمدین حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی (وصال: ۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۳ھ / ۱۳ مارچ ۱۹۱۶ء)

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث و مجدد دہلیوی (وصال: ۲۵ صفر ۱۴۳۰ھ / ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۱ء)

قارئین محترم! مندرجہ بالا ذات قدسیہ سلامیان ہند کیلئے مرجع تھے۔ مرجع ہیں۔ اور ان شاء اللہ ان ہی کے پیروکار مرجع رہیں گے۔ اپنے فیوضات و برکات سے یہ اولیاء کرام ہندوستان و پاکستان کے مسلمانوں کو متمتع فرما رہے ہیں۔ راقم السطور کا غالب گمان ہے۔ نہیں، نہیں، یقین کامل ہے۔ حق یقین ہے کہ صرف برصغیر ہی نہیں بلکہ مکمل جغرافیہ عالم کے شرق تا غرب ہر مسلمان کو مذکورہ اولیاء، علماء کا عرفان حاصل ہے اور انکے مزارات و خانقاہیں سلامیان ہند کی عقیدتوں اور توجہات کے مراکز ہیں۔ ان اولیاء، مشائخ اور علماء کی تعلیمات ہمارے یہاں رچی بسی ہیں۔ جنوبی ایشیاء کے ناخواندہ مسلمانوں میں ناظرہ قرآن اور چند احادیث سے بھی بے بہرہ افراد پائے جاتے ہیں، لیکن یہ مذکورہ اولیاء اللہ کا فیضان ہے کہ ان کی حیات اور تعلیمات کا کچھ حصہ سینہ بہ سینہ نسل در نسل منتقل ہو رہا ہے۔

وارثان دیوبند کی حکومت برطانیہ سے فریاد:-

جب فتنہ انکار ختم نبوت کے اصل مجرم دارالعلوم دیوبند کے نام نہاد بانی "قاسم نانوتوی"۔۔۔۔۔ "تحدیر الناس" کی مکروہ تحریر کے آئینے میں بے نقاب ہو گئے۔ تو اس کی ذریت نے تاویلات پیش کرنی شروع کیں۔ مگر علماء اہلسنت نے حیلوں، تاویلوں پر جرح شروع کی اور اسلامی عوامی عدالت میں قادیانیوں، وہابیوں اور دیوبندیوں کے باہمی خفیہ روابط بے نقاب کر دیئے۔ تو "دیوبند" کے جہلاء و علماء سر جوڑ کر بیٹھے کہ "تحدیر الناس" کی عبارتوں کے نتیجے میں "نبوت" تو ہاتھ نہیں آئی۔۔۔۔۔ بلکہ رسوائی اور بدنامی مقدر بن گئی ہے۔ "نانوتوی" نے "کفر بے لذت" کیا اور ہم اس کے دفاع میں "گناہ بے لذت" کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ لہذا اپنی انگریز سرکار سے احتجاج کریں کہ "تم نے ہمیں بے وقوف بنایا ہمارے لئے "ذات حجت" کو "ذات کراہیت" بنادیا، "قاسم العلوم" کو "حائے العلوم" اور قاسم الخیرات کو "قاسم الظلمات"

بنادیا، نانوتوی صاحب سے "عقیدہ ختم نبوت" پر نقب لگا کر بند دروازے کو کھلویا اور نانوتوی صاحب کو محروم کر کے





سرچیمس نے سپانامہ کے جواب میں مہتمم دارالعلوم دیوبند کو ”شمس العلماء“ کا خطاب دیا اور ایک اہم مشورہ دیا جس پر آج تک علماء دیوبند کا رہنہ ہیں چور آنکھوں میں دھول جھونکتا ہے۔ مشورہ میں کہا گیا کہ ”تمہیں ملت اسلامیہ میں اپنی بدنامی کا

خوف ہے تو اس پر اس طرح پردہ ڈالو کہ مرزا غلام قادیانی کے تعاقب میں چور۔۔۔۔۔ چور۔۔۔۔۔ چور۔۔۔۔۔ کی صدائیں بلند کرتے رہو۔ حتیٰ کہ لوگ تمہیں چور نہ کہیں۔ تم قادیانی کا بھی تعاقب کرو اور مسلم لیگیوں کے بھی خلاف رہو، یہ ہندوستان باٹنا چاہتے ہیں، تم ہماری دوستی پر پردہ ڈال کر دکھاوے کیلئے ہمارے دشمن بن جاؤ جیسے کانگریسی اور جمعیت علماء ہند کے لیڈروں کی کیفیات ہیں کہ تقسیم ہند کے خلاف ہیں۔ اسلامی ریاست کے خلاف ہیں کہتے ہیں کہ انگریزوں کو یہاں سے نکالیں گے پھر آزادی حاصل ہوگی۔ تم احراری بن جاؤ۔۔۔۔۔ لیگیوں کے دشمن بن جاؤ۔۔۔۔۔ قائد اعظم اور پاکستان کے دشمن بن جاؤ۔۔۔۔۔ علماء اہلسنت اور خانقاہوں کے مشائخ کرام کے دشمن بن جاؤ۔۔۔۔۔ جس شہر میں سنی ہوں۔۔۔۔۔ وہاں قادیانیوں کو لاکارو۔۔۔۔۔ تاکہ اہلسنت والجماعت تمہیں اپنا بھائی سمجھیں اور جہاں قادیانی اور دیگر مسالک کے لوگ ہوں وہاں اعلان کرو کہ ”سنی ریاست“ نہیں بنے دیں گے۔ پاکستان نہیں بنے دیں گے۔ کہیں چور بن جاؤ اور کسی جگہ ساہوکار بن جاؤ۔۔۔۔۔ اور ”عقیدہ ختم نبوت“ پر نقب لگانے کا الزام صاف ہو جائے اپنے مولویوں کو جمع کر کے ”مجلس“ بنا لو جو ”ختم نبوت“ کے تحفظ کا نعرہ لگائے۔ ہم پر اپنا غصہ نکالنے کیلئے ”مجلس“ کے اجلاس ”لندن“ میں منعقد کرتے رہو۔ ہماری بادشاہت ”تاج برطانیہ“ میں ہمیں آنکھیں دکھاؤ تاکہ مسلمانوں میں تمہارا کھویا وقار بحال ہو تم پر مسلمان اعتماد کرنے لگیں۔ تم ہمیں گالیاں دو کہ انگریزوں نے اپنا ایک پٹو ”مرزا قادیانی“ کو جھوٹا بنی بنا کر پیش کیا تھا تم کہو کہ قادیانی انگریزوں کے ایجنٹ ہیں تم ہمارے شہر ”لندن“ میں ہمیں لکارتے رہو گے مگر ہم تمہیں کچھ نہ کہیں گے بلکہ ”مجلس“ کے اجلاس کیلئے اپنی وزیر اپالیسی میں نرمی یا تبدیلی کر کے تمہارے بڑے اور چھوٹے تمام مولویوں کو برطانیہ کا ”ملٹی پل“ وزیر جاری کریں گے یا درکھنا کہ ”قادیانی“ ہمارے دوست ہیں، تم بھی ہمارے دوست ہو اور تم دونوں بھی تو آپس میں دوست دوست ہی تھے بس ہم سے ایک انعام لینے میں ”قادیانی“ سبقت لے گئے تو تم ان کے تعاقب میں لگے رہو اور۔۔۔۔۔ چور۔۔۔۔۔ چور۔۔۔۔۔ کا شور مچاتے رہو۔۔۔۔۔ ہم سنتے رہیں گے۔۔۔۔۔ ہم چپ رہیں گے۔۔۔۔۔ ہم دیکھتے رہیں گے۔۔۔۔۔ ہم ہستے رہیں گے۔۔۔۔۔ کہ منظور ہے پردہ تیرا۔۔۔۔۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

## ملت اسلامیہ اور عقیدہ ختم نبوت

ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الا زہری رحمۃ اللہ علیہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا ومولانا محمد خاتم الانبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين۔

ملت اسلامیہ عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں حد درجہ حساس کیوں ہے؟ جب بھی اور جہاں بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا امت مسلمہ نے متفقہ طور پر اسے گردن زنی قرار دیا۔ ہر قسم کی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس فتنہ کی بیج کٹی کے لیے سر ڈھڑکی بازی لگادی آخر کیوں؟

وہ قوم اپنے خون کے پیاسوں کو معاف کر دینے میں خوشی محسوس کرتی ہے۔ جو اپنے دشمنوں کے سات مروت اور رواداری کا برتاؤ کرنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتی وہ کیوں ایک مدعی نبوت کو اپنے درمیان برداشت نہیں کر سکتی؟۔ یہ وہ سوالات ہیں جو ہمارے مشفق ناصحین ہم سے پوچھتے ہیں۔ انہیں اس بارے میں ملت کے اجتماعی رد عمل کی کوئی توجیہ نہیں سوجھتی۔ میں انہی سوالات کا مختصر جواب اس عظیم کانفرنس کے معزز شرکاء کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے:

کہ اس خداوند ذوالجلال نے جس کو ہم اپنا خالق، مالک و معبود برحق یقین کرتے ہیں اس نے اپنی کتاب مقدس میں واضح طور پر یہ اشارہ فرمایا کہ! ”میں نے اپنے برگزیدہ بندے اور جلیل القدر رسول ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا۔“ انبیاء و رسل کی نہری زنجیر کی آپ ﷺ آخری حسین کڑی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد میں کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کروں گا۔ جبرئیل امین اب کسی انسان پر میری وحی لے کر نازل نہیں ہوگا۔ یہ ہمارے اس خدا کا فرمان ہے جو ہمارا معبود برحق ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ وہ سچا ہے اس کا ہر فرمان سچا ہے۔ اب اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو گویا وہ ہمارے رب قدوس کے ارشاد کی تکذیب کرتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے لیے ایسا انسان قابل برداشت ہو سکتا ہے جو ان کے رب کو جھٹلانے کی جسارت کرتا ہو۔

دوسری وجہ یہ ہے:

کہ ہمارے ہادی اور مرشد، ہماری آنکھوں کے نور اور دلوں کے سرور حضرت محمد علیہ الطیب التہیۃ واصل الثناء جن کی نبوت پر ہم جان و دل سے ایمان لے آئے ہیں جن کی غلامی کو ہم دونوں جہانوں میں وجہ عز و شرف سمجھتے ہیں۔ عالم غیب کے وہ اسرار نہاں جن تک نہ ہمارے ظاہری حواس کی رسائی ہے اور نہ ہماری عقلیں وہاں دم مار سکتی



تختِ ختمِ نبوت نمبر

ملتِ اسلامیہ اور عقیدہ ختمِ نبوت

ہیں محض اس نبی مکرم کے فرمانے پر ہم نے ان کی صداقت کو تسلیم کر لیا ہمارے اس شان والے نبی ﷺ نے اپنی اُمت کو بار بار اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ میں اپنے اللہ کا آخری نبی ﷺ ہوں۔ میرے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ ہمارے نبی مکرم نے یہ اعلان ایک بار نہیں بار بار کیا، مختلف تقریبات میں کیا۔ حضور ﷺ نے اس حقیقت کے اظہار کے لیے مختلف اسلوب اختیار فرمائے تاکہ ہر اُمتی کے لوحِ قلب پر یہ عقیدہ نقش ہو جائے اور کوئی دسواں الحاس اس عقیدہ کے بارے میں اسے شک و شبہ میں مبتلا نہ کر سکے۔ حضور ﷺ نے اپنے علمِ خدا داد سے اپنی اُمت کو ان شر پسند، طالع آزماؤں سے بھی خبردار کر دیا فرمایا!

فانہ سیکون فی امتی کذابون ثلا  
ثون کلہم یزعم انہ نبی وانا خاتم  
النبین ولا نبی بعلی۔ (ابوداؤد)  
میرے بعد نبوت کے جھوٹے مدعی ظاہر ہو  
ں گے۔ خبردار ان کے دامِ فریب میں نہ  
پھنس جانا۔ وہ دجال ہوں گے۔ میرے  
بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

جب تک یہ اُمت حضور سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا ہادی و رہبر سمجھتی ہے۔ اس کی غیرت ایمانی اسے کب اجازت دیتی ہے کہ وہ اس خفّہ بخت کو اپنے اندر برداشت کرے۔ جو نبوت کا دعویٰ کر کے اس نبی مکرم کے صداہا ارشادات جو متواتر اور قطعی ہیں جھٹلا رہا ہے۔

تیسری وجہ:

جس نے ملتِ اسلامیہ کو ختمِ نبوت کے بارے میں اس قدر حساس بنا دیا وہ یہ ہے کہ یہ عقیدہ ہمارا بنیادی عقیدہ ہے اور حق تو یہ ہے کہ اسی پر ہماری زندگی اور موت بجا اور فنا کا دارومدار ہے۔ جس طرح ہم عقیدہ تو حید کو نظر انداز کر کے بحیثیت اُمت مسلمہ زندہ نہیں رہ سکتے عینہ اسی طرح اگر خدا نخواستہ ہم عقیدہ ختمِ نبوت سے دستبردار ہو جائیں تو ہمارے تعداد اگرچہ ایک ارب کے قریب ہے۔ تعداد کی اس کثرت کے باوجود بحیثیت اُمت کے ہم چشمِ زدن میں نیست و نابود ہو جائیں گے۔ بحیثیت ملتِ ابراہیمی ہمارا نام و نشان بھی باقی نہیں رہے گا۔ امتِ مسلمہ کا یہ قصور رفع صرف دو بنیادوں پر استوار ہے۔ عقیدہ تو حید اور عقیدہ ختمِ نبوت۔

ہم نے اپنی چودہ سو سالہ پر آشوب بندگی میں انہی کے سہارے حادثات روزگار کا جوانمردی سے مقابلہ کیا اسلام کے ابتدائی سالوں میں یعنی عہدِ خلافت راشدہ میں اس زمانہ کی دو عالمی طاقتوں ایران اور روم نے بیک وقت اسلام سے ٹکری اور اس عقیدہ کی قوت سے ہم نے ان دونوں کو پاش پاش کر دیا۔

تحقیق ختم نبوت نمبر

ملت اسلامیہ اور عقیدہ ختم نبوت

وحشی تازیوں کے ہڈی دل، عالم اسلام پر حملہ آور ہوئے۔ ہمارے شہر کی فصیلوں کو تو انہوں نے منہدم کر دیا ہمارے لاکھوں مشغولوں کے سر کاٹ کر فلک بوس مینار تو تعمیر کر لیے، ہمارے ان گنت علمی جواہر پاروں کو انہوں نے دریائے دجلہ میں غرق کر دیا، یہاں تک کہ ان کی سیاحی سے اس کا پانی ہفتوں سیاہ ہو کر بہتا رہا۔ عالی شان مسجدیں اور عظیم جامعات کھنڈرات میں تبدیل کر دیے گئے بایں ہمہ ہمارے دلوں کے قلعوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی جو شمع فروزاں تھی وہ اس کو نہ بجھا سکے ظلم و ستم کی ان خونی آندھیوں میں بھی وہ فروزاں رہی۔ زندگی کی حرارت اور امید کی روشنی سے وہ ہمیں مٹ جانے سے بچاتی رہی اس ملک گیر تباہی پر ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ بربادیوں کی راکھ میں ایمان کی دبی ہوئی یہ چنگاریاں پھر جاگ اٹھیں اور انہوں نے ان دلوں کو گلزار خلیل بنا دیا جو چند سال پیشتر آتشکدہ ضرود کی طرح اسلام کے خلاف نفرت و عداوت کے جذبات سے بھڑک رہے تھے۔

جب یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ عقیدہ توحید کی طرح عقیدہ ختم نبوت پر ہماری زندگی اور بچا کا انحصار ہے تو ہم اپنے عقیدہ ختم نبوت کو نظر انداز کر کے اپنی شاہ رگ کاٹ ڈالیں۔ ہم کسی کو خوش کرنے کے لیے خود کشی کے مرتکب ہوں۔ یہ کیونکر ممکن ہے؟۔

حالانکہ نوع انسان کی فلاح کے لیے ہمارا زندہ سلامت رہنا ضروری ہے کیونکہ ہم اس اکسیر اعظم کے امین ہیں۔ جاں بلب انسانیت کو جس کی اشد ضرورت ہے۔ ہم اس دین فطرت کے حامل ہیں جو ساری انسانیت کے لیے پیغامات رحمت اور سرمایہ سعادت ہے۔ ہمارے سینے اس صحیفہ رشد و ہدایت کے انور سے منور اور برکات سے معمور ہیں جو رب العالمین نے کسی خاص قوم، کسی خاص نسل، کسی خاص ملک، کسی مخصوص زمانے کے لیے ہدایت بنا کر نہیں نازل کیا بلکہ ہدی اللہ کی شان سے مزین کر کے اپنے محبوب کے قلب منیر پر نازل کیا۔ امت مصطفویہ کی شمع حیات اگر گل ہو جائے تو سارا عالم تاریخی میں ڈوب جائے، چاروں طرف گپ اندھیرا چھا جائے۔

میں نے ابھی ابھی عرض کیا کہ عقیدہ ختم نبوت، وہ عقیدہ ہے جس پر ہماری حیات و موت اور بچا و فنا کا انحصار ہے۔ اگر یہ عقیدہ خدا نخواستہ ہم ترک دیں تو بحیثیت امت مسلمہ چشم زون میں ہمارا نام و نشان تک مٹ جائے گا ممکن ہے بعض احباب یہ سوچ رہے ہوں کہ یہ جملہ میں نے شاہد جذبات سے مغلوب ہو کر لکھ دیا، حقیقت سے اسکا دور کا بھی واسطہ نہیں کیونکہ اگر کروڑوں لوگ پانچ نماز ادا کرتے رہیں، رمضان کا ہلال افروز ہو تو سب پابندی سے روزے رکھیں۔ ذی استطاعت لوگ کارواں درکارواں حج کافر بیضہ ادا کرنے کے لیے مکہ کا طویل اور کٹھن سفر طے کرتے رہیں۔ شاہدار مساجد کی تعمیر کا سلسلہ جاری رہے۔ ان میں اذان کی آواز بھی بلند ہوتی رہے صرف عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہ رہے۔



ہے تو اس سے اسلام یا اُمت مسلمہ کے وجود کو کیا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے؟۔

اس شبہ کے ازالے کے لیے میرے لیے اب ناگزیر ہو گیا ہے کہ بطور مثال میں ایسے شخص کا تذکرہ کروں جس کے تذکرے کو میں پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ ہے آنجنابی مرزا غلام احمد قادیانی کیونکہ انگریزی استعمار کے ظل عافیت میں انہیں نبوت کا ذب کا کاروبار چلانے کا طویل عرصہ تک موقع ملا ہے۔ اور برگستہ قسمت لوگوں کا ایک انبوہ انہوں نے اپنے گرد جمع کر لیا اس جماعت اور اس کے لیڈروں کے حالات کا اگر آپ ایمانداری اور سنجیدگی سے جائزہ لیں گے تو آپ کو اس مسئلہ کی سنگینی کا یقیناً احساس ہونے لگے گا اور آپ کو یہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ جو شخص حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت کا انکار کرے کسی اور شخص (مرزا صاحب ہوں یا کوئی اور) کی نبوت پر ایمان لاتا ہے تو اس کا رشتہ اُمت مسلمہ سے ٹوٹ جاتا ہے اور وہ ایک نئی اُمت کافر دین جاتا ہے۔

چنانچہ مرزا نے ان تمام مسلمانوں کو جنہوں نے اس نبوت کو تسلیم نہیں کیا اور اپنے ماننے والوں کو ناکیدی حکم دیا ہے کہ وہ اُمت مسلمہ کے افراد سے کوئی دینی اور دنیوی تعلق قائم نہ کریں نہ ان ائمہ کی اقتداء میں ان کی نماز ہو سکتی ہے نہ انہیں اجازت ہے کہ اپنی بچیوں کا رشتہ دوسرے مسلمانوں کو دیں۔ نہ انہیں ان کی شادی کی تقریبات میں شامل ہونے کی اجازت ہے حتیٰ کہ اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اس کا نماز جنازہ بھی نہیں پڑھ سکتے خواہ وہ فوت ہونے والا بڑا متقی اور پارسا ہو، خواہ وہ ان کا قریبی رشتے دار ہو، خواہ عمر بھر اس نے ان پر احسانات کئے ہوں اور خواہ وہ شیر خوار معصوم بچہ ہو۔ کسی مرزائی کے لیے روا نہیں کہ وہ کسی مسلمان کا نماز جنازہ ادا کرے حضرت قائد اعظم کا انتقال ہوا تو چوہدری ظفر اللہ قادیانی نے قائد اعظم کی نماز جنازہ پڑھنے سے برملا انکار کر دیا۔

ان انفرادی معاملات کے علاوہ اجتماعی نظریات بھی بدل جاتے ہیں۔ وہ قوتیں جنہوں نے اسلامی مملکتوں کی آزادی کو چھینا اور ان پر غاصبانہ قبضہ کر لیا، جو اُمت مسلمہ کی دشمن تھیں ان سے مرزا اور اس کے معتقدین محبت غیر مشروط و قادیاری کا اظہار کرتے اور اس پر فخر کرتے ان کی فتوحات پر خوشی کے شادیاں بجاتے اور گلی کے چراغ روشن کرتے۔ جب پہلی جنگ عظیم میں برطانیہ کی فوجیں عراق میں قاتحانہ داخل ہوئیں اس روز مسلمانوں کے گھروں میں تو صف ماتم پچھی ہوئی تھی لیکن اس روز قادیانیوں کے خلیفہ مرزا محمود نے ایک کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے بے پایاں مسرت کا یوں اعلان کیا!

[[ مسلمان علماء انگریزوں کے ساتھ تعاون پر ہمیں مطعون کیا کرتے ہیں اور ان کی فتوحات پر خوشیاں منانے پر ہمیں ملامت کرتے ہیں ہم پوچھتے ہیں کہ ہم کیوں خوشیاں نہ منائیں؟ ہم کیوں مسرت کا اظہار نہ کریں؟۔ ہمارے

تحفظ ختم نبوت نمبر

ملت اسلامیہ اور عقیدہ ختم نبوت

امام (غلام احمد) نے کہا تھا کہ میں مہدی ہوں، حکومت برطانیہ میری تلوار ہے، ہم اس فتح پر مسرور ہیں ہماری یہ آرزو ہے کہ اس تلوار کی چمک عراق شام اور ہر جگہ نگاہوں کو خیرہ کرتی رہے۔ [ (افضل 7-12-1918)

جب مسلمانوں کے مقدس شہر بیت المقدس میں برطانوی لشکر نے داخل ہو کر اس پر اپنا پرچم لہرایا یہ لمحہ ساری اُمت کے لیے انتہائی رنج و الم کا لمحہ تھا لیکن مرزا محمود نے اس موقع پر بھی اپنی انتہائی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ جب ترکی حکومت کو پہلی جنگ میں شکست ہوئی تو افضل میں ایک مضمون شائع ہوا جس کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے!

[[ برطانیہ کی فتوحات پر ہم ہزار بار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں ان کی فتح (یعنی مسلمانوں کی شکست) ہمارے خوشی و مسرت کا باعث بنی ہے کیونکہ ہمارا امام ان کی کامیابی کے لیے ہمیشہ دعائیں کرتا تھا اور اپنے فریقے کو بھی ان کے لیے دعا کرنے کی تلقین کرتا تھا۔ ] (افضل 23-11-1918)

مرزا کی سیرت کا از حد شرمناک پہلو اس وقت سامنے آتا ہے جب وہ انگریز حکومت کی خوشامد اس انتہائی لجا حث کا مظاہرہ کرتا ہے۔ مرزا صاحب نے وائسرائے ہند کی خدمت میں ایک درخواست ارسال کی جس میں انہوں نے تحریر کیا۔

عزت مآب:

میں اس درخواست کے ساتھ اپنے پیروکاروں کے نام کی فہرست بھی منسلک کر رہا ہوں اس سے مدعا صرف یہ ہے کہ آپ کو ان عظیم خدمات کی طرف متوجہ کروں جو میں نے اور میرے آباء و اجداد نے آپ کے لیے انجام دیں ہیں مجھے قوی امید ہے کہ سرکار دولت مدار میرے خاندان کی حفاظت کرے گی جس نے پچاس سال تک بڑی وفاداری اور خلوص کے ساتھ حکومت کی خدمت کی ہے۔۔۔۔۔ بڑے بڑے افسروں نے اعتراف کیا ہے کہ یہ خاندان ہمارے خادموں کا خاندان ہے اور بڑا مخلص ہے اس وجہ سے میں پُر امید ہوں کہ عزت مآب اپنے ماتحت افسران کو ہدایت جاری کریں گے کہ وہ اس پودا کی پوری طرح حفاظت کریں جو آپ نے اپنے دست مبارک سے کاشت کیا ہے۔ اور میرے پیروکاروں پر بھی شفقت کی نظر رکھیں گے جنہوں نے اپنی زندگیاں اور اپنے خون کی قربانی دینے سے کبھی دریغ نہیں کیا۔ ان عظیم خدمات کے بدلے میں ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم آپ سے درخواست کریں کہ حکومت ہماری دیگر یاری کرے تاکہ کوئی آدمی ہمیں ضرر نہ پہنچائے۔ (خلاصہ از تبلیغ رسالہ قاسم قادیان ص ۷)

اللہ تعالیٰ نے جن انبیاء کا تذکرہ قرآن کریم میں فرمایا ہے ان میں ایک نبی بھی ایسا نہیں جو باطل کی طاغوتی طاقت کے سامنے اپنی نیاز مندی اور وفاداری کے جذبات کا یوں اظہار کر رہا ہو۔ اور اس پر فخر محسوس کر رہا ہوں لیکن قادیان



تھیں ختم نبوت نمبر

ملت اسلامیہ اور عقیدہ ختم نبوت

ان کے اس مدعی نبوت کے اطوار ہی زالے ہیں جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ انبیاء صادقین کے پاکیزہ زمرہ کے ساتھ مرزا صاحب کا دور کا واسطہ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لیے اور طاغوتی قوتوں کا سر غرور خاک میں ملانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے غلامان مصطفیٰ علیہ الطیب التحیۃ واجمل الثناء کو جہاد کرنے کا حکم دیا اسی جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر نہتے مسلمان سپاہی کفر کی زرہ پوش فوجوں سے ٹکراتے تھے اور ان کو پاش پاش کر کے رکھ دیتے تھے۔ آج بھی ساری کمزوریوں اور کوتاہیوں کے باوجود جب بھی ہمارے بچے خالد اور طارق کا نام سنتے ہیں تو فخر سے ان کے سر بلند ہو جاتے ہیں۔ جوش جہاد سے ان کی آنکھیں چمکنے لگتی ہیں لیکن حکومت برطانیہ کے ساختہ پرداختہ نی کا انداز بھی حیران کن ہے وہ اس جذبہ جہاد کو ہی ختم کرنے کے درپے ہیں چنانچہ اپنی محسن حکومت کی خدمت میں اپنی عظیم خدمات بیان کرتے ہوئے عرض پر داز ہیں۔

میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزوں کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں میں نے ایسی کتابوں کو تمام عرب ممالک مصر، شام اور کابل روم تک پہنچا دیا ہے۔ (تزیان القلوب ص ۱۵)

ان چند اقتباسات سے آپ کو معلوم ہوگا کہ جب نبوت کا مرکز عقیدت بدل جاتا ہے تو نظریات و عقائد میں ایک ہمہ گیر تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ خوشی اور غم، فتح اور شکست، ہود اور زیاں کے سارے معیار بدل جاتے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں نے اپنی ملی وحدت کو برقرار رکھنے کے لیے خون کے دریا بہا کر عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کی۔ رحمت دو عالم ﷺ کے وصال پر ملال کے بعد وہ فتنے جو پہلے جلال نبوت کی وجہ سے سہمے ہوئے تھے پر پرزے نکالنے لگے کوئی قبیلہ زکوٰۃ دینے سے انکار کر رہا ہے، کوئی قبیلہ مدینہ کی سربراہی کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں۔ کوئی اپنی علیحدہ آزاد ریاست بنانے کا خواب دیکھنے لگا اور بعض طالع آزمائوں کو انہوں نے قبائلی عصبیت کو از سر نو پیدا کر کے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا ہے ان ناگفتہ بہ حالات میں جانشین رسول مقبول خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی اولین توجہ فتنہ انکار ختم نبوت کی بیخ کنی کی طرف مبذول کی اور اللہ کی تلواریں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر جرار روانہ کیا جو جلیل القدر صحابہ اور اسلام کے جاننا سپوتوں پر مشتمل تھا حضرت خالد نے جب تک یمامہ کے میدان کارزار میں مسلمانوں کا کذاب اور اس کے اٹھائے ہوئے فتنہ کو ہمیشہ کے لیے ختم نہیں کر دیا اس وقت تک چین کا سانس نہیں لیا۔ طبری کا بیان ہے کہ اس جنگ میں مسلمانوں کے دس ہزار آدمی تھے جو ہوائے اور لشکر اسلام کے بارہ موجدین نے جام شہادت نوش کیا جن میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت زید بن خطاب، حضرت عالم، اور حضرت ابو حذیفہ جیسے

تحفظ ختم نبوت نمبر

ملت اسلامیہ اور عقیدہ ختم نبوت

عالی مرتبت صحابہ کرام نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے اپنے سر کٹائے اور خون کے دریا بہائے مسلمان شہداء میں سات سو کے قریب وہ لوگ تھے جو قرآن کریم کے حافظ تھے۔ اس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی بے مثا ل جرأت سے اس از حد خطرناک فتنہ کو موت کی نیند سلا دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا اعلان کیونکہ ملت اسلامیہ کے شیرازہ کو منتشر کرنے کے لیے ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے ان کی فکری یک جہتی کو درہم برہم کرنے کے لیے ایک موثر حربہ تھا اس لیے تمام وہ قوتیں جو مسلمانوں کو کمزور اور بے بس بنانے کے لیے کوشاں تھیں انہوں نے زور شور سے مرزا کی تائید کی، سخنے، درے قدے تمام ذرائع سے ان کا دفاع کیا اور ان میں سے چند لوگوں نے ایسے بیانات دیئے جس سے حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے اور بتوں کے پجاری ہونے کے باوجود یا خدا کی ذات کا منکر ہونے کے باوجود مرزا صاحب سے اور ان کی تحریک سے ان کی بے پناہ دلچسپی کا معمہ حل ہو جاتا ہے۔

ایک کٹر متعصب ہندو ڈاکٹر شکر داس کی ایک تقریر کا مطالعہ آپ کی آنکھیں کھول دے گا یہ تقریر روزنامہ ہندو ماہنامہ کے شمارہ ۲۲۔ اپریل ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی جو اس نے ہندوؤں کے ایک اجتماع کے سامنے کی۔ انہوں نے کہا۔

سب سے نازک ترین مسئلہ جو اس وقت ملک کو درپیش ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان میں ہندی قومیت کی روح کو کیسے پروان چڑھایا جائے بعض اوقات سودا بازی کے لیے مسلمانوں کے ساتھ معاہدے اور پیکٹ کیے جاتے ہیں۔ بسا اوقات ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے ہمیں ان کو رشوت دینی پڑتی ہے اور بسا اوقات ان کے ساتھ سیاسی اتحاد قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن ان میں سے کوئی تدبیر نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئی۔ ہندی مسلمان اپنے آپ کو الگ قوم سمجھتے ہیں وہ رات دن رسول عربی کی مدح و ثناء کے گیت گاتے رہتے ہیں۔ اگر ان کا بس چلے تو ملک ہندوستان کا نام بھی ملک عرب رکھ دیں۔ اس تاریک ماحول میں ہندی قوم پرست اور مجانب وطن کو روشنی کی صرف ایک کرن نظر آتی ہے اور وہ ہے فرقہ احمدیہ۔ جتنی کثرت سے مسلمان قادیانیت کو قبول کریں گی وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کریں گے۔ آخر کار ہندوستان ان کی محبت اور عقیدت کا مرکز بن جائے گا قادیانی تحریک کی مسلمانوں کے درمیان مقبولیت عرب ثقافت اور اسلامی اتحاد کے خطرے کو دور کر سکتی ہے۔

آپ بنظر انصاف خود ہی فیصلہ کیجیے جس کے ساتھ بت پرستوں نے امیدیں وابستہ کر رکھی ہوں وہ بت شکنوں کا راہنما اور راہبر کیسے بن سکتا ہے؟ پھر ڈاکٹر مذکور ان تغیرات اور تبدیلیوں کا ذکر کرتا ہے جو مسلمان کے افکار و



نظریات میں رونما ہوتی ہیں جو مزار کی نبوت پر ایمان لا کر اس کی یا اس کے خلیفہ کی بیعت کر لیتا ہے، وہ لکھتا ہے۔

جب کوئی ہندو اسلام قبول کرتا ہے تو رام، کرشنا، نیز وندوں، گیتا اور رامائن سے جو اس کو پہلے عقیدت و محبت تھی وہ قرآن کی طرف منتقل ہو جاتی ہے وہ جزیرہ عرب کے مقدس کو قبول کر لیتا ہے اور اس کی پہلی محبوب چیزیں اپنی اہمیت سے ٹکلیہ محروم ہو جاتی ہیں اسی طرح جب کوئی مسلمان قادیانیت کو قبول کرتا تو اس کا نقطہ نظر بدل جاتا ہے اس کی عقیدت محمد رسول اللہ سے ختم ہو جاتی ہے مکہ اور مدینہ صرف روایتی طور پر اس کے لیے مقدس رہ جاتے ہیں کوئی قادیانی دنیا کے کسی ملک میں ہو وہ روحانی تسکین حاصل کرنے کے لیے اپنا رخ قادیان کی طرف کرتا ہے۔ قادیان کی سر زمین ہی اس کے لیے نجات کی زمین بن کر رہ گئی ہے اس طرح ہر قادیانی آخر کار ہندوستان سے محبت کرنے لگے گا کیونکہ جو اس کی عقیدت اور محبت کا مرکز ہے ہندوستان میں واقع ہے۔ نیز قادیانی تحریک کا بانی اور اس کا جانشین سارے ہندوستان ہیں۔

ڈاکٹر شکر داس نے کہا کہ تحریک خلافت میں احمدیوں نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا کیونکہ وہ ترکی اور عرب میں مرکز قائم کرنا چاہتے ہیں۔ عام مسلمانوں کے لیے جو ہمیشہ اسلامی اتحاد اور عالمی عرب اتحاد کے خواب دیکھتے رہتے ہیں یہ بات بڑی مایوس کب ہے لیکن ایک قوم پرست کے لیے اس سے زیادہ دل خوش کن اور کوئی بات نہیں۔ ایک ہندو ڈاکٹر نے کھل کر اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ ختم نبوت کا انکار کرنے سے ملت اسلامیہ کی اساس جس پر اس کا یہ قصر رفیع تعمیر کیا گیا ہے یکسر منہدم ہو جاتی ہے اور نئی بنیادوں پر ایک نئی عمارت تعمیر کی جاتی ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ وہ ذاتی طور پر دہریہ تھے وہ خدا پر ایمان نہیں رکھتے تھے وہ کسی مذہب کے پیروکار نہیں تھے ہندومت سے بھی انہیں بحیثیت دھرم کوئی دلچسپی نہ تھی اس کے باوجود جب ترجمان حقیقت علامہ اقبال نے مرزا غلام احمد کی تردید میں زوردار مضمون لکھے اور عقلی دلائل سے ثابت کیا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت سراسر جھوٹ ہے اور اس کے پیروکار اس بات کا قطعاً حق نہیں رکھتے کہ انہیں امت مسلمہ کا ایک جز قرار دیا جائے ان مضامین کو پڑھ کر پنڈت نہرو تھلا اٹھے اور بڑے زور شور اور بڑے خطرات سے مرزائیوں کی تائید میں پے درپے کئی مقالے سپرد قلم کئے۔ حضرت علامہ نے اس پر جو تنقید کی تھی اس سے ان کا دفاع کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ پنڈت جی کو عقائد کی دنیا سے کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ پنڈت جی نے کھل کر اور جوش خروش سے مرزا قادیانی کا دفاع کیا اور اس کی نبوت کے لیے دلائل فراہم کیے اس کی وجہ محض یہ تھی کہ مرزا نبیت کی ترقی میں انہیں مسلمانوں کا انحطاط اور زوال نظر آ رہا تھا پنڈت جی کے لیے اس سے زیادہ مسرت آگئیں اور خوش کن اور کیا چیز ہو سکتی تھی۔ مرزا سے

تھیں ختم نبوت نمبر

ملت اسلامیہ اور عقیدہ ختم نبوت

پنڈت نہرو کی دوستی اور حمایت سے پتہ چلا ہے کہ مرزا قادیان اسلام کی سر بلندی کے لیے نہیں بلکہ کافرو توں کی سر بلندی کی چاہتے تھے اس لیے کافرو توں کا آلہ کار تھے۔

ہم پنڈت جی کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے یہ مضمون لکھ کر حکیم الامت علامہ اقبال کے قلم حقیقت رقم کو جنبش دی اور انہوں نے مرزائیت کی تردید میں ایسے دلائل اور روزنی مضامین رقم فرمائے جن کے مطالعے سے اس وقت کے تعلیم یافتہ مسلم جوانوں کی آنکھوں سے غفلت کے پردے ہٹ گئے اور وہ ان گھناؤنے اور تلخ نتائج سے بروقت آگاہ ہو گئے جو شیاطین الجن والانس کی پیدا کردہ اس تحریک پر ملت اسلامیہ کے مرتب ہونے والے تھے۔ پنڈت جی کے یہ مضامین علامہ کے لیے ایک چیلنج تھا اپنی شدید علالت کے باوجود انہوں نے اس چیلنج کو قبول کیا اور پھر اس کا منہ توڑ جواب دیا جو قادیان کے قصر نبوت پر بجلی بن کر آگرا اور اسے راکھ کا ڈھیر بنا دیا درحقیقت یہ فیض تھا عشق مصطفوی ﷺ کا جس سے علامہ کا دل اور علامہ کا ذہن دونوں جگمگا رہے تھے۔ علامہ کے تقریباً پچاس سال لکھے ہوئے ان مضامین کی آقا دیت آج بھی تر و تازہ ہے یقین کی جو مہک ان کے جملوں سے پھوٹ رہی ہے وہ مشام جاں کو آج بھی معطر کر رہی ہے نو جوان کرچا ہے کہ وہ پنڈت نہرو کے مقالوں اور ترجمان حقیقت کے تردیدی مضامین کا تقابلی مطالعہ کریں حقیقت خود بخود آشکار ہو جائے گی۔

الغرض جب مرزا نے مبلغ سے صلح۔ صلح سے مہدی مہدی سے مسیح موعود اور مسیح موعود سے زقند لگا کر ظلی نبی اور ظلی نبی سے چھلانگ لگا کر حقیقی نبی کے منصب پر اجماع ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے ساتھ انگریز کی غیر مشروط تاج بعداری اور پختہ وفاداری کا قدم قدم پر اعلان کیا تو ملت اسلامیہ کے تمام طبقوں کے علماء سر یکف میدان میں نکل آئے قدم قدم پر انہوں نے جھوٹے نبی کو لاکار اور عقلی اور نقلی دلائل سے اس کے ہر دعویٰ کے ادھیڑ کر رکھ دیئے۔ لیکن مکار ی اور عیاری کے اس مضبوط گڑھ کو تخت و تاراج کرنے کے لیے کفر و طاغوت کے اس مستحکم قلعہ کی سنگین دیواروں کو بیج و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اہلسنت والجماعت کے ایک فرید العصر عالم ربانی سلسلہ فقیر و درویشی کے مہر منیر خانوادہ چشتیہ نظامیہ کے ایک کوہر شب تاب اور گل سرسید حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب چشتی نظامی سیالوی قدس سرہ کو منتخب فرمایا، جب مرزا نے مشائخ سلاسل اربعہ کو مناظرہ کا چیلنج دیا تو آپ نے مرزا کے مناظرے کو چیلنج کو قبول کیا کلڑہ شریک سے علماء اور فقراء کا ایک لشکر جہار ساتھ لے کر مرزا قادیان کے ساتھ مناظرہ کے لیے لاہور روانہ ہوئے۔ راولپنڈی اور لالہ موسیٰ سے مرزا کو بذریعہ ٹیلی گرام اپنی آمد کی اطلاع دیتے رہے۔ ۲۳ اگست ۱۹۰۰ کو آپ لاہور پہنچے لاہور اسٹیشن پر علماء مشائخ اور عام مسلمانوں کی ایک جم غفیر نے آپ کا شایان شان استقبال کیا۔ آپ ۲۳



تحفظ ختم نبوت نمبر

ملت اسلامیہ اور عقیدہ ختم نبوت

اگست سے ۱۲۹ اگست ۱۹۰۰ء تک چھ روز تک لاہور میں قیام پذیر رہے اور مرزا کو مقابلے کے لیے لاکارتے رہے لیکن اس گریہ مسکین بلکہ موش ضعیف و زار کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ قادیان سے قدم باہر رکھ سکے۔ بار بار کے اصرار کے باوجود جب وہ میدان میں نہ آیا تو شاہی مسجد لاہور میں ایک تاریخ ساز عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں ملک کے کونے کونے سے آئے ہوئے علماء نے حضرت شاہ صاحب کی کامیابی اور مرزا کی شکست کا اعلان کیا۔ ذوالفقار حیدری کی یہ وہی کاری ضرب تھی جس نے قادیان کے درو دیوار کو لرزا کر رکھ دیا۔ اس کے بعد بھی قادیانیت کی حج کئی کے لیے علماء مشائخ کا جہاد پوری قوت سے جاری رہا۔ مجاہد اسلام حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف اور آپ کے فرزند ولید فخر روزگار شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قدس سرہم ان کے علاوہ دیگر مشائخ و علماء اور مردان حق ختم نبوت کے عقیدے کے تحفظ کے لیے کفن بدوش سر بکف، شمشیر بدست میدان جہاد میں ڈٹے رہے۔ اہلسنت والجماعت کے علماء رہائین بھی اپنی بے مثل تصنیفات، قلوب واذ بان کو محسوس کر دینے والی اپنی تقاریر اور خطبات سے قریہ قریہ، ہستی بستی، کوچہ کوچہ اس فتنہ کا مقابلہ کرتا رہے اور تاقیامت کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ سنت صدیقی پر عمل پیرا بہان کی زندگی کا مقصد اولین ہے۔

جب بھی اس فتنہ کی کئی کے لیے اجتماعی کوششوں کی ضرورت محسوس کی گئی تو اہلسنت کے علماء مشائخ نے کسی عہدہ کا مطالبہ کئے بغیر بلا تامل اس دعوت اتحاد پر لبیک کہی۔ اور تمام اثر و رسوخ اپنے تمام مسائل، اپنی تمام علمی وادبی قابلیت اس مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے وقف کر دیں اور آئندہ بھی سنی ماؤں کی کود میں پلنے والا ہر بچہ اپنے محبوب کریم رحمت اللعالمین خاتم النبیین ﷺ کی شان ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنی جان لگا تا رہا ہے۔ اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا تا رہے گا۔ درحقیقت یہی جذبہ دفاع ختم نبوت، ملت کی زندگی کی علامت ہے، جب تک یہ جذبہ زندہ و سلامت قومی و توانا رہے گا، ایسی نظام کا کوئی فتنہ کوئی سازش اس نور ہدایت کو بجھانہ سکے گی۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

یریدون لیطنوا نواللہ بانواہم واللہ مستم نورہ ولو کرہ الکافرون

آخر میں حضرت علامہ اقبال کے چند اشعار پر اپنی ان گزارشات کو ختم کرتا ہوں۔ ختم نبوت کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

بس خدا برما شریعت ختم کرد بر رسول ، رسالت ختم کرد  
 رونق از ماضی ایام را او رسل را ختم ، ماقوام را  
 خدمت ساقی گری باما گزاشت داد مارا آخریں جائے کہ داشت  
 لانی بعدی ز احسان خدا است بندہ ناموس دین مصطفیٰ است  
 قوم را سرمایہ قوت ازو حفظ سرہ وحدت ملت ازو  
 حق تعالیٰ نقش ہر دعویٰ شکست تا ابد اسلام را شیرازہ بست  
 ل ز غیر اللہ مسلمان بر کند نعرہ لا قوم بعدی می زند  
 ☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



## عقیدہ ختم نبوت اور اسماء پاک ﷺ

علامہ نسیم احمد صدیقی نوری

الْآخِرُ الْآخِرُ ﷺ (آخری نبی) الْآخِرُ الْآخِرُ ﷺ (سب سے آخری نبی)

الْآخِرُ الْآخِرُ ﷺ (نبیوں میں سب سے آخر میں دنیا میں تشریف لانے والے)

الْأَكْلِيلُ ﷺ (انبیاء و اولیاء کے سر تاج) اکرم الناس ﷺ (لوگوں میں سب سے زیادہ معزز)

اکرم ولد آدم ﷺ (آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے زیادہ افضل)

اکرم عباد اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سب سے زیادہ بزرگ)

اکرم الاولین و الاخرین ﷺ (پچھلوں اور آگلوں میں سب سے زیادہ معزز و افضل)

الامام ﷺ (پیشوا) امام الخیر ﷺ (بھلائی کے پیشوا)

امام العالمین ﷺ (تمام جہانوں کے پیشوا) امام العاملین ﷺ (تمام عمل کرنے والوں) عابدوں

(کے پیشوا) امام المتقین ﷺ (تمام پرہیزگاروں کے پیشوا) امام الرسل ﷺ (تمام رسولوں

س کے امام و پیشوا)

امام النبیین ﷺ (تمام انبیاء کے پیشوا اور سردار) امام النبوة ﷺ (نبوت کے پیشوا سر تاج نبوت

(

امام الناس ﷺ (تمام لوگوں کے پیشوا) الاوسط ﷺ (سب سے ممتاز)

الاولیٰ ﷺ (سب سے برتر، حقدار) الاول ﷺ (مخلوق میں سب سے پہلے)

اول الناس ﷺ (انسانوں میں سب سے مقدم)

اول الرسل ﷺ (رسولوں میں سب سے پہلے پیدا ہونے والے)

اول المومنین ﷺ (اللہ تعالیٰ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے)

اول المسلمین ﷺ (اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے فرمانبردار)

اول من تنشق عنه الارض ﷺ (قیامت کے دن جن کی سب سے پہلے قبر اٹھ کر کھلے گی)

اول من يجوز على الصراط (سب سے پہلے اُلی صراط پار کرنے والے)

اول من يقرع باب الجنة ﷺ (سب سے پہلے جنت پر دستک فرمانے والے)

اول من يدخل الجنة ﷺ (سب سے پہلے جنت میں تشریف لے جانے والے)

اول شافع ﷺ (سب سے پہلے شفاعت فرمانے والے)

اول مشفع ﷺ (سب سے پہلے جن کی شفاعت منظور ہوگی) الحاضر ﷺ (لوگوں کو جمع فرمانے والے)

الحجة ﷺ (وسیل، محبت) حجة اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ کی واضح نشانی) الحجة البينة ﷺ (واضح و کھلی نشانی)

الحجة البالغة ﷺ (عالم و مکمل وسیل) حجة اللہ علی الخلائق ﷺ (مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی روشن وسیل)

البرهان ﷺ (اللہ کی وسیل) البينة ﷺ (روشن اور واضح وسیل) الخاتم ﷺ (آخری نبی)

الخاتم ﷺ (انبیاء کرام میں سب سے خوب تر) خاتم النبیین ﷺ (نبیوں میں آخری)

خاتم المرسلین ﷺ (آخری رسول) خاتم الرسل ﷺ (آخری رسول)

خاتم النبوة ﷺ (سلسلہ نبوت کا خاتمہ فرمانے والے) الخاتم لما سبق ﷺ (سابقہ شریعتوں کو ختم فرمانے والے)

خير الانام ﷺ (تمام مخلوق سے بہتر) خير الانبياء ﷺ (تمام انبیاء علیہ السلام سے بہتر)

خير البرية ﷺ (مخلوق میں بہترین) خير الناس ﷺ (لوگوں میں سب سے بھلے)

خير العالمين ﷺ (تمام جہانوں میں سب سے بہتر)

خير خلق اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بہتر)



خیر من و طیء الثرى ﷺ (روئے زمین میں قدم رکھنے والوں میں سب سے بہترین)  
رحمة للعالمین ﷺ (تمام جہانوں کے لیے رحمت)

رحمة للعالمین ظهورہ ﷺ (جن کی تشریف آوری تمام جہانوں کے لیے باعث رحمت ہوئی)  
السلطان ﷺ (تمام جہانوں کے بادشاہ صاحب اقتدار) السید ﷺ (سردار، آقا)  
سید الکونین ﷺ (دونوں جہانوں کے سردار، اس مفہوم میں زمان و مکان داخل ہیں یعنی رسول اکرم  
ﷺ ماضی، حال و مستقبل اور دنیا و آخرت کے سردار ہیں) سید الثقلین ﷺ (جن و انس کے سردار)  
سید ولد ادم ﷺ (تمام بنی آدم کے سردار) سید العرب والعجم ﷺ (تمام عرب و عجم کے سر  
دار)

سید الناس ﷺ (تمام لوگوں کے سردار) سید العالمین ﷺ (تمام جہانوں کے سردار)  
سید الانبیاء والمرسلین ﷺ (تمام نبیوں اور رسولوں علیہ السلام)  
صاحب العلامة ﷺ (علامت نبوت والے)

صاحب العلامات الظہرات ﷺ (نبوت کی ظاہری نشانیوں والے)  
صاحب القرآن العظیم ﷺ (عظیم المرتبت قرآن مجید والے)

صاحب الکلمۃ العلیا ﷺ (بلند کلمے والے) صاحب الحجة ﷺ (ویل والے)

صاحب المعجزات ﷺ (معجزات کے حامل) صاحب الدرجۃ الرفیعة ﷺ (بلند مرتبے والے)

صاحب الخاتم ﷺ (مہر نبوت والے) صاحب الخزائن ﷺ (خزانوں کے مالک) یہاں  
مطلق معنی مراد لیے جائیں گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا سے، محبوب، رسول عظیم ﷺ و صبحہ و بارک و سلم ز  
مین و آسمان، عالم امر و امکان اور دنیا و عقبی کے جملہ خزانوں کے مالک ہیں۔ اور آپ ﷺ ہی ان خزانوں  
کو تقسیم فرماتے ہیں۔ یعنی دولت و ثروت رزق و نعمت، عزت و منصب، ایمانی فراست و نبی بصیرت

تختِ ختم نبوت نمبر

عقیدہ ختم نبوت اور اس کا پیک

جمیت وغیرت حشمت و سطوت، جاہ جلال، حسن و جمال، اقبال و کمال، عروج و زوال، اور انعامات جنت، سب کچھ سرور و مسلاں خاتمِ پیغمبراں کے دربارِ گہر بار سے عطا ہوتا ہے۔

صاحبِ الرعب ﷺ (رعب و حشمت والے)

صاحبِ کونکر ﷺ (حوضِ کونکر کے مالک۔ خیر کثیر کے حامل ہر عزت و عظمت اور ہر مرتبہ و درجہ کی کثرت پائی والے کریم آقا صاحبِ السلطان ﷺ (سلطنت و اقتدار والے)

صاحبِ التاج و المعراج ﷺ (تمام فضیلتوں کی خلعت فاخرہ کا تاج سر اقدس پر سجانے والے اور اخصِ خصائص معجزہ معراج شریف کا شرف رکھنے والے)

صاحبِ الحوضِ المورود ﷺ (ایسے حوض والے جہاں پیا سے پیاں بجھانے آئیں)

صاحبِ المقامِ المحمود ﷺ (مقامِ محمود پر فائز)

صاحبِ المقامِ الموعود ﷺ (بارگاہِ الہی سے وعدہ کیے ہوئے مقامِ عظیم کے حامل)

صاحبِ المظهر المشہود ﷺ (سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ عز و جل کے ذاتِ بزرگ و برتر کے عد

یم المثل مظهر) الصادق بما امر اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ عز و جل کے احکامات کو وکیل سے بیان فرمانے وا

لے)

صراطِ اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ عز و جل تک جانے کا راستہ) صفوۃ اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ عز و جل کے

منتخب و مقرب)

الطراز المعلمہ ﷺ (ممتاز صفات کی وجہ سے پہچانے جانے والے شرف امت اور ہدایت کی لیے

شاہراہِ دین کی نشاندہی کے لیے مینارِ نور)

الظفر ﷺ (ہر زمانے میں بہت زیادہ کامیاب اور فتح یافتہ) ہر دور و زمن میں آپ ﷺ کی کامیابی کا

اطلاق اس لیے کیا گیا ہے، کہ ادوارِ گزشتہ میں جماعتِ مسلمین دین کے دشمنوں پر فتح مندی کے لیے آپ

ﷺ کے بابرکت اسمِ گرامی کا وسیلہ کام آتا ہے۔



تختِ ختم نبوت نمبر

عقیدہ ختم نبوت اور اس کا پیک

العاقب ﷺ (سب سے آخر میں تشریف لانے والے)

العروة الوثقی ﷺ (اللہ تعالیٰ عزوجل تک پہنچنے کا مضبوط ذریعہ)

عصمة اللہ ﷺ (اللہ کی پناہ و حفاظت) عصمة للارامل ﷺ (مسکینوں اور محتاجوں کی مرجع اور پناہ)

العلم ﷺ (نثانی) علم الایمان ﷺ (ایمان کی نثانی) علم الہدی ﷺ (ہدایت کی نثانی)

علمہ یقین ﷺ (یقین کی نثانی) العلی ﷺ (بڑے بلند مرتبے والے)

العماد ﷺ (سب کے سہارے۔ دین کے ستون)

الغالب ﷺ (صاحب اقتدار) العین ﷺ (سربراہ اور وہ افضل نبی)

عین العز ﷺ (سرِ اِپاعزت و وقار۔ عزت کا سرچشمہ)

عین الغر ﷺ (صاحبان عزت کی روشن جبینوں کے لیے مرکز نگاہ) عین النعیم ﷺ (نعمتوں کا سرچشمہ)

الغنی باللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ عزوجل کی عطا کی وجہ سے سب سے بے نیاز) غیث البلاد (دنیا بھر کے لیے بارانِ رحمت و کرم) الفاتح ﷺ (فتح مند اور کامیاب) الفتح ﷺ (سب سے بڑے فتح مند جیتنے والے، مددگار)

الفارقلیط ﷺ (حق و باطل میں نمایاں فرق فرمانے والے) یہ اسم گرامی توریت شریف و انجیل مقدس میں بھی بیان ہوا ہے، یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ رسول اکرم نور مجسم ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت و نوید دیتے ہوئے حضرات انبیاء کرام و مرسلین عظام و علیہ الصلوٰۃ والسلام اجمعین جن اسماء گرامی سے اپنی اپنی قوموں کو مرادہ سنایا کرتے تھے، ان اسماء مقدسہ میں یہ نام فارقلیط بھی بیان کرتے تھے۔

الفاروق ﷺ (حق و باطل میں بہت زیادہ اور خوب عمدہ فرق ظاہر فرمانے والے) الفر د ﷺ (بے مثال)

تختِ ختم نبوت نمبر

عقیدہ ختم نبوت اور اس کا پیکر

الفرط علیہ السلام (پیشوا) فضل اللہ علیہ السلام (اللہ تعالیٰ عزوجل کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سلامت پر فضل و کرم)

الفلاح علیہ السلام (جن کے ذریعہ باطل کو نابود کیا جائے اور نجات و کامیابی عطا کی جائے)

فواتح القوز علیہ السلام (کامیابی کے دروازے کھولنے والے)

فواتح النور علیہ السلام (روشنی واچالے کو جا کر کرنے والے)

فواتح الكنوز علیہ السلام (خدائی خزانوں کی کنجیوں کے مالک یعنی خزانہ رحمت کے منہ کھولنے والے)

فئة المسلمين علیہ السلام (دنیا و آخرت میں مسلمانوں کے مددگار)

القاسم علیہ السلام (اللہ تعالیٰ عزوجل کی نعمتوں کو تقسیم فرمانے والے) رسول اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے

ہیں! میرے نام پر نام رکھ لیا کرو، لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو کیونکہ قاسم صرف میں ہی ہوں پس بیشک

میں تمہارے درمیان (فیضان و انعامات الہیہ) تقسیم کرتا ہوں۔ سمو ابا سمي ولا تکتنوا

بکنتی فانما انا قاسم اقسام بینکم۔ (صحیح البخاری، صحیح المسلم ۲: ۲۰۶)

دوسری روایت میں ہے انما انا خازن وانما يعطى الله عني بیشک میں خازن ہوں اور اللہ مجھے عطا

فرماتا ہے (مسلم: اول: ۳۳۳ مسند امام احمد: ۵: ۶۶، الترغیب والترہیب: ۱: ۵۹۵) سلسلة الاحاد

یث الصحیحہ للبانی ۲: ۱۰۱ رقم ۹۷۳)

تیسری روایت میں ہے! انما انا قاسم والله يعطى (ترجمہ) بیشک میں ہی تقسیم فرمانے والا ہوں

اور اللہ تعالیٰ عزوجل مجھے عطا فرماتا ہے۔ (متفق علیہ) بخاری، مسلم، اول: ۳۳۳)

امام مسلم علیہ الرحمہ نے متعدد طرق سے کئی روایات اس ضمن میں نقل کی ہیں، مثلاً

فانما بعثت قاسما اقسام بینکم (ترجمہ) بے شک مجھے قاسم مبعوث کیا گیا میں تمہارے درمیان

تقسیم کرتا ہوں۔ (مسلم دوم: ۲۰۶)

مزید فرمایا! انا ابو القاسم اقسام بینکم (ترجمہ) میں ابو القاسم ہوں میں ہی تمہارے درمیان تقسیم



کرتا ہوں۔ (حوالہ: المرجع السابق)

مزید فرمایا! انما جعلت قاسما اقسام بینکم (ترجمہ) بے شک مجھے تقسیم کرنے والا ہی بنایا گیا ہے اور میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔ (حوالہ: ایضاً)

القائد علیہ السلام (قائد پیشوا، راہنما)

قائد الغر المحجلین علیہ السلام (روشن چہروں، سفید ہاتھوں و پیروں والوں کے پیشوا اور امام) یعنی صحابہ کرام و اہلبیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے جملہ امور نماز میں اور دیگر معاملات میں امام اور راہنما

قائد الخیر علیہ السلام (بھلائی کے راہنما) القائد الی الخیر علیہ السلام (بھلائی کی جانب بھلائی کی راہنمائی فرمانے والے)

القاهر علیہ السلام (کافروں پر غالب) القتال علیہ السلام (جہاد فرمانے والے)

القتول علیہ السلام (جہاد کی جانب رغبت دلانے والے بہت زیادہ بہادر)

قدما یا علیہ السلام (مقام و مرتبہ میں سب سے آگے۔ سب کے پیشوا) قرآن مجید آیت مقدسہ ہے! یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ۔

القطب علیہ السلام (امت کے نگہبان۔ سربراہ) القیم علیہ السلام (نگراں، اللہ کے احکام کو قائم فرمانے والے)

القیوم علیہ السلام (اللہ کی دی ہوئی طاقت سے افراد کائنات اور عالم آب و گل کو قائم رکھنے والے) یہ اسم شریف

لیف اللہ تعالیٰ عزوجل کے لیے بولا جائے گا تو اس کا مطلب ہوگا کہ خود قائم اور سب مخلوق کو قائم رکھنے والا۔

لا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو اپنی ذات و صفات کا مظہر بنایا ہے لہذا محبوب معظم ﷺ کی صفات

عظیمہ سے متصف ہیں۔ اس اعتبار سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب القیوم کہا جائے گا تو اس کا

مفہوم ہوگا، اللہ تعالیٰ جو حی و قیوم ہے اس نے آپ ﷺ کو دنیا کے قائم و ثبات کی لیے تخلیق قائم فرمایا ہے

اس اعتبار سے جملہ مخلوقات عالمین میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں۔ القاهر علیہ السلام۔ (غالب)

القدوس ﷺ (عیوب سے پاک) القریب ﷺ (اللہ کا قریب رکھنے والے)

قوام المؤمنین ﷺ (ایمان والوں کا سہارا اور بنیاد) القسیم ﷺ (خوبصورت) القطب ﷺ (سربراہ)

القوی ﷺ (زور آور) الکامل ﷺ (باکمال) كافة الناس ﷺ (سب لوگوں کے لیے بھیجے ہوئے)

الکامل فی جمیع امورہ ﷺ (سب چیزوں میں باکمال) الکریم ﷺ (بڑے سخی اور فیاض) کریم الطبیعة ﷺ (شریف الطبع) کریم الحسب ﷺ (پاکیزہ حسب نسب والے) کاشف الکرب ﷺ (غموں سے نجات دلانے والے)

کشاف مظلمة ﷺ (مظالم کو ختم کرنے والے) المومل ﷺ (جن سے امیدیں وابستہ ہوں) الماضی علی انفاذ امر اللہ ﷺ (اللہ کے حکموں کو کرگزرنے والے) الماموم ﷺ (جن کی پیروی کی جائے) الماحی ﷺ (برائی کو مٹانے والے) المانع ﷺ (عطا کرنے والے) المبرد ﷺ (بے نقص و بے عیب) المبلغ ما مولہ ﷺ (اپنے مقصد تک پہنچے ہوئے)

المترحم ﷺ (رحم کرنے والے) المجاب ﷺ (جن کی دعا قبول ہو) مجیب الدعوة ﷺ (پکار کا جواب دینے والے) المتمم ﷺ (پورا کرنے والے) المجیر ﷺ (پناہ دینے والے) مجرم المیتة ﷺ (مردار کو حرام کرنے والے) المحرم للظلم ﷺ (ظلم کو حرام قرار دینے والے)

المتمم لمکارم الاخلاق ﷺ (اخلاقی قدروں کو پورا کرنے والے)



تختِ ختم نبوت نمبر

تعمیدِ ختم نبوت اور اس کا پاک

المحکم ﷺ (فیصلہ فرمانے والے) محرم الخبائث ﷺ (بری چیزوں کو حرام کرنے والے)  
 المحرم ﷺ (حرام قرار دینے والے) المحلل ﷺ (حلال فرمانے والے)  
 المحید امتہ عن النار ﷺ (اپنی امت کو آگ سے بچانے والے) المحید ﷺ (بچانے  
 والے)

المخلص ﷺ (نجات دہندہ) المختص بالقرآن ﷺ (جنہیں خاص طور پر قرآن دیا گیا)  
 المختص بالشرف ﷺ (عظمت و شرافت کے ساتھ جن کو مخصوص کی گیا)  
 المختص بآن لا تنقطع ﷺ (ایسی نشانیاں دیا گیا جو کبھی ختم نہ ہوں گی)  
 المرتجی ﷺ (جن سے امیدیں وابستہ ہوں) المزیل ﷺ (تکالیف کو دور کرنے والے)  
 مزیل الغمہ ﷺ (غم کو دور فرمانے والے) مفتاح الجنۃ ﷺ (جنت کی کنجی)  
 مفتاح الرحمتہ ﷺ (رحمت کی کنجی) المطہر ﷺ (پاک کرنے والے)  
 المعطی ﷺ (عطا کرنے والے) المعقب ﷺ (نبیوں میں سب سے آخر میں تشریف لانے وا  
 لے)

المعقب ﷺ (جن کی نسل قیامت تک جاری رہے گی) المقفی ﷺ (سب پیغمبروں کے بعد  
 آنے والے)

القسم ﷺ (اللہ کی نعمتوں کو تقسیم فرمانے والے) القفی ﷺ (جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا)  
 القصوص علیہ ﷺ (جن کو غیب کی باتیں بتائی جاتی ہیں) الماویٰ ﷺ (جائے پناہ) الملجأ  
 ﷺ (پناہ گاہ)

ملح الوجہ ﷺ (دل کش و جاذب نظر چہرے والے) النادی ﷺ (مدد کو پہنچنے والے)  
 المنقرض ﷺ (نجات دہندہ) المنفذ لحکم اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ کے احکام کو نافذ کرنے والے)  
 المنجی ﷺ (نجات دلانے والے) المنتصر ﷺ (مدد فرمانے والے) المنجد ﷺ (فریاد

(ر)

الموصل ﷺ (منزل مقصود تک پہنچانے والے)

المورود حوضہ ﷺ (جن کے حوض پر پیاسے پیاس بجھانے آئیں) المہدی ﷺ (عطا کرنے والے)

الناظر من خلفہ ﷺ (پچھنے والوں کو بھی دیکھنے والے) نعمة الله ﷺ (اللہ کی خاص نعمت) النور ﷺ (نور)

نور الامم ﷺ (تمام امتوں کے نور) نور الله الذي لا يطفأ ﷺ (اللہ کا نور جو بجھایا نہیں جا سکتا)

الوحيد ﷺ (یکتا) الوکیل ﷺ (کار ساز) الوهاب ﷺ (بہت عطا فرمانے والے)

هدى للعالمين ﷺ (تمام جہانوں کے لیے باعث ہدایت)

هدى للمتقين ﷺ (پرہیزگاروں کے لیے باعث ہدایت)

الهادي الى الحق ﷺ (حق کی طرف رہنمائی فرمانے والے) الھام ﷺ (بہادر سردار)

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



## قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانیت

نیر زیدی

چودھری ظفر اللہ خان نے قائد اعظم کی نمازہ میں شرکت نہیں کی تھی۔ یہ ایک ایسی خبر تھی جسے میں نے بارہا سنا، تا قابل یقین پایا اور اس پروپیگنڈے کا حصہ سمجھا جو بعض اقلیتی فرقوں کے خلاف کیا جاتا ہے۔ مجھے اس کی تصدیق کی جستجو بھی تھی چودھری صاحب مرحوم سے کبھی بالمشافہ گفتگو کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ جون ۱۹۸۳ کے اواخر میں واشنگٹن میں احمدیہ تحریک کی ایک کانفرنس میں تحریک کے سربراہ اعلیٰ مرزا طاہر احمد صاحب سے گفتگو کے دوران اچانک خیال آیا کہ ان سے اس کی وضاحت حاصل کروں، موقع بھی مناسب تھا۔ ایک اور سوال کے جواب میں قائد اعظم کا ذکر آئی گیا تھا۔ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ جب قائد اعظم محمد علی جناح سیاست سے دل برداشتہ ہو کر لندن واپس چلے گئے تھے تو ان کو تحریک پاکستان کی قیادت سنبھالنے اور انڈیا واپس لانے کی ترغیب احمدیہ تحریک کے بزرگوں ہی نے دی تھی۔ مرزا طاہر احمد صاحب کے بیان کے مطابق جناب عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے بزرگان دین نے قائد کو یہ ترغیب دینے کی کوشش کی کہ وہ احمدیہ تحریک کو اسلامی فرقوں کا حصہ نہ سمجھیں لیکن بقول مرزا صاحب قائد اعظم نے ان ترغیبات پر توجہ نہ دی۔

علیٰ قائد اعظم نے اپنی رواداری، اعلیٰ ظرفی اور روشن خیالی کی وجہ سے ان تمام باتوں سے واقف ہوتے ہوئے بھی سر ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کا اہم قلم دان دیا کیونکہ غالباً ان کے خیال میں وہ ہی اس کے اہل تھے بہر حال اس پس منظر میں تجسس اور بھی بڑھا کہ سر ظفر اللہ نے قائد تحریک پاکستان اور سربراہ مملکت کی نماز جنازہ میں شرکت کیوں نہیں کی؟

مرزا صاحب نے قائد اعظم کے متعلق جو کچھ بھی کہا، وہ اگر مان بھی لیا جائے اور ان کی گفتگو کو سچ سمجھ لیا جائے تو بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ احمدی حضرات نے قائد اعظم کو مسلمان کیوں نہ سمجھا اور ان کی نماز جنازہ کیوں نہ پڑھی؟ میں نے حسب عادت دو ٹوک سوال کیا۔ مرزا طاہر احمد نے اس امر کی تصدیق کی اور وجہ یہ بتائی کہ احمدیہ تحریک کے آغاز کے ۱۴ برس بعد یہ اصولی فیصلہ ہوا تھا کہ احمدی عقیدے کے افراد مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوں گے۔ بقول ان کے اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ایسے لوگوں کے ساتھ جو احمدیت کے خلاف ہوں، نماز پڑھنے سے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں اور قائد کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنا سر ظفر اللہ کا ذاتی فیصلہ نہیں تھا بلکہ وہ اپنے فرقے کی قیادت کے اصولی فیصلے پر عمل کر رہے تھے۔ قائد اعظم زندگی میں ایک با اصول انسان تھے اور مجھے یقین ہے کہ اس اصولی اجتہاد

کو ان کی روح نے سراہا ہوگا۔ لیکن اصول کی بنیادو منطق پر ہوتی ہے۔ چنانچہ میں نے اس گفتگو کو آگے بڑھانے کی اجازت چاہی اور کہا کہ مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شرکت نہ کرنے کا فیصلہ احمدیہ قیادت کا ایک اصولی فیصلہ تھا جو قابل احترام ہے لیکن چونکہ قائد اعظم نے اس فرقے کے لوگوں کے ساتھ بقول مرزا صاحب اتنی رواداری دکھائی تھی، انہیں تحریک پاکستان میں حصہ لینے کا شرف بخشا اور قیام پاکستان کے بعد بغیر کسی تعصب کے احمدیہ تحریک کے افراد کو ان کی قابلیت کی بنیاد پر اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا۔ اگر ایسے عظیم شخص کی نماز جنازہ میں شرکت کی راہ میں کوئی اصول حائل ہو گیا تھا تو کیا آپ حضرات نے کسی دوسرے مقام پر قائد اعظم کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی تھی؟ مرزا صاحب نے فرمایا کہ نہیں، ایسا نہیں ہوا، اور پھر انہوں نے وضاحت کی کہ اگر کسی شخص کا نماز جنازہ ایک مرتبہ ہو جائے اور اس میں ایک دو افراد بھی شریک ہو جائیں تو پھر دوبارہ نماز کی ضرورت نہیں رہتی۔ میں نے کہا جناب یہ تو ٹھنکی پہلو ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اتنے بڑے لیڈر کے لیے جس نے آپ کے خلاف کسی قسم کا قانون اور آرڈیننس پاس نہیں کیا، کوئی تعصب نہیں برتا۔ اس کی نماز جنازہ ایصالِ ثواب کے لیے کوئی دوسرا طریقہ کار محض ٹھنکی پہلو کی آڑ لے کر ترک کرنا عجیب سا لگتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اسلام کے ہر فرقے نے دوسرے فرقے کے خلاف کفر کے فتوے جاری کیے ہیں اور اگر ایک فرقے کے افراد دوسروں کی نمازوں میں شریک ہوں تو تشدد کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ میں نے گزارش کی کہ بعض مذہبی لیڈر ایسی غیر ذمہ دار نہ باتیں بھی کرتے ہیں لیکن مجموعی طور پر مسلمانوں کے تمام فرقوں نے شرکت کی اور کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا۔

آپ کی قادیانیوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میری رائے وہی ہے جو علمائے کرام اور پوری امت کی ہے۔ آپ کے ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ آپ پوری امت کی طرح قادیانیوں کو کافر سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں نے آپ کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا اور آپ کی حکومت کو کافر کہا تھا۔

قائد اعظم نے ۱۹۳۸ء میں راجہ صاحب آف محمود آباد کی کراچی آمد کے موقع پر ان کو آگاہ کیا تھا کہ قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کی وفاداریاں مشکوک ہیں میں ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں اور عملی اقدامات اٹھانے کے لیے مجھے مناسب وقت کا انتظار ہے۔ شومی قسمت کہ قافلہ وقت تیزی سے رواں دواں تھا قائد اعظم کو مہاجرین کی آباد کاری اور دیگر مسائل نے مہلت نہ دی ورنہ آپ اس خطرے کا ابتدا میں ہی حل ڈھونڈ لیتے اور قوم آئندہ تباہیوں سے محفوظ ہو جاتی۔ قائد اعظم کے انتقال پر ملال سے ساری قوم کی کمر ٹوٹ گئی۔ آپ کے داغ مفارقت سے ہر شخص یوں دکھائی دیتا



تحفظ ختم نبوت نمبر

قائد اعظم اور قادیانیت

تھا جیسے وہ یتیم ہو گیا ہو لیکن اس جائگہ صدمہ پر بھی قادیانیوں کے رویہ میں کوئی فرق نہ آیا۔ پاکستان کے باشعور شہری جانتے ہیں کہ چودھری ظفر اللہ خان نے بانی پاکستان کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی اور وہ ایک طرف بیٹھے رہے حالانکہ اس وقت وہ وزیر خارجہ کے عہدے پر فائز تھے جب اخبارات اس معاملہ کو منظر عام پر لائے تو ان کی طرف سے یہ جواب دیا گیا کہ چودھری ظفر اللہ پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا نماز جنازہ نہیں پڑھا حالانکہ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائد اعظم قادیانی نہ تھے۔ لہذا جماعت قادیان کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت ابوطالب بھی قائد اعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسول خدا ﷺ نے۔ لیکن دنیا کے پردے پر ایسا بد بخت کون ہو سکتا ہے جو یہ کہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ اور حضور ﷺ کے عالی مرتبہ صحابہ کو حضرت ابوطالب سے محبت والفت تھی۔ اور وہ بھی احسان فرا موشی کے مرتکب ہوئے تھے۔ سپریم کورٹ کے فل بچ نے قادیانیوں کے خلاف اپنے تاریخی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار (1993 SCMR 1418) میں لکھا:

یہ امر بہت معروف ہے کہ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے قائد اعظم کا نماز جنازہ نہیں پڑھا تھا۔ اخبار زمیندار مورخہ ۸ فروری ۱۹۵۰ء کے مطابق جامع مسجد اہل بیت آباد کے خطیب مولانا محمد اسحاق نے سر ظفر اللہ خان سے نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ قائد اعظم کو صرف ایک سیاسی لیڈر سمجھتے ہیں۔ ان سے استفسار کیا گیا کہ کیا وہ بھی مرزا صاحب کو نہ ماننے کی وجہ سے مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں؟ حکومت کے وزیر ہوتے ہوئے بھی سر ظفر اللہ خان نے جواب دیا آپ مجھے ایک کافر حکومت کا مسلمان ملازم یا مسلمانوں کی حکومت کا کافر ملازم سمجھ لیں۔

مسٹر مجیب الرحمن (قادیانی جماعت کی طرف سے پیش ہونے والے وکیل) سر ظفر اللہ خان کے اس موقف کی تردید نہ کر سکے۔ لہذا یہ امر کسی قسم کے شک و شبہ کے بغیر ثابت ہو جاتا ہے کہ جیسا کہ سر ظفر اللہ نے پیش کر دیا ہے یا تو پاکستان میں رہنے والے لوگوں کی اکثریت کافر ہے یا قادیانی کافر ہیں جس کا بد یہی نتیجہ یہ ہے کہ دونوں ہرگز نہیں مل سکتے اور نہ ہی ایک امت کے افراد ہو سکتے ہیں۔ دونوں میں وحدت کا کوئی نکتہ موجود نہیں کیونکہ مسلمان ختم نبوت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اسکے برعکس قادیانی مرزا صاحب کو اپنا تائیدی مانتے ہیں۔ مسلمانوں کی ایک عظیم صاحب بصیرت شخصیت نے قادیانیوں کو امت مسلمہ کی سالمیت کے لیے خطرہ اور امتحان رکھے علمبردار قرار دیا تھا انہوں نے کہا تھا:

”اس (امت مسلمہ) کی سالمیت صرف عقیدہ ختم نبوت کی رہن منت ہے۔“

قادیانیوں کو احمدی بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ۵۴ برس کی عمر میں یعنی ۱۸۸۹ء میں انہوں نے اس تحریک کی بنیاد ڈالی۔ یہاں تھوڑی سی تفصیل نہ صرف نوجوان نسل کے لیے ضروری ہے بلکہ ان لوگوں کی یادداشت تازہ کرنے کے لیے بھی ہے جو ۱۹۷۴ء میں شعور رکھتے تھے۔ یہی وہ سال ہے جب قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔

قادیانیوں کے خلاف کئی تحریکیں چلیں اور ۱۹۵۳ء میں ان کو تحفظ دینے کے لیے مارشل لا بھی لگا جس کے سربراہ جنرل اعظم خاں تھے۔ ۱۹۷۴ء میں نیشنل یکل کالج کے طلباء بذریعہ ٹرین کہیں جاتے ہوئے ربوہ سے گزرے تھے جو کہ پاکستان میں قادیانیوں کا مرکز ہے۔ ان طلباء نے ربوہ سٹیشن پر قادیانی لٹریچر دینے پر قادیانیت کے خلاف نعرے لگائے جنہیں مقامی افراد نے اشتعال انگیز سمجھا۔ ربوہ میں سٹیشن سمیت تمام انتظامی امور قادیانی افراد کے ہاتھوں میں ہوتے تھے۔ چنانچہ واپسی پر جب ٹرین رکی تو اس میں سے طلباء کو جو ملتان واپس جا رہے تھے، مبینہ طور پر اتار لیا گیا اور بعض بیانات کے مطابق سخت جسمانی اذیت پہنچائی گئی۔ اس واقعہ کی خبر پورے پاکستان میں آگ کی طرح پھیل گئی اور منتخب اسمبلی اور اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو سے مطالبہ کیا گیا کہ اس واقعہ کی تحقیقات کرائی جائے اور اس گروپ کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

اسمبلی میں اس بات پر بحث شروع ہوئی کہ مسلمان کون ہے؟ قادیانی تحریک کے اس وقت کے پیشوا مرزا نصر احمد صاحب اسمبلی کی سماعت میں احمدی تحریک کی نمائندگی کر رہے تھے۔ جب اس امر پر اتفاق رائے نہ ہو سکا کہ قادیانی مسلمان ہیں یا نہیں تو اس وقت کے ممبر قومی اسمبلی مولانا ظفر احمد انصاری نے مرزا صاحب سے ایک سادہ سا سوال پوچھا اور وہ یہ تھا کہ کیا وہ باقی قوم کو مسلمان سمجھتے ہیں؟ مرزا صاحب سے گزارش کی گئی کہ وہ اس کا جواب ہاں یا نہ میں دیں۔ مصدقہ اطلاع کے مطابق مرزا صاحب نے نفی میں جواب دیا۔ اس کے بعد اراکین اسمبلی اور وزیر اعظم بھٹو کے پاس کوئی چارہ کار نہ رہا کہ وہ قادیانی تحریک کو غیر مسلم قرار دیں۔ دوسری صورت میں پوری قوم کو غیر مسلم تصور کرنا پڑتا۔

اس تفصیلی پس منظر کی ضرورت یوں پیش آئی کہ ۱۹۷۴ء کے بعد اب یہ تحریک دوبارہ شروع ہو رہی ہے کہ اس گروپ کو غیر مسلم قرار دینا غلط تھا۔ یہاں انصافی تھی اور ۱۹۷۴ء کی ترمیم اور مارشل لا ضابطہ ۲۰ کے ذریعے اس فرقے پر جو پابندیاں لگادی گئی ہیں، وہ انسانی حقوق کے منافی ہیں۔ پاکستان میں نوجوان نسل اور بیرون ملک پاکستانی، تھیلیات سے واقف نہ ہونے کے باعث یہ سوچ رکھتے ہیں کہ حکومت یا کمیونٹی کو کسی کے مذہب کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ بیرون ملک اور خاص طور پر امریکہ میں قادیانی تحریک اس بات پر زور دے رہی



تحفظ ختم نبوت نمبر

قائد اعظم اور قادیانیت

ہے کہ وہ ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں اور اس کے باوجود انہیں مسلمان نہیں مانا جاتا۔ قادیانی تحریک کی سو سالہ تقریب پر جو کتابچہ شائع ہوا ہے اس میں قادیانی اور غیر قادیانی مسلمان میں جو فرق بتائے گئے ہیں، وہ باعث دلچسپی ہو سکتے ہیں۔ ایک فریق تو بقول ان کے یہ ہے کہ مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صلیب سے جسمانی طور پر اٹھالیا تھا اور وہ جنت میں ہی ہیں۔ اسکے برعکس قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب سے اسی دنیا میں بچالیا گیا تھا اور وہ علاج کے بعد صحت یاب ہو گئے تھے۔ اسکے بعد چکر لگاتے ہوئے افغانستان سے کشمیر پہنچے جہاں مبینہ طور پر انکا انتقال ہوا اور سری نگر میں انکا مزار بھی موجود ہے۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسمانی طور پر دوبارہ ظہور کریں گے۔ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ چونکہ سری نگر میں انکی قبر موجود ہے لہذا اب انکی آمد ثانی جسمانی لحاظ سے نہیں بلکہ صرف روحانی لحاظ سے ہو گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے انہیں جو معجزہ عطاء کیا تھا وہ مرنے والوں کو زندہ کرنے کا تھا۔ یہ بڑی ستم ظریفی ہے کہ جو پیغمبر مرنے والوں کو جسمانی حالت میں زندہ کرتا تھا اسکے متعلق یہ خیال ہے کہ اسکا خدا اسکو جسمانی حالت میں واپس نہیں لاسکتا (نعوذ باللہ) کیونکہ سری نگر میں انکی مبینہ قبر موجود ہے۔ اس کتابچے میں مسلمانوں سے دوسرا فرق یہ بتایا گیا ہے کہ احمدی جہاد کی اس توجیح کو قبول نہیں کرتے کہ مذہبی معاملات میں طاقت استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ بعد میں یہ جملے ہیں کہ ”قرآنی تعلیم یہ ہے کہ مذہبی امور میں مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ تمام لوگوں کو ضمیر کی آزادی ہونی چاہیے مذہبی آزادی ہونی چاہیے اور تمام عقائد کے مصلحین کی عزت کی جانی چاہیے اور حقیقی جہاد نفس کی پاکیزگی اور اسلام کی عہدگی کی تشہیر کرنا ہے۔ جہاد میں طاقت کے استعمال کی اجازت صرف ذاتی دفاع میں ہونی چاہیے۔“

یہ ایک دلچسپ وضاحت ہے اس میں خود تضاد ہے اور بالواسطہ یہ تجویز بھی کہ نعوذ باللہ قرآن میں تضاد ہے۔ جہاد ارکان اسلام میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے بعد آتا ہے جس شخص نے ان پہلے چار ارکان پر صدق دل سے عمل کیا اس کا نفس تو پاک ہو ہی گیا اب اسے نفس کی پاکیزگی کے لیے پانچویں رکن کی تلقین کی ضرورت کیوں ہوگی؟ جہاد کا مقصد مذہبی معاملات میں طاقت کا استعمال ایک اور وجہ سے بھی نہیں ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان حکمران کے زیر نگیں غیر مسلم رعایا کے لیے جزیہ لگا کر یہ بات قبول کی گئی ہے کہ غیر مسلموں کو مسلمانوں کے قوانین قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور انکی ایک علیحدہ حیثیت تسلیم کی گئی ہے۔ تاریخ میں بعض بادشاہوں نے لکوار کا سہارا

لے کر فتوحات کیں اور اس کے بعد مفتوحین کی بڑی تعداد مسلمان ہوئی۔ لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ جہاد کا مقصد بزور شمشیر لوگوں کو مسلمان کرنا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں جہاد کی مثال قائم کی اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ارکان دین خدا کی طرف سے ہیں اور یہ ناقابل یقین ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ یا اسکے رسول آخر ﷺ کے نزدیک اسکا مفہوم یہ ہوگا کہ دین کے معاملات میں طاقت استعمال کی جائے۔

قادیانی تحریک کا یہ واضح عقیدہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد (معاذ اللہ) نبی آسکتے ہیں لیکن وہ صاحب شریعت نہیں ہو سکتے اور وہ صرف رسول اکرم ﷺ کے زیر نگیں نبوت کریں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو واضح طور پر خاتم النبیین کہا گیا ہے خاتم المرسلین نہیں۔ انکا یہ دعویٰ کہ مرزا غلام احمد ”مہدی“ تھے شیعہ عقائد کے بھی خلاف ہے۔ اثنا عشری عقیدہ یہ ہے کہ امام مہدی جن کو شیعہ اپنا بارہواں اور آخری امام مانتے ہیں وہ زندہ اور غائب ہیں اور مناسب وقت پر مشیت الہی کے مطابق ظہور کریں گے۔ انکا ظہور شیعوں کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ اہل سنت کی ایک بڑی تعداد بھی غیر رسمی طور پر ایسا عقیدہ رکھتی ہے اگرچہ اسکی وہ اہمیت نہیں جو شیعوں میں ہے۔ چنانچہ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے وہ کسی مہدی یا اس کے پیروکاروں کو تسلیم نہیں کر سکتے کیونکہ اگر انہوں نے یہ مان لیا کہ ”مہدی“ کا ظہور ہو گیا ہے اور پھر اس پر ایمان نہ لائے تو وہ ضرور اپنے عقیدے کے مطابق مسلمان نہیں رہیں گے۔

اسکے علاوہ پوری امت مسلمہ کا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور دوبارہ ظہور کریں گے۔ اس عقیدے سے قادیانی تحریک کے اختلاف کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شرکت نہ کرنے کا فیصلہ بھی قادیانی تحریک نے کسی آئینی ترمیم یا مارشل لا آرڈیننس کے غناذ سے کوئی ستر برس پہلے کیا تھا اور یہ ایسا اٹل فیصلہ ہے کہ اس میں قائد اعظم کے لیے بھی جگہ نہیں پیدا ہوئی۔

قادیانی تحریک اور دوسرے مسلمان فرقوں میں فرق یہ ہے کہ بقیہ تمام فرقے رسول اکرم ﷺ کے بعد خلافت امامت اور فقہ کی مختلف توضیحات کی وجہ سے وجود میں آئے۔ کسی فرقے نے رسول اکرم ﷺ سے پہلے کی کڑیوں پر اختلاف رائے نہیں کیا ہے اور کسی فرقے نے رسول اکرم ﷺ کے بعد جن شخصیتوں کو خلیفہ یا امام مانا انکے لیے لفظ نبی استعمال نہیں کیا۔ لیکن قادیانی تحریک اپنے پیشوا کو نہ صرف نبی بلکہ ”مسیح“ کہتی ہے جو ہمارے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے مخصوص ہے اسکے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں بھی بنیادی اختلافات رکھتے ہیں۔

ہر شخص اپنے ایمان اور بصیرت کے مطابق کسی مذہب کو قبول کرتا ہے۔ جب عیسائیوں نے دعویٰ کیا کہ



حضرت عیسیٰؑ ”مسیح“ ہیں تو انھوں نے اپنے مذہب کو نیا نام دیا۔ یہ نہیں کہا کہ اصل یہودی وہ ہیں، اور جو حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کو تسلیم نہیں کرتے وہ یہودی نہیں۔ انھوں نے یہودیوں سے اپنا تشخص الگ کر لیا اور عیسائیت کے نام سے تبلیغ کی، یہودیت کے نام سے نہیں۔ اسی طرح اگرچہ مسلمان حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کو صاحب کتاب نبی مانتے ہیں لیکن جب وہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لا چکے تو وہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے لگے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اصل عیسائیت یہ ہے اور جو محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان نہیں لانا وہ عیسائی نہیں ہے۔

اس پس منظر میں مسئلہ یہ ہے کہ قادیانی تحریک اور اس کے پیشواؤں کا اصرار ہے کہ اصل اسلام انکا ہے اور جو ان کے ”مہدی“ اور ”مسیح“ پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ اتنی (۸۰) کروڑ مسلمان جو ڈیڑھ ہزار برس سے بعض مشترکہ بنیادی عقائد پر عمل کرتے آ رہے ہیں یہ اجازت نہیں دے سکتے کہ انکا مذہب ہائی جیک ہو جائے اور یہ رد عمل مسلمانوں کا ہی نہیں ہے مغربی دنیا میں بھی جن لوگوں نے ایسے دعوے کیے انکو عیسائیت کے دائرے سے خارج کر دیا گیا ہے پھر انکے خلاف شدید معاندانہ رویہ اختیار کیا گیا۔ جوزف سمٹھ نے انیسویں صدی میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور مورمن مذہب کی بنیاد ڈالی لیکن عیسائیوں نے اس فرقے کو قبول نہیں کیا اور یہاں بعض قوانین ایسے وضع ہوئے جنکا مقصد صرف اس فرقے کو روکنا تھا۔

اب تک جتنی بھی قادیانی تحریریں نظر سے گزری ہیں اور جتنا بھی تبادلہ خیال ہوا ہے اس میں لفظوں کے ہیر پھیر کو اگر نظر انداز کر دیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ قادیانی اسلام کے چمن میں اپنا آشیانہ نہیں بنانا چاہتے بلکہ چمن اسلام سے بقیہ امت کو خارج کرنا چاہتے ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو کی آئینی ترمیم اور صدر رضیاء الحق کے مارشل لاء آرڈیننس سے پہلے ہی قادیانیوں نے مسلمان نمازیوں اور مسلمانوں کی مساجد سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اسلام کا نام کس کی ملکیت ہے اس بحث کے نتیجے میں خونی محاذ آرائی سے کس طرح بچا جاسکتا ہے؟ غالباً اسکا حل یہی ہے کہ!

تم کوئی اچھا سا رکھ لو اپنے ویرانے کا نام

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

## علامات ظہور امام مہدی

صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی

آئے دن امام مہدی ہونے کا دعوئی کیا جا رہا ہے اسی لیے یہاں حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات و شخصیت کے متعلق صحت مند مواد جمع کیا ہے تاکہ قارئین حضرت امام مہدی سے متعلق آگاہی پاسکیں اور جعلی مہدی کو پرکھ سکیں۔

نسب شریف:

عن ام سلمة قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول المهدى من عترتي من اولاد فاطمة (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ باب قیامت)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ! میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ ”مہدی میری اولاد، اولاد فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے ہے۔“

لا تذهب الدنيا حتى يبعث الله رجلا من اهل بيتي يراطي اسمه اسمي واسم ابيه اسم ابي (کنز العمال ج ۷ ص ۱۸۸ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ! دنیا ختم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت سے ایک مرد اٹھائے گا۔ اس کا اور اسکے والد کا نام میرا اور میرے والد کا نام ہوگا۔ (یعنی محمد بن عبد اللہ)

ان کا نام محمد ہوگا لقب مہدی۔ بعض جاہل کہتے ہیں کہ وہ حضور ﷺ ہی ہوں گے جو اس شکل میں تشریف لائیں گے یہ عقیدہ کفر ہے۔ یہاں صاف ارشاد ہے کہ وہ میرے اہل بیت یعنی اولاد فاطمہ سے حسی سید ہونگے۔ ان کا نام محمد بن عبد اللہ ہوگا۔ اس حدیث مبارکہ سے ان روافض (شیعہ) کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں۔ ان کا نام محمد بن حسن عسکری ہے یہ غلط ہے وہ پیدا ہوں گے (مرآۃ شرح مشکوٰۃ)

امام مہدی والد کی طرف سے حسی سید ہونگے اور والدہ کی طرف سے حسینی (مرآۃ ہفتم ص ۲۷۴) نورانی صورت و عدل و انصاف:

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله ﷺ المهدى منى اجلى الجبهته اقنى الانف يملأ الارض قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً بملك سبع سنين (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ)



ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا! مہدی مجھ سے ہیں (یعنی میری اولاد سے ہیں) چوڑی پیشانی والے اونچی ناک والے، زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی۔ سات سال سلطنت کریں گے۔“ اس حدیث مبارکہ میں امام مہدی کی نورانی صورت کے خدوخال، عدل و انصاف (یعنی نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ) اور یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت امام مہدی سات سال تک حکومت کریں گے۔ معلوم ہوا کہ حضرت امام مہدی حضور پُر نور ﷺ کے ہم شکل بھی ہوں گے۔ حضور کی جتنی جاگتی تصویر کہ یہ دونوں صفتیں حضور انور ﷺ کی ہیں کہ!

۱۔ چوڑی پیشانی ۲۔ اونچی ناک شریف

کشادہ پیشانی اور اونچی بنی انتہائی حسن ہے۔ پتلی اونچی ناک! سبحان اللہ (مرآة سخاوت انکے گھر کی ہے:

عن النبی ﷺ فی قصته المہدی قال فیجی الیہ الرجل فیقول یا مہدی اعطنی اعطنی قال فیحشی لہ فی ثوبہ ما استطاع ان یحملہ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: ”نبی کریم ﷺ نے امام مہدی کے قصے کے بارے میں فرمایا! پھر آئے گا انکے پاس ایک شخص کہے گا۔ اے مہدی! مجھے دیجئے مجھے دیجئے فرمایا! آپ اسکے کپڑے میں لپ بھر کے ڈالتے رہیں گے جس قدر اٹھانے کی وہ طاقت رکھے گا۔“

انتہائی نخی ہونا امام مہدی کی ایک نشانی ہوگی علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اسکی شرح میں فرماتے ہیں کہ! حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ جیسے صورت میں حضور انور ﷺ کے مشابہ ہوں گے ویسے ہی سیرت و اخلاق میں بھی ان کی طبیعت میں جو دو سخا، رحم و کرم انتہائی ہوگا۔ گھڑی بھر بھر دینا جو منگتے سے نہ اٹھ سکے یہ حضور انور ﷺ کی ہی سخاوت ہے۔ حضور انور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اتادیا کہ گھڑی ان سے نہ اٹھ سکے۔ (مرآة امام مہدی کے ظہور کی کیفیت:

صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظاہر ہونا اسکا اجمالی واقعہ ہے کہ دنیا میں جب سب جگہ کفر کا تسلط ہوگا اس وقت تمام ابدال بلکہ تمام اولیاء ہر جگہ سے سمٹ کر حرمین شریفین کو ہجرت کو جائیں گے صرف وہیں اسلام رہے گا اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی۔ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا ابدال طواف کعبہ میں مصروف ہوں گے اور حضرت امام مہدی بھی وہاں ہوں گے۔ اولیاء اللہ انہیں پہچانیں

گے ان سے درخواست بیعت کریں گے وہ انکار کریں گے دفعۂ غیب سے ایک آواز آئے گی **هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِي فَاسْمَعُوا لَهُ وَاطِيعُوا** یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اسکی بات سنو اور اسکا حکم مانو تمام لوگ ان کے دست مبارک پر بیعت کریں گے وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لیکر ملک شام کو تشریف لے جائیں گے۔ (بہار شریعت ج ۲۴، ۱)

ظہور کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگی جب آپکی بیعت کی خبر مشہور ہوگی تب مدینے کی فوجیں مکے کو روانہ ہوں گی شام، یمن اور عراق کے اولیاء اللہ اور ابدال بھی آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوں گے اور بہت سی عربی فوجیں بھی جمع ہو جائیں گی اور خزانہ جو مکے میں گڑا ہوا ہے جس کو باج الکعبہ کہتے ہیں آپ نکال نکال کر مسلمانوں میں تقسیم کریں گے۔ جب یہ خبر مسلمانوں میں مشہور ہوگی تو خراسان کے رہنے والوں میں سے ایک شخص جسکے لشکر کے سپہ سالار کا نام منصور ہوگا آپ کی مدد کے لیے بہت سی فوجیں بھیجے گا اور وہ راستے میں نصاریٰ اور بد دینوں کے بڑے بڑے گروہوں کو صاف کرینگے اور وہی سفیانی جسکا انھیال بنو کلب کی قوم میں ہے حضرت امام علیہ السلام سے لڑنے کے لیے فوج بھیجے گا جب وہ فوج مکے اور مدینے کے درمیان والے میدان میں پہنچے گی اور پہاڑ کی ترائی میں اترے گی سب کے سب دھنس کر زمین کے اندر ڈوب جائیں گے۔ حضرت امام مہدی مکے سے کوچ کر کمدینے کو چلے جائیں گے وہاں سے دمشق تک پہنچے گے یکا یک دوسری طرف سے نصاریٰ (عیسائی) کی فوج مقابلے میں آجائے گی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی فوج چوتھے دن تھوڑے سے لوگ جو خیموں کی حفاظت کے لیے رہ جایا کرتے تھے آپ جناب کے ہمراہ ہو کر لڑیں گے اس دن اللہ تعالیٰ پوری فتح عطا فرمائے گا اور نصاریٰ کے لوگ اس قدر قتل ہوں گے کہ ان میں سے بچے ہوئے لوگوں میں ریاست کی بوتل باقی نہ رہے گی۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM



## نعت اور عقیدہ ختم نبوت

سید صابر حسین شاہ بخاری (مدیر اعلیٰ)

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

يَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكِ صِنْوَةً صَلَّى عَلَيْكَ مُنْزِلُ الْقُرْآنِ

اے آخری رسول! آپ کی برکت و سعادت کی جوئے فیض ہیں۔

آپ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود و سلام بھیجا ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

أَغْرَ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ مِنَ اللَّهِ مَشْهُودٌ يَلُوحُ وَيَشْهَدُ

علامہ سید احمد سعید کاظمی

کیا شان شہنشاہ کونین نے پائی ہے ختم آپ کی ہستی پر ہر ایک بڑائی ہے

محمد علی ظہوری

راز دار ازل، تاجدار ابد اول آخر کا دولہا ہمارا نبی

شبیر احمد ہاشمی

وہ تخلق جہاں خلقت رسول اللہ کی ختم دور انبیاء بعثت رسول اللہ کی

نعیم صدیقی

تو نبوت کے قصیدے کا مقدس مقطع دیں کی تکمیل کا پیغام سنانے والے

احسان دانش

اب نہ اتریں گے صحیفے، اب نہ آئیں گے رسول لے کے قرآن آخری پیغام بر پیدا ہوئے

خواجہ غلام محی الدین قادری

بہر دور و زمانہ اندر محمد ہی محمد ہے

زمبداء ولایت تا بخاتم رب و ہادی

شورش کاشمیری

یعنی کہ نبوت ختم ہوئی پھر کوئی نہ اس کے بعد آیا

اس ذات پر رحمت ختم ہوئی نبیوں کی شہادت ختم ہوئی

محمد یعقوب حاکم

تھم ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

شافع محشر، رحمت یزداں ﷺ

احمد مرسل، ختم رسواں ﷺ

سیف زلفی

حیدر و حسنین وزہرا، روشنی، خوشبو، جتنا

ذات ختم المرسلین خورشید، جبر، نازگی

محشر بدایونی

انتہائے یقین سے ملتا ہے

دل کو عرفانِ ذاتِ ختمِ رسل

ضیاء القادری

بشر کے وہم سے بالاتر آپ کے درجات

حضور رحمت عالم، حضور ختم الرسل

مختار بخاری

محبوب کبریا ہیں، رسول رحیم ہیں

ختم الرسل کی شوکت و عظمت نہ پوچھئے

غلام شبیر بخاری

بحرِ ہدایت کاں سخاوت، گنجِ سعادت، مہر

رسالت

رہبر اعظم، مرسل خاتم ﷺ

رابعہ نہاں، سیدہ

ذرہ ذرہ یوں چمک اٹھا کہ اختر ہو گیا

آئے ختم المرسلین عالم منور ہو گیا

کامل جونا گڑھی

خدا نے سب سے پہلے کر رکھا تھا خاتم شہ

۴

نبوت کا، رسالت کا، ہدایت کا، شفاعت کا

سجاد مرزا

اے حبیبِ خدا، خاتم الانبیاء ذکر کرتا ہے رب علی آپ

کا

جن و انس، ملائک بھی محوِ ثناء میرے آقا یہ مرتبہ آپ کا



تخت ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

شر نعمانی

آپ ہیں ختم رسل آپ سراپا رحمت یہ حقیقت میرے ایمان کا پتلا نہ ہے

احمد عظیم قاسمی

حرفِ اتممت علیکم ہے کواہ حسن تکمیل ہے بعثت ان کی

محمدر رسول نگری

ہے اتباع پیغمبر ہی اتباع خدا جو فیض ہم کو ملا ختم المرسلین سے ملا

نور اس کا سب سے پہلے پیدا کیا خدا نے بزم جہاں میں لیکن آخر میں سب سے آیا

غضنفر عباس قیصر فاروقی میجر

ہیں غایت تخلیق میں وہ اول و آخر آغاز سے پہلے ہیں وہ انجام سے پہلے

ستار غفاری

گہزگارو! مبارک ہو کہ ختم المرسلین آئے شفیع المذنبین آئے، شفیع المذنبین آئے

أمة الله تسنیم

حضرت اقدس مرسل خاتم المرسلین ﷺ مظہر دین اور رب العالمین ﷺ

محمد عبدالعزیز مشرقی

جو پہنچا بام نبوت پہ انبیاء کا کمال تو ذاتِ ختم نبوت کا انتخاب ہوا

ضیاء القادری بدایونی

خیر البشر و ختم الرسل تم بخدا ہو کونین میں تم سا کوئی انسان نہیں دیکھا

راغب مراد آبادی

رہ ختم الانبیاء کا میں اگر غبار ہوتا مرا سر بلند رہتا میں فلک و قار ہوتا

شہزاد مجیدی

تخت ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

خدا نے صورت ختم الرسل میں بھیج دیا  
ہر اک سوال کا کامل جواب کیا کہنا  
اے ختم الرسل! ناخ ادیان و صحائف  
اے نور میں، جلوہ رحمن سراپا

نظیر لدھیانوی

خاتم عہد سلاطین ہوا آتا تیرا      سکھاب حشر تک چلتا رہے گا تیرا  
محمد اعظم چشتی  
تیرا ثانی تو کہاں دھر میں اے ختم رسل      ہم نے دیکھا نہیں اب تک کہیں سایہ تیرا  
عزیز حال پوری  
کہیں ممکن نہیں دنیا میں نمونہ تیرا      کون جانے؟ ترا اول ترا آخر کیا ہے  
ضیاء القادری

کر دیا ختم نبوت کو خدا نے تم پر      عہد آدم کی قسم، عہد مسیحا کی قسم  
قریز دانی  
ناخ ادیاں، رسالت ہے تمہاری واہوا      قاطع باطل شریعت ہے تمہاری واہوا  
بے چین رجپوری

امام دو جہاں ختم الرسل صدر المکلا      کرم گارہ دو عالم دافع رنج و بلا آئے  
آئے

ختم الرسل پیبر سب روبروں کے      دونوں جہاں کے سرور، محبوب رب اکبر  
اے ختم رسل آپ ہیں سچے روبر      ہیں آپ بس شافع روز محشر

عبداللہ افضل

لولا کہ لما حق نے کہا شان میں جس کی      وہ ختم رسل ہے، وہ شہ جن و بشر ہے

محمد ظہور علی اقدس



تخت ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

کیا بات ہے مدینہ کے ماہِ تمام کی

سارے نبی ہیں چاند مگر چاندِ تمام

سیدہ تسنیم رحمت

رحمتوں کے خزینوں کے مالک نبی، آسمانوں زمینوں کے وارث

نبی

سید المرسلین خاتم الانبیاء مرحبا مرحبا شانِ صلی علی

حافظہ چشتی تونسوی

نہا مکاں میں کوئی ممکن نظیر مصطفیٰ ٹھہرا

مقابل میں خدا کے اور نہیں کوئی خدا ٹھہرا

سید ولایت شمس آبادی

ختم الرسل ہے مہر نبوت حضور کی

احمد تھا نام اور تھا خیر البشر لقب

شبیر نعمانی باغ دروی

خاتم الانبیاء تم پہ لاکھوں سلام

اے رسول خدا تم پہ لاکھوں سلام

مشتاق احمد عاجز

نعت کہنے کو عطا ہوا سر نوزِ ندگی

اے میرے واحد خدا کے آخری سچے نبی

غلام ربانی فروغ

بہارِ آخرِ دوراں بہارِ جاودانی ہے

بہاریں اور بھی آئیں مگر محمد و مرصے تک

مرزا اقبال بیک نعیم

بھلا لگتا ہے جس کو تاج ختم المرسلین کا

رسولوں میں شرف جس کو ملا مسندِ نشی کا

سعید بدر

ہیں زیرِ نگین آپ کے سب انفس و آفاق

اے ختمِ رسل، رحمتِ کل، صاحبِ اخلاق

امین گیلانی سید

دور تک ہے کوشہِ دامنِ ختم المرسلین

سر پر ہر عاصی کے ہے احسانِ ختم المرسلین

سکندر لکھنوی

عرش سے ہے ماورِ پر واز ختم المرسلین

شاخِ سدرہ منزل آغاز ختم المرسلین

تھکا ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

فیضی سید

صدر اور پھر نہ بن سکا صدر العلما کے بعد

وہ صدر آخری ہیں رسالت کی بزم کے

عارف امرتسری

تمام نبیوں کے ہیں پیشوا مدینے میں

ہونا زکیوں نہ دینے کو اپنی قسمت پر

افضل تحسین

وہ نبی پاک ، ختم المرسلین

فخر عالم ، خاتم ادیان ہے

سلسلہ تجھ پر کیا حق نے رسالت کا تمام

تیری ہی ذات گرامی پر ہوئی تکمیل دیں

آپ ہی حسن ازل ہیں آپ ہی حسن ابد

آپ ہی نور ہدیٰ ہیں اولیں و آخریں

ہم ہر ایسے نبی کو قتل کے قابل سمجھتے ہیں

جو دشمن راستی کا ہے جو سچائی کا قاتل ہے

سمجھنے کا ہے دل سے مسئلہ ختم نبوت کا!

یہ طے ہے اب نبی دنیا میں کوئی بھی نہ آئے

گا

مکمل ہو چکا ہے دین بھی اخلاق بھی ان پر

جو آئے بھی نبی کوئی تو وہ کیا چیز لائے گا؟

شیخ غلام حسین جعفر

نبوت ختم ہے جن پر وہ ختم الانبیاء آئے

مکان والا مکان کی منزلوں کے راز داں ہو کر

خواجہ قمر الدین سیالوی

بر فضل تو اے ختم رسل دادہ کو ایسی

اں جملہ رسل ہادی برحق کہ گز

حاجی سلطان احمد سالک



تخت ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

رہے گا دین حق ان کا یہ ختم المرسلین آیا

ہوا اسلام کا غوغا جہاں میں جن کے آنے سے

بدرالدین بدر

کس کے اعزازِ نبوت کو ہوا حاصل دوام

کس نے بخشا پستیوں کو دہر میں عالی مقام

جوہر نظامی

ہے مرتبے میں لیکن مقدم تیرے سوا کون

سب انبیاء سے گر چہ بظاہر تو ہے موخر

شمیم بھیروی

ان کا تبسم ان کا تکلم ﷺ

محور گردشِ صبح و مسا ہے، کن فیکون اول و آخر

سیف زبیری

مانا کہ صحیفے اور بھی ہیں جو دوسرے نبیوں پر اترے

قرآن کی عظمت برحق ہے یہ ختم رسل کے نام آیا

واحد حسین نشان

لیے پشت مبارک پر نبوت کا نشان آئے

ظہور اولیس و آخریں ختم الرسل تم ہو

بشیر احمد بشیر

جو پہلے داغ تھا اب ہے چراغ سینے کا

فراق ختم رسل میں یہ معجز ہو ہوا

محمد حسین نیلوی

نبی اللہ خاتم انبیاء ہیں

رسول اللہ اشرف انبیاء ہیں

محمد نواز نسیم

فخر کون و مکاں باعث کن فکاں

رحمت دو جہاں، ہادی انس و جاں

خاتم الانبیاء مصطفیٰ مصطفیٰ

سعید مرزا

آپ کے آنے سے آقا دین حق کامل ہوا

آپ کی بعثت سے پہلے بھی نبی آئے مگر

حکیم نائب رضوی

تھکا ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

راز تھا اول و آخر کا عیاں آج کی رات

مقتدی سارے نبی اور محمد تھے امام

جان محمد جان

راز بخشش کا یہی ہے راز داں فرما گئے

مدحت ختم الرسل ہے جان کا شیوا قدیم

اسلم کا شمیری

رسالت کے ماہ تمام آگئے ہیں

مٹانے جہالت کی تاریکیوں کو

منظر جعفری

کہ جبریل تھا سے زمام آگئے ہیں

وہ عزت ملی سرور انبیاء کو

راجا حسن

رسالت کے ماہ تمام آگئے ہیں

جہالت کی دنیا کو پر نور کرنے

نائب رضوی

نبوت کے ماہ تمام آگئے ہیں

ستاروں کی ضو ماند کیسے نہ ہوگی

نذر صامی

خیر البشر بھی تو ہے خیر الورا بھی تو

ختم رسل بھی تو ہے شانِ انبیاء بھی تو

تو ختم رسل، رحمت کل، سرور دیں ہے

تو مقصد کن، مظہر حق، ہادی عالم

ساحر

کونین میں طیبہ ہے کہ خاتم میں نگیں ہے

جنت سے جو بڑھ کر ہے وہ طیبہ کی زمیں ہے

شاکر

تو فخر رسل، مہبط جبریل امیں ہے

تو خاتم کونین کا رخشندہ نگیں ہے

محمد عنایت وحید

سارے ہی انبیاء پر فضیلت ہے آپ کی

ہے سارے انبیاء میں الگ آپ کا مقام

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم

انبیاء مرسلین اب تک آتے رہے



تخت ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

درس توحید رب سب سناتے رہے  
جن کی توصیف سب گنگاتے رہے  
اب وہی خاتم المرسلین آگئے

سید محمد محدث کھنچو چھوی

حبیب خاص خدا ختم انبیاء و رسل  
سوا حضور کے کوئی بھی دوسرا نہ ہوا  
نبیوں کے خاتم خدا کے موید رسولوں کی محفل کے صدر  
مجد ہمارے پیغمبر ہمارے محمد علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام

مسرور کنی

صدیوں کی داستاں کا حسن تمام بھی دل پر رہے جوش وہ لمحہ بھی آپ ہیں

مختار جمیری

وہ امین و صادق محرم وہ نبی آخری ذی حسم  
وہ شفیع یوم نشور ہیں وہ حضور ہیں وہ حضور  
ہیں

عیش بخاری

شاہ عالی صفات پر ہے درود ختم مرسل کی ذات پر ہے درود

چوہری فضل حق

وہ کہ ہیں مقصود کن وہ کہ ہیں اصل فگار آپ ہی ختم الرسل آپ حد اولیں

راجا رشید محمود

درود آقا و مولا پر جو بھیجا اول و آخر نہ کوئی فاصلہ پایا دعا میں اور اجابت میں

رشید قیصرانی

تھکا ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

کوئی شمس رو، کوئی زہرہ وش، کئی نام عرش مقام تھے بڑے نام  
تھے

مگر ایک نام جہان اسم کا آخری جو امام تھا ہوا نام تھا

داغ

اے شہنشاہِ رسل فخر رسل ختم رسل

خوب سے خوب خوش اسلوب ہوا خوب ہوا

سیماب اکبر آبادی

وہ خود آئینہ ہے خود اپنے آئینے کا جوہر بھی

خدا کا آخری پیغام بھی ہے اور پیغمبر بھی

حافظ انصردہیا نوی

سر پہ اُس کے تاج شرافت، پشت پہ اُس کے مہر نبوت

اُس کی جبین پر نور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

شاہ ابوالعالی غرق

مطلع نور ہدایت ماہِ اوجِ سروری

سید الکونین ختم الانبیاء والمرسلین

حافظ بر خوردار رانجھا

پایا ختم المرسلین نالے جو اصحاب

کیا ظلم قریش تے جو کافرا عرب

مولوی نور الدین

ہے محمد مصطفیٰ رحمت یقین

کیا کروں میں نعت ختم المرسلین

رشد تریابی

اعلان صداقت کا سر عام کیا ہے

لا ریب وہی حجتِ آخر ہے کہ جس نے

سعید مرزا

آپ کے آنے سے آقا دین حق کامل ہوا

آپ کی بعثت سے پہلے بھی نبی آئے مگر

پروفیسر غلام جیلانی اصغر

اس واسطے پھر کوئی پیغمبر نہیں آیا

تکمیل دو عالم یہ ہے وہ مہر نبوت



تھکا ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

سردار علی شاہین

ایہہ پیار دیاں سو غاناں نہیں

کل نیماں دا سلطان ہویا

شہلی پانی پتی

بس ہو گیا ہے ختم نبوت کا سلسلہ

کال ہے میرا ایمان کہ میرے نبی کے بعد

منظور علی ہاشمی

ہک لکھ چوی ہزار پیغمبر دا سردار کھائے

سب جہاناں دی ہے رحمت، اللہ آپ

یتائے

احمد یار خان بلوچ

و بعد آئے مگر بن کر امام الانبیاء آئے

محمد مصطفیٰ آئے حبیب کبریا آئے

ثاقب ملک

محمد مبتداء و منہا ہیں

محمد اسم اول اسم آخر

شفیع ضامن

تیرے مرسل کی قسم آخری مرسل تو ہے

جس نے دنیا کو دیا دین مکمل تو ہے

محمد صہد خان

سردار سب رسولوں کے اور رہنما ہیں آپ

اک نور بے کراں ہیں حبیب خدا ہیں آپ

سب انبیاء کو آپ کا ہے اقتداء قبول

وہ مقتدی ہیں رہبر کل انبیاء ہیں آپ

شمیم عزیز، پروفیسر

ابتداء، انتہاء، مصطفیٰ، مجتبیٰ

غل تھا آتے ہیں لولاک والے بیا

محمد صدیق اختر

اونوں نیماں دا میں بادشاہ کہہ دیاں ابتدا کہہ دیا انتہا کہہ دیاں

تھکا ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

دل تے چاہندا اے آخر خدا کہہ دیاں میرے ایمان نوں ایہہ کوارا  
نہیں

سرفراز ظفر، ڈاکٹر

اطاعت خاتم مرسل میں ہے حب خداوندی  
یہی ہے اصل ایمان اور یہی فرمانِ ربانی  
بیدار سردی

اوہ چنے انصاف کر کے دیا تے دلاں نوں صاف کر کے دیا  
اوہ جیوا اے آخری پیغمبر، درود اوں تے سلام اوں تے

عبدالقادر خاں

کہوہ موعود نبی تیرے سوا کوئی نہیں  
میرے ممدوح محمد، ہے مجھے پورا یقین  
آصف راز

آپ ہی ثابت ہی ختم المرسلین  
ابتداء تا انتہاء میرے نبی  
محمود کاشف

اول الانبیاء  
آخر الانبیاء  
سوچ سے ماورا  
آپ کا مرتبہ

اقبال قریشی

مٹھے مدنی داسو ہوتا ہے نام مٹھوا  
آیا نبیاں دابن کے امام مٹھوا

محمد شجاع منعم

لکھ نہیں سکتا میں منعم دحت سلطان کل  
ختم ہے جس پر نبوت وہ رسول محترم

سلیمان جاذب

ہے دو جہاں میں واضح رسالت حضور کی

کوئی نہیں ہے ان سائیں پر بلا شبہ

انور حسین نفیس الحسینی

ہاں میرے سر کا تاج نعالِ رسول ہے

ہاں نقشِ پائے ختمِ رسل میرا تخت ہے

کنور محمد اعظم خان خسروی



تخت ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

وہ ایک ذات کہ جو حرفِ آخر حق ہے  
قلم نے پہلے کبھی جس سے کچھ لکھا بھی نہیں

اشک امرتسری

احمد مرسل افضل و اکرم، ساقی کثر، شافع  
محشر

سب سے مؤخر سب سے مقدم ﷺ

سرفراز قریشی

وہ جس کا خلق ہے خلقِ عظیم، اس ذاتِ والا  
کو

کمالِ آدمیت، انتہائے انبیاء کہیے

خیال مینائی

وہ جو ہر دور کی تاریخ کا رخ بدلے گا  
سارے نبیوں کا وہ سر تاج وہ سرور اتر

زیب عثمانیہ لودھیانوی

یہ تو ناچیز کا ایمان ہے یا ختمِ رسل  
ہر نفس آپ کا فیضان ہے یا ختمِ رسل

محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت

بتوں کی شوکت و عظمت جہاں سے کیوں نہ ہو باطل  
اڑانا پرچم توحید ختم المرسلین آیا

حفیظ نائب

آگہی کے آخری پیغامبر خیر البشر

آدمی کے اولیں درد آشنا شاہد ملی

عینی تشر

تھم ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

تیری ہستی کا تصدیق ہیں جہاں کے جزو کل

اے حبیب احمد اے اول کن ختم رسل

عابد نظامی

تو خاتم کو نین کا رخشندہ نکلے ہے

تجھ سا کوئی آیا ہے، نہ آئے گا جہاں میں

واصف علی واصف

مبارک صد مبارک بانی دین ہمیں آئے

مبارک اہل ایمان کو کہ ختم المرسلین آئے

محبوب کو الیاری

آئندہ آسمان سے نزول کتاب بند

محبوب یہ بھی ختم نبوت کی ہے دلیل

قدیر احمد قدرا قادری

دامن ختم الرسل کی قدر ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں

میں

دل کے ویرانے کو اپنے گلستاں کرتے چلو

یا د ختم الرسل کے صدقے میں

زندگی میں بہار آتی ہے

شاہ ہر دوسرا مصطفیٰ مصطفیٰ

خاتم الانبیاء مصطفیٰ مصطفیٰ

مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی

یہی اول یہی آخر ہیں ختم ان پہ رسالت ہے

شبہ لولاک حاضر اور شبہ لولاک ناظر ہیں

محمد عارف قادری

آگئے خاتم الانبیاء آگئے

آج محبوب رب العلی آگئے

شاہ رفیع الدین دہلوی، مولانا

یا خاتما للرمسل ما اعلاک

احمد المختار یا زین الوری

اے خاتم رسول! کوئی آپ سے بڑھ کر

اے احمد مختار! اے زینت مخلوقات عالم

نہیں



تخت ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

مولانا اختر رضا خان بریلوی

کرنا تھا خدا کو ہم پر آشکارا      آخری نبی ہے اس کو سب سے پیارا  
کوئی بھی نبی ہو تجھلی امتوں کا      تم کو سب پہ سبقت یا رسول اللہ  
نعرہ رسالت یا رسول اللہ

اکبر الہ آبادی

وہ حبیب خدا، سید المرسلین      خاتم الانبیاء شاہ دنیا و دین

فیض رسول فیضان

حریم لامکاں و عالم بالا! مبارک ہو!      تمہارے پاس ختم المرسلین تشریف لاتے ہیں  
چوہری خوشی محمد ناظر

قلب مسلم کو داغ سینہ فروز      جو غم ختم انبیاء نہ ملا

وجاہت حسین وجاہت

کبھی جو وقت پڑا، ہم ثبوت دے دیں گے      یہ نقد جاں ہے فقط آخری نبی کے لیے  
محمد اعظم چشتی

ہو الاول ہو الا آخر ہو الظاہر ہو الباطن      منایا عشق نے جھگڑا مقدم اور موخر کا  
راغب مراد آبادی

جس سے راغب ہوں خوش خاتم المرسلین      ایک ہی ایسی خوبی ہو انسان میں  
کوہر ملیسانی

شافع مشر شوکت عالم علیہ السلام      شاہِ رسولاں، مرسل خاتم علیہ السلام

عارف معین بلے

ہے رسالت آپ کی ہر اک زمانے کے لیے      ہے یقیناً آج بھی دنیا کی رہبر و روشنی  
عزیز لودھیانوی

خاتم الانبیاء ہے لقب آپ کا      اور نبوت کا حسن و جمال آپ ہیں

صادق نسیم

تھم ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

اس خاتم دوراں کے درخشندہ نگیں آپ

تابندگیاں جس کی ازل تاابد ہیں

زیب ظفیری لنگامی

سورج کی ضرورت کچھ نہ پڑے اور چاند کی حاجت کچھ نہ

رہے

جب آپ سا خاتم ہستی کو تابندہ گلینہ مل جائے

اداء حضرت ابدا یونی

بے تعبیر قرآن زبان صداقت

یہی حرف اول یہی حرف آخر

میاں محمد بخش

اول آخر دوئے پاسے اوہوں کھلویا

نور محمد روشن آیا آدم جدوں نہ آیا

ابوالمعانی مولانا محمد غلام ربانی

وہی قاسم وہی خاتم وہ ختم المرسلین آیا

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن

سید جمیل احمد نقوی

میری جانب بھی ہواک نگاہ کرم اے شفیع الوریٰ خاتم الانبیاء

آپ نور ازل آپ شمع حرم آپ شمس الضحیٰ خاتم الانبیاء

ماہر القادری

محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب خدا کہیے

شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہیے

سید امین گیلانی

وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیام آئے

نہی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے

شاہ محمد سبطین شاہ جہانی

شاہ کون و مکاں، اے حبیب خدا، خاتم المرسلین خاتم الانبیاء ﷺ

تابش و طلعت، جملہ ارض و سما، خاتم المرسلین خاتم الانبیاء ﷺ

امام احمد رضا بلوی

ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

فتح باب نبوت پہ بے حد درود



تخت ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

مفتی خلیل خان خلیل برکاتی

کہنے کو اور بھی تھے اولو العزم انبیاء  
خالق نے تم کو صدر چنا بزم نور کا  
مبارک ہو نبی الانبیاء تشریف لے آئے  
مبارک ہو شبہ مشکل کشا تشریف لے آئے

رعنا کبر آبادی

گل معنی کھلا جب رحمۃ للعالمین آئے  
مشیت تھی کہ آخر میں بہار اولیں آئے

اعجاز رحمانی

خلقت اولیں خاتم المرسلین  
آپ پہلی کرن آخری روشنی

سید ہاشم رضا

محسن انسانیت روح رواں بردور کے  
ابتدائے آفرینش اور ختم المرسلین

سید سلیم گیلانی

اے ختم خیل انبیاء، خیر البشر خیر الوری  
ہر ابتدا کی انتہا خیر البشر خیر الوری

محمد حنیف الاسدی

کوئی ان کے بعد نبی ہوا؟ نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں  
کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا! نہیں! اُن کے بعد کوئی  
نہیں

خاطر غزنوی

فراز عرش کے مہماں، جہاں کے والی  
تمام نبیوں کے سردار و تاجدار درود

محمد حقیر فاروقی

لکھی ہے مدح میں نے عمر بھر ختم رسالت  
کی

نہیں بیکار مصرع کوئی ہر گز میرے دیوان کا

تخت ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

خاتم الانبیاء سلام علیک  
اے شہِ دوسرا سلام علیک

محسن کاکوروی

بیدار ہوئے خاتم النبیین  
مہر عرقان و عزو حکمین  
اک مخبر صادق البیان ہے  
پیغمبر آخر الزماں ہے

عزیز الدین خاکی قادری

خالق نے اس طرح سے نبوت تمام کی  
کوئی نئی نہ آیا شہِ دوسرا کے بعد  
مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا نوری

تم ہو فتح باب نبوت  
تم سے ختم دور رسالت  
ان کی کجی فضاہت والے  
صلی اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیک  
وسلم

صلی اللہ صلی اللہ

تمہارے بعد پیدا ہوئی کوئی نہیں ممکن  
نبوت ختم ہے تم پر کہ ختم الانبیاء تم ہو

حافظ نور محمد انور

نوید جاں فزاہل زمیں کو دی فرشتوں نے  
مبارک ہو جہاں میں آج ختم المرسلین آئے  
ضیاء الحسن ضیاء

خاتم الانبیاء شہِ دیں ہیں  
آیتیں کہہ رہی ہیں قرآن کی

فطرت قریشی

کھڑے ہیں ہیر استقبال صف بستہ نبی  
سارے



تھم ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

ہوئی تکمیل دیں جس سے وہ ختم المرسلین آیا

نیر حسین جوش مچھلی شہری

ازل کی دوش پر رکھے ہوئے سرمایہ محشر

وہ اک تنظیم کار کائنات اول و آخر

مشتاق مبارک

تجھ پہ نثار جان و دل مظہر شانِ داوری

ختم ہے تیری ذات پر سلسلہ پیغمبری

صدر رام پوری

اس لیے ذات پاک پر ختم ہوئی پیغمبری

روزِ ازل تھا آپ پر صنعتِ حق کا خاتمہ

سید فیضی

کوئی نہ صدر بن سکا صدرِ اعلیٰ کے بعد

وہ صدرِ آخری تھے رسالت کی بزم کے

فضل اکبر کمال

مسئلہ ختم نبوت کا نہ پیدا ہوتا

لوگ اُس ہادی برحق کو سمجھتے جو کمال

ہوش سردی

تصویرِ شجر ہے عالم یا رائے بیاں زیبائی نہیں

امکانِ ثنائے ختمِ رُسل لفظوں میں سا سکتا ہی

نہیں

صادق نسیم

اُس ختمِ دوراں کے درخشندہ نگین آپ

تابندگیاں جس کی ازل تا بابد ہیں

سبطین احمد بدایونی

اب کا تمام نعمت پہ لاکھوں سلام

حق کا انعام آخر پہ بے حد درود

حافظ آفتاب وارثی

وہ نبی ختمِ رُسل فخرِ الانام آہی گیا

جس کی فرقت میں زمانہ کروٹیں لیتا رہا

اختر اولیس بیگ

ختمِ الرُسل نے آ کے مجھے آسرا دیا

جب بھی چلی ہیں فرطِ حوادث کی آمدھیاں

تخت ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

علامہ محمد سلیم اختر فتح پوری

حق کی تو آخری برہان رسول عربی

تجھ سا پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا کوئی

رحمت اللہ شہزاد

سردار سب کے آقا بعد از خدا محمد

جتنے نبی بھی آئے، پیغام دے گئے ہیں

زہیر کجباہی

ابراہیم کا حسنِ دعا ہیں ﷺ

نبیوں نے دی جن کی بشارت، جن پہ ہوئی تکمیل رسالت

ظفر علی شاہ عباسی

خدا کو ہے ہر اک سے پیارا محمد

وہ نبیوں کا سر تاج ختم الرسل ہے

فیض الحسن ناصر

خاتم الانبیاء مصطفیٰ مصطفیٰ

آشنائے سبیل پیشوائے رُسل

خوشی محمد ناظر

سلام اُس پر قیامت تک نبوت جس کی جاری ہے

رہینِ منت فیضانِ دنیا جس کی ساری ہے

سلام اُس پر کہ بعد اس کے نبی پیدا نہیں ہوگا

کہ یہ فرض اب سپردِ حاکمانِ علم دیں ہوگا

مگر جھوٹی نبوت کا اگر دھوئی کہیں ہوگا

تو اس کذاب کا یہ کذب ہی داغِ جبین ہوگا

عزیز وارثی

شریعت کے علم بردار ختم المرسلین آئے

ستاروں نے صدا دی رحمۃ للعالمین آئے

ڈاکٹر ظہیر الدین علوی

جو ہے خاتمِ انبیاء وہ مرسلِ تمہی تو ہو

جس کی نہیں مثال وہ مرسلِ تمہی تو ہو

عنایت کور داسپوری

خدا کا آخری پیغامبر بھی دربار بھی ہے

وہ آقا زینتِ عالم بھی فخرِ انبیاء بھی ہے



تخت ختم نبوت نمبر

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

رشید وارثی

انبوہ انبیاء میں وہ ختمِ مرسلین ہیں  
 ہیں مصطفیٰ محمد، ہیں مجتبیٰ محمد (صلی علی محمد)  
 ختمِ رسل کے اسوہ کامل کی شکل میں  
 تکمیل ہو گئی ہے خدا کے نظام کی  
 منصب ہے ترا ختمِ رسل، رحمت عالم  
 رہتے ہیں سوا تجھ سے فقط ذاتِ خدا ہے  
 یہ بھی تو وصفِ ختمِ رسل کی دلیل ہے  
 تھی پشت پہ جو مہر نبوت حضور کی

سید نصیر الدین نصیر گیلانی

دنیا میں رسول انس و جاں آتے ہیں  
 پیغمبر آخر الزماں آتے ہیں  
 میلادِ مناؤ اے مقدر والو!  
 سلطانِ رسولانِ جہاں آتے ہیں

جگن ناتھ کمال کرتار پوری

امین جس وحدت آئے ختم المرسلین آئے  
 محمد مصطفیٰ محبوب رب العالمین آئے

بیارے لال رونق دہلوی

تم وہ ہو حق نے بنایا جن کو شاہِ انبیاء  
 تم وہ بالا ہے سب نبیوں میں جس کا مرتبہ

بیوان سنگھ راجا

اسی پر ابتدا ٹھہرے اسی پر انتہا ٹھہرے

ہو الاول، ہو الآخر کا مطلب نور احمد ہے

کنج بہاری لعل برق

وہ میرے پیشوا ٹھہرے وہ میرے رہنما ٹھہرے

جو محبوب خدا ٹھہرے، جو خاتم الانبیاء ٹھہرے

سردار کور بخش سنگھ مخمور جانندھری

یہ فیض ہے ولادتِ ختمی مآب کا

ظلمت کدوں میں ہیں سحر نو کی تابشیں

رانا بھگوان داس بھگوان

شانِ معراج سے بس یہ عقدہ کھلا

مرکزِ عشق ہیں خاتم الانبیاء

لا نبی بعدی ہے قول محبوب حق

ورد اسکا ہے بھگوان صبح و ساء

☆☆☆☆

☆☆☆☆

☆☆☆☆

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



## فلسفہ ختم نبوت

محامد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی

نحملہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی الہ و صحبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم O

انسان جب اپنے نفس سے باہر جھانکتا ہے تو اسے اُفق کے کناروں سے پرے غیب کا ٹھکانا مارتا ہوا ایک قلم نامیہ کنارہ دکھائی دیتا ہے بلکہ وہ اپنے نفس کے اندر بھی جھانکتا ہے تو اُسے آغاز و انجام ایک پہلی کی طرح نظر آتا ہے جسکی آخری حقیقت اسکی ظاہر بین عقل سے پوشیدہ ہے نہ صرف انسان کا عقل علم، لاعلمی سے شروع ہو کر لاعلمی پر ختم ہو جاتا ہے بلکہ انسانی عزائم اور اداروں کی ابتدا اور انتہا بھی بے خبری سے شروع ہو کر بے خبری پر ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! ”عرفت ربی بفسخ العزائم“۔ انسانی عزائم اور اداروں کے ٹوٹ جانے سے مجھے پتہ چل گیا ہے کہ اس کائنات پر اصل حکمرانی انسان سے بالاتر ایک ہستی اور طاقت کی ہے۔ ا۔

پھر بھی جب انسان نے بہت زور لگایا تو اندازہ ہوا کہ انسان کے علم کا آغاز ایسے حالات و کوائف کے تحت ہوتا ہے جن کی تحقیق و تفتیش وہ ایک حد سے آگے نہیں کر سکتا اور انسان کا علم ایک ایسی حد پر جا کر ختم ہو جاتا ہے جس سے آگے کے مسائل فقط انسانی جستجو سے حل نہیں ہو سکتے۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ آغاز و انتہاء کی ان دو لاعلمیوں کے درمیان انسانی علم کی جو مختصر سی زندگی ہے اسکے دوران میں بھی علم کی بجائے انسانی معاشرے کی بقا کی محتاج ہے۔ جب علم سے علم نکلا جاتا ہے جب پیچیدہ معاشرتی مسائل کا حل معلومات سے فراہم نہیں ہوتا تو اس وقت انسان کو کائنات کی فطری ہدایات کی جانب سے رہنمائی کی حاجت ہوتی ہے جسکا پیغام صرف ”نبی“ دے سکتے ہیں۔ جہاں علم انسانی کی حد ختم ہو جاتی ہے وہاں سے نبوت کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ منصب نبوت کے حاملین ہر دور میں انسانی پندار کو شکست دیتے رہے مگر انسان بھٹکتا رہا۔ یہاں تک کہ رب کائنات نے ”خاتم النبیین“ کی بعثت فرما کر سلسلہ نبوت و ہدایت کی تکمیل کر دی۔

محمد کریم ﷺ کی ذات اقدس میں کائنات کے لیے ایک ایسا اُسوہ کاملہ وجود میں آگیا جسکی کامل رہنمائی سے زندگی کے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لحاظ سے حضور ﷺ کی قائدانہ صلاحیتیں اُس مقام پر ہیں کہ انسانیت اپنی تکمیل کے لیے ہر وقت انہیں ذرہ کمال پر دیکھے گی۔ بلکہ مقام نبوت کی وسعتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے انسانی ترقی کیلئے دامن کھلا رکھیں گی۔

آنکہ از خاش بر ویہ آرزو

ہر کجا بنی جہان رنگ و بو

یا زَنُورِ مصطفیٰ اُو را بہا ست      یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ است  
خلق و تقدیر و ہدایت ابتدا است      رحمت للعالمین انتہا است

آج امکانی لحاظ سے خاتم النبیین ﷺ کی اُمت پر علم کے تمام دروازے اس طرح سے کھلے ہیں کہ شرائع سابقہ میں جن مسائل کا کوئی حل موجود نہیں وہ آج علمائے اُمت محمدی کے ذریعے حل کئے جاسکتے ہیں۔ اس لیے کہ خاتم النبیین کی تشریف آوری سے دین کی تکمیل ہو چکی ہے اور تمام مسائل ختم نبوت کی گروہ ہی اسیر ہیں۔

ناج ختم نبوت کی وجہ سے معراج والے نبی نے عقل پر ماورائے عقل کے تمام راستے کھول دیئے لیکن ان راستوں کے کھل جانے کے ساتھ یہ شرط عائد رہی کہ تمام راستے ایک دروازے سے ہو کر گزریں گے۔۔۔ جس کا نام۔۔۔ توحید ہے۔۔۔ اگر کسی شخص نے اپنی مختلف معلومات کو ایک۔۔۔ توحید۔۔۔ پر مرکوز نہ کیا تو اُسکی شخصیت کے پرزے ہو کر اُسکے اعمال راہیں ہو جائیں گے۔۔۔ جہاں علم کے لیے تمام راستے کھول کر ان کو توحید کے دروازے سے گزریا لازمی قرار پایا۔۔۔ وہاں اس دروازے کی کلید۔۔۔ اقرار رسالت خاتم النبیین ﷺ قرار پائی۔۔۔ ختم نبوت کے ساتھ اليوم اکملت لکم کما اعلان نے وحی کی راہ آئندہ کے لیے مسدود کر کے علم اور تحقیق کی ایسی شاہراہیں کھول دیں جن پر چل کر ہر ظاہر اور غیب موجود اور مقصود حاضر اور آخرت کے سنگم کو پہل صراط کی طرح عبور کرنا ہر طالب کے لیے طریقہ ممکن۔۔۔ سلوک کی مانند ممکن ہو گیا۔

خاتم النبیین ﷺ کی صفت ختم نبوت روز روشن کی طرح واضح کر رہی ہے کہ نبوت کا وہ مضمون جو نور محمدی کی تخلیق سے شروع ہوا اور مختلف عنوانات سے آگے بڑھتا رہا وہ ذات محمدی پر آ کر ختم ہو گیا اور اب نبوت پر مہر لگ گئی۔۔۔ مہر لگائے جانے کے بعد مضمون نبوت ختم ہو گیا۔۔۔ اعلان بھی ہو گیا۔۔۔ تمثیل سے بھی سمجھا دیا۔۔۔ اور شانہ اقدس پر مہر نبوت بھی لگا دی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

”آپ کے دونوں شانوں کے درمیان خاتم نبوت تھی وہو خاتم النبیین اور خود آپ خاتم النبیین تھے۔“

۲

قرآن کریم میں اللہ رب العزت جل جلالہ سید الانبیاء ﷺ کی تعریف میں ارشاد فرماتا ہے!

”وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیْنَ“۔ آپ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں میں آخری ہیں۔ ۳

اس آیت کریمہ میں رسول اکرم ﷺ کو وہ اعزاز عطا فرمایا گیا جو کسی نبی اور رسول کو نہیں ملا تھا۔ اور یہ اعزاز ”ختم نبوت“ ہے۔ اس اعزاز ختم نبوت میں فلسفہ یہ ہے کہ رسول اکرم کے ہر کمال کو اس وصف ختم نبوت کے پس منظر میں دیکھا



تھنہ ختم نبوت نمبر

قند ختم نبوت

جائے تو آپ کا ہر وصف اپنے کمال پر نظر آئے گا اور اگر معاذ اللہ اسی وصف کو الگ کر دیا جائے تو آپ کے اوصاف کی کمالی حیثیت ختم ہو کر رہ جائے گی۔ اور بہ نظر غائر دیکھا جائے تو آپ کے اسم ذاتی محمد سے بھی یہ نکتہ حل ہو جاتا ہے۔۔۔ یہ بات نہایت واضح ہے کہ اس کائنات میں سے سب سے پہلے ”محمد“ نام آپ کا ہی رکھا گیا۔۔۔ آپ سے پہلے کسی کا نام محمد نہ تھا۔۔۔ اور آیت مذکورہ کا آغاز بھی ما کان محمد سے ہوا ہے۔۔۔ ذرا نام پاک محمد کے معنی پر غور کر لیجئے۔۔۔ نام مبارک محمد کا عام اور سادہ ترجمہ ہی کیا جاتا ہے کہ وہ ذات جسکی تعریف کی گئی۔۔۔ ترجمہ کی صحت میں کوئی شبہ نہیں۔۔۔ لیکن اس جامعیت کبریٰ۔۔۔ برزخ کمال کے فضائل و کمالات اس سے کہیں بلند و بالا ہیں۔۔۔ خدا کے تمام نبی اسکے نزدیک موجب توصیف ہیں۔۔۔ دنیا کے حکماء۔۔۔ علماء۔۔۔ اور فاتحین۔۔۔ عام انسانوں کی نظر میں لائق مدح و ستائش ہیں اسلیے اس ترجمے کی صحت کو پورے طور پر تسلیم کرتے ہوئے اور زیادہ وسعت دی جائے۔۔۔ صاحب المفردات راغب اصفہانی ”محمد“ کے معنی لکھتے ہیں:

”الذی اجمعت فیہ الخصال المحمودۃ“ جس ذات میں تمام خصال محمودہ جمع ہوں۔۔۔

یعنی مختصر لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسم محمد کے معنی ”مجموعہ خوبی“ کے ہیں لہذا اگر یوں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ نام مبارک ”محمد“ حضور کے نہ صرف نبی بلکہ خاتم النبیین ہونے کی دلیل بھی ہے۔۔۔ اسلیے کہ مجموعہ خوبی اور مخلوق کمال کے آگے کوئی نقطہ ہی نہیں ہے۔۔۔ اسی حالت پر کمال کلی کی انتہاء اور معارف کا اختتام ہے۔۔۔ مستشرقین یورپ میں سے جن لوگوں نے رسول عربی ﷺ کی حیات و سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا ہے۔۔۔ تنقیص کی ہزار کوششوں کے باوجود اعتراف کمال پر مجبور ہوئے۔۔۔ اس لفظ خاتم کو دو طرح پڑھا گیا ہے (تاء کے زیر کے ساتھ خاتم اور تاء کے زیر کے ساتھ خاتم)۔۔۔ لیکن دونوں کے معنی ایک ہیں۔۔۔ یعنی آخری نبی۔۔۔ تو اس ایک آیت مبارکہ سے ہی خوب واضح ہے کہ حضور آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد نبوت کا باب بند ہو چکا ہے۔ اب کوئی نبی کسی طرح کا پیدا نہ ہوگا۔۔۔ اس آیت کی تائید میں علماء نے کم از کم سولہ آیات قرآنیہ جمع فرمائی ہیں۔ جن کی تفصیل کی اس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں ہے۔۔۔ تاہم ایک اس مفہوم کی آیت ملاحظہ فرمائیں:

”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی“ آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا۔۔۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کے مکمل فرما دینے کا اعلان فرمایا ہے۔ پہلی چیز ”دین“ ہے دوسری چیز ”نعمت“ ہے۔۔۔ نعمت سے مراد ذات رسول اکرم ﷺ ہے، یا نبوت ہے، یا وحی ہے۔۔۔

تہذیب ختم نبوت نمبر

فلسفہ ختم نبوت

گویا اب اسلام کے بعد کوئی نیا دین الہی قیامت تک نہ ہوگا اور حضور کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائیگا۔۔۔ نبوت بھی ایک نعمت ہے۔۔۔ اور یہ نعمت بنی اسرائیل پر باقسط نازل ہوتی رہی مگر ہم پر اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کو بھی مکمل فرمادیا اور اپنی نعمت کاملہ محمد رسول اللہ ﷺ کی صورت میں ہم کو عطا فرمادیا۔۔۔ اب اگر اسکے بعد بھی ہم اپنی طرف سے نبی بنانے لگے تو یہ قہر خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔۔۔ گویا ہم نعمت خداوندی سے محرومی کا شکار نہیں بلکہ نعمت کاملہ سے مستفید ہونے کے باعث مسرور و شاداں ہیں۔ ”قل بفضل اللہ و برحمته فبذلک فلیفرحوا“ ۹ اللہ کے فضل اور اسکی رحمت ملنے پر خوشیاں مناؤ۔

قرآن کریم کی اس نص قطعی کے علاوہ دیگر بہت سی آیات میں جن کا خلاصہ یہی ہے۔۔۔ کہ حضور اکرم ﷺ چونکہ ساری مخلوق کے رسول ہیں اور سب کو کافی ہیں اور تمام اوصاف کے جامع ہیں اسلیے یہ وصف ختم نبوت بھی آپ کو ہی عطا فرمایا گیا۔ پوری امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔

احادیث مبارکہ سے بھی فلسفہ ختم نبوت خوب واضح ہوتا ہے اور اس عنوان پر بے شمار احادیث موجود ہیں۔۔۔ جن کو ایک تحریر میں جمع کرنا نہایت مشکل ہے اگر ہم حدیث کی چھ صحیح مشہور کتب سے ہی حدیثیں بیان کریں تو ایک رجسٹر تیار ہو جائے۔ حدیث شفاعت میں ایک حدیث بخاری و ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کل بروز شرب تمام لوگ انبیائے کرام کے پاس سے ٹھو کریں کھاتے پریشان حال آپ کے پاس آئیں گے تو کہیں گے: ”انت رسول اللہ و خاتم الانبیاء“ ۱۰ آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں۔ یعنی ہم سب انبیاء کے پاس ہو کر آگئے ہیں کہیں ہماری نہ سنی گئی اور آپ آخری نبی ہیں۔۔۔ اگر یہاں بھی دنگیری نہ ہو تو پھر کہاں ہوگی؟ گویا اہل محشر کا یہ عقیدہ ہے کہ ختم نبوت کے عظیم الشان منصب کی وجہ سے حضور ﷺ شفاعت فرمانے کے زیادہ مستحق و لائق ہیں۔

خود حضور ﷺ نے مرتبہ ختم نبوت کو ”وجہ فضیلت“ قرار دیا چنانچہ مسلم اور ترمذی کی روایت ہے آپ نے فرمایا! مجھے اور انبیاء پر چھ فضیلتیں دی گئیں اسی میں فرمایا! ”ختم بی النبیین“ ۱۱۔۔۔ مجھ سے انبیاء کو ختم کیا گیا۔ عرابض بن ساریہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا!

میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں۔ ۱۲ اور بے شک آدم ابھی اپنی مٹی میں تھے۔ حضرت جابر کی روایت ہے:

میں قائم مرسلین ہوں اور فخر نہیں، میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں۔ ۱۳



تھم ختم نبوت نمبر

قلم ختم نبوت

حضور اکرم ﷺ کے جسم مقدس پر مہر نبوت کا نبوی نشان موجود تھا اور یہ وصف کسی نبی میں موجود نہ تھا۔ حضرت علی کی روایت ابھی پیچھے گزری۔ ۱۴

ختم نبوت کے الفاظ کے ساتھ ایسی حدیثیں بھی وارد ہیں جن میں اللہ کے رسول ﷺ نے انبیائے کرام کو ایک عمارت سے تشبیہ دی اور خود کو ایک اعنٹ سے تشبیہ دی اور عمارت نبوت کی تکمیل اپنی ذات سے بتائی مسلم شریف میں پوری تشبیہ کے بعد یوں فرمایا! ”فانا موضع اللبنت، جئت فختمت الانبياء“ اس کمال اور حسین عمارت میں جس اعنٹ کی جگہ خالی تھی میں اس اعنٹ کی جگہ ہوں اور میں نے انبیاء کو ختم کیا۔ ۱۵

اس معنی اور مفہوم کے لیے بہت سے صحابہ کرام کے لفظ لانی بعدی ۱۶ (میرے بعد کوئی نبی نہیں) آیا ہے اس میں لفظ لا وہی ہے جو کلمہ لا الہ الا اللہ میں ہے۔ یعنی جس طرح اللہ کے سوا کسی کیلئے کسی قسم کی الوہیت ماننا شرک ہے اسی طرح ختمی مرتبت کے بعد کسی کیلئے کسی قسم کی نبوت ماننا کفر، ضلالت اور ارتداد محض ہے لانی بعدی کے معنی یہی ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ ۱۷

ایک روایت یوں ہے کہ لانی بعدی ۱۸ (میرے بعد کوئی نبوت نہیں)۔ ختم نبوت کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے یہ بھی واضح فرمادیا کہ لوگ میرے بعد دعویٰ نبوت و رسالت کریں گے لیکن وہ سب جھوٹے ہوں گے۔ ”فاحذروہم“ ان سے بچنا۔ ۱۹

اسی مفہوم کے لیے حدیث میں ایک لفظ ”عاقب“ بھی آیا ہے۔ جسکے معنی ہیں سب سے آخر میں آنے والا آپ نے فرمایا وانا العاقب۔ ۲۰ اور میں سب سے پیچھے آنے والا ہوں۔

ختم نبوت کے معنی، نبوت کے چلے جانے کے بھی ہیں۔ احادیث میں اس لفظ کی بھی تصریح ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا! ”لم يبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات؟ قال الروياء الصالحة“۔ ۲۱

نہیں باقی نبوت سے مگر بشارتیں لوگوں نے عرض کی مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا! اچھے خواب۔

حضرت ابن عباس کی روایت یوں ہے!

لوگو! نبوت کی بشارتوں سے صرف سچے خواب رہ گئے ہیں جسے مسلمان دیکھے یا مسلمان کیلئے دیکھا جائے۔ ۲۲

ایک روایت میں یوں ہے!

”روياء من المومن جزاء من ستة واربعين جزاء من النبوة“۔ ۲۳ ”مومن کا خواب نبوت کا چھایا لیسواں

تھم ختم نبوت نمبر

فلسفہ ختم نبوت

حصہ ہے۔

ان کے علاوہ وہ تمام آیات جن میں حضور اکرم ﷺ کی رسالت کا عام ہونا اور قیامت تک نافذ رہنا معلوم ہوتا ہے، بڑی صراحت سے حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ آپ کی رسالت کا عام ہونا اور اس کا قیامت اور بعد قیامت بھی شفیع محشر بن کر جاری رہنا آپ کی ایک خصوصیت ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ زم محشر کا کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

اب اگر آپ کے بعد بھی نبی بنائے جاتے رہے خواہ ظلی خواہ بروزی تو آپ کی یہ خصوصیت جو نصوص قرآنیہ سے ثابت ہے۔ ظاہر ہے باطل ہو جاتی ہے۔ فلسفہ ختم نبوت کو ڈاکٹر محمد اقبال نے بھی خوب واضح کیا ہے اور عقیدہ خاتمیت کے صدقے امت کو مقام خویش سے کیسا آگاہ کیا ہے۔ اقبال نے آخری نبی ہونے کی خصوصیت کو آخری امت کے ساتھ اس طرح پیوست کیا ہے:

پس خدا ہر ما شریعت ختم کرد  
خدا نے ہم پر شریعت ختم کی  
ہر رسول ما رسالت ختم کرد  
اور ہمارے رسول پر رسالت ختم کی

رہنمائی از ما محفل ایام را  
ہمارے دم قدم سے جہان میں رہنمائی ہے  
او رسل را ختم کرد ما اقوام را  
آپ نے رسولوں کو ختم کیا اور ہم نے قوموں کو

خدمت ساقی گری باما گزاشت  
ساقی گری کی خدمت اس نے ہمارے سپرد کی  
داد مارا آخریں جامے کہ داشت  
اور جو آخری جام تھا وہ ہمیں دیدیا

لا نبی بعدی ز احسان خداست  
میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا (حدیث)  
پردہ ناموس دین مصطفیٰ است  
اور اس سے دین مصطفیٰ کی عزت کا  
خدا کے احسانات میں سے ایک ہے  
بھرم قائم ہے۔ ع



### آدمیے ماننام مصطفیٰ است

قوم را سرمایہ قوت ازو حفظ سر وحدت ملت ازو  
اس سے قوم کو قوت کی دولت ملی اور ملت کی وحدت اور یگانگت کا راز  
بھی یہی ہے

حکیم الامتہ ڈاکٹر محمد اقبال نے ان اشعار میں جو نکتے بیان کیے ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ ہمارے نئی آخر  
الزمانہ کا خاتم النبیین ہونا خود ہمارے لیے باعث فخر و فرحت ہے۔

حضرت خواجہ بختیار کاکی علیہ الرحمہ بھی ختم نبوت کے فلسفہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔  
گرچہ بصورت آمدی بعد از ہمہ پیغمبراں اما بمعنی بودہ سرخیل جملہ انبیاء  
ڈاکٹر اقبال اسی مفہوم کو دوسری جگہ یوں بیان کرتے ہیں:

وہ دانا ئے سبیل ختم الرسل مولا ئے کل جس  
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادی سینا  
نے

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر  
وہی قرآن وہی فرقاں وہی یسین وہی طہ

اقبال کہتے ہیں کہ وہ محمد مصطفیٰ جو ہو الاول والاخر ۲۳ کا ظہور اور جلوہ ہیں ان کی اولیت تو تخلیق نور محمدی سے  
خوب ظاہر ہے۔ جبکہ ختم نبوت ان کے آخر ہونے کا مظہر ہے۔

سکندر لکھنوی مرحوم فلسفہ ختم نبوت پر یوں کو یا ہیں۔

وہی ہیں افضل و اشرف وہی ہیں ختم رسل شرف ان ہی کو ملا منصب امامت کا  
ہر اک کمال ہوا ختم ذات والا پر رسول بن کے بڑھایا شرف رسالت کا  
اُن ہی کے قلب پر نازل ہوا قرآن مبین ہوا انھیں پہ مکمل یہ دین فطرت کا  
ہوئی ہے ختم نبوت حبیب خالق پر چلے گا کام ولایت سے اب رسالت کا  
کیا ہے خاتم پیغمبراں انھیں رب نے اُنہی پہ ختم ہوا سلسلہ رسالت کا  
وہ شخص کاذب و مرتد ہے از روئے قرآن اب ان کے بعد جو دعویٰ کرے نبوت کا

آخری نکتہ:

ختم نبوت کا ایک فلسفہ یہ ہے کہ چونکہ اب باب نبوت بند فرما دیا گیا اور کوئی نئی نہیں آئیں گے تو اب ولایت کا دروازہ کھول دیا گیا اگر باب نبوت بند نہ ہوتا تو فتح باب ولایت کیونکر ہوتا؟ ضرورت رحمت خداوندی تھی اور تقاضائے رحمت للعالمین تھا کہ عام امتیوں میں سے بعض کو خصوصیات سے نوازا جاتا تو باب کرم اس طرح کھلا کہ ولایت کا دروازہ کھول دیا گیا اور تقسیم ولایت شروع کر دی گئی تمام اصحاب نبی ﷺ رضوان اللہ علیہم مقام ولایت سے سرفراز فرمائے گئے اور تقسیم ولایت کا کام حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرما کر مولائے کائنات شیر خدا کو بادشاہ ولایت بنا دیا گیا اور پھر اس دروازے سے ایسے ایسے پھول مہکے جن سے آج بھی گلشن کائنات مہک رہا ہے اور اس چمنستان کرم کے پھول ہر گوشہ کو مہکا رہے ہیں۔

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی      زہرا ہوں کلی جس میں حسین اور حسن پھول ۲۵

قرآن وحدیث کے علاوہ ختم نبوت کا عقیدہ نبی مکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے لیے قدیم۔۔۔ ہندو۔۔۔ وید۔۔۔ پران اور سنتوں کی بانیوں میں بھی ملتا ہے چنانچہ اٹھارہ پرانوں میں سے ایک پران ہے جس میں وید ویاس جی نے اس گفتگو کو جو کاک بھٹنڈ جی نے گڑ رچی سے بد زبان سنسکرت کی تھی نقل کیا ہے اور تلسی داس جی نے ہندی میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔ اسکے بارہویں اسکند چھٹے کا مذ میں ہے کہ!

تشریح: جسکی قدرت سے عجائب وغرائب کا ظہور ہوگا اور وہی اللہ کے ولی قائم ہو جائیں گے اشارہ اس طرف ہے کہ وہ ہمیشہ کے لیے ہوں گے اور سب کے لیے ہوں گے یعنی خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین ہوں گے۔ بھوشن اتران میں یوں ہے!

کل جگ میں ”سرب انما“ پیدا ہوں گے اسی میں یہ ہے کہ محمد (ﷺ) نام ہوگا۔ آخر زمانے میں تشریف لائیں گے۔ خاتم النبیین ہوں گے۔ بہ حساب ابجد ”انما“ اور ”محمد“ کے اعداد ۹۱۲ ہیں۔

کلکی پران نامی کتاب میں یوں ہے صفحہ ۱۲ پر کہ! کلکی اوتار کے تین بھائی ہوں گے۔ ۱۔ کوی، ۲۔ سمت، ۳۔ پراک۔ کوی بمعنی بہت بڑی عقل والے یعنی عقل اور سمت بمعنی بہت بڑے علم والے یعنی جعفر اور پراک بمعنی بہت بڑے مرتبے والے یعنی علی۔ مطلب یہ ہوا کہ نبی آخر الزماں خاتم النبیین ﷺ کے تین بھائی بنام عقل، جعفر طیارو علی مرتضیٰ ہوں گے۔ ۲۶

غرضیکہ ختم نبوت کی برکات و ثمرات بے شمار ہیں جن میں سے چند اوپر مذکور ہوئیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔



(۱) بحوالہ استقامت محمد عربی نمبر ص ۱۸۲ مطبوعہ کاتی پبلشرز کراچی ۱۹۸۸ء

(۲) ثمال ص ۵۶۷

(۳) آیت ۳۰ سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲

(۴) صاحب المفردات ابو القاسم حسین بن الفضل راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) استقامت ص ۵۳۹

(۵) تفسیر ابن جریر ص ۱۱ ج ۲۲

(۶) تفسیرات احمدیہ زیر آیت مذکورہ

(۷) آیت ۳ سورۃ المائدہ پارہ ۶

(۸) تفسیر ازہری بحوالہ ترجمان المل سنت کراچی شمارہ اگست ستمبر ۱۹۷۲ء

(۹) آیت ۵۸ سورۃ یونس پارہ ۱۱

(۱۰) بخاری شریف ص ۶۸۵ ج ۲ ترمذی شریف ص ۳۵۱

(۱۱) مسلم ص ۱۹۹ ج ۱ ترمذی ص ۲۳۳ باب ماجاء فی التعمیہ

(۱۲) مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳

(۱۳) داری ص ۳۱ ج ۶ مطبوعہ مصر مشکوٰۃ ص ۵۱۳

(۱۴) ثمال ص ۵۶۷

(۱۵) مسلم شریف ص ۲۳۸ ج ۱

(۱۶) بخاری شریف ص ۳۹۱ ج ۱

(۱۷) مسلم شریف ص ۱۲۶ ج ۲

(۱۸) مسلم ص ۲۷۸ ج ۲ ترمذی ص ۳۹۱ ج ۱

(۱۹) مسلم ص ۱۲۰ ج ۲ ص ۳۹۶ ج ۲

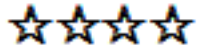
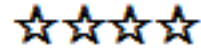
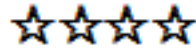
(۲۰) بخاری ص ۵۰۱ ج ۱ ثمال ترمذی ص ۵۹۷

(۲۱) بخاری ص ۱۰۳۵ ج ۲

(۲۲) مسلم ص ۱۹۱ ج ۱

(۲۳) ترمذی ص ۳۳۱

(۲۳) آیت ۳ سورۃ الحدید پارہ ۲۷  
(۲۵) حدائق بخشش امام احمد رضا مطبوعہ لاہور  
(۲۶) استقامت محمد عربی نبیر ص ۸۰ ۱۹۸۷ء





## شاہکار ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر محمد اکرم رضا

شہ دیں ، نور ایمان ، زینت ختم رسالت ہیں  
 حبیب دو جہاں ختم الرسل اعزاز فطرت ہیں  
 ازل تا ابد ہیں آپ کے انوار کے چہچہ  
 شفیع دو جہاں ہیں شوکت بزم رسالت ہیں  
 خدا نے تاج بخشا آپ کو ختم رسالت کا  
 حضور پاک ہی تو کشور ملک نبوت ہیں  
 دلوں کو آپ ہی کے نام سے تسکین ملتی ہے  
 مسلمان کے لیے اک آپ ہی نور ہدایت ہیں  
 خلیفہ و زید و یاسر ہوں یا علم الدین غازی ہوں  
 شہ کونین پر کٹ کر یہ اعزاز شہادت ہیں  
 نبی پاک پر مٹا ہی اصل زندگانی ہے  
 جنہوں نے پالیا یہ راز وہ جان صداقت ہیں  
 خدا نے جان دی ختم رسل پر سر کٹانے کو  
 رضا ہم تو اسی جذبے سے حقدار شفاعت ہیں  
 سدا اسم محمد کے اجالوں سے ہوں دل روشن  
 اسی اک نام کے صدقے میں ہم زندہ سلامت ہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

قطعہ تاریخ طباعت خوب کردار ماہنامہ الحقیقہ

1429ھ فلکرباکمال سید صابر حسین شاہ بخاری 2008ء

سید عارف محمود مجبور رضوی

حفظ ناموس مقام مصطفیٰ باعث آبادی اعمال ہے  
 خاتم دور رسالت ، بالیقین رب کا پیارا، آمنہ کا لال ہے  
 شک زرا اس میں نہیں کرنا روا سوچ یہ ایماں کرے کنگل ہے  
 مکر ختم نبوت جو بھی ہو واقعی بد بخت ہے بد حال ہے  
 قادیانی پر ہوں سب کی لغتیں سرتاپا کذاب یہ دجال ہے  
 یہ معاذ اللہ کہے خود کو نبی کفریہ ہر ایک اس کی چال ہے  
 کاشتہ پودا ہے یہ طاغوت کا انگلی سرکار کا دلال ہے  
 رائدہ دارین مرزا ہو گیا موت پائی اس نے حسب حال ہے  
 رد و تردید غلام قادیاں سُنّیوں کے شامل احوال ہے  
 خوب یہ محبوب ان کا مشغلہ دشمنانِ دین کا ابطال ہے  
 کام ہے احقاق حق سے ان کو بس کیا مثالی ان کا استقلال ہے  
 جب بھی آیا وقت تو اسلاف نے حل کیا جرأت سے ہر اشکال ہے  
 آج بھی ہے سلسلہ جاری یہی آج بھی ان کی پرانی چال ہے  
 حرمتِ سرکار کی تقدیس کی ہر کوئی سُنّی بنا اک ڈھال ہے  
 خاص نمبر ”الحقیقہ“ کا بجا خوب سعی صلہ خوشحال ہے  
 اک صدی میں جو ہوئی ہیں کاوشیں اُن کی تفصیلات کا اجمال ہے  
 کس طرح مرزا ہوا رسوا و خوار؟ کس طرح مرزا ہوا پامال ہے؟  
 کفر مرزا کس نے ثابت ہے کیا؟ کس نے توڑا سازشوں کا جال ہے؟



کس نے کی مردود کی مٹی پلید؟      کس نے مرزا کو کیا بے حال ہے؟  
 معرکے جو سر کیے اسلاف نے      اُن کی تشریحات پر یہ دال ہے  
 ”الحقیقہ“ کا خصوصی یہ شیوع      شانِ ماضی آبروئے حال ہے  
 الغرض یہ خاص نمبر ، مرجا      کہہ اشاعت کا بجا مجبور تو  
 ایک دستاویز یک صد سال ہے      ”شجرہ ختم نبوت“ سل ہے

2008ء

☆☆☆☆☆ ☆☆☆☆☆ ☆☆☆☆☆



## غازی ختم نبوت مولانا عبد الستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ

سید عارف محمود مجبور رضوی

1

اللہ اللہ دین حق کی آبرو  
غازی ختم نبوت، شیخ اسلام تھا  
مرد غازی، مرد حق، مرد خدا  
بالیقین قدرت کا اک انعام تھا

2

عزم و ہمت کا بجا تھا تاجدار  
استقامت کا تھا وہ کوہ وقار  
اپنے قول و فعل سے ثابت کیا  
خود کو محبوب خدا کا جان نثار

3

غازی ختم نبوت، مرد حق  
جرات و مردانگی کی سلطنت  
آج بھی تجھ پر جہاں کو فخر ہے  
حق نے کی کیا واہ تیری نذر ہے

4

جان کو رکھ کر ہتھیلی پر چلا  
حرمت سرکار کی شہراہ پر  
کوئی بھی نہ چال باطل کی ہوئی  
کارگر، اُس مرد حق آگاہ پر

5

دار کو چوما بنام مصطفیٰ  
عزت و توقیر بخشی جیل کو  
غازی ختم نبوت کے سبب  
مل گئی اکسیر دیں کی بیل کو

6

اہل سنت کی بڑھائی آبرو  
لاج رکھ ہے رسن اور دار کی  
ظنہ تجھ سے شجاعت کو ملا  
شان ہے تو جراتِ اظہار کی



7

زندگی بھر ہے رہا پیش نظر      عظمتِ ختمِ نبوت کا فروغ  
 تیرا ہم پایہ نہیں کوئی کہیں      کچھ نہیں اس میں زرا سا بھی  
 دروغ

8

قادیانی کا کیا بند ناطقہ      کی سدا تردید ہے مردود کی  
 تیری تربت پر ہوں رب کی      راہ تو نے کفر کی مسدود کی  
 رحمتیں

☆☆☆☆☆      ☆☆☆☆☆      ☆☆☆☆☆

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

## قطعہ تاریخ اشاعت

ماہنامہ الحقیقہ تحفظ ختم نبوت نمبر

صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی (ایم اے)

اہل سنت کا موثر ہے جریدہ الحقیقت  
سیدِ عالی نسب صمد حسین اس کے مدیر  
لے کے ہیں اس مرتبہ آئے اسکا خاص نمبر  
اس کی ہر نظم و نثر ہے لائقِ صد داد و تحسین  
ہوں گے اسکو دیکھ کر شاداں فرحاں اہل ایمان  
مسئلہ ختم نبوت کا نص قطعی سے ثابت  
عظمتِ خیر البشر کا جو نہیں ہے دل سے قائل  
ایک کاوش ہے اچھوتی، الحقیقہ کا یہ نمبر  
شاہِ جی کا ہے یہ احساں ملتِ اسلامیہ پر  
دہر میں حاصل فروغ ان سے ہے افکارِ رضا کو  
سب مضامین اسکے ہوتے ہیں نہایت پُر  
بصیرت  
ہیکرِ اخلاص و الفت بما شعور و ذی فراست  
ہے عیاں جس سے مقامِ صاحبِ ختم نبوت  
کا حیفِ اسرار و حکمت، داعیِ حق و صداقت  
منہ چھپائے گی لعینِ قادیانی کی ذریت  
جو کرے انکار اسکا ہے سراپا وہ ضلالت  
روزِ محشر وہ اٹھائے گا یقیناً با، ذلت  
ایسے لڑ پچر کی تھی اس دور میں بے حد ضرورت  
آپ کو رکھے خدا تا دیر دنیا میں سلامت  
فنِ تحقیق و رسا میں ہے میسر ان کو سبقت

فکر جب سالِ اشاعت کی ہوئی فیض  
الامین کو

ہاتھِ غیبی پکارا ”نقشِ رنگیں الحقیقت“

۱۴۲۹ھ

WWW.NAFSEISLAM.COM



## کوئی ان کے بعد نبی ہوا؟

محمد حنیف الاسعد

کوئی ان کے بعد نبی ہوا؟ نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں  
 کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں  
 کوئی ایسی ذات ہمہ صفت! کوئی ایسا نور ہمہ جہت؟  
 کوئی مصطفیٰ کوئی مجتبیٰ، نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں  
 بجز اُن کے رحمت ہر زماں، کوئی اور ہو تو بتائیے  
 نہیں اُن سے پہلے کوئی نہ تھا، نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں  
 کسی ایسی ذات کا نام لو، جو اُمیں بھی ہو جو اماں بھی ہو  
 ہے مرے یقیں کا فیصلہ، نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں  
 یہ نگار خانہ، روز و شب، اسی مبتدا کی خبر ہے سب  
 مگر ایسا جلوہ حق نما نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں  
 یہ سوال تھا کوئی اور بھی ہے گناہ گاروں کا آسرا  
 تو رُواں رُواں یہ پکار اٹھا، نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں  
 وہ قدم اُٹھے تو بیک قدم، ہمہ کائنات تھی زیرِ پا  
 یہ بلندیاں کوئی چھو سکا؟ نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں  
 کوئی ان کے بعد نبی ہوا؟ نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں  
 کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

## مقامِ ختمِ نبوت پہ جان بھی قربان

امیر البیان میر حسان الحیدری سہروردی

نظامِ ختمِ نبوت پہ جان بھی قربان      مقامِ ختمِ نبوت پہ جان بھی قربان  
وہ سب نبیوں کے اصل الاصول و خاتم ہیں      امامِ ختمِ نبوت پہ جان بھی قربان  
وہی ہیں خاتمِ ختمِ نبوت و صادق      ختمِ ختمِ نبوت پہ جان بھی قربان  
و ما محمد الا رسول له الخاتم      کلامِ ختمِ نبوت پہ جان بھی قربان  
نہیں ہے بعد میرے کوئی اور نبی!      پیامِ ختمِ نبوت پہ جان بھی قربان  
جہادِ ختمِ نبوت جہادِ ابدی ہے      حشامِ ختمِ نبوت پہ جان بھی قربان  
جہادِ اولِ صدیق پر کسے ہے کلام؟      حُسامِ ختمِ نبوت پہ جان بھی قربان  
وہ علمِ دین ہو کہ غازی رشید اور قیوم      غلامِ ختمِ نبوت پہ جان بھی قربان  
یہ سلسلہ ہے ازل سے ابد تک جاری      زمامِ ختمِ نبوت پہ جان بھی قربان

بس اک دعا ہے اور ایک آرزو حسان

ہو نامِ ختمِ نبوت پہ جان بھی قربان

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



## بر نبوت کا ہے اُن پر اختتام

امیر البیان میر حسان المجدری سہروردی

ہیں وہی خیر الرسل خیر الانام  
آپکا رتبہ ہے ختمی مرتبت  
وہ نبی اولیں اور ازل  
قاطع برہان باطل آپ ہیں  
خاتم ختم نبوت آپ ہیں  
ہیں وہ فخر اولیں و آخریں  
کاذب و دجال خاک قایاں  
ہو نہیں سکتا کوئی اسکا مثیل  
دشمن ختم نبوت مٹ گئے  
کیا کہیں اب جھوٹے دجالوں سے ہم  
آپ ہیں دیباچہ تخلیق کن  
جامع ذات و صفات حق ہیں آپ  
چشمہ صافی نبوت آپ کی  
رُشدی شیطاں ہو یا مرزا لئیم  
سید صابر بخاری زندہ باد  
دی ہے ترتیب اک کتاب لا جواب  
کام جو ختم نبوت پر کرے  
ہے گدائے کوچہ ختم الرسل  
خانقاہِ زحلۃ برہان شریف

بر نبوت کا ہے ان پر اختتام  
لکھ دیا ہے رب نے خود ممت تمام  
لے کے آئے آخری جامع پیام  
آپ ہیں حقیق نبوت کی نیام  
قبلہ آخر ہے جوں بیٹ الحرام  
سب نبی ان کے سلامی والسلام  
شائستہ ملت ہے اور بے ننگ و نام  
جس کا سایہ تک نہیں بالالتزام  
مدعی سارے ہیں بے نعل مرام  
لا حدیث و لا دلیل ولا کلام  
آپ پر وحی و رسالت ہے تمام  
قلوبک یقظان عینک لا ینام  
کوئی بھی خالی گئے تشنہ کام  
ہیں عثر دجال خنگ بے لگام  
عاشق ختم نبوت خوش کلام  
خوب ہے تدوین کا بھی اہتمام  
تا قیامت وہ رہے گا شاد کام  
حضرت حسان کا ادنیٰ غلام  
اے خدا قائم رکھ اسکو تا قیام

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

Page 420 of 431

”مدیر اعلیٰ، مرقع الوار ماہ نامہ الحقیقہ“

”آپ کا ہمسعدت مکتوب اشارہ جنوری کو ملا“

”گنجینہ ختم نبوت نمبر کے لئے“

”عقب ارشاد صناعی تاریخ“

”پیش خدمتِ ناز ہے“

”اگر با عذت قبول افتد زہے، عزت و شرف“

مکتبہ تاربخی جمہ

”تحويل در صنعت مخمس“

[illegible]

”ہر طرف سے واضح دو ہزار آٹھ“

”فردی سید انتخاب علی کمال“  
nafaiclam.com

Visit: <http://www.nafseislam.com>

<http://forum.nafseislam.com>

”اسلام خطی اور سطر خانہ میں“  
۲۹  
۱۴

nafseislam.com



صاحبانِ علم و مطالعہ تو یقیناً واقف ہی ہوں گے۔ عام قارئین کیلئے عرض ہے کہ اس نوعیت کی سب سے پہلی تاریخ شاعر میر شیر علی، قانع توی (صاحب مقالات الشعراء نے ۱۱۶۸ ہجری (مطابق ۱۷۵۴ عیسوی) میں لکھی تھی۔ دوسری بار اس نوعیت کی تاریخ مداح توی (غلام علی ابن محمد محسن نے ۱۱۶۸ ہجری ہی میں لکھی تھی۔ اس کے بعد ایک سو تیسری تاریخ جو یا مراد آبادی (میر محمد علی ابن حکیم سید نجف علی) - (صاحب سرور غیبی) نے ۱۲۸۸ ہجری (مطابق ۱۸۷۱ عیسوی) میں لکھی۔ چوتھی تاریخ سید ابوالحسن حافظیاں مشہدی (صاحب روح محفوظ) نے ۱۳۵۹ ہجری (مطابق ۱۹۴۰ عیسوی) میں لکھی۔ پانچویں تاریخ سید خود شید علی ابن سید انور علی شاد جے پوری علیہ الرحمہ (صاحب تذکرہ درفشان نے ۱۳۷۷ ہجری (مطابق ۱۹۵۸ عیسوی) میں لکھی۔ چھٹی تاریخ راقم الحروف و بیچ مدراں نے ۲۰۰۸ عیسوی (مطابق ۱۴۲۸ ہجری عیسوی سال نو کی آمد پر، آٹھویں غالب دہوی کی ایک دفعہ اور نویں فقید قادیان کے خلیفے کی صد سالہ سالگرہ پر لکھی کی جہاد کی ہے۔ بہت کوشش کی کہ کوئی مضمون ہو جائے مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ لہذا یہی تاریخی فقہ فین تاریخ گوں کے قارئین کے اعلیٰ ذوق کی نذر ہے۔ مگر قبول افتد زہے عنز و (انتخاب علی کمال ۲۳ جنوری ۲۰۰۸ ع)

”استحانت در صنعتِ مریح“

۲۰۰۸ عیسوی

تاریخی بہار

۲۹ ہجری ۱۴۳۰

۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸
نمبر	نبوت	ختم	حقیق	۲۹۲
۲۹۲	۳۵۸	۱۰۴۰	۲۱۸	۲۹۲
غیب گاہ	والامقام	سلطان عالم	قاسم انوار	۱۰۳۹
۱۰۳۹	۲۱۹	۲۹۱	۳۵۹	۱۰۳۹
صدق گو	ذی المکارم	یا کریم	مقصود کل	۲۲۰
۲۲۰	۱۰۴۲	۲۵۶	۲۹۰	۲۲۰
شاہِ دو عالم	جناب گبریا	صاحب جہاں	خاتم	۲۵۷
۲۵۷	۲۸۹	۲۲۱	۱۰۴۱	۲۵۷
۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸

”ہر چار خانوں کا مجموعہ عدد دو ہزار آٹھ“

مندرجہ بالا مریح میں ۴ در ۴ سولہ خانے ہیں۔ ہر خانے میں ایک مادہ تاریخ درج ہے جس کے ابجدی کوئی چار مادہ ہائے تاریخ کو مسطورہ جمع کرنے سے اس مریح میں پہلی سابقہ محسن کی طرح ۲۰۰۸ برآمد

دار توضیح

۲۹ ہجری ۱۴۳۰

”از اکمال سید انتخاب علی کمال“

۲۹ ہجری ۱۴۳۰

## خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ مولانا محمد منشاء تائبش قسوری

ہیں حبیبِ خدا خاتم الانبیاء      سید الانبیاء خاتم الانبیاء  
 آفتابِ دنیٰ خاتم الانبیاء      مصطفیٰ مجتبیٰ خاتم الانبیاء  
 اولیں، آخرین خاتمِ ہر نبی      مالکِ دوسرا خاتم الانبیاء  
 سید المرسلین، رحمتِ عالمیں      نورِ ذاتِ خدا خاتم الانبیاء  
 آپ شمسِ اضحیٰ آپ بدرِ الدجی      آپ خیرِ الوریٰ خاتم الانبیاء  
 آپ پر عرشِ اعلیٰ سے دائمِ درود      بھیجتا ہے خدا خاتم الانبیاء  
 ہمیں تمام انبیاءِ اصفیاءِ اقیاء      تیرے مدحت سرا خاتم الانبیاء  
 زاہد و پارسا بے نواؤں کے ہیں      آپ حاجت روا خاتم الانبیاء  
 ہیں ترے وصفِ انجیل و تورات میں      مصحفِ حق نما خاتم الانبیاء  
 جھوٹے دعوے نبوت کے ہونگے      میں ہوں خاتم، کہا خاتم الانبیاء  
 بہت      یا حبیبِ خدا خاتم الانبیاء  
 تیرے صدقے میں کون و مکاں ہیں      سرِ عرشِ علیٰ خاتم الانبیاء  
 بنے      چاہے تیری رضا خاتم الانبیاء  
 شبِ اسرّیٰ ہیں پیشِ خدائے کریم      کیجئے کچھ عطا خاتم الانبیاء  
 ہیں رضائے جو ربِ دو جہاں ربِ مگر      میرے مشکل کشا خاتم الانبیاء  
 تیرے در کے بھکاری ہیں شاہ و گدا        
 للہ چشمِ کرم مجھ پہ چشمِ کرم

تائبش بے نوا کی ہے یہ التجا

لو مدینہ بلا خاتم الانبیاء



## نعت بخضر خاتم الانبیاء ﷺ

ڈاکٹر محمد شرف حسین انجم

آپ کی ہر ادا میں کرم بے بہا، خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء  
 کون ہے آپ جیسا کوئی خوش ادا، خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء  
 آپ آئے تو سب گلستاں کھل گئے، خلق کو نور کے راستے مل گئے  
 آپ کی ذات میں خوشبوئے دلربا، خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء  
 آپ جیسا درخشاں جہیں کون ہے؟ آپ جیسا جہاں میں حسین کون ہے؟  
 آپ کو دیکھ کر قدسیوں نے کہا! خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء  
 میں ہوں اپنے خدا کا حقیقی نبی، بعد میرے نہ ہوگا پیبر کوئی  
 آپ کا نوری فرمان ہے یہ بجا، خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء  
 آپ کی ذات خالق کی محبوب ہے، آپ کو رنگِ سیرت ملا خوب ہے  
 آپ کی ہر رضا میں ہے رب کی رضا، خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء  
 آپ سے پہلے جگ میں شب تاری تھی، ہر طرف کفر و ظلمت کی یلغار تھی  
 آپ آئے تو جگ ہو گیا خوشنما، خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء  
 آپ کا ساری دنیا پہ احسان ہے، آپ پہ ہر گھڑی لطفِ یزدان ہے  
 آپ کی ہر ضیا میں ہے رب کی ضیا، خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء  
 آپ کی مہر سے قلب انجم دھلا، آپ نے کر دیا زندگی کو ہرا  
 آپ کی ہر عطا میں ہے رب کی عطا، خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

ظفر علی خان کے شعری

﴿تضمین﴾

غلام مصطفیٰ مجددی (ایم۔ اے)

قادیانی دہر میں ناشاد ہو جانے لگے  
دامنِ حق چھوڑ کر برباد ہو جانے لگے

حالِ نامردی میں کام آیا کوئی مردِ بروز  
مرزا جی بھی صاحبِ اولاد ہو جانے لگے

ٹٹی چٹی چٹی نے نکالی ڈھینچوں کی صدا  
جب اُسے شیطاں کی لہاد ہو جانے لگے

دیکھیے ختمِ نبوت کی غلامی کا صلہ  
ہم سے مردہ باد زندہ باد ہو جانے لگے

جن کی آنکھوں میں حیا ہے سرورِ لولاک کی  
وہ خدا کے فضل سے آباد ہو جانے لگے

مکرِ ختمِ نبوت ہو گئے اہلِ قادیان  
اپنے وقتوں کے شمود و عاد ہو جانے لگے

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆



## توحید ہے پھر ختم نبوت کا عقیدہ

علامہ حافظ پیر بخش چشتی تونسوی

اللہ نے جسے نور (۱) کے فیضان سے چنا تھا  
آدم کی کھلی آنکھ تو ہر (۲) شے پہ پڑھا تھا  
آدم وہی نام وسیلہ بھی رہا تھا  
پھر اسکو برائیم نے اللہ سے (۵) مانگا  
اللہ نے اسی نسل میں پھر اسکو ہے بھیجا  
موسیٰ نے جو تورات میں اوصاف (۷) کو پایا  
بولے مجھے یا رب اسی اُمت میں ہی کر دے  
داؤد و سلیمان بھی (۸) اسی زوق میں رہتے  
اول بھی وہی تھا وہی خاتم بھی بنا تھا  
اللہ کے بعد اسم (۳) محمد ہی لکھا تھا  
مقبول ہوتی تو بہ حدیثوں (۴) میں پڑھا تھا  
کعبے کو بنا کر جو دعا مانگ رہا تھا  
جب پشت ذبح اللہ (۶) سے شجرہ وہ چلا تھا  
الفت میں محمد کے گرفتار ہوا تھا  
تو نے جسے یہ مرتبہ اعلیٰ دیا تھا  
گیت اسکا بھی خود غزل غزلاں میں پڑھا تھا

عیسیٰ نے بشارت دی کہ (۹) من بعد اسمہ احمد

تورات میں انجیل میں ہر وصف لکھا تھا

قرآن نے کو اہی (۱۰) دی کہ خاتم ہیں محمد  
اُمت سے یہ فرمایا کہ (۱۱) لا نبی بعدی  
اُمت پہ جب آجایگا ک وقت (۱۲) بہت  
عیسیٰ کو بھی (۱۳) اللہ نے زندہ ہی رکھا تھا  
کعبے میں امام (۱۳) اُمت کا جو آجایگا  
اللہ کے نبیوں کا وہ خاتم ہی ہوا تھا

مہدی

ہر کلمہ توحید کے قائل کا ہے ایمان

بعد انکے جو تجویز کئے کوئی نبوت

دجال ہے وہ بندہ ہوں اور ہوا کا

ویدوں (۱۵) میں کیا یاد انہیں کا لگی اوتار  
ویدوں میں پرانوں میں ثبوت اسکا دکھا کر  
بدھ نے تو کہا نام اسکا محمد (۱۷) ہے کرو یاد  
ناک (۱۸) کے بھی اشلوک ذرا غور سے  
دیکھو  
یہ آپکا فرمان بھی موجود ہے اب تک

برحق ہیں عقائد سبھی حافظ! مگر اول

توحید ہے پھر ختم نبوت ہی پڑھا تھا

### حواشی

حضور اقدس سمیت تمام انبیاء کی بارگاہ میں ہدیہ صلوة و سلام عرض ہے۔

(۱) اللہ نے آپکو اپنے نور کے فیض سے پیدا فرمایا۔ نثر الطیب تھانوی۔ ہدیہ المہدی وحید الزماں الحمدیث

(۲) نثر الطیب تھانوی، حوالہ بیہقی، مستدرک حاکم، طبرانی نیز نمبر ۳۲ بھی

(۵) ربنا وابعث فیہم رسولا منہم قرآن حکیم پارہ اول

(۶) انا ابن الذبیحین (الحدیث)

(۷) چوں بٹاش نگاہ موسیٰ کرد = شدن از آتش تمنا (مولانا نے روم نے حدیث کا ترجمہ منظوم کیا)

(۸) خلد محمدیم زہودسی زہری۔ وہ محمد میرے محبوب میری جان ہیں (تبیحات سلیمان علیہ السلام)

(۹) سورۃ القف پ ۲۸

(۱۰) احزاب پ ۲۲

(۱۱) حدیث صحیح از صحاح

(۱۲) ظہور و جال (حدیث صحاح)

(۱۳) احادیث صحاح

(۱۴) قرآن کریم پ ۳، پ ۱۶ احادیث صحاح

(۱۵) ہندوؤں کی قدیم کتاب اتھروید وغیرہ میں کلکی اوتار یا کلکی اوتار آخری رہبر عالم کے معنوں میں ہے۔



۱۶) ہندو محقق وید پرکاش اویادھائے ایک پنڈت تھا اب مسلمان ہو چکا۔ نام نورالہدیٰ ہے۔ ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ کر رہا ہے۔ انکی تحقیق کی تصدیق الہ آباد کے آٹھ ہندو پروفیسروں نے بھی کی تھی یہ خود بھی اسی الہ آباد یونیورسٹی میں پروفیسر تھے۔ یہ طویل مضمون ہے یہاں گنجائش نہیں۔

۱۷) جناب بدھ (جسے بدھا بھی کہتے ہیں) کے خاص خدمتگار زندانامی چیلے نے عرض کیا کہ آپ بھی جارہے ہیں اب ہم کس کو ڈھونڈیں؟ آپ نے فرمایا! وہ آخری رہبر آئیگا اسکا انتظار کرو۔ زندا نے عرض کیا کہ ہم اسکو کیسے پہچانے گے؟ آپ نے فرمایا وہ میٹر یا لفظ میٹر یا ہے۔ ک نام سے مشہور ہوگا۔ سنسکرت کے ماہر بدھ مت کے محققین نے میٹر یا کا اردو ترجمہ کیا ہے ”رحمت“ قرآن نے رحمۃ للعالمین بتایا۔ (بحوالہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا تحقیق سنسکرت وید)

بعض محققین نے ویدوں سے ثابت کیا ہے کہ بدھ نے فرمایا اس آخر رہبر (کلکی اوتار) کا نام مہمد ہے۔ نوٹ چونکہ ہندی زبان میں حاء حٹھی ہے ہی نہیں اس لیے ہا ہوز لکھا ہوا ہے تب بھی بات واضح ہے۔

۱۸) بابا گرو ناک صاحب کے اشلوک بہت مشہور ہیں اب یہ اشلوک اور گرنٹھ پاکستان میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں آپ کافر مان ہے!

ڈٹھانور محمدی ڈٹھانی رسول ناک قدرت و کچھ کر خودی گئی سب بھول (جنم ساکھی بھائی والا)  
پھر فرمایا! قرآن شریف کل جگ میں پروار۔ یعنی میں نے ساری کتابیں پڑھیں ہیں دنیا کی نجات کا ذریعہ قرآن پاک ہی ہے (جنم ساکھی بھائی والا)

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

## ترانہ ختم نبوت

محمد صلاح الدین سعیدی

مجاہد ہے ہر اک پیرو جواں ختم نبوت کا  
ہے شاہ کلڑہ کوہ گراں ختم نبوت کا  
خدا کا شیر وہ برق تپاں ختم نبوت کا  
تھا بوالحسنات میر کارواں ختم نبوت کا  
مرا قائد تھا میر کارواں ختم نبوت کا  
تھا اپنی ذات میں وہ کارواں ختم نبوت کا  
وہ صوفی باصفا ایاز خاں ختم نبوت کا  
تمہارا کام سب ہے رائیگاں ختم نبوت کا  
وہی سچا فدائی ہو گا ہاں ختم نبوت کا  
ہو کم سے کم ماہانہ اک بیاں ختم نبوت کا

ہے ہر اک اہلسنت پاساں ختم نبوت کا  
وہ جس کے علم نے میدان سے دوڑایا  
مرزے کو  
دعا جس کی گری تھی برق بن کر جان مرزا پر  
ترین میں چلی تحریک جب ختم نبوت کی  
چوتہر میں چلی تحریک جب قومی اسمبلی میں  
وہ پیکر جاہ و حشمت وہ نیازی مرد میدان کا  
مجاہد بے ریا جس نے بنا ڈالی فدایان کی  
مقام مصطفیٰ کی عظمتوں کے مکروسن لو  
فدائی مصطفیٰ کا اور نظام مصطفیٰ کا ہو  
ہمارا واعظانِ خوش نوا کو مشورہ ہے کہ

ابھی اپنی رحمت سے، شہیدوں کے وسیلے

سے

سعیدی کو بنا دے نغمہ خواں ختم نبوت کا

WWW.NAFSEISLAM.COM



قادیانیوں کا سربراہ جو ۲۰۰۳ء کا واکل میں لندن میں رسوائی کی موت مرا اُسے پاکستان کی سر زمین میں دفن کرنے کی سازش کی گئی۔ جسے شمع ختم نبوت کے پروانوں نے بے مثال جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے ناکام بنا دیا۔ درج ذیل اشعار روزنامہ ”انصاف“ لاہور کے دفتر میں دوران مذاکرہ بعنوان ”ختم نبوت“ پیش کیے گئے۔ مورخہ ۲۰۰۳-۲۳-۲۳)

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

ہمارے دین کی بنیاد مستحکم تعالیٰ اللہ	خدائے پاک کی توحید اور ختم نبوت ہے
رسول ہاشمی کے بعد پیغمبر نہیں کوئی	یہ وہ نکتہ ہے جس پر متفق آقا کی امت ہے
نبوت کا کیا آقا کے اک غدار نے دعویٰ	کھلا شاہِ مدینہ سے یہ اعلان بغاوت ہے
قبائے وحدتِ امت کو پارہ پارہ کرنے کو	ہمارے دشمنوں کی چال، یہ اُن کی شرارت ہے
کمل ختمِ فتنہ کب ہوا جعلی نبوت کا	ہمیں اپنی مساعی تیز کرنے کی ضرورت ہے
نہیں کمزور ہر گز قادیانی فتنہ انگیزی	ابھی تک اس کی پشتی بان ہر شیطانی قوت ہے
مرا رسوائی میں وہ جانشین میرزا آخر	محمد کے جو سرکش ہیں، مقدر ان کا ذلت ہے
اسے اس سر زمین میں دفن کرنے کے جو خواہاں ہیں	مذمت کی بلا شک مستحق اُن کی جسارت ہے
نہونے دیں گے ایسا غور سے سب سازشی سن لیں	غلامانِ نبی میں آج بھی موجود غیرت ہے

نہیں ایسے خبیثوں کے لیے اس میں جگہ کوئی

یہ ملک اس کا ہے طارق جو محبت جانِ رحمت ہے

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

مسلمہ عصر حاضر مرزا قادیانی (۲۵/۲۶ رجب الثانی ۱۳۲۶ھ، ۲۸/۲۹ مئی ۱۹۰۸ء) واصل جہنم ہوا

اس رئیس الکاذبین وراس الضالین کی عبرت ناک موت کا

### قطعة تاریخ

ہلاکت عدوئے پیغمبر حق

۸ ۰ ۹ ۱ ۰ ۸

میرزا کو نبی بنا ڈالا	ذہنِ افرنگ ہی کا ہے یہ کمال
عصرِ حاضر کا بدترین کذاب	عہدِ موجود کا بڑا دجال
اُس کے اقوال قابلِ نفرت	شرمناک اُس خبیث کے اعمال
فتنہ پالا ہے جس کو مغرب نے	ہے گراں جس پہ دینِ حق کا
مصطفیٰ کے غلاموں نے جس کا	کمال
ایسی قربانیاں اُنہوں نے دیں	دے کے جانیں کیا ہے
مرحبا اُن کا جذبہ ایثار	استیصال
سر میں تھا قادیانیوں کے جوہ کمر	جن کی تاریخ میں نہیں ہے مثال
ہو گیا، ذہن میں جو تھا اُن کے	واہ واہ اُن کا عزم و استقلال
اس وطن میں یہ فتنہ انگریز	حق پرستوں نے کر دیا پامال
مرا پیٹے سے وہ رذیل آخر	نقشہ اِقتدار، خواب و خیال
	پھر ہو مٹنے زور، ہے یہ امر محال

ہے بُرا دشمنِ نبی کا مَل

نقشِ عبرتِ وفات کا اُس کی

”دوزخی، لعنتی الحق“ ہے سال

۱۳۲۶ھ

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆



تھکا ختم نبوت نمبر

بروقت مدارک دبائے باطل

۷ ستمبر ۱۹۷۳ء پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم (کافر) قرار دیا۔ اس تاریخ ساز فیصلے کا یادگار!  
﴿قطعہ تاریخ﴾

”اعلانِ حقیقت اُوجِ خاتم النبیین“ ”آوازِ انہدامِ قصرِ کذبِ قادیان“

۳ ۷ ۹ ۱ ۶ ۴ ۹ ۳ ۱ ۷

O

مقبول مدام ہے شہادت حق کی  
مردود تمام دعوئی دبائے باطل  
کافر ہے جو کہتا ہے نبی مرزا کو  
وہ شخص تھا اک ہرزہ سرائے باطل  
مرزائی کافر ہیں زروئے آئین  
انجام ہے رسوائی دبائے باطل  
اک مصرع میں طارق نے کہی ہے تاریخ  
”بروقت مدارک دبائے باطل“

۳ ۷ ۹ ۱ ۶ ۴ ۹ ۳ ۱ ۷

☆☆☆☆

☆☆☆☆

☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

## تحفظ ختم نبوت میں

فیض ملت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی کی تصنیفات

محمد احمد حسن قادری

شیخ انصیر والحمد یت حضور مفسر اعظم صاحب کتب کثیرہ حضرت علامہ مولینا ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ وطن عزیز پاکستان کے عظیم مصنف اور جماعت اہل سنت کے صاحب تصنیف بزرگ ہیں۔ سینکڑوں موضوعات پر آپ کی تین ہزار سے زائد تصانیف موجود ہیں۔ درج ذیل سطور میں ہم مولینا فیض احمد اویسی مدظلہ کا مختصر تعارف اور تحفظ ختم نبوت ورد قادیانیت کے موضوع پر لکھی جانے والی آپ کی تصانیف پر مختصر تعارفی نوٹ لکھیں گے۔

حضور فیض ملت مدظلہ کی شخصیت اور خدمات پر لکھنے کیلئے تو ایک وسیع فتر درکار ہے۔ شاید کوئی سنی ادیب اسلام کے عظیم مصنف اہل سنت کے اس عظیم محسن (امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے بعد ایسا مصنف جس کا دم مقابل کہیں نظر نہیں آتا) کے حالات واقعات اور خدمات پر جامع کتاب تصنیف کر دے۔ لیجئے! حضرت علامہ مولینا فیض احمد اویسی مدظلہ کا مختصر تعارف اور خدمات بسلسلہ تحفظ ختم نبوت سے متعلق پڑھیے اور بزرگان دین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تحفظ ختم نبوت کیلئے اپنا فریضہ سرانجام دیجیے۔

تعارف حضرت مولینا فیض احمد اویسی مدظلہ:-

حضرت اویسی کا اسم شریف محمد فیض احمد ہے۔ آپ ۱۹۳۲ء کو حضرت مولینا نور احمد کے ہاں حلد آباد ضلع رحیم یار خان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق لدڑ خاندان سے ہے جن کے متعلق بعض کے نزدیک یہ ہے کہ یہ خاندان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے۔ حضرت اویسی مدظلہ نے حفظ قرآن حکیم کی تعلیم حضرت حافظ سراج احمد، حافظ جان محمد اور حافظ غلام بسیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے حاصل کی قاری کی کتب حکیم مولینا اللہ بخش علیہ الرحمہ سے پڑھی۔ علوم عربیہ کی کتب متداولہ حضرت مولینا خورشید احمد، مولینا عبدالکریم، اور مولینا سراج احمد سے پڑھیں۔ درس حدیث کی تعلیم محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولینا سردار احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ ۱۹۵۲ء میں تعلیم مکمل کر کے اپنے آبائی گاؤں حلد آباد میں واپس آ گئے اور ایک دینی ادارہ منج الفیض قائم کیا یہ ادارہ پندرہ سال تک علم کی شمع روشن کئے ہوئے تھا ابھی سفر خدمت دین جاری تھا کہ حضور فیض ملت بہاولپور تشریف لے آئے اور دارالعلوم اوسبہ رضویہ کے نام سے ایک ادارہ قائم فرمایا جو اس وقت وطن عزیز پاکستان کا ایک عظیم تعلیمی ادارہ ہے۔ حضرت مولینا فیض احمد اویسی مدظلہ نے حضرت الحاج خواجہ محمد الدین اویسی علیہ الرحمہ سجادہ نشین دربار عالیہ



تخت ختم نبوت نمبر

فیض ملت محمد فیض احمد اویسی اور ختم نبوت

حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور سلسلہ قادریہ میں حضور مفتی اعظم ہند مولینا مصطفیٰ رضا خان نوری بریلوی علیہ الرحمہ کی طرف سے سند مجاز بھی حاصل ہے۔ مملکت خداداد پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کی خاطر قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کی قیادت میں مصروف عمل جمعیت سے منسلک رہے ہیں۔ آپ کے چار صاحبزادے بنام (۱) حضرت حافظ مفتی محمد صالح اویسی علیہ الرحمہ (۲) حضرت حافظ عطاء الرسول اویسی (۳) حضرت حافظ محمد فیاض احمد اویسی (۴) حضرت حافظ محمد ریاض اویسی ہیں ایک صاحبزادی بھی ہے جبکہ ممالک اسلامیہ و دیگر ممالک مختلفہ میں آپ کے تلامذہ کثیر تعداد میں موجود ہیں جو خدمت دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ خدمت دین کا فریضہ سرانجام دینے والے اس عظیم بزرگ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ حرمین شریفین اور مسجد نبوی شریف میں متعدد بار اعکاف بیٹھنے کی سعادت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اللہ کریم عزوجل کے حضور التجاء ہے کہ نبی کریم ﷺ کے طفیل ہمارے اس عظیم بزرگ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رہے۔ آمین۔

حضرت فیض ملت کی تصانیف پر ایک نظر:-

حضور مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ مولینا فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ کی درج ذیل کتب خدمت اسلام کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

- ۱) ترجمہ روح البیان بنام فیوض الرحمن ۱۶ جلدوں میں
- ۲) عربی تفسیر بنام فضل النان تفسیر آیات القرآن ۱۰ جلدوں میں
- ۳) اردو تفسیر بنام فیض القرآن ۳۰ جلدوں میں
- ۴) الممعات فی شرح مشکوٰۃ ۵ جلدوں میں
- ۵) فیض الرسول فی اسباب النزول ۱۰ جلدوں میں
- ۶) شرح حدائق بخشش ۲۵ جلدوں میں
- ۷) شرح مشکوٰۃ ۱۰ جلدوں میں
- ۸) الفیض الباری شرح صحیح البخاری ۱۰ جلدوں میں
- ۹) احادیث موضوعہ ۵ جلدوں میں
- ۱۰) مواہظ اویسیہ ۱۰ جلدوں میں
- ۱۱) کشکول اویسی ۱۰ جلدوں میں
- ۱۲) فیصلہ ہشت مسئلہ ۱۰ جلدوں میں
- ۱۳) فتاویٰ اویسیہ ۱۰ جلدوں میں

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



۸ جلدوں میں	۱۳) احیاء وارضی صراطی شرح داری
۵ جلدوں میں	۱۵) رساں اویسیہ
۵ جلدوں میں	۱۶) راز و نیاز
۵ جلدوں میں	۱۷) خواتین کا اسلامی نصاب
۱۵ جلدوں میں	۱۸) تفسیر اویسی
۱۰ جلدوں میں	۱۹) ترجمہ مسلم مع مختصر حاشیہ
۵ جلدوں میں	۲۰) ترجمہ ترمذی مع مختصر حاشیہ
۵ جلدوں میں	۲۱) بیاض اویسی
۵ جلدوں میں	۲۲) اویسی نامہ
۱۰ جلدوں میں	۲۳) انوار المفتحی فی شرح دارقطنی
۵ جلدوں میں	۲۴) احادیث السنہ فی الفتاویٰ الرضویہ
۱۰ جلدوں میں	۲۵) نعم الحامی شرح جامی

اسکے علاوہ اور بھی کافی ساری کتب ہیں جو کہ دو، تین، اور چار جلدوں پر مشتمل ہیں نیز حضرت اویسی صاحب مدظلہ کی کل تصانیف کی فہرست ”بنام علم کے موتی“ کے مطابق حضرت کی کتابوں کی تعداد تین ہزار سے زائد ہے۔ درج ذیل سطور میں ہم حضرت اویسی مدظلہ کی خدمات بسلسلہ تحفظ ختم نبوت تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

حضرت مولینا فیض احمد اویسی مدظلہ اور تحفظ ختم نبوت:-

وطن عزیز کے عظیم مصنف اور صحافی جناب علامہ ملک محبوب الرسول قادری صاحب مدظلہ نے حضرت فیض ملت مولینا فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ کا ایک انٹرویو کیا تھا اُس میں ختم نبوت کے حوالہ سے دو سوال تھے جو کہ درج ذیل ہیں اور ساتھ حضرت اویسی صاحب مدظلہ کے جوابات بھی شامل ہیں۔

سوال۔ ختم نبوت اور جہاد کے موضوعات پر کوئی علمی کام؟

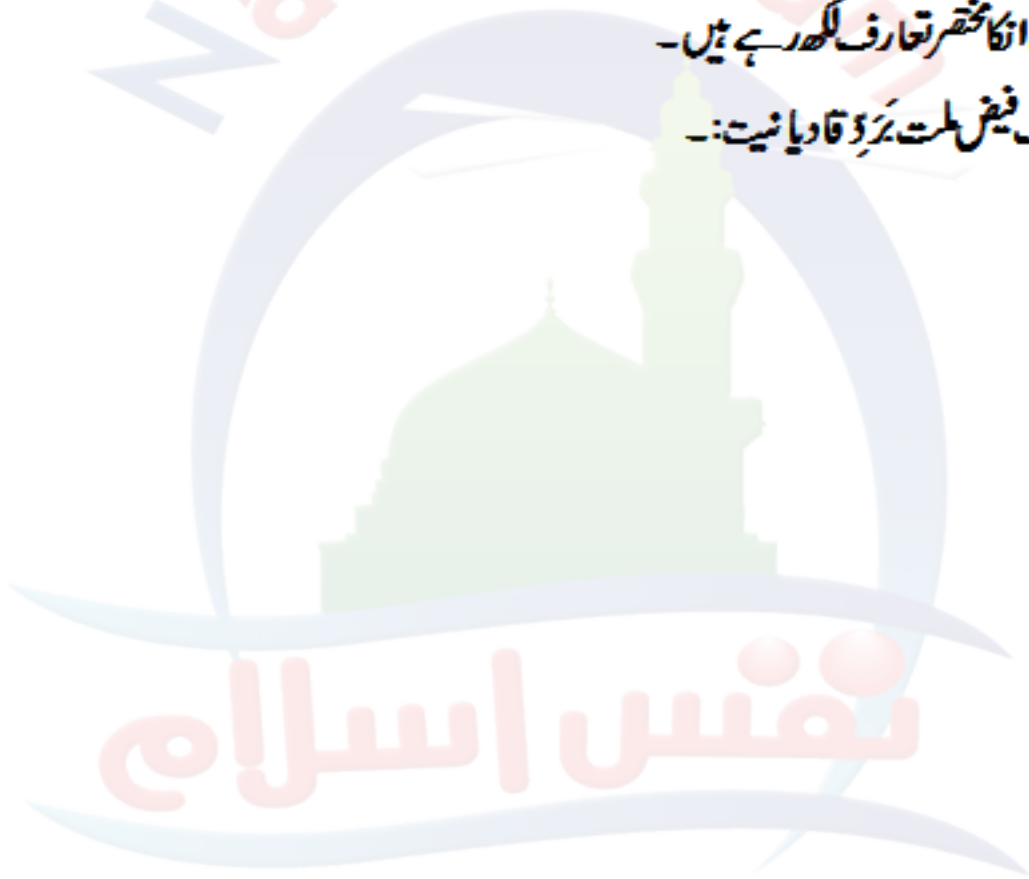
جواب۔ ختم نبوت اور جہاد پر فقیر (حضرت مولینا فیض احمد اویسی) کے متعدد در سالے ہیں کچھ مطبوعہ ہیں اکثر غیر مطبوعہ۔

سوال۔ تحریک ختم نبوت کے حوالے سے آپ کا کام؟

جواب۔ جب پاکستان میں تحریک ختم نبوت چلی تھیں فقیر ہر دونوں (۱۹۵۳ء، ۱۹۷۷ء) میں اپنے اکابر کے ماتحت تحریکوں میں شامل رہا۔

ملک محبوب الرسول قادری کے سوالات کے جوابات کے سلسلے میں حضرت مولانا فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ سے یہ بات بھی واضح طور پر عیاں ہو گئی کہ آپ جہاد ختم نبوت کی ان تحریکوں تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور تحریک ختم نبوت ۱۹۷۷ء میں بھی شامل تھے۔ درج ذیل سطور میں ہم حضور فیض ملت کی تصانیف کی فہرست ”علم کے موتی“ میں درج کتب میں تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے موضوع پر تصانیف کو نمبر وار درج کر رہے ہیں آخر پر جو کتب ہمارے پاس موجود ہیں انکا مختصر تعارف لکھ رہے ہیں۔

فہرست تصانیف فیض ملت برزقادیانیت:-



WWW.NAFSEISLAM.COM



تختہ ختم نبوت نمبر

فیض ملت محمد فیض احمد اویسی اور ختم نبوت

نمبر شمار	سیریل نمبر	نام کتاب	کیفیت
۱	-	مرزا کے عقائد و اخلاق	مطبوعہ
۲	۰۲۹	آئینہ مرزا نما	=
۳	۳۷۰	قادیانی کافر کیوں؟	=
۴	۳۷۱	القول الجلی فی الکعبۃ مذہب الی زیارۃ الولی	=
۵	۳۷۲	القول الفصیح فی قبر المسیح	=
۶	۴۹۱	امام مہدی رضی اللہ عنہ	غیر مطبوعہ
۷	۵۲۱	الابراشیح فی حیاۃ المسیح	=
۸	۵۲۷	انگریز کا پٹھو (قادیانی)	=
۹	۵۵۵	ابن النسیان فی النبی آخر الزمان ﷺ	=
۱۰	۵۷۳	اویسی نوٹ بک	=
۱۱	۵۹۰	اسلام کی فتح (مناظرہ مسلمان و مرزائی)	=
۱۲	۶۹۵	ابطال الباطل الکلام الجاہل الماثل	=
۱۳	۹۲۵	پنجابی و بقال	=
۱۴	۹۳۶	تقابل مذاہب و ادیان	=
۱۵	۱۲۰۶	جھوٹے نبی	=
۱۶	۱۲۳۷	حیات عیسیٰ علیہ السلام	=

WWW.NAFSEISLAM.COM

فیض ملت محمد فیض احمد اویسی اور ختم نبوت ۱۲۳۵ھ = حالہ شہدائے رضی اللہ عنہم = تحفہ ختم نبوت نمبر

=	حلمہ قادیانی برامام شہرائی	۱۳۱۶	۱۸
=	خدا کی خدائی محمد مصطفیٰ کی مصطفائی	۱۳۶۵	۱۹
=	خود مدعی خود منکر (قادیانی)	۱۳۸۷	۲۰
=	خلافت خاتم الانبیاء علیہ السلام	۱۴۰۳	۲۱
=	دشمن احمد علیہ السلام پہ شدت کیجیے	۱۴۵۳	۲۲
=	دجال کا جال	۱۴۹۲	۲۳
=	ریاض الجنان فی حیاۃ النبی آخر الزمان	۱۵۲۸	۲۴
=	رد بد مذہب	۱۵۴۶	۲۵
=	رد مرزائیت	۱۵۸۱	۲۶
=	السیف المسمول علی شاتم الرسول	۱۶۲۳	۲۷
=	شہدائے ناموس رسول ﷺ	۱۸۰۹	۲۸
=	عقائد نامہ	۱۹۶۲	۲۹
=	فیصلہ حق و باطل رد مرزائیت	۲۱۳۲	۳۰
=	فرقے ہی فرقے	۲۱۳۸	۳۱
=	قادیانی انگریز کی پودا	۲۲۱۳	۳۲
=	قادیانی کی کہانی اسکی زبانی	۲۲۹۱	۳۳
=	قہر سبحانی بر دجال قادیانی	۲۲۹۲	۳۴
=	گستاخ نبوت کا انجام بد	۲۳۹۵	۳۵
=	گستاخ واجب القتل	۲۴۰۴	۳۶
=	گستاخ رسول کا قتل	۲۴۰۵	۳۷
=	لانی بعدی	۲۴۲۶	۳۸
=	مرزائیت کی شرارت	۲۵۰۱	۳۹
=	مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوے	۲۵۵۰	۴۰



=	المہدی المسیح	۲۵۵۴	۴۱
=	بد مذہب لڑکیوں اور لڑکوں سے نکاح	۲۷۸۶	۴۲
=	کلمۃ الحق	۲۹۶۹	۴۳
=	علمائے امتی کا انبیاء بنی اسرائیل (کے سوال	-	۴۴

کا جواب)

درج بالا فہرست میں درج کتب مجاہدین ختم نبوت کیلئے ایک عظیم ذخیرہ ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسکی اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ درج بالا کتب و رسائل کی تعداد تینتالیس ہے۔ جن میں سے صرف چند رسائل و کتب مطبوعہ ہیں۔ مطبوعہ کتب میں سے تین کتب راقم کے پاس موجود ہیں ان تین کتب کا مختصر تعارف ذیل کی سطور میں تحریر کر رہا ہوں۔

نافس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۱) آئینہ مرزا نما:-

حضرت مولینا فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ بقلم خود اس کتاب کے شروع میں رقم طراز ہیں کہ!

”مرزا غلام احمد قادیانی بالاتفاق علمائے دین و مشائخ اسلام کافر و مرتد ہے اور خارج از اسلام ہے اس کے ساتھ جو بھی اس کے جھوٹے دعوائے نبوت و دیگر دعاوی باطلہ کو حق اور سچ سمجھتا ہے وہ بھی کافر، مرتد، خارج از اسلام ہے۔ مجددِ دین و ملت شیخ الاسلام والمسلمین امام

احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنی تصنیف ”حسام الحرمین شریف“ و دیگر تصانیف مبارکہ میں اس کے کفر و ارتداد پر براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ قائم فرما کر علمائے ملت و مشائخ اسلام کی تصدیقیں و تقریظیں ثبت فرمائی ہیں۔ فقیر انکے فیض سے یہ رسالہ ”آئینہ مرزا نما“ مرزا قادیانی کی کفریہ عبارات کا مجموعہ پیش کر رہا ہے۔ (آئینہ مرزا نما ص ۴) نیز اس رسالہ میں قادیانی کی کفریہ عبارات اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ و دیگر انبیاء کرام علیہم السلام حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، صحابہ کرام و اہلبیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قرآن و حدیث حرمین طہیین اولیاء کرام و علماء عظام سے متعلق ترتیب وار درج کی ہیں تاکہ قارئین کرام آستین کے سانپ قادیانیوں کے گروہ اور انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریات سے آگاہ ہو اور اپنے ایمان کا تحفظ کر سکیں۔ آخر کتاب قادیانی عبادت گاہ کی ایک تصویر شامل اشاعت کی ہے جس پر قادیانی کلمہ تحریر ہے جس میں محمد ﷺ کی جگہ احمد لکھا ہوا ہے۔ رب کریم عزوجل نبی کریم ﷺ کے دامن اقدس سے وابستہ رکھے۔ آمین!



(۲) القول الفصحی فی قبر المسیح:-

اس کتاب کے پیش لفظ میں حضور فیض ملت تحریر فرماتے ہیں کہ!

”آج کل ذریت مرزا (یعنی مرزائی/قادیانی/احمدی) کا زور بڑھتا جا رہا ہے۔ اور عوام کے سامنے اپنی تحقیق کی ڈیگیں مارتے پھرتے ہیں کہ مسیح ابن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہو گئے تو پھر ان کیلئے واپس تشریف لانے کا کیا معنی؟ جب کہ انکی قبر کشمیر (سرینگر) میں موجود ہے۔ مجھے انکے اس دھوکے سے تعجب ہوا کہ یا اللہ عزوجل جہالت کا بیڑا غرق کیوں نہیں ہو جاتا جبکہ سورج کی روشنی سے بھی زیادہ واضح امر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ فوت ہوئے نہ ہی انکی قبر کا سوال پیدا ہوتا ہے لیکن باطل پرستی کے سامنے اگر حق بایں معنی خاموش ہو جائے تو باطل سر اٹھاتا ہوا غریب عوام کو کھانا جاتا ہے۔ فقیر خادم اسلام (حضرت مولینا فیض احمد اویسی) نے قلم کے زور سے یہ مختصر رسالہ پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ اہل حق کیلئے تقویت اور اہل باطل کو حق قبول کرنے کی توفیق بخشے اور میرے لیے باعث نجات بنائے۔ آمین! (القول الفصحی ص ۲)

(۳) مرزا قادیانی کے عقائد و اخلاق:-

کتاب کے نام سے ہی موضوع واضح ہے خود مصنف حضرت فیض ملت صاحب مدظلہ لکھتے ہیں کہ! ”جس قادیانی کے لیے نبوت کی کوشش جاری ہے۔ اُس کے اخلاق و عقائد کیسے تھے اس سے منصف مزاج خود سمجھ لے کہ جس شخص کے اخلاق و عقائد اتنے گھٹیا ہوں وہ کس منہ سے اپنے آپ کو مثیل مسیح یا نبی ہونے کا دعویٰ کرتے رہے۔ اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی وہ عبارات جو معجزات مصطفیٰ ﷺ کے انکار، ختم نبوت کے انکار، جہاد کے خلاف وغیرہ جیسے موضوع پر ہیں ترتیب دی گئی ہیں۔

الحاصل! حضرت فیض ملت مولینا محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ نے جہاں خدمت اسلام کے سلسلہ میں تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف، تاریخ، سائنس، عقائد و اعمال، اصلاح معاشرہ جیسے موضوعات پر اپنا قلم رواں رکھا وہیں حضرت مفسر اعظم حضور فیض ملت دامت برکاتہم العالیہ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ منکرین ختم نبوت بالخصوص فتنہ قادیانیت کے خلاف اپنا قلم رواں رکھا۔ رب کریم اللہ عزوجل کے حضور التجا ہے کہ نبی کریم مدنی سرکار لچال سیدنا محمد

مصطفیٰ ﷺ کے طفیل ہم سب کو دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ رکھتے ہوئے تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم کو حضور فیض ملت حضرت علامہ مولانا فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ کے فیض روحانی سے مستفید ہونے اور آپ کی تصانیف جو کہ صرف ختم نبوت کے موضوع پر تین درجن سے زائد اور کل تین ہزار سے زائد ہیں ان کتب کی اشاعت کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆





## تعارف رسائل ختم نبوت

محمد احمد حسن قادری

اللہ تعالیٰ عزوجل نے انبیاء کرام و رسولان عظام کو انسانیت کی رشد و ہدایت کے لیے زمین پر مبعوث فرمایا تاکہ انسان کی اصلاح اور رہنمائی ہوتی رہے یہ مقدس سلسلہ نبوت و رسالت حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور اپنے نقطہ کمال پر پہنچ کر حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوا۔ معروف بہ اس کو عقیدہ ختم نبوت کہتے ہیں تمام اہل اسلام کا متفقہ اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت سیدنا محمد ﷺ ہیں خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں تمام اکابرین اسلام، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار ائمہات المؤمنین، ائمہ کرام، مفسرین، محدثین، مورخین اور اولیائے اُمت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی عقیدہ ہے۔

سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے صحافتی میدان میں شائع ہونے والے رسائل کے وہ ضخیم نمبرز جو تخفہ ختم نبوت کے موضوع پر شائع ہوئے اُن رسائل کا تعارف تحریر کرنے کے لیے یہ سطور تحریر کی جا رہی ہیں۔ تخفہ ختم نبوت کے موضوع پر رسائل کے بے شمار خاص نمبرز ہیں مگر اس مضمون میں صرف اُن نمبرز کا تعارف تحریر کیا گیا ہے جو راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔ راقم نے رسائل کو خود پڑھ کر تعارف تحریر کیا ہے۔ اس تحریر میں رسائل کے نام، ایڈیٹرز کے نام، خاص اشاعتوں کے عنوان اور صفحات سن تالیف و اشاعت ترتیب دے کر ایک فہرست تیار کی گئی ہے تاکہ قاری کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی رہے۔ آگے رسائل کا تعارف تحریر کیا گیا ہے علمائے حق و مشائخ عظام نے جہاں تحریک ختم نبوت میں اپنا کردار ادا کیا ہے وہیں اہل صحافت اخبار و رسائل کے ایڈیٹرز بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ پڑھیے اور تخفہ ختم نبوت کیلئے میدان عمل میں اتر کر اپنا کردار ادا کیجئے اللہ کریم عزوجل بوسیلہ نبی کریم ﷺ تمام رسائل کے ایڈیٹرز معاونین اور منتظمین کو بہتر جزا دے اور اُن پر اپنی رحمت فرمائے۔

فہرست رسائل ختم نبوت

WWW.NAFSEISLAM.COM

تختہ ختم نبوت نمبر

تعارف رسائل ختم نبوت

نمبر	نام ماہنامہ	نام اشاعت خاص	نام ایڈیٹر	صفحات	سن اشاعت	سن اشاعت
شمار	تائید الاسلام	بشارت محمدی	بابو پیر بخش	104	ھ /	ء /
1	=====	کرشن قادیانی	لاہوری	32	1336ھ	1918ء
2	=====	مباحثہ حقانی فی	=====	164	1338ھ	1920ء
3	=====	ابطال رسالت	=====	=====	1339ھ	جون 1921ء
	=====	قادیانی		44		
4		کاشف مغالطہ	چودھری محمد حسین		1339ھ	جولائی 1921ھ
		قادیانی				

WWW.NAFSEISLAM.COM



تعارف معارف ختم نبوت اسلام رقی آسانی بر خمن 215 سید احمد گیلوی

8	====	قادیانی	====	56	1350ھ	1932ء
9	رضوان	قادیان نمبر	سید محمود احمد رضوی	118	1351ھ	1933ء
10	ماہ طیبہ	ختم نبوت نمبر	ابوالنور بشیر کوٹلوی	112	1372ھ	1952ء
11	ترجمان المل	بنیادی مسئلہ ختم نبوت	مولانا جمیل احمد نعیمی	120	==	==
12	سنت	کلیان	پیر محمد کرم شاہ	160	1391ھ	1972ء
13	ضیائے حرم	ختم نبوت نمبر	مجیب الرحمن شامی	285	1394ھ	1974ء
14	قومی ڈائجسٹ	تحریک ختم نبوت نمبر	محمد جاوید القادری	104	1408ھ	1988ء
15	منہاج	قادیانیت نمبر	محمد نعیم طاہر رضوی	112	==	==
16	القرآن	ختم نبوت کافر نس نمبر	پیر زادہ اقبال احمد	64	1418ھ	1997ء
17	کنز الایمان	ختم نبوت نمبر	فاروقی	64	1421ھ	2001ء
18	جہان رضا	ختم المرسلین نمبر	پروفیسر محمد حسین آسی	240	1422ھ	2001ء
19	الحقیقہ	ختم نبوت نمبر	سردار محمد خان لغاری	296	1423ھ	2002ء
20	لا نبی بعدی	====	سید محمد اجمل		1424ھ	2003ء
	====	مجاہدین ختم نبوت نمبر	گیلانی/محمد افضل	04		
21		نقشبندی		224	1425ھ	2004ء
22	اسلامی فیضان	ختم نبوت نمبر (اخبار)	صاحبزادہ عزیز رسول	32	1426ھ	2005ء
23	معراج	ختم نبوت نمبر	صدیقی	18	1428ھ	2007ء
24	انسانیت	معارف ختم نبوت	ڈاکٹر آرا کا میاز	32	==	2007ء
25	معارف ختم	تخط ختم نبوت نمبر	محمد احمد حسن قادری	560	1429ھ	2008ء
26	نبوت	ختم نبوت نمبر	محمد عرفان قادری		==	2008ء
	تعمیر فکر	====	محمد امجد جاوید سعیدی			
	دین فطرت		ملک محبوب الرسول			
	انوار رضا	قادی				

نام رسالہ: مابہنامہ تائید الاسلام لاہور

ایڈیٹر: حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابو پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ بھائی دروازہ لاہور کے رہنے والے تھے۔ کورنمنٹ کے محکمہ ڈاک میں ملازم تھے۔ فروری ۱۹۱۲ء میں پوسٹ ماسٹر کے عہدہ سے ریٹائرمنٹ پائی۔ آپ نے لاہور میں انجمن تائید الاسلام کی بنیاد رکھی اور تائید الاسلام کے نام سے ہی ایک مابہنامہ جاری کیا جو تا حیات شائع کرتے رہے۔ مابہنامہ تائید الاسلام کی تقریباً ہر اشاعت عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت، عقیدہ حیات مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی حمایت اور قادیانی عقیدہ وفات مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تردید اور فتنہ قادیانیت کے انکار ختم نبوت اور اجزائے نبوت جیسے عقائد باطلہ کا رد تحریر فرماتے تھے اکثر رسائل میں سے چند رسائل راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔ ان رسائل کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

رسائل مابہنامہ تائید الاسلام لاہور:

(۱) مابہنامہ تائید الاسلام	۱۹۱۸ء	بشارت محمدی فی ابطال غلام احمدی
(۲) = = =	۱۹۲۰ء	کرشن قادیانی
(۳) = = =	جولائی ۱۹۲۱ء	مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی
(۴) = = =	= =	کاشف مغالطہ قادیانی فی رد نثران آسمانی (مصنف چودھری محمد حسین ایم اے)

(۵) مابہنامہ تائید الاسلام	ستمبر ۱۹۲۲ء	تحقیق صحیح فی قبر مسیح
(۶) = = =	= =	تردید نبوت قادیانی فی جواب النبوة فی خیر الامت
(۷) = = =	= =	گھلی چٹھی مجدد کون ہو سکتا ہے؟

(۱) مابہنامہ تائید الاسلام

(۱۹۱۸ء)

مابہنامہ تائید الاسلام کی اس اشاعت کا نام ”بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی“ ہے اس کے مصنف حضرت بابو پیر بخش لاہوری ہیں سن اشاعت ۱۹۱۸ء/ ۱۳۳۶ھ میں شائع ہوا مصنف نے کتاب کے ٹائٹل پر کتاب کا تعارف اس طرح کرایا ہے!



”بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی جسے خاکسار بابو پیر بخش (پنشنر پوسٹ ماسٹر) مصنف معیار عقائد قادیانی اور تردید نبوت قادیانی و سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور نے جماعت مرزا غلام احمد قادیانی کی غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کو منکشف اور طشت از بام کرنے کے لیے (1918ء/1336ھ) میں انجمن تائید الاسلام لاہور کی طرف سے مطبع گلزار محمدی لاہور میں شیخ گلزار محمد کے اہتمام میں چھپوائی۔ ٹائٹل کے ایک طرف حضرت پیر سید مہر علی شاہ چشتی کلڑوی کی کتاب سیف چشتیائی کا تذکرہ بھی ہے۔“

پیر صاحب کلڑوہ شریف کی کتاب کا تعارف کچھ اس طرح ہے!

حجۃ اللہ البالغہ المعروف سیف چشتیائی علامہ زماں قطب دوراں حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب کلڑوی ادام اللہ فیوضہم کی رومرزا نیت میں بے نظیر مسلمہ عالمانہ کتاب ہے۔ (بشارت محمدی مطبوعہ 1918ء کا ٹائٹل)

## (۲) کرشن قادیانی

(1920ء)

یہ کتاب ماہنامہ تائید الاسلام کی اشاعت خاص کرشن قادیانی سن 1920ء کو شائع ہوئی اس کے مصنف بھی حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ کتاب کے ٹائٹل پر قرآن مجید کی سورہ النساء کی آیت نمبر 151 اور اس کا اردو ترجمہ تحریر کیا ہے۔

ترجمہ: [اور چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے صحیح میں کوئی دوسرا راستہ اختیار کریں اور یہ لوگ سچ کافر ہیں] کتاب کے ٹائٹل پر ہی عنوان کے نیچے کتاب کا خلاصہ اور نام مصنف سن اشاعت اور نام ناشر وغیرہ تحریر کیا ہوا ہے تعارف یوں لکھا ہے!

”کرشن قادیانی جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ اگر مرزا (قادیانی) صاحب کرشن جی کے اوتار تھے تو مسلمان نہ تھے۔“ (ٹائٹل کرشن قادیانی مطبوعہ 1920ء)

## (۳) مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی

(1922ء)

اس کتاب کے مصنف حضرت بابو پیر بخش لاہوری ہیں۔ حضرت بابو پیر بخش اور مرزائی مربی غلام رسول راجیکی قادیانی کے درمیان لاہور میں 26، 27، 28 جون 1921ء کو مناظرہ ہوا۔ مناظرہ کا موضوع تھا کہ مرزائی

غلام رسول نے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی نبی کے پیدا ہونے کے امکان پر بحث کرنی تھی اور قرار پایا تھا کہ قرآن وحدیث کے سوا کچھ پیش نہ کیا جائے گا۔ اور حضرت بابو پیر بخش لاہوری نے عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت پر دلائل دینے تھے کہ بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی نبی پیدا ہونے کا امکان نہیں۔ اس مناظرہ میں قادیانی مناظر ملعون راجیکی نے شکست کھائی تو یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ میں اپنے دلائل کتابی شکل میں شائع کروں گا۔ بابو پیر بخش اپنے دلائل لکھیں میں ان کا جواب لکھوں گا۔ بعد میں قادیان جا کر کہا کہ پہلے بابو پیر بخش اپنے دلائل لکھیں میں ان کا جواب لکھوں گا۔ چنانچہ ستمبر 1921ء میں بابو پیر بخش نے اپنے رسالے ”تائید الاسلام“ میں اپنے دلائل تحریر کیے۔ قادیانی مربی نے ”مباحثہ لاہور“ نامی کتابچہ میں ان کا جواب الجواب لکھا۔ حضرت بابو پیر بخش نے مباحثہ لاہور کے جواب میں مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی تحریر کی اس میں مباحثہ لاہور کا جواب ہے۔ مصنف کتاب حضرت بابو پیر بخش اس کتاب کے ناسل پر تعارف اس طرح تحریر کرتے ہیں!

”مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی یعنی مباحثہ لاہور کی جی جی کیفیت جو مابین غلام رسول قادیانی مرزائی آف راجیکی اور سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور جون 1921ء میں ہوا تھا اور مولوی غلام رسول قادیانی نے غلط بیانی کر کے مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالا تھا اس کا جواب الجواب مع شہادت عہدہ داران مسلمہ فریقین انجمن تائید الاسلام لاہور کی طرف سے جولائی 1922ء کو شائع کیا گیا۔“ (ناسل مباحثہ حقانی مطبوعہ 1922ء) اس کتاب کے 164 صفحات ہیں۔

(۳) کاشف مغالطہ قادیانی فی ردّ نشان آسانی

(جون 1921ء)

تالیف چودھری محمد حسین ایم اے

اس کتاب کے 48 صفحات ہیں اس کی اشاعت ماہنامہ تائید الاسلام لاہور جولائی 1921ء کی ہے۔ اس کا تعارف درج ذیل ہے!

”جاء الحق وزهق الباطل سچ آیا اور جھوٹ رخصت ہوا۔ کذب رانہ بد فروغ چوں نباید نور حق۔ مولفہ جناب چودھری محمد حسین صاحب ایم اے۔ جس میں فاضل مولف نے نہایت محققانہ طور پر قصیدہ شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کی تنقید و تحقیق کر کے ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے قصیدہ مذکورہ کی ترتیب الٹ پلٹ کر کے بہت جگہ تحریف لفظی و معنوی کر کے مسلمانوں کو سخت دھوکہ دیا ہے لائق مؤلف نے پروفیسر براؤن صاحب جو کہ یورپ کے سربراہ آورده



فاضل و محقق سیاح ہیں اُن کے حاصل کردہ قصیدہ سے مقابلہ کر کے مرزا صاحب (قادیانی) کی غلط بیانی ثابت کی ہے جس کے واسطے چودھری صاحب شکریہ اور قدردانی کے مستحق ہیں۔ (ٹائٹل کتاب کاشف مغالطہ قادیانی مطبوعہ 1921ء)

اس کتاب پر پروفیسر محمد اصغر علی روجی کی تقریظ ہے۔

(۵) تحقیق صحیح فی تردید قبر مسیح 1921ء:

اس کتاب کے مصنف حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ کتاب کے ٹائٹل پر تعارف تحریر کیا ہوا ہے۔

تحقیق صحیح فی تردید قبر مسیح جو کہ انجمن تائید الاسلام لاہور کے ماہواری رسالوں میں جولائی اگست ستمبر 1920ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ اب وہ کتاب کی شکل میں باہتمام خاکسار پیر بخش لاہوری سیکرٹری انجمن تائید الاسلام ماہ ستمبر 1922ء میں شائع کی گئی۔ تاکہ ان مسلمانوں کو جن کو مرزائیوں سے بحث کا موقع ملتا ہے کام آوے۔ اس رسالہ کے 54 صفحات ہیں۔ (ٹائٹل کتاب مطبوعہ ستمبر 1922ء)

(۶) تردید نبوت قادیانی فی جواب النبوة فی خیر الامت اشاعت دوم 1925ء:

صفحات 238:

اس کتاب کے مصنف حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس کتاب کا سن اشاعت اول معلوم نہ ہو سکا۔ ایک قادیانی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ”النبوة فی خیر الامت“ تھا۔ اس کتاب کے جواب میں حضرت بابو پیر بخش لاہوری نے یہ کتاب تحریر فرمائی یہ کتاب صحیح معنوں میں قادیانی کتاب کا جواب ہے۔ حضرت مصنف مرحوم نے ایک اعتراض کے کئی کئی دلائل کیساتھ جوابات تحریر فرمائے ہیں۔

کتاب کے شروع میں اطلاع ضروری کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ! برادران اسلام! مرزا قادیانی اور ان کے مرید و اراکین مرزائیت ہمیشہ ہر ایک جلسہ و مجمع میں کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت و رسالت کا ہرگز نہیں۔ اور خاتم النبیین ﷺ پر ایسا ہی اعتقاد رکھتے ہیں جیسا کہ اور مسلمان۔ صرف مرزا قادیانی کو بروزی و ظلی نبی مانتے ہیں بلکہ ہینڈل نمبر ۹ میں لکھا کہ جو خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی جدید نبی کا آنا جائز سمجھے ہم اس کو کافر جانتے ہیں۔ حکیم نور الدین اور خواجہ کمال الدین نے کئی ایک جلسوں اور مجموعوں میں بطور لیکچر اور وعظ کہا کہ ہم مرزا قادیانی کو خواجہ اجمیری و پیران پیر عبدالقادر جیلانی، حضرت گنج بخش (داتا صاحب) وغیرہ اولیاء اللہ کی طرح مانتے ہیں اور ایک

سلسلہ کے پیشوا جیسا کہ نقشبندی، قادری، سہروردی، چشتی ہیں ایسا ہی ایک مرزا قادیانی کو جانتے ہیں مگر اب میر قاسم علی مرزائی ایڈیٹر الحق دہلی (مصنف کتاب النبوة خیر الامت) نے جو یہ لکھا ہے کہ جو لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی یا رسول کا آنا جائز نہیں رکھتے وہ کفار بنی اسرائیل یہودی ہیں اور لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا جس طرح یہود حضرت یوسف کے بعد کسی نبی کا آنا جائز نہ رکھتے تھے اسی طرح تم کہتے ہو کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی رسول نہ آئے گا۔ (کتاب النبوة فی خیر الامت ص ۱۰۵)

اس سے ثابت ہوا کہ یا تو مرزا قادیانی اور حکیم نور الدین اور خواجہ کمال الدین عوام کو مغالطہ میں ڈالتے رہیں ہیں یا میر قاسم علی مرزائی مصنف کتاب النبوة فی خیر الامت غلطی پر ہے۔ اس بات کا فیصلہ حکیم صاحب و خلافت قادیانی مرزا سیہ خود کرے گی ہم صرف مسلمانوں کو اس دھوکہ سے بچنے کے واسطے جواب لکھتے ہیں تاکہ ہر ایک مسلمان یا درکھے اور بحث کے وقت اس آیت کا جواب دے کہ قرآن میں یہود کا قول نقل کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا یہ بات نہ خدا کی ہے نہ یوسف کی یہ صرف دھوکہ ہے ایسا ہی یہود کہتے تھے لیکن وہ تو بلا سند شرعی کہتے تھے مگر مسلمان نص قرآنی سے کہہ رہے ہیں اور حدیث رسول ﷺ سے کہتے ہیں یہ یہود کے کہنے کے موافق ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہاں تو خدا تعالیٰ خاتم النبیین فرماتا ہے اور حضرت محمد ﷺ لا نبی بعدی فرماتے ہیں لیکن یہود کے پاس نہ تو خدا کا کلام ہے اور نہ حضرت یوسف علیہ السلام کی حدیث ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا پس اس دھوکہ سے مسلمانوں کو بچنا چاہیے۔

(۲) خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول یعنی اللہ کی فرمانبرداری کرو اور اُس کے رسول کی پیروی کرو۔ رسول کی فرمانبرداری فرض ہے مشیت ایزدی میں محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی اور رسول کا آنا منکور ہوتا تو رسل جمع کا لفظ فرمانا چاہیے تھا نہ کہ واحد کا پس ثابت ہوا کہ چونکہ ایک ہی رسول واحد یعنی حضرت سیدنا محمد ﷺ کی فرمانبرداری فرض فرمائی ہے اور کسی رسول کی نہیں فرمائی اس لیے مدعیان نبوت بعد حضرت سیدنا محمد ﷺ کے کاذب ہیں لہذا انھیں میں سے ایک مرزا قادیانی بھی تھے۔ (تردید نبوت قادیانی فی جواب النبوة خیر الامت مصنف بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر الف مطبوعہ سن 1925ء)

(۷) محمد دو وقت کون ہو سکتا ہے؟

اس رسالہ کے مصنف بھی ایڈیٹر رسالہ ماہنامہ تائید الاسلام ہیں۔ اس رسالہ کے 32 صفحات ہیں سن اشاعت معلوم نہ ہو سکا کیونکہ اس کا ٹائٹل نہیں مل سکا۔ کتاب خدا کے شروع میں بابو پیر بخش لاہوری لکھتے



ہیں! امداد ان اسلام مرزائی لاہوری جماعت کی طرف سے محمد علی لاہوری ایم اے نے ایک چھوٹا سا رسالہ بنام ”بعثت مجددین“ شائع کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی صرف مجدد دین محمدی تھے اور رسالت و نبوت کا الزام ان پر جھوٹا ہے وہ ایک اُمتی محمد رسول اللہ تھے۔ (نعوذ باللہ)

مجدد وقت کون ہو سکتا ہے؟ اس رسالے کے صفحہ 18 پر اعلیٰ حضرت مولینا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو چودہویں صدی کا مجدد تحریر کیا ہے۔

قادیانی کتاب کا جواب یہ خاص اشاعت تائید الاسلام ہے۔ جس طرح اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کے نام کے اعداد تحریر کریں تو سن تالیف بنتا ہے۔ اسی طرح بابو پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ کی انجمن تائید الاسلام کے ماہانہ رسالہ تائید الاسلام کی اشاعت خاص کا صرف ٹائٹل پڑھ لیں تو کتاب کا تعارف و خلاصہ معلوم ہو جاتا ہے۔ حضرت بابو پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ان درج بالا رسائل کے علاوہ بھی رسائل موجود ہیں جن میں اردو رسائل کے علاوہ حافظ ایمان از فتنہ قادیان عربی اور فارسی میں موجود ہے کیونکہ ہمارا موضوع مضمون صرف ماہانہ رسائل کا تعارف تھا اس لیے جو ماہانہ رسائل کی اشاعت خاص ملی اُن کا تعارف تحریر کر دیا۔

اللہ تعالیٰ عزوجل کے حضور بوسیلہ نبی کریم سیدنا محمد ﷺ مصنف مرحوم کی قبر پر رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے فتنہ قادیانیت کے مکرو فریب کو طشت از بام کر کے ملت اسلامیہ کو قادیانی دھوکوں سے بچایا۔ حضرت بابو پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ کی قبر لاہور کے مشہور قبرستان میانی صاحب میں ہے۔

(۸) شمس الاسلام (برق آسمانی بر خرمین قادیانی 1932ء/ 1350ھ)

ایڈیٹر: حضرت مولانا ظہور احمد گوی رحمۃ اللہ علیہ

ضلع سرگودھا کے شہر بھیرہ میں ایک علمی خاندان گوی خاندان ہے۔ یہ خاندان علم و فضل میں ایک اعلیٰ خاندان تھا اس خاندان کے چشم و چراغ حضرت مولینا ظہور احمد گوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے سلسلہ میں جن لوگوں نے اپنا تن من و دھن سب داؤ پر لگایا تھا اُن میں سے ایک حضرت گوی بھی تھے۔ اپنے زمانے میں ایک اتھارٹی مانے جاتے تھے۔ آپ نے فتنہ قادیانیت کے خلاف دعوت و تبلیغ کیساتھ ساتھ تحریری میدان میں بھی نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں آپ انجمن حزب الانصار بھیرہ کے روح رواں تھے۔ آپ نے انجمن کا قیام ماہنامہ شمس الاسلام جاری کیا۔ اس ماہنامہ میں اسلامی عقائد و اعمال اور فرقہ ہائے باطلہ کا رد بڑی شد و مد سے کیا جاتا تھا۔ فتنہ قادیانیت کے رد میں آپ کی تصانیف متعدد ہیں جن میں سے ایک برق آسمانی بر خرمین قادیانی ہے اس کتاب

کے 215 صفحات ہیں سن اشاعت 1932ء ہے۔ یہ کتاب ماہنامہ شمس الاسلام کا خاص اشاعت نمبر ہے اسکے نمائل پر تعارف یوں تحریر ہے۔

برق آسمانی بر خرمین قادیانی اس میں اعمالنامہ مرزا، ہوائی مرزا و خلفائے مرزا کے علاوہ ستمبر 1932ء کے اندر مرزائیوں کیساتھ بھیرہ سلاوالی چک نمبر 37 جنوبی میں مناظروں کی روئیداد اور ضلع شاہ پور میں مرزائیوں کے تعاقب کی مفصل کیفیت درج کی گئی ہے۔

(۹) ماہنامہ شمس الاسلام (قادیان نمبر 1351ھ / 1933ء)

ایڈیٹر: حضرت مولانا ظہور احمد گوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا ظہور احمد گوی تحریک ختم نبوت کے عظیم مبلغ ہونے کی حیثیت سے کچھ نہ کچھ شائع کرتے رہتے تھے۔ ماہنامہ شمس الاسلام میں مضامین تحریر کرتے۔ واعظ و تبلیغ کرتے۔ اور جہاں قادیانیت کی ارتدادی سرگرمیاں ہوتی وہیں آپ پہنچ کر تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دیتے۔ ماہنامہ شمس الاسلام کا قادیان نمبر بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ فقہ قادیانیت کے بانی سے لیکر آپ کے زمانہ تک قادیانی حضرات کے کفریات، اہل قادیان کی تاریخ جیسے اہم موضوعات پر تحریر کردہ مضامین کا یہ مجموعہ ہے۔ فقہ قادیان جیسا کہ نام سے ہی واضح ہے اہل اسلام کو فقہ قادیانیت سے آگاہی حاصل کروانے اور قادیانی سازشوں سے باخبر کرنے کے لیے مختلف حضرات کے مقالات کا خاص نمبر شائع کیا گیا ہے۔ صفحات 56 ہیں۔

(۱۰) ہفت روزہ رضوان (ختم نبوت نمبر 1952ء / 1372ھ)

ایڈیٹر: شارح بخاری قائد تحریک ختم نبوت حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

برصغیر پاک و ہند کی عظیم علمی و روحانی درس گاہ ادارہ حزب الاحناف لاہور سے ہفت روزہ رضوان حضرت سید ابوالبرکات قادری رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سرپرستی اور حضرت سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر ادارت شائع ہوتا تھا حضرت سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ کے ذریعہ سے اشاعت اسلام اور احیائے اسلام کے ساتھ ساتھ فرقہ ہائے باطلہ کا خوب خوب رد فرمایا آپ نے ایک طرف عید میلاد النبی ﷺ نمبر، حضور داتا گنج بخش نمبر، غوث اعظم نمبر شائع کیے تو دوسری طرف فقہ قادیان نمبر چکڑ الویت نمبر، رد مرزائیت نمبر وغیرہ شائع کیے۔

زیر تعارف خاص نمبر:

ہفت روزہ رضوان کا ختم نبوت نمبر ہے یہ شمارہ ۱۸ تا ۱۹ اگست ۱۹۵۲ء کی اشاعت خاص ہے حضرت سید محمود



احمد رضوی اسکا تعارف کراتے ہوئے اس شمارہ کے صفحہ نمبر ۳۶ پر رقم طراز ہیں۔  
(الفضل کے خاتم النبیین نمبر کا جواب)

رضوان کا ختم نبوت نمبر کی کتابت جاری تھی کہ مرزائیوں کے آرگن الفضل یعنی الدجل یا الف ضل نے مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۵۲ء کو خاتم النبیین نمبر شائع کیا۔ جس میں چند آیات و احادیث و اقوال بزرگان دین کی غلط تفسیر و تاویل کر کے مسلمانوں کو گمراہ اور دین سے بے خبر عوام کو دھوکہ دہریہ دینے کی کوشش کی گئی۔ بفضلہ تعالیٰ ہم نے رضوان کے ختم نبوت نمبر میں الفضل کے استدالات و شبہات کا نہایت متانت سے مدلل و مکمل جواب دیا ہے اور اس کی مکاری و کیاوی کا پردہ چاک کیا ہے اور بوقت تردید احمدیہ پاکٹ خچ کو بھی سامنے رکھا ہے جن مسلمانوں نے الفضل کا یہ نمبر پڑھا ہے اگر وہ انصاف و دیانت سے اور مرزائی تعصب و ہٹ دھرمی سے علیحدہ ہو کر ہمارے مدلل و مسکت جوابات کو پڑھ لیں گے تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ الفضل کے فریب سے بچ جائیں گے۔ اور حقیقت ان پر مشکف ہو جائے گی۔ الفضل کا یہ نمبر ۲۳ صفحات کا ہے۔ (رضوان ختم نبوت نمبر ۱۹۵۲ء صفحہ نمبر ۳۶)

رضوان ختم نبوت نمبر میں عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت کے موضوع پر آیات قرآن کریم، احادیث رسول کریم ترتیب دی گئیں ہیں۔ ایک عرف اسلامی تعلیمات نوٹ کی گئی تو دوسری طرف مرزا قادیانی کی سیرت و کردار اور کفریات کو نوٹ کیا گیا ہے۔ یہ خاص نمبر ۱۱۲ صفحات کا ہے اب یہ نمبر مسئلہ ختم نبوت کے عنوان سے جناب محمد نعیم اللہ قادری صاحب مدظلہ نے دوبارہ شائع کر دیا ہے۔

(۱۱) ماہ طیب کا ختم نبوت نمبر ۱۹۵۲ء / ۱۳۷۲ھ (تیسرا ایڈیشن)

ایڈیٹر: مجاہد اسلام سرماہی اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ فقیہ اعظم حضرت مولانا ابویوسف محمد شریف کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ محتاج تعارف نہیں آپ اشاعت دین کیلئے ماہنامہ ماہ طیبہ ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں کوٹلی لوہاراں سے شائع کرتے رہے۔ اس رسالہ کا خاص نمبر ختم نبوت نمبر کا تعارف حضرت مصنف خودیوں تحریر کرتے ہیں۔

II مرزائیوں کے رد کے لیے بہترین تصنیف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہر نبوت (حجی نبوت) ختم ہو گئی۔ قرآن و حدیث، اجماع امت اور ارشادات ائمہ سے اس کا ثبوت اور مرزائیوں نے اجرائے نبوت پر جس قدر بھی احمدیہ پاکٹ بک میں دلائل لکھے ہیں ان سب کے متعدد جوابات اس میں دیکھئے۔ علماء نے بھی اس کتاب کو پسند کیا ہے۔

۱۱) ترجمانِ اہل سنت کا ختمِ نبوت نمبر 1972ء/1392ھ

ایڈیٹر: حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہ

سوادِ اعظمِ اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات کا نقیب ماہنامہ ترجمانِ اہل سنت کراچی سے شائع ہوتا تھا۔ اس کے ایڈیٹر حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب مدظلہ تھے مجلسِ ادارت میں حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ مفتی غیب الرحمن صاحب مدظلہ اور سید طارق علی قادری صاحب تھے۔

ترجمانِ اہل سنت کا یہ شمار ختمِ نبوت نمبر کے عنوان سے خاص پرچہ ہے اس کے 120 صفحات ہیں اس میں عقیدہ ختمِ نبوت کی حقانیت پر حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری اور حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری کے مضامین ہیں جبکہ حیاتِ مسیح پر حضرت مولینا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون ترتیب دیا ہے۔ خاتم النبیین ﷺ کے معنی اور مسئلہ ختمِ نبوت کی اہمیت کے موضوع پر حضرت مولینا حاجی ابوداؤد صادق رضوی صاحب مدظلہ اور حضرت علامہ حافظ محمد ایوب دہلوی کے مضامین ہیں ردِ فتنہ قادیانیت کے سلسلہ میں ماہرِ رضویات حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مجددی مظہری اور حضرت صوفی ایاز خان نیازی کے مضامین ہیں۔ اہل سنت کی قلمی جہاد کی روداد جناب مفتی سید مسعود علی قادری نے ترتیب دی ہے۔ انٹرویو سینٹرل میں حاجی محمد حنیف طیب صاحب نے قائدِ اہل سنت حضرت علامہ مولینا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، شبیر احمد نے حضرت مولینا سید ظلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ جناب علامہ محمد اقبال اظہری صاحب نے حضرت مولینا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ محمد فاروق سعیدی صاحب نے حضرت مولانا حامد علی خان اور محمد رحمت اللہ صاحب نے حضرت میاں جمیل احمد شریوری، جناب احمد عبدالشکور صاحب نے حضرت حاجی محمد حنیف طیب صاحب کا انٹرویو تحریر کیا ہے شاعری میں ڈاکٹر علامہ اقبال جناب سکندر لکھنوی اور جامی بی اے علیگ کی نظمیں شامل ہیں۔ تنظیمِ فدایان ختمِ نبوت کا تعارف اور قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی ڈاکٹر علامہ اقبال کی نظر میں جیسے تحقیقی علمی اور معلوماتی مضامین بھی شامل اشاعت ہیں۔ یہ خاص ختمِ نبوت نمبر بڑا ہی اہم میگزین ہے اللہ تعالیٰ عزوجل کے فضل و کرم سے اس رسالہ ترجمانِ اہل سنت نے نظامِ مصطفیٰ نمبر اور جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء نمبر بھی شائع کیے ہیں اللہ تعالیٰ عزوجل اس ختمِ نبوت نمبر لکھنے والے شائع کرنے والے احباب اور اکابر کی سعی جمیل کو قبول کرتے ہوئے دامنِ مصطفیٰ ﷺ کی ٹھنڈی ہوا نصیب کرے جنہوں نے تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۷۲ء سے پہلے فتنہ قادیانیت کے ناپاک عزائم سے ملتِ اسلامیہ کو آگاہ کیا اور تحفظِ ختمِ نبوت کا اہم فریضہ سرانجام دیا۔

۱۲) ماہنامہ ضیائے حرم کا ختمِ نبوت نمبر 1974ء/1394ھ



ایڈیٹر: ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

ابوزاہد حضرت خواجہ عابد نظامی صاحب

۲۹ مئی ۱۹۷۳ء کو ربوہ میں قادیانیوں نے نشر میڈیکل کالج لکھنؤ کے مسلمان طلبہ پر غنڈہ گردی کا وہ مظاہرہ کیا جو ظلم و ستم، بربریت و طاغوتیت میں مرزائی روایات کا علمبردار تھا اس واقعہ کے خلاف تحریک ختم نبوت چلی۔ جس کے نتیجہ میں ۷ ستمبر ۱۹۷۳ء/ ۱۳۹۴ھ کو مرزائی آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ تحریک ختم نبوت کے خدو خال واضح کرنے کے لیے ماہنامہ ضیاء حرم کا یہ شاندار نمبر شائع کیا گیا جو گراں قدر قیمتی مضامین کا مجموعہ ہے۔ (قلبی جہاد ص ۳۶۶)

ماہنامہ ضیاء حرم کے موسس ضیاء الامت مفسر قرآن مصنف ضیاء النبی ﷺ حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری محتاج تعارف نہیں آپ نے خواجہ عابد نظامی صاحب کے تعاون سے تحریک ختم نبوت نمبر شائع کیا یہ نمبر دوبار شائع ہو کر پھر نایاب ہو چکا ہے۔ پہلی بار دسمبر ۱۹۷۳ء اور دوسری بار ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا۔ اس تحریک ختم نبوت نمبر میں مشاہیر اہل سنت کے بلند پایہ مضامین شامل اشاعت ہیں۔ سر دلبر ال کے عنوان سے پیر صاحب کا مقالہ عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت پر دلائل کی اہم دستاویز ہے۔ فقہان کا ختم نبوت کے عنوان سے مقالہ میں ختم نبوت کے تحفظ میں متعدد احادیث مبارکہ نقل کی ہیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۳ء کے عظیم رہنما حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا انٹرویو اسمبلی میں قادیانیت پر آخری ضرب کے عنوان سے مترجم قرآن حضرت علامہ پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب مدظلہ کا معلوماتی مقالہ خواجہ عابد نظامی کا مضمون عہد صدیقی میں مسیلہ کذاب کا استیصال۔ رد مرزائیت میں صوفیائے کرام کا حصہ از جناب محمد صادق قصوری، حضرت خواجہ غلام فرید اور مرزائیت از قاضی غوث محمد منصور، پیر سید مہر علی شاہ کلڑوی اور معرکہ قادیانیت از علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ، تحریک ختم نبوت اور پیران تونسہ شریف از شیخ غلام محمد نظامی، مشائخ کانفرنس رپورٹ از خواجہ عابد نظامی، رد مرزائیت میں علماء اہل سنت کا حصہ از حضرت علامہ محمد منشاء تابلش قصوری مدظلہ تحریک رد مرزائیت کے تین مجاہد از علامہ مولانا محمد منشاء تابلش قصوری، رد مرزائیت میں حضرت مولانا نواب الدین شکوی کا حصہ از حافظ مظہر الدین رمداسی (حسان پاکستان) تحریک ختم نبوت کی کہانی میری زبانی (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء) از مجاہد ملت علامہ عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ، قادیانیت علماء ازہر کی نظر میں از محمود احمد غازی، ختم نبوت اور علامہ اقبال از عابد نظامی تحریک ختم نبوت اور مولانا ظفر علی خان از خالد بزمی تحریک ختم

نبوت میں جمعیت علماء پاکستان کا کردار از جناب علامہ محمد صادق قسوری (مورخ پاکستان) تحریک ختم نبوت میں الفتح کا حصہ از پروفیسر حافظ احمد بخش مدظلہ اور قادیانیوں کو دعوت اسلام از مفسر قرآن شیخ الحدیث شارح صحیح مسلم حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ جیسے اہم مضامین کا یہ خاص نمبر آج پھر نایاب ہے۔ ہم ادارہ ضیاء القرآن سے اپیل کرتے ہیں کہ یہ خاص نمبر دوبارہ شائع کیا جائے ضیائے حرم کے متعدد خاص نمبر حضرت سیدنا صدیق اکبر نمبر، حضرت سیدنا فاروق اعظم نمبر، میلاد النبی نمبر، ضیاء الامت نمبر ڈاکٹر عبدالقدیر خان نمبر شائع ہوتے ہیں اس کے علاوہ خاص نمبر تحریک ختم نبوت نمبر بھی شائع ہوا جس کے 160 صفحات ہیں اللہ تعالیٰ مصنفین و ناشرین کو اس کی بہتر جزا عطا فرمائے۔

### (۱۳) ماہنامہ قومی ڈائجسٹ کا قادیانیت نمبر

ایڈیٹر: جناب مجیب الرحمن شامی (چیف ایڈیٹر روزنامہ پاکستان 1404ھ/1984ء)

تحریک ختم نبوت میں رسائل و تصانیف کا سب سے زیادہ تاریخی کام کرنے والے سنی عالم دین نعت کو شاعر پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ جو ہزار صفحات سے زیادہ کی ضخامت پر مبنی ہے قادیانیت کے استحصال کیلئے ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ سن اشاعت 1984ء میں حکومت نے جب اقتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا تو قادیانی سازشیں تیز تر ہو گئیں اس وقت جناب مجیب الرحمن شامی صاحب نے پروفیسر محمد الیاس برنی کی کتاب قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ سے حوالہ لیکر ایک خاص نمبر اپنے ماہانہ رسالہ قومی ڈائجسٹ کا شائع کیا۔ آئیے اس کا تعارف تحریر کرتے ہیں۔

II جناب مجیب الرحمن شامی ہمارے ملک عزیز کے نامور کہنہ مشق صحافی ہیں۔ جنہیں قدرت نے قلم کا دھنی بنا دیا ہے۔ ۱۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر مملکت جنرل ضیاء الحق نے اقتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس پر ملک میں ایک بار پھر مرزائیت کا موضوع بڑی شد و مد سے زیر بحث آیا۔ جناب شامی صاحب نے اپنے ماہنامہ جریدہ قومی ڈائجسٹ کی ایک اشاعت قادیانیت کے لیے خاص کردی جس میں مرزا قادیانی کا بچپن، بھولپن، جوانی دیوانی، بڑھاپا سیپا کا عنوان قائم کر کے ۸۲ ذیلی عنوانات پر پروفیسر الیاس برنی کا مرتب شدہ مواد شائع کیا ہے۔ زمین کی حسرت، زر کی محبت، زن کی قیامت کا عنوان قائم کر کے ۶۳ ذیلی عنوانات پر مواد جمع کیا ہے جو ۳۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ تعلقات کا عنوان قائم کر کے محبتیں نفرتیں، متیں، خوشامدی، دھمکیاں، پشنگوئیاں کے عنوانات سے اٹھارہ صفحات کی بحث کی ہے۔ سیاست کے عنوان کے تحت انگریز سے وفاداری، ہلت سے غداری، مسلمانوں سے بیزاری کے عنوانات پر ۵۲



صفحات کی بحث کی ہے۔ کفریات مرزا کا عنوان قائم کر کے ۸۷ ذیلی عنوانات کے تحت مرزائیت کی کتب کے حوالہ جات ایسی خوبصورتی سے ۲۳ صفحات جمع کر دیئے ہیں جس سے مرزائیت کے صحیح غلط داخل آشکارا ہو گئے ہیں۔ ناپاک جسارت کے عنوان سے تحریف معنوی و لفظی پر متعدد مضامین شامل کر دیئے گئے ہیں۔ آخری ستر صفحات مرزائیت کے سیاسی امیج کو سمجھانے کے لیے وقف کر دیئے گئے ہیں۔

شامی صاحب نے لائبریری ایڈیشن کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ یہ نمبر اتنا تقسیم ہوا کہ جس کی کوئی مثال کم از کم اس جریدے کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس نمبر کی اشاعت کے بعد شامی صاحب کو جج کا بلاوا آگیا۔ جو اپنے لیے وہ اس نمبر کی مقبولیت کا نشان قرار دیتے ہیں۔ اللہ رب العزت شامی صاحب کو جزائے خیر دیں کہ واقعی انہوں نے کمال کا نمبر ترتیب دیا ہے۔]] (حوالہ: قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت صفحہ نمبر ۱۶۴)

(۱۳) منہاج القرآن کا ختم نبوت نمبر دسمبر ۱۹۸۸ء ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

ایڈیٹر: جناب محمد جاوید القادری

قادیانی جماعت کے امیر مرزا طاہر احمد نے جون ۱۹۸۸ء میں عالم اسلام کو لاکارتے ہوئے پوری اُمت مسلمہ کو مباہلے کا چیلنج دیا۔ جسے منہاج یونیورسٹی کے سرپرست پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے قبول کیا اور ۱۲، ۱۳ ربیع الاول کی رات اُسے مینارِ پاکستان پر آکر مباہلہ کرنے کی دعوت دی اور ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس مینارِ پاکستان لاہور منعقد کی۔ تمام مکاتب فکر کے علماء کانفرنس میں شریک ہوئے۔ مجلہ منہاج القرآن کا یہ خاص اشاعت کا شمار ختم نبوت کانفرنس نمبر بڑے سائز کے ۱۰۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس میں بانی تحریک منہاج القرآن کا مرزا طاہر قادیانی امیر فتنہ قادیانیت کے نام کھلا خط اردو میں شامل اشاعت ہے یہ مضمون مرزا طاہر کے نام کھلا خط کے عنوان سے کتابچے کی صورت میں اردو، عربی اور انگریزی میں ترجمہ ہو کر ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر تقسیم ہو چکا ہے۔

ختم نبوت کانفرنس کی مکمل روداد بعنوان ”ختم نبوت کانفرنس حال اُس شب کا کہ ہر آنکھ تماشائی تھی“ تحریر ضیاء بحیر صاحب۔ اکابرین کے خطبات اور انکی تصاویر شامل ترتیب ہیں۔ اتحاد اُمت کے لیے طاہر القادری صاحب کا بارہ نکاتی فارمولا۔ کل پاکستان ختم نبوت کے بارے میں تاثرات پر مشتمل بعض اکابرین کے خطوط اور ملکی و غیر ملکی اخبارات میں چھپنے والی خبریں جو ختم نبوت سے متعلق ہیں شامل کی گئی ہیں۔ یہ خبریں اردو، انگریزی، عربی اور کجراتی زبان میں شائع ہوئی تھیں۔

(افسوس کہ جناب طاہر القادری صاحب راہ حق سے بھٹک گئے ہیں اور اپنی سیاسی جماعت ”پاکستان عوامی تحریک“ میں قادیانیوں کو بھی شامل کرنے کی کھلی آفر کر چکے ہیں۔ (ظفر سلطانی)

(۱۵) کنز الایمان کا ختم نبوت نمبر (ستمبر ۱۹۹۷ء/ ۱۴۱۸ھ)

ایڈیٹر: جناب محمد نعیم طاہر رضوی

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کے نام پر لاہور سے شائع ہونے والا ماہنامہ کنز الایمان ایک علمی معلوماتی ماہنامہ ہے۔ اس کے چیف ایڈیٹر نام محمد نعیم طاہر رضوی ہیں۔ اور ایڈیٹر جناب طارق محمود عزیز ہیں۔ ماہنامہ کنز الایمان نے کئی ایک خاص اشاعتیں کی ہیں۔ مثلاً سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نمبر، ختم نبوت نمبر، ناموس رسالت نمبر، تحریک پاکستان نمبر، تحریک خلافت و ترک مولات نمبر۔ قائد اعظم نمبر، امام نوارنی نمبر وغیرہ کل نمبر کی تعداد بارہ ہے۔ درج ذیل سطور میں ہم کنز الایمان کے ختم نبوت نمبر سے متعلق مختصر تعارف تحریر کریں گے۔

کنز الایمان کی اشاعت خاص ختم نبوت نمبر کی ضخامت ایک سو بارہ صفحات رنگین ٹائٹل ستمبر ۱۹۹۷ء جمادی الاول ۱۴۱۸ھ کو شائع ہوا۔ اس کے ٹائٹل پر سورت الاحزاب کی آیت نمبر ۴۰ اور ترجمہ تحریر ہے اور ٹائٹل کے ایک سائیڈ پر گنبد خضراء کی تصویر اور براہ میں صحیح مسلم شریف کی حدیث انا خاتم النبیین لا نبی بعدی اور ترجمہ درج ہے۔

اداریہ میں ایک اہم مقالہ مسئلہ ختم نبوت اور علمائے اہل سنت جناب رضوی صاحب کا تحریر کردہ ہے ایک علمی تحقیقی معلوماتی مقالہ ہے۔ ماہنامہ کنز الایمان کا ختم نبوت نمبر اہل سنت کے لٹریچر میں اچھا اضافہ اور دینی مدارس کے طلباء و طالبات تحریک ختم نبوت کے کارکنوں کیلئے مفید معلومات مصنفین و مقالہ نگار حضرات کے لیے بہترین حوالہ جاتی دستاویز ہے۔

اللہ کریم عزوجل بوسیہ نبی کریم ﷺ مرتبین اور دیگر کو بہترین جزا خیر عطا فرمائے۔

(۱۶) ماہنامہ جہان رضا کا ختم المرسلین ﷺ نمبر

(۲۰۰۱ء/ ۱۴۲۱ھ)

ایڈیٹر: حضرت علامہ پیر زادہ محمد اقبال فاروقی صاحب مدظلہ العالی

سواد اعظم اہل سنت و جماعت کا ایک اشاعتی ادارہ مرکزی مجلس رضا لاہور ہے اس ادارے کے بانی حکیم محمد موسیٰ



امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور موجودہ سربراہ عظیم قلم کار بزرگ عالم دین اور معروف ادیب حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب ہیں۔ ماہنامہ جہان رضا حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب ہی ترتیب دے کر شائع کرواتے ہیں۔ اس ختم المرسلین نمبر کے شمارے میں حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقی تحریر خاتم المرسلین پر مشتمل ہے جو مرزائیت کے رد میں لکھی گئی تھی۔

اسکا ادارہ بڑا معلوماتی اور اہل تحقیق کے لیے اہم دستاویز ہے۔ ختم نبوت از قرآن، ختم نبوت از حدیث، اجماع اُمت، دلائل عقلیہ اور اجرائے نبوت پر مرزائی دلائل اور اُنکے جوابات مرزائی، اور میرے بعد کوئی نئی (اعلیٰ حضرت بریلوی کی کتاب سے اقتباس) جیسی اہم تحریریں عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت اور فتنہ قادیانیت کی تردید میں شامل ہیں۔

(۱۷) ماہنامہ مجلہ الحقیقہ کا ختم نبوت نمبر  
(ستمبر 2001ء / جمادی الثانی 1422ھ)

مدیر اعلیٰ: شجاعت علی مجاہد

آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف لائٹانی کے خلیفہ مجاز حضرت پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی ایک عظیم انجمن شیران اسلام شکر گڑھ ضلع ناروال میں اشاعت دین اور احیائے اسلام کیلئے متحرک ہے۔ اقامت دین کیساتھ ساتھ فرقہ ہائے باطلہ کا رد اس تحریک کے بنیادی مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے۔ اس عظیم کے سرپرست پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم عالم دین پیر طریقت اور مصنف تھے۔ آپ نے ۲۰۰۰ء کے آخری مہینوں میں مجلہ الحقیقہ کے نام سے ایک علمی، تحقیقی اور معلوماتی میگزین جاری کیا۔ مجلہ الحقیقہ ہر سال مذاہب عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ایک خاص اشاعت میلا دنمبر شائع کرتا ہے۔ اس کے خاص نمبرز میں میلا دشریف نمبر ۲۰۰۳ء، ۲۰۰۴ء، ۲۰۰۵ء اور مفکر اسلام نمبر ۲۰۰۶ء وغیرہ اہم دستاویز ہیں۔ اس خاص اشاعتوں کے علاوہ زیر تعارفی شمارہ مجلہ الحقیقہ کا ختم نبوت نمبر ۲۰۰۱ء ہے۔ اس کے بڑے سائز کے صفحات ۶۴ ہیں۔ اسکے ٹائٹل پر قرآن مجید، روضہ رسول ﷺ کی تصویریں ہیں۔ مضامین میں اعلان ختم نبوت، عرفان ختم نبوت، درس قرآن کے عنوان سے صاحب تصانیف کثیرہ علامہ غلام مصطفیٰ مجددی صاحب کی تحریریں ہیں۔ کلمۃ الحقیقہ اور کاش ہم بھی بیدار ہوں جیسی مایہ ناز تحریریں جناب پروفیسر محمد حسین آسی صاحب کی ہیں۔ اس کے علاوہ رد قادیانیت میں مختلف اہل قلم کے بڑے جادار مضامین شامل ہیں۔ قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی سے باتیں کے عنوان سے اہم مقالہ ترتیب دیا

گیا ہے جس میں امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات، سلسلہ تحفظ ختم نبوت شامل ہیں۔ (نوٹ) ماہنامہ مجلہ الحقیقہ ایک مرتبہ پھر ایک ضخیم تحفظ ختم نبوت شائع کر رہا ہے۔ جسکی ترتیب اور مواد کو اکٹھا کرنے کی خدمات اسکے مدیر اعلیٰ معروف مصنف جناب حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری مدظلہ سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ مقالہ بھی اس عظیم نمبر کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔

(۱۸) ماہنامہ لانی بعدی کا عظیم الشان ختم نبوت نمبر

(2002ء/1423ھ)

مرتبین: محمد صادق علی زاہد، محمد افضل رشید نقشبندی

تحریک دایان ختم نبوت کا نقیب ختم نبوت پر اہلسنت کا ترجمان ماہنامہ لانی بعدی لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ اس کے منتظم جناب محترم محمد افضل رشید نقشبندی ہیں۔ ماہنامہ لانی بعدی کے سرپرست قائد اہل سنت حضرت علامہ الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ چیف ایڈیٹر سردار محمد خان لغاری ہیں۔ اس ماہنامہ کا ہر شمارہ تحفظ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کی تردید میں شائع ہوتا ہے۔

ماہنامہ لانی بعدی کا عظیم الشان ختم نبوت نمبر ۲۴۰ صفحات پر مشتمل ہے اور ۲۰۰۲ء میں شائع ہوا ہے۔ اسکا ٹائٹل رنگین اور خوبصورت ہے۔ اندرون ٹائٹل میں عمامہ شریف برنگ سبز کلاہ منسوب بہ حضرت محمد ﷺ اور درویش شریف بڑی خوبصورتی سے شائع کیا گیا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے ۲۶ مقالات شامل کیے گئے ہیں۔ جو عقیدہ ختم نبوت از رییس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ آف انڈیا سے شروع ہو کر رائے محمد کمال ایڈوکیٹ کے مضمون غازی حاجی محمد مانک پر اختتام پذیر ہوتے ہیں۔ یہ دستاویز ایک کتاب کا مقام رکھتی ہے ایسی کتاب جس میں کئی مقالے اور رسالے شامل ہیں اگر میں یہ تحریر کروں کہ یہ اشاعت خاص ماہنامہ لانی بعدی کا ختم نبوت نمبر ماہنامہ ترجمان اہل سنت کے ختم نبوت نمبر اور ماہنامہ ضیائے حرم کے تحریک ختم نبوت نمبر کا نچوڑ ہے تو شاید غلط نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ معاونین، مصنفین اور منتظمین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(۱۹) ماہنامہ لانی بعدی کا تاریخ ساز مجاہدین ختم نبوت نمبر

(1424ھ/2003ء)

مرتبین: سید اجمل گیلانی، صلاح الدین سعیدی، افضل رشید نقشبندی

ماہنامہ لانی بعدی نے اپنی اشاعت خاص کا پہلا شمارہ اول الذکر ختم نبوت نمبر شائع کیا اور دوسرا خاص نمبر



تاریخ ساز مجاہدین ختمِ نبوت ایک سال بعد شائع کیا۔ اس شمارے کا نمائندگی بھی رنگین خانہ کعبہ، روضہ رسول اور کلمہ طیبہ سے مزین ہے۔ اس تاریخ ساز مجاہدین ختمِ نبوت نمبر میں درس قرآن قرآن از علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری (قائد تحریک ختمِ نبوت)، درس حدیث از سید محمود احمد رضوی (شارح بخاری)، اور مشاہیر اہلسنت پیغامات کے علاوہ ۲۹ مقالات شامل اشاعت ہیں۔ اس کے صفحات بڑے سائز کے ۲۹۶ ہیں۔ شامل اشاعت مقالات میں سے ۲۲ شخصیات پر بقیہ ۷ میں رحمۃ اللعالمین کے خاتم النبیین ہونے کا بیان، قادیانی دلائل کا قرآنی توڑ اور دیگر نہایت اہم مضامین شامل ہیں۔ یہ شمارہ بھی ایک اہم کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ کامرین اہل سنت کی مساعی جلیلہ کو محفوظ کرنے اور نئی نسل تک پہنچانے کیلئے بہترین کاوش ہے۔ اہل تحقیق کے لیے ایک نایاب تحفہ ہے۔

(۲۰) ہفت روزہ اسلامی فیضان کا ختمِ نبوت نمبر

(1425ھ / ستمبر 2004ء)

ایڈیٹر: صاحبزادہ عزیز رسول صدیقی

مدینۃ الاولیاء ملتان شریف میں قرآن و سنت کی تبلیغ کرنے والی عالمگیر تحریک دعوت اسلامی کا انٹرنیشنل سطح کا بین الاقوامی اجتماع ہر سال ہوتا ہے۔ سال ۲۰۰۴ء کے اجتماع میں ملتان کے نوجوان قلم کار مجاہد ختمِ نبوت صاحبزادہ عزیز رسول صدیقی صاحب نے ایک اخبار ہفت روزہ اسلامی فیضان کے عنوان سے شائع کیا۔ اس اخبار کے چیف ایڈیٹر راؤ امجد علی قادری اور ایڈیٹر صاحبزادہ عزیز رسول صدیقی تھے اس کا پہلا شمارہ اجتماع کے موقع پر شائع کیا گیا۔ یہ شمارہ ختمِ نبوت پر اشاعت خاص تھی۔ اس کے بڑے سائز (اخبار سائز) کے چار صفحے تھے۔ پہلے اور آخری صفحہ پر ختمِ نبوت کے حوالے سے ہیڈ لائنز بنائی گئی تھیں۔ اور اندرونی صفحات میں سات مقالات شائع کیے گئے ہیں۔ یہ نمبر ختمِ نبوت کے لیے نسل نو کو تیار کرنے اور کامرین کی خدمات سے آگاہ کرنے کے لیے ایک بہترین دستاویز ہے۔

(۲۱) ماہنامہ معراج انسانیت کا ختمِ نبوت نمبر

(1426ھ / 2005ء)

چیف ایڈیٹر: ڈاکٹر آراءے امتیاز

ایڈیٹر: حکیم غلام سرور شباب

ڈاکٹر آر۔ اے۔ امتیاز صاحب شعبہ میڈیکل سے متعلقہ رسالہ بعنوان معراج انسانیت شائع کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک ضخیم اور خوبصورت مجلہ ختم نبوت نمبر شائع کیا ہے۔ اس اشاعت خاص کے ۲۲۳ صفحات ہیں سن ۲۰۰۵ء ہے۔ اس نمبر کی ایڈیٹنگ جناب محترم محمد عرفان محمود برق (سابق قادیانی، نو مسلم) نے کی ہے۔ مرزا قادیانی کی زندگی، رہن سہن اور دیگر اہم موضوعات اس اشاعت میں شامل ہیں۔ اس کے مطالعہ سے ایک عام شخص بھی مرزائیت کو با آسانی سمجھ سکتا ہے۔

(۲۲) مجلہ معارف کا ختم نبوت نمبر

(1428ھ / 2007ء)

ایڈیٹر: محمد احمد حسن قادری

راقم الحروف تحریک فدا یان ختم نبوت کا ادنیٰ سا خادم ہونے کی حیثیت سے تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر کچھ نہ کچھ لٹریچر شائع کرتا رہتا ہے۔ فیصل آباد میں الحمد للہ ہر سال رد قادیانیت کورس کے موقع پر لٹریچر شائع کر کے مفت تقسیم کرتا ہوں۔ چھوٹے بڑے پمفلٹز کے علاوہ تحفظ ختم نبوت، دفاع ختم نبوت، دشمنان اسلامی کا بایکاٹ اور خاتم النبیین، مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت، مرزا قادیانی کی انگریز دوستی، قادیانی سازشیں، اسلامی ہم بر قادیانی دم وغیرہ رسائل شائع کیے۔ قادیانی سازشوں کی روک تھام کیلئے مستقل طور پر ایک سلسلہ اشاعت جاری رکھنے کے لیے اشاعت نمبر ۳۱ سے مجلہ معارف ختم نبوت جاری کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس میں مجلہ ختم نبوت کا یہ پہلا پرچہ ہے۔ اس کے ۳۲ صفحات اور رنگین ٹائٹل ہے۔ اس کی اشاعت کا اہتمام جناب انجینئر محمد اکبر قادری نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاونین، مؤلفین اور ناشرین کو بہتر جزاء عطا فرمائے۔ آمین!

(۲۳) مجلہ تعمیر فکر کا یوم تحفظ ختم نبوت نمبر

(1428ھ / 2007ء)

ایڈیٹر: محمد عرفان قادری

تحریک فدا یان ختم نبوت کے ممتاز رہنما شاہین ختم نبوت حضرت علامہ مفتی محمد امین عطاری القادری رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے اسلام کی تصانیف کو عقیدہ ختم نبوت انسائیکلو پیڈیا شائع کرنا شروع کیا ابھی چھ جلدیں ہی شائع ہوئی تھیں کہ آپ کو داعی اجل کا بلاوا آگیا۔ آپ کے وصال کے بعد جناب محمد عرفان قادری نے مفتی صاحب کے بھائی علامہ محمد جاوید قادری صاحب کے تعاون سے مجلہ تعمیر فکر کا خاص شمارہ شائع کیا۔ اس میں جید علماء اہل سنت کے نہایت پُر مغز



مقالات شائع کیے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام حباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(۲۳) مجلہ دین فطرت کا ختم نبوت نمبر

(1429ھ/2008ء)

ایڈیٹر: مجاہد ختم نبوت محمد امجد جاوید سعیدی

حضور محمد ﷺ پاکستان حضرت علامہ شیخ الحدیث مفتی محمد سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے شہر فیصل آباد میں تحریک احیائے اسلام کا ایک عظیم ادارہ ”حزب الاسلام“ ہے اس ادارہ کے بانی و سرپرست حضرت پیر سید سعید الحسن شاہ صاحب مدظلہ ہیں۔ پیر صاحب حضور محمد ﷺ کے صاحبزادے پیر فضل رسول حیدر رضوی صاحب مدظلہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ اشاعت دین کے سلسلہ میں آپ کی خدمات بے شمار ہیں۔ آپ کے مریدوں میں ایک قابل فخر نام جناب محمد امجد جاوید سعیدی صاحب کا بھی ہے۔ جناب سعیدی صاحب مجلہ دین فطرت شائع کرتے ہیں۔ اور مختلف موضوعات پر مجلہ دین فطرت میں آپ کی کئی اشاعتیں منظر عام پر آچکی ہیں۔

۲۶ مئی ۲۰۰۸ء کو مرزا قادیانی کی موت کے سو سال ہو گئے تھے۔ لہذا قادیانیوں نے اپنے تبلیغی سازشی پروگراموں کی بھرمار شروع کی ہوئی تھی۔ دوسری طرف پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں قادیانی طالب علموں کی ارتدادی سرگرمیوں کی وجہ سے کالج میں تصادم ہو چکا تھا۔ ان پریشان کن حالات میں مجاہد ختم نبوت جناب محمد امجد جاوید سعیدی نے عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت اور فتنہ قادیانیت کی تردید کے موضوع پر مینی لٹریچر شائع کر کے کالج کے اسٹاف اور طلباء میں تقسیم کیا۔ کالج کے پروفیسرز اور ڈاکٹرز نے لٹریچر کا مطالعہ کر کے تحفظ ختم نبوت کیلئے اپنی خدمات سر انجام دیں۔ اسی موقع پر مجلہ دین فطرت کا خاص شمارہ تیسرا ختم نبوت نمبر ۲۰۰۸ء جناب سعیدی صاحب نے شائع کر کے مفت تقسیم کیا۔ اس کے صفحات ۳۲ اور یہ رنگین نائٹل پر مشتمل ہے۔ ختم نبوت پر ایسے دلنشین مضامین شامل اشاعت کیے گئے ہیں کہ جیسے سمندر کو کوڑے میں بند کر دیا گیا ہو۔

(۲۵) مجلہ انوار رضا کا ختم نبوت نمبر

(1429ھ/2008ء)

ایڈیٹر: ملک محبوب الرسول قادری

سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے عظیم صحافی قائد اہل سنت مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی اور جاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی کے تربیت یافتہ جناب ملک محبوب الرسول قادری محتاج تعارف نہیں۔ آپ کثیر تصانیف کے حامل، مجلہ انوار رضا کے چیف ایڈیٹر، ماہنامہ سوائے حجاز کے ایڈیٹر اور کئی سٹی رسائل کی مجلس ادارت کے ممبر ہیں اور کونسل آف جرائد اہل سنت کے صدر بھی ہیں۔ اس مجلہ کی اشاعت خاص میں مجاہد ملت نمبر، قائد ملت اسلامیت نمبر، اعلیٰ حضرت نمبر، ماہ صیام نمبر اور ختم نبوت نمبر قابل ذکر ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ کی ایک کتاب ”سیدنا محمد ﷺ خاتم النبیین“ ہے قائد اہل سنت کا تاریخی انٹرویو بسلسلہ تحفظ ختم نبوت بھی آپ نے ہی شائع کیا تھا۔ اس کے علاوہ آپ کی کتاب عقیدہ ختم نبوت اور تحریک ختم نبوت ۱۹۷۲ء بھی بڑی اہم دستاویز ہے۔ اب آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی دردناک موت کے سو سال پورے ہونے پر سچے نبی حضور خاتم النبیین ﷺ کی عظمت و ناموس ختم نبوت کے لیے ایک عظیم الشان مہم اور شائد ختم نبوت نمبر شائع کیا ہے۔ جس میں بڑے اہم مقالات اور تاریخی حقائق ترتیب دیئے گئے ہیں۔ یہ اشاعت خاص ۵۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ حمد باری تعالیٰ، نعت رسول مقبول ﷺ کلام مولانا محمد حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ اکابرین اہل سنت کے بیانات اور بے شمار علمی رسائل مقالات اور مضامین ترتیب دیئے گئے ہیں۔ ان میں اکثر مضامین اور رسائل یا تو پہلی بار شائع ہو رہے ہیں یا بہت مدت بعد ان کی اشاعت ہوئی ہے۔ اس شمارے کے آخر میں علماء و مشائخ کے انٹرویو بھی شامل کیے گئے ہیں۔

اس عظیم الشان ختم نبوت نمبر ۲۰۰۸ء کی بروقت اشاعت پر انوار رضا کی انتظامیہ مبارکباد کی مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل محترم ملک محبوب الرسول قادری صاحب کی اس خدمت کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین۔

قارئین کرام! ”تعارف رسائل ختم نبوت“ اس مقالہ کو مختصر تحریر کرنے کا ارادہ تھا مگر یہ طوالت پکڑ گیا۔ راقم نے کئی تاریخی حقائق پیش کر دیئے ہیں۔ کوشش تو یہی تھی کہ بہتر سے بہتر ہو مگر ایک طالب علم کی یہ ادنیٰ کاوش ہے۔ اہل سنت و جماعت کے یہ خاص نمبرز ۱۹۱۸ء سے لیکر ۲۰۰۸ء تک جو راقم کے پاس موجود تھے اور راقم نے انہی رسائل کو شامل تحریر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بوسیہ نبی کریم ﷺ ان مجاہدین ختم نبوت پر اپنی رحمت خاص فرمائے اور ہمیں بھی تحفظ عقیدہ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین والہرسلین ﷺ۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆



## ایک مرحوم روزنامے کا ادنیٰ اب

## قادیان نمبر

محمد عالم مختار حق

جب سے قادیانیت کے بدبودار پودے نے انگریز کی ہلہ شیری سے برصغیر پاک و ہند میں پنپنا شروع کیا ہے تب ہی سے علماء و مشائخ (اہلسنت) نے اسے بیخ و بن سے اکھاڑنے کا تہیہ کر لیا اور اس سلسلے میں مناظراتی اور جدلیاتی چیلنجز دیے جانے لگے اور ساتھ ہی ساتھ تحریری طور پر قادیانیت کا رد کیا جانے لگا۔ اس سلسلے میں اخبارات و رسائل میں مضامین لکھے جانے لگے۔ چنانچہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کار خیر میں تحریری طور پر اپنا حصہ ڈالا۔ اور وہ غالباً پہلے شخص ہیں جنہوں نے مدعی نبوت کو واجب القتل قرار دیا۔ (ملاحظہ ہو علامہ کی تحریر کا عکس بالقابل ص ۱۳۳ انوار اقبال مرتبہ بشیر احمد ڈار مطبوعہ اقبال اکادمی پاکستان کراچی ۱۹۶۷ء)

معلوم ہوتا ہے کہ مرتب کتاب قادیانیت کے متعلق نرم گوشہ رکھتا ہے اس لیے وہ واجب القتل والے فقرے کو متن کتاب سے حذف کر گیا۔ انا اللہ تاہم رد قادیانیت کا سلسلہ پھلتے پھلتے کتابی صورت اختیار کر گیا اور یہ سلسلہ تا حال قائم ہے۔ اس طویل عرصہ میں قادیانیت کے رد میں اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اس موضوع کی کتابیں اگر کجیا کی جائیں تو بلا مبالغہ ایک اچھی خاصی لائبریری نقش پذیر ہو سکتی ہے۔ چنانچہ رد قادیانیت میں لکھی گئی کتابوں کی ایک فہرست سید محمد علی مونگیری نے بعنوان ”حفاظت ایمان کی کتابیں“ مرتب فرمائی جس میں اسی ۸۰ کتابوں کے کوائف درج تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد مجلس تخت ختم نبوت ملتان نے ”قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت“ میں اسکی تعداد ایک ہزار تک بتائی۔ مگر افسوس کہ کتابوں یا ان کے مصنفین کے اسماء بجدی ترتیب سے نہیں دیئے گئے جس کی وجہ سے مطلوبہ کتاب یا مصنف کی تلاش میں دقت پیش آتی ہے۔ تلاش و طباعت کا یہ سفر مسلسل جاری ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی ادارہ ان مضامین اور ماہوار رسائل کے کوائف بھی جمع و ترتیب کا فریضہ اپنے ذمہ لے جو رد قادیانیت میں شائع کیے گئے ہیں۔ ان میں بعض خاص نمبر ایسے بھی ہیں جنہیں ری پرنٹ کے مرحلہ سے گزار کر محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ہم روزنامہ ”زمیندار لاہور“ کے ”قادیان نمبر“ بابت اگست ۱۹۳۷ء کا تعارف قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جس سے ایسے مضامین کی افادیت از خود اظہار من الشمس ہو جائے گی۔ و ما توفیقی الا باللہ۔

روزنامہ زمیندار لاہور کے قادیان نمبر اگست ۱۹۳۷ء کا تعارف:

تھم ختم نبوت نمبر

ایک مرحوم روزنامے کا ادنیٰ باب قادیان نمبر

یہ نمبر اگست ۱۹۳۷ء میں چھپا تھا جس پر تاریخ کا اندراج نہیں ہے۔ یہ اخبار کا ہفت روزہ بالتصویر ایڈیشن ہے۔ سائز ۲۲x۲۸/۱۳ اور ضخامت ۲۸ صفحات۔

سر ورق آرٹ پیپر مولانا ظفر علی خان کی تصویر سے مزین ہے جس کے اندرونی صفحہ پر آنجہانی غلام احمد قادیانی اور قادیانیت کے قائم ثلاثہ حکیم نور الدین آنجہانی، مرزا غلام احمد آنجہانی اور مرزا بشیر الدین محمود ایں جہانی کی تصاویر ہیں۔ ایک تصویر قادیانیت کے کشتہ ناز حضرت محمد حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے جب کہ آخری صفحہ پر مسجد برلن کے مرزائی امام مسٹر عبداللہ ایک ایکٹر لیس کے ساتھ اپنے تبلیغی مشن میں مصروف ہیں۔ ایک تصویر چودھری شہاب الدین کی ہے جنہوں نے چند روز قادیان نمبر فروخت کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ایک تصویر مولانا ظفر علی خان کی راولپنڈی ریلوے ٹیشن کی ہے جہاں وہ اتحاد ملت کے اراکین کے ساتھ کھڑے ہیں۔ اور آخری تصویر ایک درخت کی ہے جس کے نیچے مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ قول درج ہے ”میں وہ شجر ہوں جسے ساری دنیا تباہ نہیں کر سکتی“ اور اسکے بعد ”زمیندار“ کا تبصرہ بجا رہا تھا ہوا۔ بیشک آپ وہی شجر معلومہ ہیں جس کی آبیاری کی اجازت معلم المملکت نے رب کعبہ سے الست والے دن الیٰ یوم التضاد لی تھی۔

ناظرین کرام! اب آئیے اس نمبر کے مشمولات کی طرف

استابوت قادیان میں آخری منہج:

یہ مدیر رسالہ مولانا ظفر علی خان کی بارہ اشعار پر مشتمل ایک نظم ہے جس کا مطلع و مقطع اس طرح ہے!

(مطلع)	نہی کی شرم نہ ہو خوف لا الہ نہ ہو
ہوں نہ جس کی ہوایا کوئی گناہ نہ ہو	
(مقطع)	جب اس میں جمع ہیں یہ سب جہنمی
غضب ہے پھر بھی اگر قادیاں تباہ نہ ہو	

صفین

(واضح ہو کہ یہ نظم مولانا کے کلام کے مجموعوں بہارستان، نگارستان، حبشیات اور ارمغان قادیاں میں نظر نواز نہیں ہوئی)

۲۔ مرزائیوں کی تکفیر مرزا غلام احمد قادیانی کے اعتقادی معیار پر پوری اترتی ہے۔

ختم نبوت کے متعلق قادیانی اجتہادات از سر مرزا ظفر علی سابق جج ہائیکورٹ لاہور۔

اس مضمون میں آپ نے عقیدہ ختم نبوت کو اسلام کا مرکزی اصول ثابت کرنے کے بعد مرزائے قادیانی کی تصنیفات کے حوالے سے بتایا ہے کہ وہ ختم نبوت کے منکر کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ اس کے بعد مرزا صاحب کی ان انقلاب انگیز اعتقادی لغزشوں پر تبصرہ کیا ہے جو انہیں رسالت کا ذبہ کی گہرائی میں گرانے کا موجب



تھیں ختم نبوت نمبر

ایک مرحوم روزنامے کا ادبی قادیان نمبر

ہوئیں۔ اسکے بعد مرزائیوں کے غیر اسلامی معتقدات کے پیش نظر انھیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ (ٹھیک اس کے ۳۷ سال بعد محمد شہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ان کا مطالبہ پورا کر دیا اور قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ سچ ہے خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں)

۳۔ (اداریہ) قادیانیت کی پاپ بھری ناؤ دیا نئے مکافات گرداب میں از مولانا ظفر علی خان:

وقت کے سب سے بڑے طحڑ مرزا غلام احمد کی انمل اور بے جوڑ خرافات کی بنا پر اسے دجال، جہنمی اور مراقی کے القاب سے یاد کیا ہے اور اس کی کلام پاک میں تحریف اور علمائے وقت کو مغالطات سے نوازنے اور نصاریٰ کو اولی الامر قرار دینے جیسی ناپاک جساتوں کو الم نشرح کیا ہے اور آخر میں دمشق (قادیانی) اور اندلسی (لاہوری) گروہوں کی آپس میں چپقلش سے پردہ اٹھایا ہے۔

۴۔ نکاہات از قاضی شوستری:

نکاہات میں قاضی صاحب نے مرزا کی محمدی بیگم سے شادی کے سلسلے میں حکیم نور الدین سے مشاورت کے بارے میں لکھا ہے حکیم صاحب مرزا صاحب کی شادی خانہ آبادی کے متعلق ارتجالاً فارسی میں تین اشعار کہے۔ ان پر تبصرہ کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا ہے کہ یہ اشعار فی الحقیقت نعمت خان عالی کے وقائع سے ماخوذ ہیں اور نتیجہ یہ نکلا ہے کہ حکیم نور الدین صرف مرزا صاحب کے خلیفہ اول ہونے کے لحاظ سے سارق اعظم ہی نہ تھے بلکہ دوسروں کی مطاع خن پر نہایت دلیری سے ڈاکا ڈالنے کے اعتبار سے سارق اعظم بھی تھے۔ (وقائع نعمت خان عالی میں یہ اشعار راقم کی نظر سے نہیں گزرے)

۵۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا تدریجی صعود و رؤۂ نبوت کی طرف۔ بمقصد میر سید جوئے کام آہستہ آہستہ از قاضی محمد احسان اللہ بی اے:

اس مقالہ میں مرزا قادیان کے اعتقادی انقلابات اور ان کے متغیر و متزلزل دعاوی پر دلائل و معلومات کی روشنی میں تبصرہ کیا گیا ہے جس کے مطالعہ سے یہ حقیقت رموز اسرار کی خلوت سے جلوت عام میں آجاتی ہے کہ مرزا صاحب نے منزل نبوت تک پہنچنے کے لیے جو راہ منتخب کی ہے وہ اس درجہ پُر بیچ اور راہ فریب واقع ہوئی ہے کہ انھیں ہر مرحلہ پر ایک نئے تذبذب کا سامنا کرنا پڑا اور ہر قدم پر ایک ایسی لغزش کھانا پڑی جس کے اثر سے ان کے گزشتہ دعاوی کا شیشہ پاش پاش ہوتا رہا۔

۶۔ مرزا غلام احمد کی بے حقیقت پیش گوئیوں کے معیار پر انکے دوائے نبوت کی جانچ پڑتال۔ کتاب مرزا نبوت کے چند

عبرت انگیز اوراق از حکیم عزیز الرحمن امرتسری:

حکیم صاحب نے اس مضمون میں پہلے تو یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنی نبوت کی صداقت کا معیار پیش کوئیوں کو قرار دیا تھا۔ اس کے بعد مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کی کافرانہ رسوائی کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ اور مرزا صاحب کی ۹ پیش کوئیوں کی تعطیل کی گئی ہے

۷۔ مسئلہ ختم نبوت اور مرزائی استدلال۔ مسٹر محمد علی اجمیری قادیانی کے دعوائے اجرائے رسالت کی مدلل تردید از مفتی محمد عبداللہ معمار امرتسری

محمد علی اجمیری مبلغ مرزائیت نے ایک رسالہ موسومہ ختم نبوت شائع کیا تھا جس میں اجرائے نبوت کے جواز پر آٹھ دلیلیں پیش کی گئی تھیں۔ یہ دلائل وہ ہیں جن پر مرزائی عقائد کا کاشانہ تعمیر ہو چکا ہے۔ یہ مضمون محمد علی کی غلط فہمیوں کا ازالہ ہے جس میں دلائل و اسناد سے اجرائے نبوت کی تردید و تکذیب کی گئی ہے اور ختم نبوت کو اسلام کا بنیادی عقیدہ ثابت کیا گیا ہے۔ یہ مضمون خاصا طویل تھا جس کا خلاصہ یہاں پیش کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ مضمون نگار ”مر قح قادیان“ کے نام سے ایک ماہوار رسالہ بھی نکالتے رہے۔

۸۔ ”قادیان کے اصطلاحی نبی“ کے دعویٰ نبوت کے بریج مرحلے اور انکی اعتقادی لغزشیں لفظ نبی کی لغوی اصطلاحی اور حقیقی حیثیت پر عالمانہ تبصرہ از مولانا محمد بخش مسلم بی اے:

یہ ایک علمی اور تحقیقی مقالہ ہے جس میں لفظ ”نبی“ کی لغوی، اصطلاحی اور شرعی حیثیت سے مرزا صاحب کے دعوائے نبوت کے مذہبی تغیرات کا محاسبہ کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ اپنی علمی و افادی بلند پایگی کے اعتبار سے ممتاز مقام کا حامل ہے۔ مقالہ نگار ایک کامیاب خطیب اور بہترین مبلغ اسلام ہونے کیساتھ جادو نگار ادیب بھی تھے۔ اس لیے ان کے مقالہ میں ادب اور تحقیق ایک مرکز پر نظر آتے ہیں۔ انھیں تحریک پاکستان میں خدمات کے اعتراف میں کلڈ میڈل سے نوازا گیا۔ مولانا ۸ فروری ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوئے تھے اور پورے سو سال کی عمر پا کر ۷ فروری ۱۹۸۷ء کو راجی ملک بچا ہوئے۔

۹۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور انگریزی حکومت۔۔ حزنزل ارادے اور متضاد خیالات۔۔ منکرے بودن ہر رنگ مستان زمیں۔ از ابو عبیدہ بی اے کوہاٹی۔

اس مضمون میں مرزا کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے کہ انگریز من حیث القوم دجال ہیں نیز یہ کہ مسیح موعود اس دجال کی سلطنت کی تابعی اور مقابلہ کے لیے مبعوث ہوں گے۔



۱۰۔ مولانا ظفر علی خان کی شان میں ایک قطعہ از منیر مسلم کمال بی اے:

خم خانہ شرب کا ہے میخوار ظفر ہشیاروں کا مستی میں نگہ دار ظفر

ناموس پیمر پہ جو کٹ مرنا ہے اس لشکر خوددار کا سردار ظفر

۱۱۔ اُھو الباقی کے عنوان سے منیر مسلم کمال بی اے کی پانچ اشعار پر مشتمل ایک نظم جس کا ایک شعر نذر قارئین ہے:

۔ نبوت مرزا کی دو ہی دن میں پار ہو جائے مگر اس کی حمایت پر ابھی تک نام باقی ہے

۱۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جسمانی زندگی قرآن کریم احادیث نبوی اور ائمہ اسلام کی شہادتیں۔ عقیدہ وفات مسیح کے متعلق قادیانی دلائل کی تردید۔ از مبلغ اسلام ابو عبیدہ مولوی نظام الدین بی اے کوہاٹی:

مولوی نظام الدین صاحب نے فتنہ مرزائیت کی تخریب اپنا مقصد زندگی بنالیا ہے آپ نے عقائد مرزائیہ کے خلاف چند کتابیں بھی لکھی ہیں جو صحیح الخیال مسلمانوں سے معقولیت و مقبولیت کی قابل رشک سند حاصل کر چکی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب کا نام ”توضیح الکلام فی ثبات حیات عیسیٰ علیہ السلام“ ہے۔ اس مقالہ میں انھوں نے عقیدہ وفات مسیح کی تردید میں وہ دلائل و براہین پیش کیے ہیں جن کی مدافعت سے اُمت مرزائیہ قاصر رہے گی۔ فاضل مضمون نگار نے ”مسئلہ تھلیب“ کے متعلق قرآن شریف کی مشہور آیت پیش کی ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۱۵۷) **وَقَوْلِهِمْ اَنَا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ** اسکے بعد آیت کے مختلف اجزا پر قواعد لسان، اقوال ائمہ و مفسرین کی روشنی میں بحث کرنے کے بعد حیات مسیح کا عقدہ حل کیا ہے۔

۱۳۔ ہد یہ نیاز بخضر ختم المرسلین و رحمۃ للعالمین۔ از محمد احسان اللہ بی اے:

یہ سات اشعار پر مشتمل حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام نیاز ہے جس کے دو اشعار پیش خدمت ہیں!

۔ تیری ختم المرسلینی کا جو منکر ہو گیا منحرف اس سے ہوا سارا جہاں تجھ پر سلام

تیرا دامن رسالت چھوڑنے کے جرم میں بے کفن ہے آج نعش قادیاں تجھ پر سلام

۱۴۔ کیا مرزائے قادیاں رحمۃ للعالمین تھے؟ ایک مضحکہ خیز دعویٰ اور اسکی تردید۔ از سلطان الواعظین ابوالنور مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ:

یہ ایک علمی اور تحقیقی مقالہ ہے اکابرین اہل سنت کی تفاسیر کی روشنی میں مرزا صاحب کے دعوائے نبوت کا ردِ مبلغ کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ہمارے رسول ﷺ ہر مومن و کافر کے لیے رحمت ہیں اس لیے اُمت عذاب سے محفوظ ہے۔ اور اختتام اس فقرہ پر کیا ہے کہ محمد رحمۃ للعالمین ہیں تو مرزا زحمتہ للمؤمنین ہیں۔ مضمون نگار جو ایک جو شیلے مقرر تھے۔ انکے

تخت ختم نبوت نمبر

ایک مرحوم روزنامے کا ادنیٰ باب قادیان نمبر

خطاب میں مزاح کی چاشنی تھی۔ وہ ماہ طیبہ میں حاجی حق حق کے ٹکھس سے مزاحیہ نظمیں لکھا کرتے تھے۔ انھوں نے طویل عمر پا کر ۱۳ اگست ۲۰۰۷ء کو جان جان آفرین کے سپرد کی۔

۱۵۔ مسئلہ ختم نبوت پر عقلی و تاریخی دلائل سے روشنی۔ عقیدہ ختم نبوت کے متعلق مرزا غلام احمد کے متضاد دعاوی۔ از عبد العزیز بیکر ٹری محمد یہ ایسوی ایشن لاہور:

مضمون نگاران صحیح الخیال نوجوانوں میں سے ہیں جو تہ دید مرزائیت کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دے چکے ہیں۔ مضمون ہذا ان کے شغف و انہماک کی نوعیت ظاہر کرتا ہے جس میں انھوں نے ختم نبوت کی تاریخی، اسلامی اور قومی اہمیت نہایت واضح انداز میں بتائی ہے اور آخر میں مرزا کے اقوال سے ثابت کیا ہے کہ اجرائے نبوت کے عقیدہ نے ان کے دماغ و عقائد کی بنیادیں بھی متزلزل کر دی ہیں۔

۱۶۔ ایسے نبی کی کون نبوت قبول کرے۔ از سراط کشمیری:

یہ پانچ اشعار پر مشتمل ایک نظم ہے جس کا مقطع اس طرح ہے!

آنا نہیں سمجھ میں انھیں کیا کہے کوئی مرزائے قادیان کو سمجھتے ہیں جو رسول

۱۷۔ آخری نبی اور آخری کتاب۔۔۔ مسئلہ ختم نبوت پر قرآنی آیات سے تبصرہ۔ از خولہ احمد دین امرتسری:

اس مقالہ میں خولہ صاحب نے نہایت سادہ انداز میں مسئلہ ختم نبوت پر بحث کی ہے۔ اس مضمون کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ تمام مسائل میں کلام ربانی سے استدلال کیا گیا ہے اور آیات قرآنی ہی سے اس حقیقت کی وضاحت کی گئی ہے کہ جس طرح قرآن کریم آخری کتاب ہے اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی آخری نبی ہیں۔

۱۸۔ مسئلہ شرک فی النبوت اور مذاہب ساویہ۔۔۔ مرزائی عقائد کے ماخذ و منبع کی عالمانہ توضیح۔۔۔ فتنہ تحریف و تاویل کی تربیت گاہوں اور اس کے علمی و عملی مدارج پر سیر حاصل تبصرہ۔ از مولانا محمد نور الحق پروفیسر اور جمیل کالج لاہور:

مضمون کے ابتدائی حصہ میں فتنہ تحریف عقائد کے محرکات اور اسکی مختلف تربیت گاہوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور دلائل و اسناد سے ثابت کیا گیا ہے کہ فتنہ تحریف کو جن اغوشوں میں پرورش پانے کا موقع ملا انکی بناء عقادی زوال اور ملحدانہ نظریات پر تھی۔ اسکے بعد فرقہ معزلہ کی محرقات فلسفہ طرازیوں کا عکس انکے علم الکلام کی روشنی میں دکھایا گیا ہے۔ مقالہ کا وہ حصہ درجہ معلومات آموز ہے جس میں حضور سرور کائنات ﷺ کی شان خاتم النبیین پر بحث کی گئی ہے اور علماء و فقہاء کے ارشادات و اجتہادات سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ مضمون نگار نے لفظ ”خاتم النبیین“ پر نفوی، تاریخی، علمی اور تحقیقی دلائل و اسناد سے حکیمانہ بحث کی ہے۔ اسکے بعد مثنوی اور اسکے لائحہ



تبلیغ پر بصیرت افروز تبصرہ کیا ہے۔

۱۹۔ زہر ہلاکتِ آخرین۔ از محمد حسین عرشی امرتسری:

۔۔۔ حذر اے طائرِ بامِ حرم اے کم نظر مسلم زشروفتہ کزدام گاہِ قادیاں خیزد

یہ نظم موصوف کے مجموعہ کلام ”مہمبائے رنگ رنگ“ مرتبہ محمد حسین تبسبی میں شامل ہے اور سات اشعار پر مشتمل ہے۔

۲۰۔ اسلامی نبوت اور امتی۔۔۔ مرزا صاحب کے دعوائے نبوت کی عام فہم تکذیب۔ از مقصود احمد:

یہ مضمون مقصود صاحب کے علمی تجسس کا نتیجہ ہے جس میں انھوں نے اسلامی نبی اور قادیانی نبی کے امتیازات کو علم و حکمت کے معیار پر جانچنے کی کوشش کی ہے اور ختم نبوت کے متعلق مرزا صاحب کے بیانات پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ وہ خود بھی اجرائے نبوت کے قائل نہیں تھے۔

۲۱۔ مرزائے قادیانی۔۔۔ اپنی زبان سے اپنی تکذیب۔ از ایم محمد یوسف نوشہروی:

یہ ایک طلبانہ مضمون ہے جو نصف کالم پر محیط ہے اس میں صاحب مضمون نے ثابت کیا ہے کہ الہام ہمیشہ مخاطب کی مادری زبان میں ہوتا ہے جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا عبرانی یا سنسکرت وغیرہ۔

۲۲۔ سچے نبی کی سچی پیش گوئیاں۔۔۔ صداقت نبوت کے چند سبق آموز مظاہرے۔ از حکیم عزیز الرحمن امرتسری:

حکیم صاحب نے اس مضمون میں رسول اکرم ﷺ کی گیارہ پیشگوئیوں سے آپ کی صداقت نبوت کے نظائر پیش کیے ہیں۔ وہ کھل کر رسول اللہ ﷺ کے وسعت علم کا اظہار مضمون کے ابتدائی پیرا گراف میں یوں کرتے ہیں! محشر المسلمین! آپ کو مبارک ہو کہ آپ ایسے نبی کریم ﷺ کی امت مرحومہ میں شامل ہیں جس کو علم اولین و آخرین دیا گیا تھا۔ جس پر حقائق اشیاء اور معارف کون و مکاں اور سرائے عالمین کھولے گئے تھے۔ جس کی چشم جہاں بین کے سامنے تمام حجاب اٹھا دیئے گئے تھے۔ جس کے سبب حقائق منزل سے علم و یقین نے وجود پکڑا ہے اور جس کے نور کی پیدائش کے بعد ہست و نیست کا فرمانِ حوادث پر جاری ہوا۔ اس ابتداء سے نہ صرف نفس مضمون پر روشنی پڑتی ہے بلکہ موصوف کی خوش عقیدگی اور اپنے مسلک پر پختگی کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

۲۳۔ تحریک حریت کشمیر اور قادیانیت: حمایتِ مظلوم کے پردہ میں قادیانیت کی تبلیغ ”زمیندار کے نامہ نگار مقیم سرینگر کے قلم سے۔“

قادیانیوں کی طرف سے کشمیریوں کو خود ساختہ نبی کا حلقہ بگوش بنانے کے لیے تبلیغی لٹریچر کی اشاعت اور آل

تھیں ختم نبوت نمبر

ایک مرحوم روزنامے کا ادنیٰ قادیان نمبر

انڈیا کشمیر کے مذموم اغراض و مقاصد پر نامہ نگار کی مساعی جیلہ کا ذکر اس سلسلے میں مجلس احرار نے مولانا ظفر علی خاں کی زیر قیادت حکومت سے مطالبات کی تفصیل بھی بیان کی ہے اور ساتھ ہی جہاد کشمیر میں عملی حصہ لینے کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ مولانا ظفر علی خاں کے مرزائیت شکن قلم نے کشمیر میں مرزائیت کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

۲۳۔ بخور رحمۃ للعالمین۔ از خاں اصغر حسین خاں نظیر لدھیانوی:

یہ ہدیہ عقیدت قاری میں ہیں اشعار پر مشتمل ہے جب کہ مصنف کے مجموعہ کلام ”صبح نشاط“ میں اس کے بائیس اشعار درج ہیں۔

۲۵۔ مرزائے قادیان کی منزل نبوت کے دلچسپ اور خندہ آفریں مرحلے متضاد دعاوی کی کشمکش۔۔۔ تذریجی نبوت کے کذب پر دلکش تبصرہ۔ ایک مبلغ اسلام کے قلم سے:

مرزا صاحب نے منزل نبوت تک پہنچنے کے لیے یہ عجیب و غریب رستہ منتخب کیا جس میں ہر قدم پر آپ کو جدید اعتقادی لغزشوں کا سامنا ہوا۔ مضمون کے مطالعہ سے قارئین کرام کو مرزائے قادیانی کے رنگ دعاوی اور دلچسپ شطیحات سے پوری طرح آگاہی ہو جائے گی کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت جن انگوٹھوں میں پل کر جوان ہوا وہ کس درجہ بد اعتقادی کا گہوارہ تھے۔

۲۶۔ قادیانیت اور قرآن کریم: از مولانا محمد مصلح

یہ ایک مختصر مضمون ہے جس میں مصنف نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ہر مسلمان پر دو فرض عائد ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ خدا کے اوامر کو پورا کریں اور نواہی سے باز رہیں اور دوم یہ کہ دوسروں کو بھی امر کریں اور نواہی سے روکیں۔ یوں اس تحریک سے قادیانیت خود بخود اپنی موت آپ مر جائے گی۔

۲۷۔ مرزائے قادیان کا صدق و کذب قرآن کریم کی روشنی میں: از مبلغ اسلام مولانا ابو عبیدہ بی اے کوہاٹی

مضمون میں مرزا کی کذب بیانی قرآن کریم کی روشنی میں بیان کی گئی ہے۔ اس ضمن میں مرزا کے حلفیہ بیان کو نقل کیا گیا ہے جس میں اس نے آئندہ دشنام آمیز فقرات وغیرہ کے استعمال سے پرہیز کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ مصنف نے قرآن کریم کے سات معیار بیان کیے ہیں۔ جن کو پرکھنے سے مرزا صاحب اپنے قول کے مطابق سچے نبی ثابت نہیں ہوتے۔

۲۸۔ مرزائے قادیانی اور معجزات انبیاء: اقرار و تسلیم کے بعد انکار و تکذیب۔ از مفتی محمد عبداللہ معمار امرتسری



مضمون نگار نے آنحضرت ﷺ کی اس حدیث مبارکہ ”قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم میں دجال و کذاب پیدا نہ ہوں لیں“ کو مضمون کے آغاز میں نقل کیا ہے اور پھر حدیث کے دعاوی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ مرزا من الاثنین یعنی میں دجالوں میں سے ایک تھے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆



## رُوحانِ دِیَانِیت میں اہلسنت کا عظیم قلمی جہاد

صادق علی ذہب

اللہ رب العزت کی رحمت بے پایاں ﷺ کے ظہور کے ساتھ ہی انبیاء و رسل کی آمد کا سلسلہ اختتام پذیر ہو گیا اور دین حنیف کی تکمیل کا اعلان الیوم اکملت لکم دینکم ۵ کے لفظوں الفاظ سے کر دیا گیا۔ پھر بھی ہوس کے پجاری کفار و منافقین نے اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے اپنی مکروہوس کی تشنگی مٹانے کی غرض سے تقریباً ہر زمانہ میں جھوٹی نبوت و رسالت کا ڈھونگ رچائے رکھا۔ خصوصاً برصغیر کے دور غلامی میں انگریزوں کی شہ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے بہت اودھم مچایا جسکی سرکوبی کے لیے علمائے حق اہلسنت و جماعت (بریلوی) نے ہر محاذ پر نہ صرف اس کا مقابلہ کیا بلکہ عملی طور پر اسے نیست و نابود کر دیا ورنہ انگریز کی مکمل پشت پناہی کی بدولت یہ فتنہ پورے برصغیر کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا۔ زیر نظر مقالہ میں علمائے حق کی ان کوششوں کی ایک ہلکی سی جھلک دکھائی گئی ہے۔ جو انھوں نے اس گھناؤنے فتنے کی سرکوبی کے لیے قلمی طور پر کیں۔ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ اس عنوان پر علمائے حق کی قلمی کادشوں کو یکجا و مرتب کرنے کی غرض سے محققین کا ایک بورڈ تشکیل دیا جائے جو شبانہ روز محنت سے نہ صرف ان علمی خزانوں کا تعارف شائع کرے جو علمائے اہل سنت نے قادیانی ذریعہ الباغیہ کے رد میں تحریر کئے ہیں بلکہ ان اہم ترین کتب کی تدوین و ترتیب کر کے انکو دوبارہ شائع کرنے کا اہتمام بھی کرے۔ لیکن راقم الحروف نے کچھ نہ کرنے سے کچھ کرنا بہتر ہے کہ اصول کے تحت انتہائی محدود وسائل کے ساتھ یہ مقالہ تیار کیا ہے جو بلاشبہ سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے لیکن قوی امید ہے کہ بارش کا پہلا قطرہ گرنے کے بعد موسلا دھار بارش بھی ہو ہی جائے گی۔ مقالہ کے مطالعہ سے قبل چند اصطلاحات ذہن نشین رکھیے گا۔ اس سے راقم الحروف کا مافی الضمیر سمجھنے میں آپ کو آسانی رہے گی۔

(۱) مقالہ میں مرتب شدہ کتب سن عیسوی کے لحاظ سے مرتب کی گئی ہیں تاہم سن ہجری بھی ساتھ ہی لکھا گیا ہے۔ جن کتب کے سنن اشاعت میسر نہ آ سکے انکے سامنے جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے جب سنن اشاعت میسر آجائیں گے تحریر کر دیے جائیں گے۔

(۲) حوالہ کے ضمن میں جو کتب کے نام اختصار کے ساتھ لکھے گئے ہیں ان میں قادیانی فتنہ اور علمائے حق مراد ہے جو کہ محمد سعید احمد نے مرتب فرما کر 1998ء میں ناتھ امریکہ ورجینیا سے شائع کی۔ قاموس سے مراد کتب



تحفظ ختم نبوت نمبر

روقا دینیت میں اہلسنت کا عقیم قلمی جہاد

کے تعارف پر مشتمل ضخیم ترین کتاب قاموس الکتب ہے۔ ”قلمی جہاد“ مولانا اللہ وسلیا کی مرتب فرمودہ کتاب ”رد قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت“ کی طرف اشارہ ہے۔ جو کہ مجلس تحفظ ختم نبوت نے اکتوبر 1990ء میں شائع کی۔ جبکہ حافظ عبدالستار سعیدی کی مرتب کردہ کتاب ”مرآة الصانف“ مرآة کا اختصاری نام اختیار کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مکتبہ قادریہ لاہور نے نومبر 1980ء میں شائع کی تھی۔ شاہین ختم نبوت مفتی محمد امین قادری علیہ الرحمہ نے علمائے حق کی نایاب تصنیفات شائع کرنے کی غرض سے جعفر ست مرتب کی تھی اسکا حوالہ ”قہرست مفتی امین“ کے نام سے دیا گیا ہے۔ اسی طرح حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے جب اپنا ضخیم کتب خانہ جامعہ پنجاب لاہور کو عطیہ کر دیا تو یونیورسٹی نے اس کتب خانہ کی ایک فہرست مرتب کی جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس فہرست کے حوالہ کے لیے ”قہرست حکیم موسیٰ“ کا نام استعمال کیا گیا ہے۔

(۳) کیفیت کے خانہ میں ابو بکر لاہوری سے مراد راقم کی لاہوری ہے جبکہ کوشہ محققین سے مراد لاہوری پروفیسر شبیر

نمبر شمار	نام کتب	حسین زاہد	مفتی / مؤلف	صفحات	من اشاعت	نکاح حلال	کیفیت
		صاحب اور				احمد حسن	سے

مراد لاہوری احمد حسن قادری کھرٹیا نوالہ چک نمبر 72 ہے۔ اسی طرح احتساب سے مراد مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے شائع شدہ کتب ”احتساب قادیانیت“ سلسلہ ہے۔ امید ہے کہ راقم الحروف کی یہ کاوش محققین کے لیے چراغ راہ ثابت ہوگی۔ اور کوئی صاحب علم اس طالب علم کی کاوش کو مزید بہتر بنانے کی جدوجہد کرے تو یہ امت مسلمہ پر عظیم احسان ہوگا۔

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۲	اوہام غلام قادیانی	علامہ حلد رضا خان	الاول ۱۳۱۸ھ اگست ۱۹۰۰ء قادیانی جہاد	ابوبکر
۱۳	الصارم الربانی علی اسراف	بریلوی	۶۰ ۱۳۱۸ھ	۲۶۳ ص قادیانی فتنہ لاہوری
۱۵	القادیانی		۳۳۰ ۱۳۱۸ھ	۱۹۰۰ء قلمی جہاد منکاتہ
۱۶		امام احمد رضا خان	۶۰ ۱۳۱۹ھ	۱۹۰۰ء ۲۱۰ قادیانی
۱۷	جز اللہ عدوہ بابائے ختم نبوت	بریلوی	۱۳۲۰ھ	۱۹۰۱ء ۷۱ ص قادیانی فتنہ لاہوری
۱۸	قصیدہ عربیہ بے نقط	مولانا محمد حسن فیضی	۲۳ ربیع ۱۹۰۲ء	قادیانی فتنہ لاہوری
	شمس الہدایہ فی اثبات	حضرت پیر مہر علی	الآخر ۱۳۲۰ھ	۱۹۰۲ء ۷۰ ص قادیانی فتنہ لاہوری
	حیات المسیح	شاہ کلثوی		قادیانی فتنہ
	حجۃ الجبار	سید محمد عبدالجبار		۷۳ ص قادیانی فتنہ لاہوری
				۷۲ ص قادیانی فتنہ لاہوری
	درة الدرانی علی رد القادیانی	محمد حیدر اللہ خان		قلمی جہاد ۲۲۸ قادیانی فتنہ لاہوری
	سیف چشتیائی	درانی		۹۱ ص قادیانی فتنہ لاہوری
	راست بیانی بر شکست	حضرت پیر مہر علی شاہ		۳۰۳ ص قادیانی فتنہ لاہوری
	قادیانی	کلثوی		قلمی جہاد ۹۸ ص قادیانی فتنہ لاہوری
	المستند بنائجاہ الابد	امام الدین کجراتی		۳۰۳ ص قادیانی فتنہ لاہوری
	السووالعقاب علی المسیح	امام احمد رضا خان		قلمی جہاد ۹۸ ص قادیانی فتنہ لاہوری
	الکذاب	بریلوی		۹۸ ص قادیانی فتنہ لاہوری
		امام احمد رضا خان		۹۸ ص قادیانی فتنہ لاہوری
		بریلوی		۶۹ ص قادیانی فتنہ لاہوری
				۶۹ ص قادیانی فتنہ لاہوری





راقم کینام خط احتساب	لاہوری
انیس احمد شاد قادیانیت	بابو پیر بخش
محرمہ ۸/۶/۹۷ ج ۱۱	لاہوری
احتساب	مولانا قاضی غلام
قلمی جہاد قادیانیت	گیلانی
ص ۱۶۸ ج ۱۲	بابو پیر بخش لاہور
احتساب قلمی	بابو پیر بخش لاہور
جہاد ص ۱۹۶ قادیانیت	
مرآۃ ج ۱۲	امام احمد رضا خان
اقتصادی لائبریری مجلس	بریلوی
ص ۲۶۷ تحفظ ختم	مولینا محمد صادق
قلمی جہاد نبوت ملتان	بہاولپوری
ص ۹۵ ابو بکر	بابو محمد پیر بخش
لاہوری	لاہور
قلمی جہاد ننگانہ	بابو محمد پیر بخش
ص ۱۰۷	لاہور
قلمی جہاد	
ص ۱۰۱ احتساب	
قلمی جہاد قادیانیت	
ص ۱۰۰ ج ۱۱	
مرآۃ	
اقتصادی	
ص ۲۶۷	





سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فتوہ امتداد کے خلاف جہاد علماء و مسعود کی فتوہ دینا نیت کے خلاف تاریخ ساقیہ بنایاں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے روحانی فرزند قاضی مرزا نیت منظر اسلام کا نمائندہ علامہ شہاد احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ علیہ کی فتوہ دینا نیت کے خلاف قومی اسمبلی کے اندر اور پھر عقیم جہاد وجود، ایک تاریخ ساز دستاویز مشہور قلم کار محقق مصنف کالم نگار جناب محمد احمد ازی (ایم اے) کے قلم کا ختم شاہکار

تحریک تحفظ ختم نبوت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (شائع ہو گئی ہے)

أفق پبلی کیشنز

B/77 سکٹر 35A گلشن حالی، زمان ٹاؤن کوڈنگی نمبر 4 کراچی (0300-2699072)





قلمی	نبوت نمبر	خان میکش
جہاد ص ۱۳۰	رفع الحجاب عن وجہ الکذاب	مفتی عزیز احمد
فہرست مفتی محمد	اتمام الحجۃ عن اعرض عن الحجۃ	سید محمود احمد رضوی
امین قادری	مولانا شہاب	
قلمی جہاد	قادیانی کذاب	الدین چوہدری
ص ۲۲۰	مولانا اصغر علی روجی	
قلمی جہاد		
ص ۳۴۳	مفتی رفاقت حسین	
قلمی جہاد ص	بریلوی	
قلمی		
جہاد ص ۳۶۰		
قلمی		
جہاد ص ۲۱۵		
قلمی		
جہاد ص ۲۳۱		
قلمی		
جہاد ص ۱۳۹		
مرآۃ		
اصناف		
ص ۲۶۷		
قلمی جہاد		
ص ۲۲۲		





۱۲۵	کلم نبوت	ملک محمد اکبر ساقی	۱۳۲۲ ھ ۱۳۲۳ ھ ۲۰۰۲ء	ص ۱	احمد حسن
۱۲۶	قادیانیت مرزا طاہر کا مفہوم قلمی حیثیت سے	محمد متین خالد / حاجی	۱۳۲۶ ھ ۲۰۰۶ء	قلمی جہاد	محمد ختم نبوت
۱۳۷	قبول ہے	عبدالحمید رحمانی	۲۳	==	قلمی جہاد ابو بکر
۱۳۸	مرزا قادیانی اپنے	محمد متین خالد	۱۶	==	ص ۳۱۹ لائبریری
۱۳۹	شرمناک کردار کے آئینہ	=====	۳۵۲	==	قلمی جہاد ننگانہ
۱۴۰	میں	=====	۱۶	==	ص ۲۰۱
۱۴۱	قادیانیت ہماری نظر میں	=====	۲۸	=====	
	قادیانیت سے اسلام تک	=====		=====	
	غدار پاکستان	=====		=====	
	قادیانیت ایک دہشت	=====		=====	
	گردِ جنیم	=====		=====	
	قادیانی خلیفہ مرزا طاہر کا	=====		=====	
	عبرت کا انجام	=====		=====	
	قادیانی راسپوئیوں کے	=====		=====	
	عبرت کا انجام	=====		=====	
	قادیانیوں سے فیصلہ کن	=====		=====	
	مناظرے				
	قادیانیت پر تبصرے				
	قادیانیوں سے متعلق				
	عدالتی فیصلے				
	تحفظ ختم نبوت، فضیلت				
	اور اہمیت				
	الفاظِ اہل حق مانگتے ہیں				
	احمدی دوستوں تمہیں اسلام				
	پلاتا ہے				

۱۶۳	اور مسیح کا جائزہ	پیر محمد کرم شاہ	۸۰ الاول ۱۴۰۷ھ	قلمی جہاد	ننگانہ
۱۶۵	الازھری	۲۳	نیم ۱۱۵ اگست ۱۹۸۸ء	۱۰۱	کوشہ محققین
۱۶۶	قادیانی نبی اور غازی	۸	۸ صفر ۱۴۰۹ھ	۱۹۸۷ء	ننگانہ
۱۶۷	منجم (حصہ اول)	مولینا عبدالستار	۷۶ ۱۴۰۷ھ	۱۱۵ اپریل ۸ مئی ۱۹۸۷ء	ابوبکر
	توہین رسالت کی سزا	انصاری چشتی	نیم صفر	اکتوبر ۱۹۸۸ء	محمد امین
	ایک حقیقت جس سے		۱۴۰۹ھ	قادیانی ص ۲	ننگانہ
	انحراف ممکن نہیں	غازی منجم	رج	قادیانی دھرم	=====
	حاجی نواب		اول ۱۴۰۹ھ	ج ۲ ص ۲۶۵	
	قادیانیوں کو دعوت اسلام	الدین کلڑوی		قلمی جہاد	احمد حسن
	خواجہ شوکت علی			ص ۱۶۵	کھڑیا نوالہ
	لانہی بعدی	طہداری		قلمی	
	عظمت تاجدار ختم نبوت			جہاد ص ۲۱۹	ابوبکر
	تاریخی عدالتی فیصلہ	علامہ غلام رسول		قادیانی فتنہ	لابیری
	عقیدہ ختم نبوت اور مرزا	سعیدی		ص ۸۴	ننگانہ
	قادیانی				احمد حسن
		مفتی محمد امین			کھڑیا نوالہ
		نقوی			کوشہ محققین
		راجا رشید محمود		قلمی جہاد	ننگانہ
		میاں تاج		ص ۱۹۳	ابوبکر
		السلوک قریشی			لابیری
		ڈاکٹر طاہر			ننگانہ
		القادری		قلمی جہاد	
				ص ۲۲۷	





۱۹۶	سازشوں کا	فیصل آباد	۲۳۸	۱۹۹۷ء	تہذیب و تمدن
۱۹۷	سازشوں کا	فیصل آباد	۲۳۸	۱۹۹۷ء	تہذیب و تمدن
۱۹۸	قادیانیت	خان	۹۶	==	کھڑیا نوالہ
	عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ	خالد محمود		==	==
	قادیانیت (سوال جواباً)	قادری		==	ابوبکر
	انجام گستان	پروفیسر شاہین		==	لاہوری
	قادیانی دھرم	لودھی		==	ننگانہ
	سید عبدالحفیظ			==	دھرم کا علمی
	ماہنامہ کنز الایمان کا ختم	شاہ		==	کوشہ محققین
	نبوت نمبر	رائے محمد کمال		==	ننگانہ
	عقیدہ ختم نبوت اور	محمد سلیم مست		==	ابوبکر
	حضرت مجدد الف ثانی	قادری		==	لاہوری
	مرزائیوں کے باطل	صادق علی زاہد		==	ننگانہ
	نظریات	سید محمد سعید		==	==
	قادیانی فتنہ اور علمائے حق	الحسن		==	==
	مفتی عبد			==	==
	الواجد قادی			==	==
	نعیم طاہر			==	==
	رضوی			==	==
	پروفیسر			==	==
	شبیر حسین زاہد			==	==
	محمد ہمالیوں			==	==
	عباس شمس			==	==
	محمد سعید احمد			==	==



۲۲۶	مجموعہ نبوت زندہ باد	محمد انور قریشی	۱۵ رمضان ۱۴۲۲ھ	==	غلام مصطفیٰ مہدی	۱۴۲۲ھ	==	تہذیب ختم نبوت نمبر
۲۲۸	ماہنامہ لائبریری بعدی کا ختم	علامہ سید احمد سعید	۳۲	==	مارچ ۲۰۰۲ء		==	ننگانہ
۲۲۹	نبوت نمبر	کاظمی	۱۶	==	مئی ۲۰۰۳ء		==	ننگانہ
	تحریک ختم نبوت اور	صادق علی		==			==	ننگانہ
	غزالی زماں	زابد/افضل رشید		==	محرم ۱۴۲۳ھ		==	ننگانہ
	علامات امام مہدی	مولینا محمد حنیف		==	رجب		==	ننگانہ
	القول المعتمد فی الامام	اختر		==	الاول ۱۴۲۲ھ		==	ننگانہ
	المستظر	مولینا ظفر اقبال		==			==	ننگانہ
	مرزائے قادیان اسلامی	کلیار		==			==	ننگانہ
	لبادے میں شیطان	ڈاکٹر طاہر		==			==	ننگانہ
	ماہنامہ لائبریری بعدی کا	القادری		==			==	ننگانہ
	مجاہدین ختم نبوت نمبر	سید محمد سعید الحسن		==			==	ننگانہ
	عقیدہ ختم نبوت اور	سید اجمل		==			==	ننگانہ
	تحریک ۷۲	گیلانی/افضل		==			==	ننگانہ
	اقوال مرزا	رشید		==			==	ننگانہ
	حق الکلام من آیات	ملک محبوب محمد		==			==	ننگانہ
	القرآن	الرسول		==			==	ننگانہ
	فتنہ قادیانیت زہر قاتل	مولینا امجد علی		==			==	ننگانہ
	دشمنان اسلام کلبائیکاٹ	اعظمی		==			==	ننگانہ
		محمد عبدالرحمن		==			==	ننگانہ
		قادی		==			==	ننگانہ
		محمد شاہد حبیب منو		==			==	ننگانہ
		محمد احمد حسن		==			==	ننگانہ
		قادی		==			==	ننگانہ

۱۵۵ کورس (۱۹۹۸ء تا محمد امین کلثوی ۲۳۶) == == ==  
 رفقائے نیت میں اہل بیت علیہم السلام کی جہاد سید ہدایت رسول

۲۵۶	سچ کیا ہے	شاہ	۳۲	==	==	ابوبکر
۲۵۷	قادیانی سازشیں		۸	==		لابیری
	دعوت غور و فکر	محمد احمد حسن			۲۰۰۷ء	ننگانہ
۲۵۸	قادیانی مسلمانوں کو کیا	قادی	۳		۱۳۲۸ھ جون ۲۰۰۷ء	=====
۲۵۹	کبھی تھے ہیں؟	سید محمود احمد رضوی	۸		جمادی	
	اسلامی ہم قادیانی دم	رانا محمد اکرم طاہر			آخر ۱۳۲۸ھ اگست ۲۰۰۷ء	=====
	مرزا قادیانی کی انگریز	صوفی محمد رباب			ستمبر ۲۰۰۷ء	=====
	دوستی	خان نیازی			شعبان ۱۳۲۸ھ	=====
	خاتم النبیین	سید محمد امین نقوی		==		=====
	عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ	محمد عبدالکلیم اختر				=====
	قادیانیت (سوال جواباً)	شاجہ بانپوری				=====
	تحفظ ختم نبوت اور	مفتی احمد یار خان				=====
	ہماری ذمہ داریاں	نعیمی				=====
	شش روزہ شیڈول رد	صادق علی زاہد				=====
	قادیانیت کورس ۲۰۰۷ء					=====
	قادیانیوں کی ناپاک	میر محمد اسلم ناصر				=====
	جسارت	ایڈوکیٹ				=====
	قادیانیوں کے	سید ہدایت رسول				=====
	خازنوں سے رسم	شاہ				=====
	کے گلزاروں تک					

صوفی محمد امین

کلثوی

شعیب احمد



۲۸۸	کہانی	۲۳۳	قلمی جہاد
۲۸۹	قادیا نبی کے احکام	۱۲	ص ۹۰
۲۹۰	کرشن قادیانی کے	۱۹	قادیا نبی فتنہ
۲۹۱	بیانات ہندیانی	۱۰	ص ۸۱
	عقیدہ ختم نبوت اور		قلمی جہاد
	امام احمد رضا خان		ص ۲۲۲
	مقیاس نبوت		فہرست مفتی
	(۲ حصے)		محمد امین قادری
	مقیاس نبوت (تیسرا		ص ۲
	حصہ)		
	حیات عیسیٰ علیہ السلام		
	سیوف الکلامیہ لقطع		
	دعاویٰ الغلامیہ		
	فتنہ قادیان		
	مسئلہ ختم نبوت		
	نجد سے قادیان براستہ		
	دیوبند		
	ختم نبوت		
	الرد الغمی فی ظہور الامام		
	المحدی		
	قادیا نبی دھرم اور اسلام		

۳۱۲ رد قادیانیت سردار محمد خاں لغاری ۴۰

۳۱۳ دین فطرت (اشاعت) محمد اکرم ناز/ظفر ۱۳۸

۳۱۴ (نمبر ۱۶) عباس ۱۸

۳۱۵ مرزائیوں کے عقائد و اے جے سعیدی ۱۶

۳۱۶ مرزا کی بکواسات گروپ فیصل آباد ۴۰

۳۱۷ مرزاانیت اپنے آئینہ میں اصغر نورانی ۱۶

۳۱۸ سازش کا انکشاف سید محمد جمال الدین ۲۵۰

۳۱۹ حضرت پیر مہر علی شاہ اور کاظمی ۳۲

۳۲۰ رد قادیانیت سید محمد سعید الحسن ۱۶

ایٹم بم رحمانی برحق محمد صدیق ہزاروی

قادیانی عبدالرحمن گیلانی

ختم رسالت مجددی

ختم نبوت پر مستند دلیل مسلم بی اے

خاتم النبیین خلیل الرحمن قادری

خاتم النبیین محمد شریف خالد

لامہدی الاعمیٰ رضوی

مرزا غلام احمد قادیانی کے امام الدین واعظ

حالات (سندھی) بابو پیر بخش

مرزا کی کہانی اسکی اپنی مولانا عبدالکریم

زبانی سعدی

قادیانیوں کا ارتداد اور امان اللہ شاہ کجراتی

مولانا غلام مرشد کا اجتہاد محمد الدین

قلمی جہاد

۶۳ ص

قلمی جہاد

۷۶ ص

قلمی جہاد

۷۷

قلمی جہاد

۱۰۰ ص

قلمی جہاد

۱۷۸ ص

قلمی جہاد

۲۰۳ ص

قلمی جہاد

۲۳۱ ص



=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

=====

سید رضی علی

حقیقت مرزائیت

۳۳۱

کرانی

خراقات قادیانی

سید محمد یونس شاہ ۲۳

۳۳۲ سوشل بائیکاٹ کی شرعی

کاظمی ۱۶

۳۳۳ حیثیت

مفتی محمد امین ۸

۳۳۴ گستاخ رسول کی سزا کے

فیصل آباد ۱۶

۳۳۵ بارے میں استفتاء کا

ڈاکٹر طاہر

جواب

القادری ۸۰

۳۳۶ اسلام اور مرزائیت

۴

۳۳۷ مہمان اہلیت کہاں ہیں

پیر محمد کرم شاہ ۱۶

۳۳۸ مسئلہ ختم نبوت

۱۵ اگست

۸۰

الازہری

۳۳۹ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی

حافظ غلام حسین ۱۶۲ صفر ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۸ء

۳۴۰ کتابوں کے آئینے میں

۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹ء

کلیاوی

گستاخ رسول کی سزا

قلمی جہاد ابو بکر لاہوری

مفتی ابو داؤد محمد

کلمہ طیبہ اور قادیانی

۱۹۳ ص ننگانہ

صادق

سازش

حاجی محمد اسماعیل

تحریک ختم نبوت اور محمد

طاہر القادری

احمد رضا

لانی بعدی

خان/احمد سعید

محمد رسول اللہ

کاظمی

محمد احمد فریدی

نذیر احمد منٹو

سید محمد امین نقوی

=====